

جدید نظر ثانی ایڈیشن

محبوب خدا صلی علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں



چوبیس گھنٹے کی زندگی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور نورانی طریقوں اور اعمال پر مشتمل ایک نایاب کتاب جسے پڑھ کر دلوں میں سنتوں کے اُپنانے کا شوق پیدا ہوگا۔

مؤلف:

مولانا مفتی محمد ارشد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

پسند فرمودہ

حضرت مفتی نظام الدین سائینی مدظلہ العالی

زمزم پبلشرز

جدید نظر ثانی ایڈیشن

محبوب خدا صلی علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں

اُسُوہ حَسَنَہ

المعروف

# شَمَائِلُ كُبْرَى

جِلْدِ اَوَّل

کھانے پینے اور لباس کے متعلق آپ ﷺ کے

شمائل و سنن پر مشتمل ہے

مؤلف

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

استاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور

پسند فرمودہ

حضرت مفتی نظام الدین سامرنی رحمہ اللہ

استاذ حدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اژدہ بازار کراچی

# کپوزنگ بحث نامہ محفوظ ہیں

## ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کر سکتا۔ سہواً جو اغلاط ہو گئی ہوں اس کی تصحیح و اصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زرخیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ اور آپ ”تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى“ کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاءُكُمْ اللَّهُ تَعَالَى جَزَاءً جَمِيلاً جَزِيلاً  
— مُنْجَانِبًا —

احباب زمزم پبلشرز

کتاب کا نام — شانل کبریٰ جلد اول

تاریخ اشاعت — اپریل ۲۰۱۰ء

باہتمام — احباب زمزم پبلشرز

کپوزنگ — فاروق اعظم کہنہ روزگار

سرورق — احباب زمزم پبلشرز

ناشر — زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹرز، مقدس مسجد، اردو بازار کراچی

فون: 021-32725673 - 021-32760374

فیکس: 021-32725673

ای میل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: www.zamzampublishers.com

ملنے کے لیے یکر پتے

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

قدیمی کتب خانہ بالتقابل آرام باغ کراچی

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

ISLAMIC BOOK CENTRE

119-121 Halliwell Road, Bolton B11 3NE

Tel/Fax 01204-389080

Mobile: 07930-464843

AL-FAROOQ INTERNATIONAL

36, Rolleston Street Leicester

LE5-3SA

Ph: 0044-116-2537640

Fax: 0044-116-2628655

Mobile: 0044-7855425358

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عَرَضٌ نَّاشِرٌ

شَمَائِلِ كَبْرِيَّ نئے انداز میں پانچ جلدیں (مکمل دس حصے) شائع ہو چکی ہیں۔ الحمد للہ اب شَمَائِلِ كَبْرِيَّ کی چھٹی جلد (گیارہواں حصہ) اور ساتویں جلد (بارہواں حصہ) پیش خدمت ہے۔ اُمت میں حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب کی تالیف شَمَائِلِ كَبْرِيَّ کو جو پذیرائی حاصل ہوئی ہے، اس کا ثبوت اس بات سے مل سکتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان میں مختصر سے عرصے میں کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ خود پاکستان میں زمزم پبلشرز کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں سب سے پہلے زمزم پبلشرز ہی نے یہ کتاب قدرداں قارئین کے سامنے متعارف کرائی اور اب پاکستان میں پہلی بار شَمَائِلِ كَبْرِيَّ کے مکمل دس حصے بڑے سائز کی پانچ جلدوں میں پیش کرنے کا اعزاز بھی الحمد للہ زمزم پبلشرز کو حاصل ہو رہا ہے۔ اللہ عزوجل سے امید اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے انداز کو بھی اُمت میں پذیرائی اور اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد رفیق زمزمی

## شمال کبریٰ کی جلدوں کا اجمالی خاکہ

اسوہ حسنہ معروف بہ ”شمال کبریٰ“ جو شمال و سنن نبوی کا ایک وسیع بیش بہا ذخیرہ اور قیمتی سرمایہ ہے۔ اس کے ایڈیشن ہندو پاک میں شائع ہو کر خواص و عوام میں مقبول ہو چکے ہیں۔ امت نے اسے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا ہے۔ اور اس پر منامی بشارت نبی پاک ﷺ بھی ہے۔ دوسری زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہونے کی اطلاع ہے۔ اس کی دس جلدیں اب تک طبع ہو چکی ہیں۔ بقیہ جلدیں زیر طبع اور زیر ترتیب ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس محض اپنے فضل و کرم سے بعافیت پایہ تکمیل پہنچا کر رہتی دنیا تک اسے قبول فرمائے۔

ان دس جلدوں کا اجمالی خاکہ پیش نظر ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون سی جلد کن مضامین پر مشتمل ہے۔

شمال کبریٰ جلد اول..... حصہ اول: ① کھانے ② پینے ③ لباس کے متعلق آپ کے شمال اور سنن کا مفصل بیان ہے۔  
شمال کبریٰ جلد اول..... حصہ دوم: ① سونے ② بیدار ہونے ③ بستر ④ تکیہ ⑤ خواب ⑥ سرمہ ⑦ انگوٹھی ⑧ بال ⑨ داڑھی ⑩ لب ناخن ⑪ امور فطرت ⑫ خضاب ⑬ عصا کے متعلق آپ کے شمال و سنن کا مفصل بیان ہے۔  
شمال کبریٰ جلد دوم..... حصہ سوم: ① معاملات ② تجارت ③ خرید و فروخت ④ بازار ⑤ ہبہ ⑥ عاریت ⑦ اجارہ اور مزدوری ⑧ ہدیہ ⑨ قرض ⑩ مرغ ⑪ گھوڑے ⑫ بکری ⑬ اونٹ ⑭ سواری ⑮ سفر کے متعلق آپ کے شمال و سنن کا مفصل بیان ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے بلند پایہ مکارم اخلاق کا نہایت ہی مفصل بیان جو ۷۵ عناوین پر مشتمل ہے۔

شمال کبریٰ جلد دوم..... حصہ چہارم: ① اخلاص ② صدق ③ محبت و الفت ④ محبت و عداوت خدا کے واسطے ⑤ حب خدا اور رسول ⑥ مؤمن کو خوش کرنا ⑦ مسلمانوں کی مدد و نصرت ⑧ پریشان حال کی مدد و نصرت ⑨ مظلوم کی مدد ⑩ یتیمی اور بیواؤں کی خدمت ⑪ احباب کی ملاقات اور زیارت ⑫ اولیاء و صلحاء کی زیارت ⑬ عفو و درگزر ⑭ اہل فضل کی غلطیوں کا درگزر ⑮ سائلین کی رعایت ⑯ اکرام مسلم ⑰ بڑوں کی تعظیم ⑱ اہل فضل کی غلطیوں کا درگزر کرنا ⑲ مؤمن کی عزت ⑳ لوگوں کے مرتبہ کی رعایت ㉑ خاطر مدارات ㉒ مہمان نوازی ㉓ امانت اور دیانتداری ㉔ وعدہ پورا کرنا ㉕ حلم و بردباری ㉖ اعتدال اور میانہ روی ㉗ سنجیدگی ㉘ نرمی سہولت ㉙ پردہ پوشی ㉚ غصہ برداشت کرنا ㉛ توکل ㉜ قناعت ㉝ استغناء ㉞ صبر ㉟ شکر ㊱ سادگی ㊲ قناعت ㊳ تواضع و انکساری ㊴ شرم اور حیا ㊵ سخاوت ㊶ استقامت ㊷ شجاعت اور بہادری ㊸ نیکی پر خوشی، گناہ پر رنج ㊹ زائد پر دوسروں کو ترجیح ㊺ دوسروں کے لئے وہی جو اپنوں کے لئے ㊻ توڑ والوں سے جوڑ ㊼ حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے پرہیز ㊽ سلامتی صدر ㊾ خوش کلامی ㊿ خندہ پیشانی ① خاموشی اور قلت کلام ② شفقت اور رحمت ③ ایثار ④ سفارش ⑤ حسن ظن ⑥ مشورہ ⑦ عدل و انصاف ⑧ اجتماعیت اور اتحاد ⑨ اصلاح بین الناس ⑩ نیکیوں کی صحبت ⑪ بروں سے اجتناب ⑫ مشتبہات سے بچنا ⑬ مؤمن کو نفع پہنچانا ⑭ کھانا کھلانا ⑮ کپڑا پہنانا ⑯ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا ⑰ اہل

محبت کی آمد پر خوشی (۶۸) سلام (۶۹) مصافحہ (۷۰) والدین کے ساتھ حسن سلوک (۷۱) اولاد کے ساتھ حسن سلوک (۷۲) رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک (۷۳) پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک (۷۴) تمام مخلوق کے ساتھ اچھے برتاؤ کے متعلق آپ کی پاکیزہ تعلیمات کا بیان ہے۔

شَمَائِلُ كَبْرِي جلد سوم ..... حصہ پنجم: اس جلد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی احوال و اوصاف کا اور آپ کے اخلاق و عادات و اطوار کا مفصل بیان ہے جو ۱۰۰ عنوانات پر مشتمل ہے۔ ① چہرہ مبارک ② پیشانی مبارک ③ دندان مبارک ④ آنکھ مبارک ⑤ سر مبارک ⑥ سینہ مبارک ⑦ لعاب دہن ⑧ برکات دہن ⑨ رخسار مبارک ⑩ کان مبارک ⑪ پلک مبارک ⑫ داڑھی مبارک ⑬ گردن مبارک ⑭ کندھا مبارک ⑮ ہڈیوں کے جوڑ ⑯ بغل مبارک ⑰ سینہ مبارک ⑱ پیٹ مبارک ⑲ پیٹھ مبارک ⑳ بال مبارک ㉑ رنگ مبارک ㉒ آواز مبارک ㉓ قلب مبارک ㉔ دست مبارک ㉕ پیر مبارک ㉖ قد مبارک ㉗ سایہ مبارک ㉘ حسن مبارک ㉙ عقل مبارک ㉚ پسینہ مبارک ㉛ مہر نبوت ㉜ خون مبارک ㉝ پاخانہ مبارک ㉞ آپ کا ختنہ شدہ ہونا ㉟ قوت و شجاعت ㊱ فصاحت و بلاغت ㊲ خشیت و بکاء ㊳ ہیبت و وقار ㊴ آپ کے بلند پایہ مکارم اخلاق ㊵ جوہر و سخا ㊶ آپ کی تواضع کا بیان ㊷ شفقت و رحمت ㊸ حلم و بردباری ㊹ گفتگو اور کلام مبارک ㊺ قصہ گوئی ㊻ آپ کے اشعار ㊼ خوش مزاجی ㊽ مسکراہٹ ㊾ خوشی اور رنج کے موقع پر آپ کی عادت طیبہ ㊿ مزاج ۱ شرم و حیاء ۲ آپ کی مجلس ۳ بیٹھنے کا طریقہ ۴ بدلہ کے متعلق ۵ گرفت کی عادت نہیں ۶ صبر کے متعلق ۷ اہل خانہ کے متعلق ۸ گھر میں داخل ہونے کے سلسلہ میں ۹ احباب اور رفقاء کے ساتھ برتاؤ ۱۰ بچوں کے ساتھ برتاؤ ۱۱ خادموں اور نوکروں کے ساتھ برتاؤ ۱۲ خدمت گاروں کا بیان ۱۳ یتیموں کی خدمت ۱۴ غرباء اور مساکین کی خدمت ۱۵ سائلین کے ساتھ برتاؤ ۱۶ مشورہ فرماتے ۱۷ تباہی خیر ۱۸ ایثار ۱۹ بچھنے لگانا ۲۰ رفتار مبارک ۲۱ نعل مبارک ۲۲ جوتا چپل پہننے کے متعلق ۲۳ موزے کے متعلق ۲۴ لینے دینے کے متعلق آپ کی عادت ۲۵ بارش کے سلسلے میں آپ کی عادت ۲۶ احباب کی خامیوں کے متعلق آپ کی عادت ۲۷ سیر و تفریح کے متعلق ۲۸ تصویر کے متعلق آپ کی عادت ۲۹ سلام کے متعلق آپ کی عادت ۳۰ مصافحہ کے بارے میں آپ کی عادت ۳۱ معانقہ کے متعلق ۳۲ تقبیل اور بوسہ کے سلسلے میں ۳۳ چھینک کے متعلق ۳۴ نام اور کنیت کے متعلق ۳۵ جنگی سامان کا ذکر ۳۶ گھریلو سامان کا ذکر ۳۷ پہرے داروں کا ذکر ۳۸ رہن سہن کے متعلق آپ کی عادت طیبہ ۳۹ وعظ و تقریر ۴۰ قرأت کا ذکر ۴۱ عبادت میں اہتمام ۴۲ نوافل کے متعلق آپ کی عادت ۴۳ لوگوں کے گھروں میں نفل پڑھنے کے متعلق ۴۴ ذکر الہی کرنے کے بارے میں ۴۵ توبہ و استغفار ۴۶ عمر مبارک ۴۷ متفرق پاکیزہ عادتیں۔

شَمَائِلُ كَبْرِي جلد سوم ..... حصہ ششم: ① طہارت و نظافت ② پاخانہ پیشاب کے متعلق ③ مسواک ④ وضو ⑤ مسح موزہ ⑥ تیمم ⑦ غسل ⑧ مسجد ⑨ اذان ⑩ اوقات صلوٰۃ کے متعلق آپ کے شمائل اور طریق مبارک کا مفصل بیان ہے۔

شَمَائِلُ كَبْرِي جلد چہارم ..... حصہ ہفتم: ① آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مکمل نقشہ ② مستحبات ③ مکروہات و ممنوعات

۳) سجدہ سہو ۵) خشوع و خضوع ۶) سترہ ۷) جماعت ۸) امامت ۹) صف کی ترتیب ۱۰) اور سنن راتبہ کے متعلق آپ کے پاکیزہ شَمَائِلِ کا ذکر ہے۔

شَمَائِلِ كَبْرِیٰ جلد چہارم..... حصہ ہشتم: ۱) نماز شب و تہجد ۲) تراویح ۳) وتر ۴) اشراق ۵) چاشت ۶) دیگر تمام نفل نمازیں، صلوٰۃ الحاجہ، صلوٰۃ الشکر، صلوٰۃ التَّسْبِيحِ وَالْحِفْظِ وغیرہ ۷) نماز استسقاء ۸) نماز گہن ۹) نماز خوف ۱۰) جمعہ ۱۱) عید بقرعید ۱۲) نماز سفر کے متعلق آپ کے پاکیزہ شَمَائِلِ کا بیان۔

شَمَائِلِ كَبْرِیٰ جلد پنجم..... حصہ نهم: ۱) زکوٰۃ و صدقات ۲) رویت ہلال ۳) روزہ رمضان ۴) افطاری و سحری ۵) شب قدر ۶) اعتکاف ۷) نفلی روزے، ماہانہ اور ہفتہ واری روزے ۸) ممنوع روزے ۹) اور سفر کے روزے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ حسنہ اور تعلیم و طریق مبارک کا مفصل بیان۔

شَمَائِلِ كَبْرِیٰ جلد پنجم..... حصہ دہم: موت میت اور برزخ کے متعلق ۱) قبض روح ۲) غسل میت ۳) کفن میت ۴) جنازہ میت ۵) تدفین میت ۶) قبر اور اموات پر برزخ ۷) تعزیت ۸) وصیت ۹) وراثت کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ حسنہ اور تعلیم و طریق کا مفصل بیان ۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک اور تجہیز و غسل وغیرہ کا بیان۔

شَمَائِلِ كَبْرِیٰ جلد ششم..... حصہ یازدہم: نکاح، طلاق، اور اس کے متعلقات کا مفصل بیان۔

شَمَائِلِ كَبْرِیٰ جلد ہفتم..... حصہ دوا دہم: آپ کے حج و عمرہ مبارک وغیرہ کا مفصل ذکر۔

اس کے بعد کی جلدوں میں دیگر بقیہ شَمَائِلِ و خصائل عیادت، مرض، علاج و معالج، طب نبوی وغیرہ امور کا مفصل ذکر ہوگا۔ اللہ پاک صحت و عافیت و برکت کے ساتھ اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے امت کے حق میں نافع اور اپنے حق میں باعث رضا بنائے۔ آمین۔



## فہرست مضامین

۳۵	تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے	۱۵	حرف اول
۳۵	پانچ انگلیوں کی اجازت	۱۶	مقدمہ
۳۶	ایک انگلی سے کھانے کی ممانعت	۲۷	تقریظ: حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب
۳۶	گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھانا سنت ہے	۲۹	کھانے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
۳۶	شیطان کھانے کے وقت بھی آتا ہے	۲۹	ہاتھ دھونا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے
۳۷	دستر خوان کے گرے ٹکڑوں کے کھانے کے فوائد	۲۹	ہاتھ دھونا زیادتی خیر کا باعث
۳۷	گرے ٹکڑوں کو کھانا باعث مغفرت	۲۹	ہاتھ دھونا باعث برکت ہے
۳۷	برتن کی دعاء	۲۹	ہاتھ دھونا وسعت رزق کا باعث ہے
۳۷	کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنا مسنون ہے	۳۰	سنت کی برکت کا ایک عجیب واقعہ
۳۸	فراغت پر ہاتھ بازوؤں اور پیروں پر ملنا	۳۰	برتن میں ہاتھ دھونا
۳۸	ہاتھ دھونا بھی سنت ہے	۳۰	کھانے کی ابتدا بسم اللہ سے
۳۸	دستر خوان پر کھانا سنت ہے	۳۰	بسم اللہ نہیں تو برکت نہیں
۳۹	دستر خوان پر ملائگہ کی دعاء رحمت	۳۱	بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان کی شرکت
۳۹	زمین اور فرش پر کھانا سنت ہے	۳۱	بسم اللہ نہ پڑھنے پر شیطان کی شرکت کا واقعہ
۳۹	میز یا ٹیبل پر کھانا خلاف سنت ہے	۳۱	شروع میں بھول جائے تو جب یاد آ جائے پڑھ لے
۴۰	کرسی پر کھانا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے	۳۱	جب شروع میں بھول جائے تو بعد میں کیا پڑھے؟
۴۱	ٹیک لگا کر کھانا خلاف سنت ہے	۳۲	بسم اللہ کہہ لینے سے شیطان پر اثر
۴۲	چہار زانو کھانا خلاف سنت اور ممنوع ہے	۳۲	دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے
۴۲	ٹیک لگا کر کھانے کے نقصانات	۳۲	بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے
۴۲	بٹھنے کا مسنون طریقہ	۳۲	خلاف سنت کی سزا
۴۳	کھڑے ہو کر کھانے کی ممانعت	۳۳	اپنے قریب سے کھانا سنت ہے
۴۳	بازار میں کھانے کی ممانعت	۳۳	برتن کے نیچے سے کھانا بے برکتی کا باعث
۴۳	جو تے کھول کر کھانا سنت ہے	۳۳	برتن کو خوب صاف کرنا سنت ہے
۴۳	جو تے کھول کر کھانے کا حکم	۳۳	برتن کو صاف کرنا مغفرت کا باعث
۴۳	تیز گرم کھانے کی ممانعت	۳۳	برتن کو صاف کرنے کا آخرت میں صلہ
۴۳	گرم کھانا آگ ہے	۳۳	انگلیوں کو چاٹنا
۴۳	ٹھنڈا کھانا سنت ہے	۳۵	انگلیوں کے چاٹنے کا مسنون طریقہ
۴۳	گرم کھانے میں برکت نہیں	۳۵	انگلیاں تین مرتبہ چاٹنا سنت ہے
۴۳	گرم کھانا آ جائے تو ٹھنڈا ہونے کا انتظار کیا جائے		



- ۵۵ ..... کم کھانا ایمان کی شان ہے
- ۵۶ ..... مؤمن کم کھاتا ہے
- ۵۶ ..... آخر میں بیٹھا کھانا
- ۵۷ ..... کھانے یا پینے کی چیزوں میں کبھی گر جائے
- ۵۷ ..... کھانے کی ابتدا و انتہا نمک سے ہو
- ۵۷ ..... اہل خانہ جو پیش کریں اس کی تحقیر نہ کی جائے
- ۵۸ ..... غیر مسلم کے ہاتھ کی بنی چیزیں
- ۵۹ ..... رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کا بیان
- ۵۹ ..... گوشت سالنوں کا سردار ہے
- ۵۹ ..... چاول
- ۵۹ ..... دنیا اور آخرت کا افضل ترین کھانا
- ۵۹ ..... گوشت کے چند فوائد
- ۶۰ ..... گوشت کی کثرت مضر ہے
- ۶۰ ..... گوشت کی دعوت یا ہدیہ روزہ کرے
- ۶۰ ..... مرغوب گوشت کا بیان
- ۶۰ ..... دست
- ۶۲ ..... پیٹھ کا گوشت
- ۶۲ ..... شانے کا گوشت
- ۶۳ ..... گردن کا گوشت
- ۶۳ ..... بھنا ہوا گوشت
- ۶۳ ..... تنہا گوشت بلا روٹی کے کھانا
- ۶۳ ..... نمک لگا، خشک گوشت
- ۶۵ ..... شور بادار گوشت
- ۶۵ ..... گوشت میں شور باز زیادہ رکھنے کی تاکید
- ۶۶ ..... گوشت میں کدو ڈالنے کا حکم
- ۶۶ ..... ہڈی دار گوشت
- ۶۷ ..... بھنی ہوئی کلجی اور گوشت
- ۶۷ ..... پائے
- ۶۸ ..... مغز، گودا
- ۶۸ ..... اونٹ کا گوشت
- ۶۸ ..... گھوڑے کا گوشت
- ۶۹ ..... مرغی کا گوشت
- ۴۵ ..... معتدل گرم کھانا خلاف سنت نہیں
- ۴۵ ..... کھانا سوکھنے کی ممانعت
- ۴۵ ..... کھانے میں پھونک مارنے کی ممانعت
- ۴۶ ..... کھانے کے بعد منہ کے بل لینے کی ممانعت
- ۴۶ ..... رات کا کھانا نہ چھوڑا جائے
- ۴۶ ..... کھانے کی تفتیش اور جائزہ لینا
- ۴۶ ..... کھانے کو برا کہنا ممنوع ہے
- ۴۷ ..... نہ تو کھانے کی تعریف کی جائے اور نہ اس کی برائی کی جائے
- ۴۷ ..... کھانا پھینکنے کی ممانعت
- ۴۷ ..... مسجد میں کھانا کھانا
- ۴۸ ..... برتن کے اخیر کا کھانا مرغوب تھا
- ۴۸ ..... خادم اور نوکروں کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا
- ۴۸ ..... کھانا کھانے کے بعد سونا
- ۴۹ ..... خلال کرنا
- ۴۹ ..... دسترخوان پر روٹی آجائے تو شروع کر دے سالن کا انتظار نہ کرے
- ۴۹ ..... دسترخوان کب اٹھایا جائے
- ۵۰ ..... شرکاء دسترخوان کی رعایت
- ۵۱ ..... دسترخوان صاف کروایا جائے
- ۵۱ ..... دسترخوان صاف کرنے کی فضیلت
- ۵۱ ..... دسترخوان پر کھانے کی ابتدا کس سے ہو؟
- ۵۲ ..... دسترخوان پر مرغوب شے پیش کرنا
- ۵۲ ..... جھوٹا کھانا
- ۵۲ ..... تیر کا جھوٹا کھانا
- ۵۲ ..... ساتھ کھانے کی فضیلت اور برکت
- ۵۳ ..... تنہا کھانا
- ۵۳ ..... تنہا کھانے کا حکم
- ۵۳ ..... جماعت کے وقت اگر کھانا آجائے
- ۵۳ ..... جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا مسنون ہے
- ۵۳ ..... دوپہر کے کھانے کے بعد قبولہ سنت ہے
- ۵۳ ..... واپسی سفر پر کھانے کا اہتمام
- ۵۳ ..... مشتبہ یا اجنبی آدمی کے کھانے سے احتیاط
- ۵۵ ..... کھانے کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ کیا ہے؟

۸۰..... روٹی	۶۹..... مرغی کھانے کا مسنون طریقہ
۸۱..... جو کی روٹی سنت ہے	۶۹..... مرغی کے فوائد
۸۱..... جو کی روٹی بلا چھنے ہوتی تھی	۶۹..... خرگوش کا گوشت
۸۲..... گیہوں کی روٹی	۷۰..... نیل گائے
۸۲..... چپاتی	۷۰..... چکور
۸۲..... میدے کی روٹی	۷۰..... حباری، سرخاب
۸۲..... روٹی اور کھجور	۷۱..... اروی، پہاڑی بکرا
۸۳..... گوشت روٹی	۷۱..... گائے کا گوشت
۸۳..... روٹی کی کیفیت	۷۲..... مچھلی
۸۳..... گھی دار روٹی، پراٹھے	۷۲..... جانوروں میں نہ کھانے والی چیزوں کا بیان
۸۳..... سبزیاں، لوکی	۷۳..... گردہ ناپسندیدہ
۸۳..... لوکی مقوی دماغ ہے	۷۳..... آپ ﷺ کے دیگر مرغوب کھانوں کا بیان
۸۳..... لوکی کی مرغوبیت	۷۳..... حلوہ
۸۳..... لوکی غم دل کا علاج ہے	۷۳..... شیرینی کا ہدیہ واپس نہ کرنا
۸۵..... چقندر	۷۳..... ہریسہ
۸۵..... اروی	۷۴..... حیس کھجور کا ملیدہ
۸۵..... پکا پیاز	۷۴..... خزیرہ
۸۷..... پھلوں اور میوؤں کے متعلق آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ	۷۵..... ضعیف، آٹے یا میدے کا حلوہ
۸۷..... کھجور	۷۶..... ستو
۸۷..... مکہ اور مدینہ کی کھجوریں	۷۶..... دشیشہ
۸۷..... کھجور کی پیدائش	۷۶..... مصالحہ دار کھانا (سیاہ مرچ اور زریہ وغیرہ کا استعمال)
۸۷..... عجمہ کھجور کی فضیلت و فوائد	۷۷..... سرکہ
۸۸..... جس گھر میں کھجور ہو	۷۷..... سرکہ روٹی
۸۸..... کھجور پر خوشی و مسرت کا اظہار	۷۸..... ثرید
۸۸..... محبوب ترین میوہ	۷۸..... ثرید میں لوکی کے ٹکڑے
۸۹..... جس گھر میں کھجور نہیں کھانا نہیں	۷۸..... ثرید میں برکت ہے
۸۹..... بچے والی عورت کو کھجور	۷۹..... ثرید کی تاکید
۸۹..... نومولود بچے کی پہلی غذا کھجور ہو	۷۹..... پنیر
۸۹..... کھجور اور مکھن	۷۹..... غیر مسلموں کے بنے پنیر
۹۰..... دودھ اور کھجور دو پاکیزہ چیزیں	۷۹..... دودھ
۹۰..... کھانا اور کھجور	۷۹..... دودھ میں غذائیت بھی ہے
۹۰..... کھجور اور پانی	۸۰..... بکری کا دودھ باعث برکت ہے
	۸۰..... بکری برکت ہے

۱۰۰	ہر قسم کی دعوت میں شرکت	۹۰	خربوزہ اور کھجور
۱۰۰	نہ کھاسکے تو دعا ہی کر دے	۹۰	گکڑی اور کھجور
۱۰۰	دعوت قبول کرنے کے بعد کھانے کا اختیار	۹۰	گکڑی اور نمک
۱۰۰	دعوت میں آپ ﷺ کی رعایت	۹۱	تربوز اور کھجور
۱۰۱	دعوت میں دوسرے کی شرکت کی شرط	۹۱	ردی کھجور
۱۰۱	دو دعوتیں جمع ہو جائیں تو کیا کرے	۹۲	کھجور ساکن ہے
۱۰۱	فاسق کی دعوت کا حکم	۹۲	دستر خوان پر کھجور ہو تو
۱۰۱	متفاخرین کی دعوت ممنوع ہے	۹۲	ایک ساتھ دو کھجور کھانے کی ممانعت
۱۰۲	بدترین ناقابل شرکت دعوت	۹۳	پرانی کھجور
۱۰۲	بلا بلائے دعوت میں شرکت کی ممانعت	۹۳	کھجور یا پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھانا
۱۰۲	دعوت میں خلاف شرع امور ہوں تو واپس آ جائے	۹۳	کھجور کی گٹھلی پھینکنے کا مسنون طریقہ
۱۰۲	دعوت کا قبول کرنا اور جانا اور کھانا کب سنت ہے؟	۹۳	گٹھلی انگلیوں کی پشت پر سے پھینکنا
۱۰۳	جنت میں سلامتی سے داخلہ	۹۳	جہار، کھجور، گوند
۱۰۳	جہنم سے دوری	۹۳	کباٹ، پیلو کا پھل
۱۰۳	داعی کے لئے بطور برکت کے نماز	۹۵	زیتون
۱۰۳	تصویر کی وجہ سے دعوت سے انکار	۹۵	زیتون سے شیطان کا بھاگنا
۱۰۵	میزبانی کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان	۹۵	زیتون کے منافع
۱۰۵	مہمان کا اکرام	۹۵	انجیر
۱۰۵	مہمان کے اکرام پر جنت	۹۶	انگور
۱۰۵	جو مہمان نواز نہیں اس میں خیر نہیں	۹۶	انگور بہترین پھل ہے
۱۰۵	مہمان کا حق	۹۶	کشمش
۱۰۶	رات کو آنے والا مہمان	۹۶	انار
۱۰۶	میزبان کا حق مہمان پر	۹۶	سونھ کا بدیہ شاہ ہند کی جانب سے
۱۰۶	مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے	۹۷	شہبوت
۱۰۷	مہمان سے کام لینا	۹۷	سفر جل بھی
۱۰۷	مہمان کے ساتھ کھانا	۹۷	پھلوں کے متعلق ایک حکمت
۱۰۷	مہمان کی آمد تحفہ خدا	۹۷	جب موسم کا پہلا پھل آئے تو
۱۰۷	مہمان حق مہمانی کا مطالبہ کر سکتا ہے	۹۹	دعوت طعام کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
۱۰۷	میزبان جو پیش کرے اس کی تحقیر نہ کرے	۹۹	دعوت قبول کرنا سنت ہے
۱۰۸	مہمان کے لئے اہتمام و تکلف کا حکم	۹۹	معمولی دعوت ہو تو تب بھی قبول کر لی جائے
۱۰۸	مہمان کے کھانے پر حساب نہیں	۹۹	دعوت قبول کرنے کا حکم
۱۰۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت طیبہ	۱۰۰	دعوت قبول نہ کرنے پر وعید

- ۱۲۳..... ٹھنڈے پانی کا اہتمام سنت ہے
- ۱۲۳..... ٹھنڈے پانی کے متعلق امام مالک رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول
- ۱۲۳..... باسی ٹھنڈا پانی
- ۱۲۵..... مشروبات کا سردار
- ۱۲۵..... پانی کو خوشبودار بنانا مذموم ہے
- ۱۲۵..... شہد پانی (شہد ملا پانی)
- ۱۲۵..... نہار متہ شہد پانی
- ۱۲۵..... شہد
- ۱۲۶..... دودھ
- ۱۲۷..... پانی ملا دودھ
- ۱۲۷..... نمید
- ۱۲۸..... آپ ﷺ کے مشروبات کا ذکر
- ۱۲۸..... کھانے کے بعد فوز اپانی پینا
- ۱۲۸..... دودھ کے بعد کلی کرنا مسنون ہے
- ۱۲۹..... دودھ کا بدیہ واپس نہیں کیا جاتا
- ۱۲۹..... پانی پینے کا مسنون طریقہ
- ۱۲۹..... غٹ غٹ پینا ممنوع ہے
- ۱۲۹..... پانی تین سانس میں پینا سنت ہے
- ۱۲۹..... برتن میں سانس لینا ممنوع ہے
- ۱۳۰..... ایک سانس میں پینا ممنوع ہے
- ۱۳۰..... ہر سانس میں الحمد للہ کہنا مسنون ہے
- ۱۳۰..... پلانے والے کا نمبر آخر میں
- ۱۳۰..... پینے والا اپنے دائیں کودے
- ۱۳۱..... پینے کی ابتدا بڑے سے ہو
- ۱۳۱..... کھڑے ہو کر پانی پینا
- ۱۳۱..... زمزم کھڑے ہو کر پینا سنت ہے
- ۱۳۱..... پھونک مارنا ممنوع ہے
- ۱۳۱..... وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے
- ۱۳۲..... سونے چاندی کے برتن میں پینا حرام ہے
- ۱۳۳..... آپ ﷺ کے پیالہ کا بیان
- ۱۳۳..... کڑوی کا پیالہ سنت ہے
- ۱۳۳..... شیشہ کا پیالہ
- ۱۰۸..... تین کھانوں کا حساب نہیں
- ۱۰۸..... مہمان نہیں تو فرشتے کی آمد نہیں
- ۱۰۹..... مہمان کے سامنے ما حاضر پیش کر دینا
- ۱۰۹..... آداب رخصت مہمان
- ۱۰۹..... مہمان کی خدمت بذات خود کرنا مسنون ہے
- ۱۰۹..... صبح کی میزبانی کس کے ذمہ؟
- ۱۱۰..... مہمان کا اتنا ٹھہرنا کہ میزبان تنگ ہو جائے
- ۱۱۱..... کھانے پینے میں اعتدال و میانہ روی کا بیان
- ۱۱۱..... عمدہ و لذیذ و مرغن غذاؤں کا اشتغال و اشہاک مذموم ہے
- ۱۱۱..... امت کے بدترین لوگ
- ۱۱۱..... آخرت کو نہ بھول جاؤ
- ۱۱۱..... ہر خواہش کی تکمیل اسراف ہے
- ۱۱۲..... قیامت کے دن بھوکے رہنے والے
- ۱۱۲..... سادا کھانا
- ۱۱۳..... پیٹ بھر کھانے کی مذمت
- ۱۱۳..... بڑے پیٹ کی مذمت
- ۱۱۳..... بھاری بھرم ہونا کمال کی بات نہیں
- ۱۱۳..... ناز و نعمت کا پروردہ
- ۱۱۳..... مؤمن کی خوراک کم ہوتی ہے
- ۱۱۳..... زیادہ کھانے والا آدمی اچھا نہیں
- ۱۱۵..... ایک مؤمن کا کھانا دو کے لئے کافی ہے
- ۱۱۶..... گزر اوقات کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
- ۱۱۸..... امت چار قسموں پر!
- ۱۱۹..... کثرت اکل و حرص طعام پر امام غزالی کے تربیتی مضامین
- ۱۱۹..... کم کھانے کے فضائل و فوائد
- ۱۲۰..... شکم سیری کا علاج اور اس کا طریقہ
- ۱۲۱..... کھانے کے مراتب
- ۱۲۱..... اوقات طعام کے مختلف مراتب
- ۱۲۲..... جنس طعام کے مختلف مراتب
- ۱۲۳..... پینے کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
- ۱۲۳..... ٹھنڈی میٹھی چیز سنت ہے

۱۳۹	دعوت قبول کرنے کے آداب	۱۳۳	تانبے کا طمع شدہ پیالہ
۱۵۰	دعوت میں حاضر ہونے کے آداب	۱۳۳	مٹی کا پیالہ
۱۵۱	مجلس یا جماعت کے ساتھ کھانے کے آداب	۱۳۳	بڑا پیالہ
۱۵۲	میزبانی کے آداب کا بیان	۱۳۳	آپ ﷺ کے پیالے کی تفصیل
۱۵۳	آداب رخصت	۱۳۶	دعاؤں کا بیان
۱۵۳	چند فقہی مسائل	۱۳۶	جب کھانا پیش کیا جائے تو کیا پڑھے
۱۵۶	لباس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان	۱۳۶	جب کھانا شروع کرے تو کیا پڑھے
۱۵۶	گرتا	۱۳۶	بسم اللہ کے متعلق
۱۵۶	سوتی گرتا	۱۳۷	اور یہ دعا پڑھنا بھی سنت ہے
۱۵۷	گرتے کی مسنون لمبائی	۱۳۷	کسی کو کھانے پر بلائے تو کیا کہے
۱۵۷	آستین کی مقدار مسنون	۱۳۷	پہلا لقمہ لے تو کیا دعا پڑھے
۱۵۸	گرتے کا گریبان	۱۳۷	لقمہ کھانے کے بعد کیا پڑھے
۱۵۸	گرتے کا تگمہ (بٹن)	۱۳۷	اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو کیا پڑھے
۱۵۹	گرتا پہننے کا مسنون طریقہ	۱۳۷	کھانے کے بعد کی مختلف دعائیں
۱۵۹	جُجہ	۱۳۰	جو اس دعا کو پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف
۱۶۰	تگمہ آستین والا جبہ	۱۳۰	جس نے یہ دعا پڑھی اس نے گویا شکر ادا کر دیا
۱۶۰	سفری لباس	۱۳۱	جب پیٹ بھر جائے تو کیا پڑھے
۱۶۰	جوڑا	۱۳۱	جب کھانا وغیرہ اٹھایا جانے لگے تو کیا پڑھے
۱۶۱	ریشمی جُجہ	۱۳۱	جب دسترخوان اٹھنے لگے تو کیا پڑھے
۱۶۱	نمستین	۱۳۲	جب ہاتھ وغیرہ دھولے تو کیا پڑھے
۱۶۱	برنس	۱۳۲	کسی دوسرے کے یہاں کھائے (دعوت میں) تو کیا پڑھے
۱۶۱	بیمنی چادر	۱۳۳	مجذوم یا کسی خطرناک مرض والے کے ساتھ کھانے کی دعا
۱۶۲	اونی چادر	۱۳۳	کھانے پینے کے ضرر سے محفوظ رہنے کی دعا
۱۶۲	صوف کی فضیلت	۱۳۳	دودھ پینے کی دعا
۱۶۳	بالوں والی چادر	۱۳۳	پانی پینے کی دعائیں
۱۶۳	دھاری دار چادر	۱۳۳	جو پانی سے تنکا وغیرہ دور کر دے تو کیا دعا دے
۱۶۳	جھالر نما چادر	۱۳۵	کھانے کے مختلف آداب کا بیان
۱۶۳	شامی منقش چادر	۱۳۵	کھانے کی شرعی ضرورت
۱۶۳	مخلوط ریشم کی چادر	۱۳۵	کھانے کے وہ آداب جو انفرادی حیثیت سے ہیں
۱۶۵	کالی چادر	۱۳۸	ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جانے کے وقت
۱۶۵	کالا کبیل	۱۳۸	دعوت کرنے کے آداب

۱۷۶.....	عمامہ حلم و بردباری کا باعث ہے	۱۶۵.....	موٹے کنارے والی چادر
۱۷۷.....	جمعہ کے دن عمامہ کی فضیلت	۱۶۵.....	چادر کا کنارہ سر مبارک پر ڈالنا
۱۷۷.....	عمامہ تاج عرب ہے	۱۶۵.....	خوشنما چادر نماز کی حالت میں
۱۷۷.....	امت کا اکرام	۱۶۶.....	چادر کو سر کے پاس رکھنا یا تکیہ بنانا
۱۷۷.....	عمامہ باعث وقار ہے	۱۶۶.....	پیوندگی چادر
۱۷۷.....	سفر و حضر کا عمامہ	۱۶۶.....	زعفرانی رنگ کی چادر
۱۷۷.....	دوسروں کو عمامہ باندھنا	۱۶۶.....	چادر پہننے کا ممنوع طریقہ
۱۷۷.....	عمامہ اسلام کی خاص نشانی ہے	۱۶۷.....	لنگی اور چادر کا حکم
۱۷۷.....	عمامہ کا شملہ	۱۶۷.....	چادر انبیاء کی سنت ہے
۱۷۸.....	شملہ کی مقدار	۱۶۷.....	چادر کی مسنون لمبائی و چوڑائی
۱۷۸.....	عمامہ کے نیچے ٹوپی مسلمانوں کا شعار ہے	۱۶۷.....	آپ ﷺ کی چادروں کی تفصیل
۱۷۸.....	عمامہ کی لمبائی	۱۶۷.....	ٹوپی
۱۷۹.....	عمامہ کا رنگ	۱۶۸.....	سفر کی ٹوپی
۱۷۹.....	عید کے دن سیاہ عمامہ	۱۶۹.....	سفید لباس مستون ہے
۱۷۹.....	حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سیاہ عمامہ استعمال کرنا	۱۶۹.....	سفید کپڑے کی فضیلت
۱۷۹.....	سفید عمامہ	۱۶۹.....	ازار اور تہبند
۱۷۹.....	زرد عمامہ	۱۷۰.....	لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ
۱۸۰.....	حاکم یا والی کو عمامہ باندھنا	۱۷۰.....	بزرگوں کے لباس کا تبرک
۱۸۰.....	عمامہ باندھنے کا طریقہ	۱۷۰.....	تہبند و لنگی کی مقدار مسنون
۱۸۰.....	سر پر کسی کپڑے کو بطور عمامہ لپیٹ لینا	۱۷۰.....	نخنوں سے نیچے پاجامہ یا لنگی یا تہبند باندھنے پر وعید
۱۸۱.....	آپ کے عمامہ کا نام	۱۷۱.....	ایک توجہ
۱۸۱.....	رنگین دھاری داری لباس	۱۷۲.....	پاجامہ اور تہبند کہاں باندھے؟
۱۸۲.....	مردوں کے لئے سرخ رنگ کی ممانعت	۱۷۲.....	نصف ساق تہبند سنت ملائکہ ہے
۱۸۳.....	کالا لباس	۱۷۲.....	نخنے سے نیچا ہونا منافق کی پہچان ہے
۱۸۳.....	زرد زعفرانی رنگ	۱۷۲.....	انفتاہ
۱۸۳.....	زعفرانی رنگ کی ممانعت	۱۷۳.....	سر پر کپڑا رکھنا
۱۸۵.....	نام و نمود، شہرت اور دکھاوے کے لباس کی وعید	۱۷۳.....	پاجامہ
۱۸۵.....	شہرت کا لباس جہنم کا باعث ہے	۱۷۵.....	پاجامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے
۱۸۵.....	لباس شہرت اعراض خداوندی کا باعث ہے	۱۷۵.....	پاجامہ پہننا مستحب ہے
۱۸۵.....	امت کے بدترین لوگ	۱۷۵.....	پاجامہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے
۱۸۶.....	باعث شہرت لباس کی ممانعت	۱۷۶.....	پاجامہ کا حکم
۱۸۶.....	لباس کیسا ہو؟	۱۷۶.....	پاجامہ کا ہدیہ
۱۸۶.....		۱۷۶.....	عمامہ

- ۱۹۷ ..... پاجامہ پہننے والی عورت کے لئے دعائے رحمت
- ۱۹۷ ..... عورتوں کا لباس مسنون
- ۱۹۷ ..... عورتوں کے لئے باریک لباس کی ممانعت
- ۱۹۸ ..... باریک دوپٹے کی ممانعت
- ۱۹۸ ..... چادروں کا دوپٹے
- ۱۹۹ ..... باریک لباس والی مثل تنگی کے ہے
- ۲۰۰ ..... ریشمی لباس کی حرمت
- ۲۰۰ ..... مخلوط ریشمی لباس کی اجازت
- ۲۰۱ ..... چند فقہی مسائل
- ۲۰۳ ..... نئے لباس پہننے پر پڑانے کو صدقہ کرنے کی فضیلت
- ۲۰۳ ..... کسی کو کپڑا پہنانے کا ثواب
- ۲۰۳ ..... کپڑا پہنانے والے کو جنت کا سبز لباس
- ۲۰۳ ..... کپڑا پہنانا افضل الاعمال ہے
- ۲۰۳ ..... دعاؤں کا بیان
- ۲۰۴ ..... جب نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے
- ۲۰۵ ..... دھونے کے لئے یا سونے کے لئے جب کپڑے اتارے
- ۱۸۶ ..... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس
- ۱۸۶ ..... سادگی نور قلب کی علامت ہے
- ۱۸۷ ..... جب تک پیوند نہ لگالے نہ اتارے
- ۱۸۷ ..... پیوند دار کپڑے سے خشوع
- ۱۸۷ ..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیوند دار کپڑا
- ۱۸۸ ..... بلا حساب جنت میں داخلہ
- ۱۸۸ ..... لباس میں تواضع اور سادگی کی فضیلت
- ۱۸۸ ..... کون بندہ اللہ کو محبوب ہے
- ۱۸۸ ..... سادگی لباس انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے
- ۱۸۸ ..... پیوندگی چادر و تہبند
- ۱۸۹ ..... ارزاں و کم قیمت لباس
- ۱۸۹ ..... لباس کی مقدار کفاف
- ۱۸۹ ..... لباس میں تنعم اور ترف کو چھوڑنا مستحب ہے
- ۱۸۹ ..... حیثیت کے باوجود سادہ لباس کی فضیلت
- ۱۹۰ ..... سادگی لباس کبر سے براءت ہے
- ۱۹۰ ..... عمدہ لباس کی اجازت ہے جب کہ فخر کے لئے نہ ہو
- ۱۹۰ ..... وسعت کے باوجود گھٹیا لباس کی ممانعت
- ۱۹۰ ..... اظہار نعمت کی اجازت
- ۱۹۰ ..... اچھا لباس پہننا کبر کی علامت نہیں
- ۱۹۱ ..... عمدہ لباس خلاف سنت نہیں
- ۱۹۱ ..... میاں گندہ لباس ناپسندیدہ ہے
- ۱۹۱ ..... حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی عمدہ لباس پہنا ہے
- ۱۹۲ ..... وفد کی آمد پر عمدہ کپڑا
- ۱۹۲ ..... نیا کپڑا جمعہ کے دن پہننا مسنون ہے
- ۱۹۲ ..... جمعہ کے دن عمدہ لباس کی فضیلت
- ۱۹۲ ..... عید کے دن عمدہ لباس
- ۱۹۳ ..... کپڑا تہ کر کے رکھا جائے
- ۱۹۳ ..... تصویر دار کپڑے کی ممانعت
- ۱۹۳ ..... ملائکہ رحمت کی آمد میں رکاوٹ
- ۱۹۳ ..... عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے کے لباس سے
- ۱۹۳ ..... دنیا اور آخرت کی لعنت
- ۱۹۵ ..... غیروں کے لباس کی ممانعت
- ۱۹۶ ..... تخبہ اور اس کا مفہوم

## حرفِ اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي خص سيدنا محمدا صلى الله عليه وسلم باسنى المناقب، ورفعته في الشرف الى اعلى المراتب، وجعل الاسوة الحسنة والشمانل الكبيرة امنا لمن تمسك بها ونجاة من المهالك والمصائب، وشرف لمن اقتدى بها بالفضائل والمناقب، والصلوة والسلام على سيد المرسلين وفخر الاولين والاخرين محمد المبعوث بالدين الواصب، وعلى آله واصحابه الذين نالوا به اشرف المناصب.

(اما بعد) پیش نظر کتاب اسوۂ حسنہ معروف بہ شائل کبری سرور دو عالم محمد ﷺ کے بلند پایہ اخلاق و عادات، افعال و احوال پر ایک محقق جامع ذخیرہ ہے، مؤلف نے ترتیب میں التزام کیا ہے کہ شائل کے متعلق حدیث اور سیرت وغیرہ کی کتب معتبرہ میں جو مضامین مذکور ہیں بالاستیعاب آجائیں، حتی الوسع سنن کا کوئی گوشہ مخفی نہ رہ جائے جو تبعین سنت کے لئے قیمتی ذخیرہ ہے۔ نیز باب کے متعلق صحیح، حسن، ضعیف جو روایتیں مل سکی ہیں لی گئی ہیں جیسا کہ اصحاب سیر و شائل کا طریقہ رہا، البتہ وہی اور موضوع سے گریز کیا گیا ہے، تاہم ابن جوزی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى جیسی گرفت کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ اور حدیث و سیرت وغیرہ کے جن بیش بہا ذخیروں سے مواد حاصل کیا گیا ہے ان کے حوالے بقید جلد صفحات مذکور ہیں، تاکہ اہل ذوق حضرات کو مراجعت میں آسانی ہو سکے، یہ کتاب اس ترتیب کی پہلی جلد ہے جو کھانے، پینے، لباس، نیند و بیداری، خواب اور امور زینت کے سنن پر مشتمل ہے، ضمنا آداب و مسائل بھی، جو انہیں سے ماخوذ ہیں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارے مخلص محترم مولانا محمد رفیق عبد المجید صاحب، زمزم پبلشرز سے اس کی اشاعت کر رہے ہیں۔ خدائے پاک اس کی طباعت سے متعلق زر کثیر سعی بلیغ صرف کرنے پر بے حساب جزاء خیر عطا فرمائے۔ ان کے مکتبہ کو فروغ کثیر ان کی اشاعت کتب کو بے انتہا قبول فرمائے۔

خدائے وحدہ لا شریک سے دعا ہے کہ شائل کے اس وسیع سلسلہ کو جو امت کے لئے سنت اور دارین کی کامیابی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے خلوص و عافیت کے ساتھ پائے تکمیل تک پہنچائے۔ رہتی دنیا تک امت کے ہر طبقہ کو اس سے مستفید فرمائے۔ عاجز کی لغزشوں کو معاف فرما کر ذخیرہ آخرت سرمایہ نجات اپنی رضا و تقرب کا باعث بنائے۔

محمد ارشاد بھاگل پوری

استاذ حدیث جامعہ ریاض العلوم گورینی جون پور، رجب ۱۴۱۲ھ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ

اسوۂ رسول ﷺ کا مقام اور اس کی اہمیت

خالق کائنات نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اس عالم میں نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ قائم فرمایا، ان برگزیدہ ہستیوں کے واسطے سے بندوں تک ہدایت کا پیغام پہنچایا، اور ان کے واسطے سے اپنے فرمانبردار بندوں کو بھیجا جس کی انتہا و تکمیل قرآن مجید پر ہوئی، خداوند قدوس نے اپنے پیغام کو براہ راست بندوں پر نازل نہیں کیا بلکہ پیغام و فرمان کے ساتھ اس کو سمجھانے والا، اس پر عمل کر کے دکھلانے والا بھی بھیجا، کیونکہ پیغام الہی کو سمجھنا اور اس سے ہدایت کا حاصل کرنا بلا نبی و رسول کے ممکن ہی نہیں، چنانچہ قرآن میں ہے "لَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ" تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نور اور واضح کتاب آئی ہے، اس نور سے مراد آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد:

ہم جب غور کرتے ہیں تو آپ ﷺ کی بعثت کا اہم ترین مقصد کلام الہی کی تعلیم پاتے ہیں، چنانچہ قرآن نے بار بار اس کی نشاندہی کی ہے، سورۂ آل عمران میں ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا کہ انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج دیا جو ان پر اللہ کی آیتیں پیش کرتا ہے، اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اس آیت کریمہ میں رسول مقبول ﷺ کی بعثت کے تین اہم مقاصد و اغراض ذکر کئے گئے ہیں۔

۱ تلاوت کلام الہی

۲ تزکیہ نفس

۳ کتاب و حکمت کی تعلیم

بعثت انبیاء کا یہ خلاصہ ہے۔ چنانچہ آپ کی حیات، آپ کی زندگی انہیں امور ثلاثہ میں دائر رہی اور انہیں امور ثلاثہ کا خلاصہ کلام الہی اور اس کی تبلیغ و تعمیل ہے۔

## کلام الہی کی حیثیت:

بعثت نبوی کے مقاصد سے یہ بات واضح ہوگئی کہ فرمان الہی، کتاب اللہ کوئی علمی، فکری یا فلسفاتی کتاب نہیں، جس کا مقصد صرف علم یا فکری تعمیر ہو۔ نہ کوئی مذہبی یا آسمانی تبرک ہے جو عبادت خانوں میں بغرض تبرک رکھ دیا جائے۔ نہ کوئی مذہبی تاریخی یادگار ہے جسے اسلامی یا عالمی میوزیم میں رکھ دیا جائے، بلکہ ایک دستور العمل ہے، ایک دستور الحیات ہے، ایک صحیفہ نجات ہے۔ اسی وجہ سے اس دستور العمل کے ساتھ ایک نقشہ عمل کی ضرورت سمجھی گئی کہ قانون الہی کی عملی تشکیل بلا اس نقشہ عمل کے متصور نہیں ہو سکتی، ایک نور کی ضرورت سمجھی گئی، جو اس دستور العمل کو پیش کرنے اور سمجھانے کے ساتھ عمل کر کے دکھلائے، کیونکہ علم عمل سے نمایاں ہوتا ہے۔ یہی نور صاحب وحی و رسالت ہیں جن کی زندگی، جن کی حیات کلام الہی کی عملی تفسیر ہے، رسول اللہ ایک عملی نمونہ ہیں جن سے کتاب الہی کی توضیح ہوتی ہے۔

## سنت کا مقام:

حضرت امام اوزاعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے حضرت مکحول رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے نقل کیا ہے ”انہا تقضی علیہ وتبین المراد منه“ (سنت (رسول کا عمل) قرآن کی مراد بیان کرتی ہے) امام شاطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى الموافقات میں لکھتے ہیں ”فکان السنة بمنزلة التفسیر والشرح لمعانی احکام الکتب“ گویا سنت کتاب اللہ کے احکام کے لئے بمنزلہ تفسیر و شرح کے ہے۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے پوچھا گیا آپ ﷺ کے اخلاق کیا تھے؟ تو حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ یعنی آپ کے اخلاق و احوال قرآن کریم کی عملی تصویر تھی۔ لہذا آپ ﷺ کے اخلاق و احوال کی اتباع گویا کہ کلام الہی کی اتباع ہے۔ اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی سنت کی اہمیت اور کیا ہوگی۔

## سنت مثل وحی:

سنت کا درجہ مثل وحی کے ہے، کلام الہی نے سنت کو عمل اور اتباع میں کلام اللہ کا درجہ دیا ہے، اسی وجہ سے سنت کو بھی وحی سے موسوم کیا ہے مگر وحی غیر متلو، کلام اللہ کی طرح یہ بھی ادلہ شرعیہ میں سے ہے، اس کا نزول بھی مثل وحی کے ہوا۔ امام اوزاعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے منقول ہے ”کان الوحي ينزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحضره جبريل بالسنة التي تفسر ذلك“ آنحضرت ﷺ پر وحی آیا کرتی تھی اور جبریل عَلِيهِ السَّلَامُ آپ کے پاس وہ سنت لے کر آیا کرتے تھے جو اس کی تفسیر کر دیتی تھی اسی کی طرف قرآن نے اس آیت میں بھی اشارہ کیا ہے ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحى“ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، وہ خدا کی وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ (ترجمان السنہ)

## سنت کی حیثیت:

قرآن کریم نے جس طرح اپنی اتباع و اطاعت کا حکم دیا "وَاتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ" (اتباع کرو اس قرآن کریم کا جو تمہاری جانب اتارا گیا) اسی طرح اس نے سنت کی اتباع کا بھی حکم دیا "أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ" اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، نیز اس نے رسول ﷺ کے حکم کی اتباع اور اس کے منع کردہ امور سے اجتناب کا بھی حکم دیا چنانچہ ارشاد ہے "مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (رسول جو کہیں ان کو قبول کرو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ) قرآن کریم نے یہی نہیں کہ صرف حکم دیا بلکہ رسول ﷺ کی اتباع کو اپنی اتباع اور اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا جس نے سنت کی اتباع کی گویا اس نے فرمان الہی کی اتباع کی "مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی) اور جس نے رسول سے بیعت کی اس نے گویا اللہ سے بیعت کی "إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ" (جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے گویا اللہ سے بیعت کی) رسول سے جنگ خدا سے جنگ ہے "فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ" (اگر تم سو لینا) نہیں چھوڑتے تو اللہ سے اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ) اور اس سے بھی آگے رسول کی محبت خدا کی محبت کا معیار اور کسوٹی ہے "إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي" (اگر تمہیں اللہ سے محبت کرنا ہے تو میری اتباع کرو)۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی سنت و اسوہ کا شریعت میں کیا مقام ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے، یہ چند آیتیں اسوہ رسول کی اہمیت کے لئے کافی ہیں۔ سنت رسول ﷺ و اسوہ رسول ﷺ مرضی خدا ہے، رسول ﷺ کا ہر قول و فعل، خلق و عادت خواہ طبعی ہی کیوں نہ ہو شرعی امور میں ہو یا معاشرتی امور میں، سب رضا خداوندی کے دائرہ میں ہے اس کی رضا سے باہر نہیں، قرآن نے اسے اسوہ حسنہ کا خطاب دیا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (تمہارے لئے بہترین نمونہ خدا کا یہ رسول ہے)۔

## اسوہ رسول ﷺ کی تفصیل اور اس کا وسیع مفہوم:

خیال رہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کا عمل اسوہ حسنہ نہیں ہے بلکہ آپ کے اقوال، احوال، آپ کے پاکیزہ اخلاق و عادات خواہ ان کا تعلق طبعی اور بشری امور سے کیوں نہ ہو سب امت کے لئے اسوہ حسنہ ہے ترجمان السنۃ میں ہے (جس طرح) آپ ﷺ کا ہر قول اور آپ کا ہر عمل سب حدیث کا جز ہے، اسی طرح اسوہ رسول صرف عمل کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کا قول و فعل جو کچھ بھی ہے وہ سب امت کے لئے نمونہ ہے،

کچھ نماز، وزہ، حج اور زکوٰۃ ہی پر موقوف نہیں بلکہ رسول ﷺ کی ذات اس بارے میں اسوہ ہے اسی طرح فصل، خصوصیات، امت کے نظم و نسق اور دیگر ضروریات میں بھی اسوہ ہے حتیٰ کہ خوش طبعی، ہنسی، مسکراہٹ کے انداز میں بھی، قرآن کریم نے کسی ادنیٰ تفصیل کے بغیر تمام امور میں آپ کی ذات کو اسوہ کہا ہے۔

خیال رہے کہ بعض ناواقف حقیقت حضرات نے رسول ﷺ کی ذات مقدس کو صرف عبادات میں اسوہ تسلیم کیا ہے، باقی حیات طیبہ کے احوال و عادات کو اسوہ ہونے سے خارج کر دیا، یعنی اس میں آپ ﷺ نمونہ عمل نہیں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ معاشرتی امور میں عادات و ماحول میں عرب کے تابع تھے، وہاں کا عرف و رواج جو تھا اسی کی رعایت کرتے تھے، مثلاً آپ ﷺ داڑھی رکھتے تھے چونکہ وہاں کا ماحول تھا، آپ ﷺ ٹوپی پہنتے تھے چونکہ ٹوپی کا رواج تھا، خلاصہ یہ کہ یہ امور ماحول اور رواج کے طور پر تھے، اس لئے امور مذکورہ وغیرہ کی اتباع باعث ثواب نہیں! یہ بہت بڑی باعث شقاوت غلط فہمی ہے آپ ﷺ نے تو ماحول اور رواج کی مخالفت کی ہے، ماحول تو کفر و شرک کا تھا، ظلم و تشدد اور لوٹ مار کا تھا، زنا اور بے حیائی کا رواج تھا، مشاعرے اور قمار بازی کا دور دورہ تھا، ننگے اور برہنہ طواف کرنے کا عام رواج تھا، تو کیا آپ ﷺ نے اس ماحول کی موافقت کی؟ اسی جاہلیت کے طور و طریقہ پر اپنے کو ڈھالا؟ ہرگز نہیں!! اسے تو کوئی بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے اطوار و طریقے جن کا تعلق گو بشری و طبعی امور سے ہو تعلیم و تربیت ربانی کے ماتحت ہونے کی وجہ سے قابل عمل اور مشعل راہ ہیں۔ اسی وہم فاسد اور زعم باطل کو رد کرتے ہوئے ترجمان السنہ میں مذکور ہے ”قرآن کریم نے کسی ادنیٰ تفصیل کے بغیر تمام امور میں آپ ﷺ کی ذات کو اسوہ کہا ہے“ اور کوئی معمولی سے معمولی اشارہ بھی اس کی طرف نہیں کیا کہ نماز، روزہ، یا عبادت کی تشریح کے سوا بقیہ امور میں آپ کی ذات اسوہ نہیں ہے۔

(ترجمان السنہ صفحہ ۱۶۴)

نبی ﷺ کی ذات تمام امور میں اسوۂ حسنہ ہے:

حضرت رسول مقبول ﷺ کی پوری زندگی امت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”اعلم ان مفتاح السعادة اتباع السنة والافتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم في جميع مصادره وموارده وحركاته وسكناته حتى في هينة اكله وقيامه نومه وكلامه، لست اقول ذلك في ادايه في العبادات فقط لاوجه لا همال السنن الواردة فيها بل ذلك في جميع امور العادات فبذلك يحصل الاتباع المطلق“ (جاننا چاہئے کہ سعادت کی کنجی تمام امور میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے، آپ ﷺ سے صادر ہونے والے، وارد ہونے والے تمام امور میں حرکات و سکنات میں حتیٰ کہ کھانے پینے، سونے، اٹھنے اور کلام کرنے میں بھی، عبادات کے علاوہ اس میں آپ کی عادت طیبہ

کے چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں، اسی لئے صرف عبادات میں منحصر نہیں کرتا، بلکہ تمام عادات و احوال میں بھی، کمال اتباع اسی سے حاصل ہوگی) امام غزالی علیہ الرحمۃ مزید اتباع کامل کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لباس اور بشری امور میں بھی آپ ﷺ کی اتباع مطلوب و فلاح کا باعث ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں ”فعلیک ان تلبس السراویل قاعدا وتتعمر قائما وتبدأ بالیمین فی تنعلک و تاکل بیمینک“ (بس سنت کی اتباع تم پر لازم ہے کہ تم پاجامہ کو بیٹھ کر پہنو اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھو، جوتا اولاً دائیں پیر میں پہنو، اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ)۔ (اربعین صفحہ ۵۸)

ظاہر ہے کہ یہ عبادات کے متعلق نہیں ہیں، بلکہ عادات و شمائل سے متعلق ہیں، جو لوگ آپ کی اتباع کو تمام امور میں مطلوب نہیں مانتے بلکہ صرف عبادات میں محصور مانتے ہیں وہ دراصل اس دروازے سے نشس کی آزادی چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک عظیم سعادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں ”لان ذلك يغلق عليك بابا عظيما من ابواب السعادة“ (عادات و اطوار میں سنت کا ترک سعادت عظیمہ سے محرومی کا باعث ہے)۔ (اربعین صفحہ ۵۸)

علامہ ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ اسلام صرف آپ کی رسالت کی تصدیق کا نام نہیں، جب تک کہ آپ کی پوری پوری اطاعت کا عہد بھی نہ کرے اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۵۵)

خلاصہ یہ ہوا کہ بلا سنت و اسوۃ رسول ﷺ کے اسلام معتبر نہیں، اتباع کامل ہی سے مسلمان کامل ہو سکتا ہے۔

اتباع سنت کی اہمیت اور تاکید:

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ أَحَبَّ بِسُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ“

”ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی یعنی اس پر عمل کیا تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس

نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا۔“ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

کتنی بڑی فضیلت ہے، ہر امر میں اتباع سنت کی کہ اسے جنت کی رفاقت رہے گی۔ ”اللَّهُمَّ وَفِّقْنَا“

\* حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ“ (جس نے میری سنت کو فساد امت کے وقت زندہ کیا وہ سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب پائے گا)۔ مطلب یہ ہے کہ جس سنت کو لوگ چھوڑ چکے ہوں اس پر عمل کرنا اور کرانا

ثوابِ عظیم کا باعث ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

\* حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو حلال کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

\* حضرت امام مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا قول ہے ”إِنَّ السُّنَّةَ مِثْلُ سَفِينَةِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ رَكِبَهَا نَجَّى، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ“ یعنی سنت مثل کشتی نوح کے ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پائی اور جو پیچھے رہا غرق ہوا۔

\* شرح شریعت الاسلام میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت کی حفاظت کی تو خدائے تعالیٰ چار باتوں سے اس کی تکریم کرے گا۔

۱ نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دے گا۔

۲ فاجر لوگوں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا۔

۳ رزق وسیع کر دے گا،

۴ دین میں پختگی پیدا کر دے گا۔

\* سید الطائفہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ”أَسَاسُ الْخَيْرِ مُتَابَعَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ وَفِعْلِهِ“ تمام خوبیوں کی جڑ نبی پاک ﷺ کے قول و فعل میں اتباع ہے۔

\* امام اوزاعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے عبدالرحمن تم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو میں نے عرض کیا اے پروردگار آپ کے فضل سے کرتا ہوں اور پھر میں نے کہا اے رب مجھے اسلام پر موت نصیب فرما۔ ارشاد فرمایا ”وعلى السنة“ اور سنت پر موت آئے اس کی بھی دعا کرو اور تمنا کرو۔

سنت کو ہلکانہ سمجھے:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے تفسیر لفتح العزیز میں لکھا ہے کہ ”مَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَّةِ عَوْقِبَ بَحْرِمَانَ الْفَرَائِضِ“ یعنی جس نے سنت کو ہلکا سمجھا اور اس کے ادا کرنے میں سستی کی تو اس کو فرائض سے محرومی کی سزا ملے گی، مطلب یہ ہے کہ اس کے فرائض چھوٹنے لگیں گے، انجام کار کبار کا مرتکب ہوگا۔

(اسلام میں سنت کی عظمت صفحہ ۵۰)

## سنت

### اور اس کی تعریف

سنت لغت میں عادت کو کہتے ہیں اور شریعت میں اسے کہتے ہیں جو نبی پاک ﷺ سے قولاً یا فعلاً یا تقریراً منقول ہو۔ (جامع الرموز)

محقق ابن ہمام رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سنت کے مفہوم کو خلفاء راشدین تک وسیع کرتے ہوئے فرماتے ہیں  
 ”وَسُنَّتُهُ الطَّرِيقَةُ الدِّينِيَّةُ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْخُلَفَاءُ الرَّاشِدِينَ“

علامہ شامی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى بھی اسی طرح حضرات خلفاء کے اقوال و افعال کو بھی سنت قرار دیتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں ”اِنْ كَانَ مِمَّا وَاظَبَ عَلَيْهِ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ مِنْ بَعْدِ فَسُنَّةٌ“ (الشامی جلد ۱ صفحہ ۷۰)

یعنی جس پر نبی پاک ﷺ نے یا حضرات خلفاء راشدین نے مواظبت فرمائی ہو (یعنی سنت مؤکدہ کی صورت میں)۔

سنت اور حدیث ایک دوسرے کے مترادف ہے، جو مفہوم سنت کا ہے وہی حدیث کا بھی ہے، علامہ عبدالحئی فرنگی محلی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى ”ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی“ میں سنت کی یہ تعریف لکھتے ہیں ”اِنَّ السُّنَّةَ تُطْلَقُ عَلَى قَوْلِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِعْلِهِ وَسُكُوتِهِ وَطَرِيقَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ“  
 یعنی سنت کا اطلاق آپ ﷺ کے تمام اقوال و عادات پر ہوتا ہے حتیٰ کہ صحابہ کے طریقے کو بھی سنت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ طحاوی علی المراقی میں سنت کی یہ تعریف مرقوم ہے ”مَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ وَاَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ“ (صفحہ ۵)

چونکہ وہ بھی سنت ہی سے ماخوذ ہوتے ہیں، لہذا اس اعتبار سے آپ ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ ”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي“ تم پر میری سنت لازم ہے، تمام امور میں اخلاق و عادات میں بھی ہم اتباع سنت کے مکلف و مامور ہیں، طحاوی میں ہے ”فَاِنَّ سُنَّةَ اصْحَابِهِ اَمْرٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِاتِّبَاعِهَا“ آپ ﷺ نے صحابہ کی سنت کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ (طحاوی صفحہ ۵)

سنت اور اس کے اقسام:

سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ① سنن ہدیٰ ② سنن زوائد۔

سنن ہدیٰ وہ سنت ہے جسے نبی پاک ﷺ نے کیا ہو اور من حیث العبادۃ ہو جیسے جماعت، اذان،

اقامت، اسی طرح سنن صلوٰۃ و صیام و حج وغیرہ، اور اس کا ترک باعث کراہت و ملامت ہو۔

سنن زوائد سنت ہے جو آپ کے اخلاق و عادات سے متعلق ہو، جیسے لباس و نوم وغیرہ کے سنن، اس کا بجا لانا باعث ثواب ہے مگر ترک باعث کراہت نہیں۔ (ماخوذ از شرح وقایہ و شامی جلد ۱ صفحہ ۷۰)

سنن زوائد یعنی کھانے پینے، سونے جاگنے میں آپ کی عادت طیبہ کہ اختیار کرنے والا، سنت پر عامل کہلائے گا جو بڑی سعادت و خوش نصیبی کی بات ہے، مگر ترک گناہ کا باعث نہیں، اس زوائد کے نام سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ان امور میں سنت کا طریقہ اختیار کرنا عبادت نہ ہوگا۔ ہرگز نہیں! یہ بھی عبادت میں داخل ہے۔ چنانچہ ان امور کو عبادت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں "إِنَّ السُّنَّةَ هِيَ الطَّرِيقَةُ الْمَسْلُوكَةُ فِي الدِّينِ فَهِيَ فِي نَفْسِهَا عِبَادَةٌ" سنت کا مفہوم دین کا طریقہ اختیار کرنا ہے وہ فی نفسہ عبادت ہے، لہذا سنت کے مطابق کھانا، پینا، سونا جاگنا وغیرہ سارے امور عبادت ہیں اور ان پر ثواب ہوگا، کیوں نہیں ان کے بغیر تو کمال اتباع سے بہریاب نہیں ہو سکتا، چنانچہ قاضی عیاض مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شفاء میں لکھا ہے "أُصُولُ مَذْهَبِنَا ثَلَاثَةٌ الْإِقْتِدَاءُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَخْلَاقِ وَالْأَفْعَالِ وَالْأَكْلُ مِنَ الْحَلَالِ، وَإِخْلَاصُ النِّيَّةِ فِي جَمِيعِ الْأَعْمَالِ" (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۹)

مذہب کی بنیاد تین امر پر ہے نبی پاک ﷺ کی اقتداء اخلاق و اعمال میں، اور حلال کھانے میں، اور اخلاص نیت تمام اعمال میں، اسی طرح شفاء کی عبارت "هو الاقتداء" کی شرح میں لکھتے ہیں "أَيُّ فِي جَمِيعِ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَأَحْوَالِهِ" (جلد ۲ صفحہ ۲۹)

ترک سنت کے متعلق:

خیال رہے کہ سنن ہدی جسے سنن عبادت بھی کہا جاتا ہے، یعنی وہ سنن جو عبادات سے متعلق ہیں اور آپ ﷺ نے انہیں دوام کے ساتھ ادا فرمایا ہے وہ واجب کی طرح ہے جسے سنت مؤکدہ سے موسوم کیا گیا ہے، اس کا ترک باعث گناہ و ملامت ہوگا اس کے تارک کو تارک سنت اور مخالف سنت قرار دیا جائے گا جیسے تراویح اور نماز کے سنن راتبہ وغیرہ۔

اور جن میں آپ ﷺ سے دوام منقول نہیں اس کا ترک نہ باعث گناہ ہوگا اور نہ قابل ملامت، جیسے چاشت کی نماز، نفل او ایمن وغیرہ، البتہ کرنے والا ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔ (ماخوذ از شامی وغیرہ)

امور عبادت کی سنتوں کے ترک کو امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کفر خفی یا حماقت جلی قرار دیا اربعین میں اس کے ترک پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں "أَمَّا فِي الْعِبَادَاتِ فَلَا أُعْرِفُ لِتَرْكِ السُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ وَجْهًا إِلَّا كُفْرًا خَفِيًّا أَوْ حُمُقًا جَلِيًّا" بلا عذر ترک سنت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی سوائے یہ کہ کفر خفی یا حماقت جلی کہا



جائے، پھر اس کی وجہ لکھتے ہیں:

”بیانہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال تفضل صلاة الجماعة علی الفرد بسبع وعشرين درجة فكيف تسمح نفس المؤمنین بتركها من غیر عذر، نعم یكون اسبب فی ذلك اما حمق او غفلة بان لا یتفكر فی هذا التفاوت العظیم ومن یستمحق غیره اذا اثر واحدا علی اثنين كيف لا یستمحق نفسه اذا اثر واحدا علی سبع وعشرين لا سیما فیما هو عماد الدین ومفتاح السعادة الا بدیة“ (اربعین صفحہ ۲۲)

ترجمہ: ”اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا جماعت کی نماز تہا نماز سے ۲۷ گنا زائد ہے تو مؤمن کا دل بلا عذر کیسے اس کے چھوڑنے کو گوارا کرے گا ہاں حماقت و جہالت و نادانی ہو تو دوسری بات ہے، بایں طور کہ وہ اس فرق عظیم میں غور و فکر نہ کرے، اور جو شخص دوسرے کو اس وقت احمق سمجھتا ہو جب کہ وہ ایک کو دو پر ترجیح دے تو کیسے وہ خود اپنے آپ کو احمق نہ سمجھے گا جب کہ وہ خود ایک کو ستائیں ۲۷ پر ترجیح دیتا ہو خصوصاً ان امور میں جن کا تعلق بنیاد دین اور سعادت ابدیہ کی کنجی سے ہو۔“

خلاصہ یہ کہ عبادت میں سنت کا ترک اس کے تہاون اور غفلت دین کی غمازی کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کس قدر قبیح امر ہے۔ ”اللہم احفظنا“

اسی طرح امور عادیہ میں سنت کا ترک مذموم ہے جن پر آپ ﷺ نے دوام برتا ہو مثلاً کھانے کے متعلق منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرمایا، جوتے کے متعلق منقول ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ دائیں پیر میں اولاً پہنتے تھے اس کے خلاف کسی روایت میں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ نے صرف بائیں ہاتھ سے تناول فرمایا ہو یا اولاً بائیں پیر میں جوتا پہنا ہو، لہذا امت سے بھی اس کا عمل اور دوام مطلوب ہوگا، بلا عذر اس کے ترک کی اجازت نہ ہوگی، اس کے خلاف کرنے والا تارک سنت ہوگا، گو اس کا گناہ سنن مؤکدہ کے مثل نہ ہوگا اسی وجہ سے تو بائیں ہاتھ سے کھانے پر گرفت کی گئی جس کی تفصیل اسی کتاب میں اپنے مقام پر انشاء اللہ آئے گی۔

اس کے برخلاف وہ سنن عادیہ جن میں دوام منقول نہیں مثلاً شریذ کھانا، عجوہ کھجور کھانا، جبہ پہننا، تو ان امور کو سنت کی نیت سے بجالانے والا ثواب پائے گا، اور عامل سنت ہوگا، مگر نہ بجالانے والا تارک سنت اور خلاف سنت کا ارتکاب کرنے والا نہ ہوگا۔ اور نہ اس پر کوئی ملامت ہے۔ اسی طرح جس پر دوام تو ہو مگر دوام مطلوب و مراد نہ ہو

بلکہ ماحول و معاشرہ کے اعتبار سے ہو، مثلاً کھجور کھانا، جو کی روٹی کھانا کہ اکثر و بیشتر آپ کی غذا کھجور اور جو کی روٹی تھی، اسی طرح آپ ﷺ ازار تہبند باندھنے کے عادی تھے، خفین استعمال فرماتے تھے، سنت کی نیت سے اس پر عمل کرنے والا ثواب پائے گا، تاہم یہ کمال اتباع اور حب رسول ﷺ کی واضح علامت ہے جو دارین کی سعادت عظمیٰ کا باعث ہے۔ آپ ﷺ سے جو منقول ہو خواہ دوام ثابت نہ ہو تب بھی اس پر عمل کرے تو یہ دونوں جہاں کی خوش نصیبی ہے اور آخرت میں شفاعت و رفاقت رسول ﷺ کا باعث ہے۔ ”اللہم وفقنا لا تباع سنة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم“

ایک واہم کا ازالہ:

خیال رہے کہ اتباع سنت کے متعلق یہ نہ سوچے کہ یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ فضائل کے سلسلے میں محدثین و فقہاء کرام نے ضعیف روایتوں پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، اس میں ضعف موثر نہیں، ضعف کا تعلق رواۃ سے ہے نہ کہ آپ ﷺ کی سنت سے، چنانچہ تدریب الراوی میں ہے:

”اذا رايت حديثا باسناد ضعيف فلك ان تقول هو ضعيف بهذا الاسناد ولا

تقل ضعيف المتن“ (تواعد علوم حدیث صفحہ ۵۸)

ترجمہ: ”یعنی جب تم کسی حدیث کو اسناد ضعیف کے ساتھ دیکھو تو تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اس اسناد کے

اعتبار سے ضعیف ہے لیکن یہ نہ کہو کہ یہ متن ضعیف ہے۔“

امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ کسی محدث نے ہفتہ یا بدھ کے دن پچھنا لگوا لیا تھا، اور ایک حدیث میں جو سنداً ضعیف ہے اس میں ہے کہ جو شخص ہفتہ یا بدھ کے دن پچھنا لگوائے اور اسے برص کی بیماری ہو جائے تو اپنے سوا کسی پر ملامت نہ کرے، انہوں نے ضعیف سمجھ کر پرواہ نہ کی، چنانچہ انہیں برص کی بیماری ہو گئی وہ بہت پریشان ہوئے، خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، انہوں نے اس برص کے متعلق آپ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے کیوں ہفتہ کے دن پچھنا لگوا لیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ راوی ضعیف تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بات تو میری نقل کر رہا تھا، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں توبہ کرتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے صحت کی دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے۔ (اربعین صفحہ ۶۳)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی حدیث کو ضعف کی بنیاد پر ترک نہیں کرنا چاہئے کیونکہ خود فقہاء کرام نے بھی بسا

اوقات اسے معیار حق تسلیم کیا ہے۔

فضائل میں احادیث ضعیفہ کا حکم:

محدثین عظام و فقہاء کرام رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فضائل میں جن میں سنن عادیہ اور آپ کے اخلاق و عادات بھی

داخل ہیں ضعیف حدیث سے استناد کیا ہے اور اس پر عمل کی اجازت دی ہے، کیسے نہیں؟ کہ دین کا وسیع باب عمل سے خارج ہو جائے گا، اور امت ایک عظیم سعادت سے محروم ہو جائے گی، خود فقہاء کرام و ائمہ مجتہدین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے بھی اس سے استناد کیا ہے اور سنن و عبادات میں بھی اس کا اعتبار کیا ہے کہ صحاح کی تعداد اس درجہ کہاں مگر جب کہ دوسرے طرق سے قوت پیدا ہو جائے، چنانچہ ائمہ احناف نے قیاس اور رائے کے مقابلے میں ضعیف حدیث سے استناد کیا ہے، محدث ابن حجر رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے خیرات الحسان میں اسے ذکر کیا ہے۔

(قواعد علوم الحدیث صفحہ ۵۹)

تاہم وہ روایتیں جو وہابی ہوں یا معتدلیں جرح و تعدیل نے ان کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہو تو پھر ان پر عمل کی گنجائش نہیں۔ علامہ نووی شارح مسلم الاذکار میں لکھتے ہیں "قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعاً" (الاذکار صفحہ ۵)

محدثین و فقہاء وغیرہ نے کہا ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا فضائل و ترغیب و ترہیب میں جائز اور مستحب ہے تا وقتیکہ موضوع نہ ہو۔ قواعد علوم حدیث میں ہے "فیعمل به فی فضائل الاعمال" (صفحہ ۵۷) فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

ابن ہمام صاحب فتح القدر نے لکھا ہے "الاستحباب یثبت بالضعیف دون الموضوع" (فتح صفحہ ۵۸) علامہ شبیر احمد عثمانی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے فتح الملہم میں ارباب علم حدیث کا اس امر پر اجماع نقل کیا ہے کہ فضائل وغیرہ میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست ہے۔ (فتح مقدمہ صفحہ ۵۸)

اب اس اجماع کے بعد کہاں انکار کی گنجائش!!! ہاں البتہ اس کی گنجائش نہیں کہ اس کے ثبوت کا اعتقاد کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب ﷺ کا سچا حق ادا کرنے والا اور سچی اتباع کرنے والا بنائے۔  
(آمین)

اللهم وفقنا لاتباع سيد المرسلين

فاطر السموات والارض انت ولي في الدنيا

والاخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين

محمد ارشاد القاسمي

بروز جمعہ المبارک ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ بمطابق نومبر ۱۹۹۳ء

## تقریظ

از

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب شہید رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم النبیین

اما بعد:

اللہ تعالیٰ شانہ نے حضور اکرم ﷺ کو ساری دنیا بلکہ رہتی دنیا تک کے انسانوں کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک ادا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور جو بھی آپ ﷺ کے مبارک طریقوں کو اپناتا چلا جائے گا اللہ تعالیٰ شانہ، سے قریب ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنا محبوب بنا لیں گے۔ ہر عمل میں حضور اکرم ﷺ کی اتباع جہاں انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے وہاں حضور اکرم ﷺ سے سچی محبت کی علامت بھی ہے۔ دنیا کے تمام انسانوں میں صرف حضور اکرم ﷺ کی ہی ذات مبارکہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال، وضع و قطع، شکل و شبہت، رفتار و گفتار، مذاق طبیعت، انداز گفتگو، طرز زندگی، طریق معاشرت، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہنسنے بولنے کی ہر ہر مبارک ادا محفوظ کی گئی بعینہ اسی طرح جس طرح آپ ﷺ سے سرزد ہوئی۔ محدثین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے یہاں تک نقل کر دیا کہ کس ارشاد کے وقت حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور پر کیسے تاثرات تھے۔ ہمارے لئے یہ بات باعث افتخار ہے کہ ہمیں جن کی اتباع کا حکم دیا گیا ان کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ ۱۳ سو سال گزرنے کے بعد بھی ہمارے پاس موجود اور محفوظ ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حیات طیبہ کو سیکھا جائے اس پر عمل کیا جائے اور ساری امت میں پھیلا یا جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کو بڑی کامیابی کی ضمانت قرار دیا ہے اس کے علاوہ بے شمار آیات و احادیث اس سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔ دنیا و آخرت کی تمام تر خیریں حاصل کرنے کے لئے شمائل و خصائل مبارکہ سے متعلق کتابوں کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ ان کتب کے ذریعے صحیح علم حاصل ہوتا ہے اور عمل کا شوق بھی پیدا ہوتا ہے۔ انہی سلسلہ کتب میں ایک پیش نظر کتاب ”شمائل کبریٰ“ (تالیف مولانا مفتی محمد

ارشاد صاحب (ہے جو کہ درحقیقت اس سلسلے کی ”سلسلۃ الذہب“ ہے۔ بندہ کی رائے ہے کہ ہر گھر میں اس کی تعلیم ہونی چاہئے وقت متعین کر کے ایک فرد پڑھے باقی سب سنیں اس کی برکت سے ان شاء اللہ الرحمن گھروں میں حضور اکرم ﷺ کی حسن معاشرت زندہ ہوگی اور رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوگا۔ اسی طرح اگر اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ و طالبات کو غیر نصابی کتب کی شکل میں یہ کتاب مطالعہ کے لئے دی جائے اور اس کا امتحان بھی لیا جائے تو امید ہے کہ ہماری نوجوان نسل میں سنتوں کے اپنانے کا شوق بڑھے گا۔ اسی طرح دینی مدارس میں اولیٰ میں نئے آنے والے طلباء و طالبات کو شروع کے تین ماہ یعنی سہ ماہی امتحان تک یہ پڑھادی جائے اور املاء کروادی جائے تو جہاں ان کی اردو اچھی ہوگی وہاں سنتوں پر عمل کرنے کا شوق و جذبہ بھی پروان چڑھے گا۔

(حضرت مولانا مفتی) نظام الدین شامزی (صاحب)

استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی نمبر ۵

یکم ذوالقعدہ ۱۴۲۰ھ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم  
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

# کھانے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

ہاتھ دھونا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے  
حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کھانے سے قبل  
اور بعد میں ہاتھ دھونا فقر کو دور کرتا ہے اور تمام نبیوں کی سنت ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۷)

### ہاتھ دھونا زیادتی خیر کا باعث

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ اس  
کے گھر میں خیر زیادہ ہو اسے چاہئے کہ کھانا آئے تو ہاتھ دھوئے اور جب فارغ ہو جائے تو ہاتھ دھوئے۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

### ہاتھ دھونا باعث برکت ہے

حضرت سلمان فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ کھانے سے فراغت کے  
بعد ہاتھ دھونا برکت کا باعث ہے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کھانے سے قبل  
اور بعد میں ہاتھ دھونا برکت کا باعث ہے۔ (شمال صفحہ ۱۳)

### ہاتھ دھونا وسعت رزق کا باعث ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کھانے سے قبل اور بعد میں ہاتھ دھونا وسعت رزق کا  
باعث ہے۔ اس میں شیطان کی مخالفت ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۶)

**فَإِنَّكَ لَا:** احیاء العلوم میں ہے کہ کھانے سے قبل اور فراغت پر ہاتھ دھونا فقر و غربت کو دور کرتا ہے۔  
**فَإِنَّكَ لَا:** کھانے سے قبل اور فراغت کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے اگر ہاتھ صاف ہوں تب بھی دھونا سنت ہے۔  
 چھپوں اور کانٹوں کی صورت میں چونکہ ہاتھ دھونے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، اس لئے ان برکات و فوائد سے محرومی ہو جاتی ہے، قدرت نے ہاتھ اسی لئے دیئے ہیں کہ ہاتھ دھو کر ہاتھ سے کھائے تاکہ یہ برکات و فوائد حاصل ہوں، برکت کا مفہوم یہ ہے کہ جن فوائد اور مقاصد کے لئے کھایا جاتا ہے وہ پورے ہوتے ہیں، بدن کا جز بنتا ہے، عبادت اور عمدہ اخلاق پر تقویت کا سبب بنتا ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۶)

برکت کا مطلب اس کا زائد محسوس ہونا بھی ہے۔ (عمدة جلد ۲۱ صفحہ ۷۶)

### سنت کی برکت کا ایک عجیب واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرے اوپر تین سو (۳۰۰) روپیہ کا قرض تھا اور بوجہ مفلسی کے کوئی صورت ادا سمجھ میں نہ آتی تھی اتفاقاً ایک دن میں نے (کسی عالم کے) درس میں یہ سنا کہ جو شخص کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں سنت سمجھ کر ہاتھ دھولیا کرے تو اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ چند دنوں میں اس کا قرض ادا ہو جائے گا، چنانچہ میں نے یہ عمل شروع کیا ابھی چند ہی روز کیا تھا کہ اللہ کے فضل و عنایت سے میرے ذمہ ایک کوڑی بھی کسی کی باقی نہ رہی، اور میں الحمد للہ ایک سنت نبوی پر عمل کی برکت سے بار دین (قرض کے بوجھ) سبکدوش ہو گیا۔ (اسوہ صفحہ ۹)

### برتن میں ہاتھ دھونا

سلیچی میں ہاتھ دھونا درست ہے جس برتن میں کھایا ہو اس میں ہاتھ دھونا بے ادبی ہے۔ (اتحاف جلد ۵ صفحہ ۲۲۹)

### کھانے کی ابتدا بسم اللہ سے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بسم اللہ کہو اور ہر ایک اپنے قریب سے کھائے۔ (بخاری صفحہ ۸۱۰)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بسم اللہ کہو اور اپنی جانب سے کھاؤ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۰)

**فَإِنَّكَ لَا:** صرف بسم اللہ پڑھے تب بھی کافی ہے، بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا بہتر ہے۔

(خصائل صفحہ ۱۳۵، عمدة القاری جلد ۱ صفحہ ۲۸)

### بسم اللہ نہیں تو برکت نہیں

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۰)

### بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھی جائے تو شیطان کی شرکت

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے اور کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے نہ سونے کی گنجائش ہے نہ کھانے کی۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۲، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۸، ابوداؤد)

حضرت سلمان فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ شیطان اس کے ساتھ کھانے میں، سونے میں، رات گزارنے میں شریک نہ ہو اسے چاہئے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے اور کھانے پر بسم اللہ کہے۔ (اس کی برکت سے شیطان شریک نہیں ہوگا)۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۲۳)

### بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھنے پر شیطان کی شرکت کا واقعہ

حضرت ابویوب انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم نے ایسی برکت نہیں دیکھی، پھر آخر میں اتنی بے برکتی ہونے لگی کہ ہم نے ایسی بے برکتی نہیں دیکھی، ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا یہ بات کیسے ہوئی؟ آپ نے فرمایا ہم لوگ بیٹھے تھے تو بسم اللہ پڑھ چکے تھے، پھر بعد میں ایک شخص شریک ہوا جس نے بسم اللہ نہیں کہا۔ پس شیطان اس کے ساتھ کھانے لگا۔ (اس کی وجہ سے یہ بے برکتی ہوئی)۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۶، مسند احمد)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ جماعت میں اگر ایک شخص بھی بلا بسم اللہ کہے شریک طعام ہوگا تو اس سے بے برکتی ہوگی اور اس بے برکتی کا اثر پورے کھانے پر ہوگا، آج یہ سنت سستی و غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے چھوٹی جا رہی ہے۔ کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا خیال نہیں آتا، کھانا لگتے ہی اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں، چنانچہ بے برکتی کا مشاہدہ آنکھوں کے سامنے ہے، بے برکتی کا مفہوم یہ بھی ہے کہ کھانا مفید اور معین صحت نہ بنے، جماعت میں بہتر یہ ہے کہ بعض ساتھی زور سے بسم اللہ پڑھ لیں تاکہ دوسروں کو بھی یاد آ جائے، شرکاء طعام میں سے ہر ایک کو بسم اللہ پڑھنا چاہئے۔ (عمدة القاری جلد ۲۱ صفحہ ۲۸)

### شروع میں بھول جائے تو جب یاد آ جائے پڑھ لے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بسم اللہ کہنا شروع کھانے میں بھول جاؤ تو بعد میں پڑھ لو۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۶)

### جب شروع میں بھول جائے تو بعد میں کیا پڑھے؟

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر بسم اللہ پڑھنا شروع میں بھول جائے تو وہ "بِسْمِ اللّٰهِ اَوْلَهُ وَاٰخِرَهُ" پڑھ لے (یعنی جب یاد آ جائے)۔



**فَإِنَّكَ لَا:** خیال رہے کہ یہ کھانے کے متعلق ہے، شروع میں بھول جائے تو کھانے کے دوران جب بھی یاد آجائے تو یہ پڑھ لے۔ وضو کے شروع میں بھی بسم اللہ سنت ہے، شروع میں یہاں بھول جائے تو بعد میں یہاں سنت نہیں، بخلاف کھانے کے کہ وہاں دوران میں بھی سنت ہے۔ (طحاوی صفحہ ۵۲)

بسم اللہ کہہ لینے سے شیطان پر اثر

حضرت امیہ بن محشی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کھاتا ہوا دیکھا اور اس نے بسم اللہ (شروع میں) میں نہیں پڑھی تھی، پھر بعد میں اس نے ”بِسْمِ اللّٰهِ اَوْلَهُ وَاٰخِرَهُ“ پڑھ لیا تو آپ ﷺ نے (اس کے متعلق) فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا جب اس نے بسم اللہ پڑھا تو شیطان نے کھایا ہوا اگل دیا اور اس کے پیٹ میں کچھ بھی باقی نہ رہا۔ (ابوداؤد، نسائی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۲۴)

**فَإِنَّكَ لَا:** کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہنا سنت ہے، بعض علماء کے نزدیک بسم اللہ کہنا واجب ہے کیونکہ اس کے ترک پر گناہ ہوگا، اگر کسی وجہ سے شروع میں خیال نہ رہا تو درمیان میں بھی یاد آنے پر کہنا سنت ہے۔

(عمدة القاری جلد ۲۱، صفحہ ۲۸)

دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے

حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بچے اللہ کا نام لو، اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور قریب سے کھاؤ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۰)

بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پانی پئے! کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۲۸)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے مرفوعاً روایت ہے کہ جو بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے، شیطان اس کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے اور کھاتا ہے۔ (مسند احمد، عمدة القاری جلد ۲۱ صفحہ ۲۹)

خلاف سنت کی سزا

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے (تکبراً و اعراضاً) کہا میں نہیں کھا سکتا آپ نے فرمایا تم نہیں کھا سکو گے، چنانچہ اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

**فَإِنَّكَ لَا:** آپ کے کہنے پر اس نے باوجود یہ کہ اس کا ہاتھ درست تھا۔ تاویل کرتے ہوئے اور بہانہ بناتے ہوئے کہا کہ میں نہیں کھا سکتا ہوں یعنی معذور ہوں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جب نہیں کھا سکتے ہو تو ٹھیک

ہے نہیں کہا سکو گے۔ جس سے اس کا ہاتھ شل ہو گیا، اعراض سنت کی سزا اسی دنیا میں مل گئی غیرت کا مقام ہے۔ دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے (اس کا ترک مذموم ہے) بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔ کیونکہ دائیں ہاتھ سے کھانے کی تاکید اور بائیں سے وعید ہے، ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ دائیں ہاتھ کو کھانے پینے اور بائیں کو اس کے علاوہ کے لئے بنایا گیا ہے، لیکن اگر اعانت اور مدد کے لئے بائیں کی ضرورت پڑ جائے تو لگایا جاسکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کھانے کے دوران پانی پیتے ہوئے بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑتے ہیں اور دائیں ہاتھ کو ذرا سا لگا لیتے ہیں یہ خلاف سنت طریقہ ہے بلکہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر پینا چاہئے انگلیاں آلودہ ہوں تو چاٹ لے پھر پکڑے۔ نیز کھانے کے دوران پانی پینا سنت نہیں۔

### اپنے قریب سے کھانا سنت ہے

حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں پلیٹ کے چاروں طرف سے کھا رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی جانب سے کھاؤ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۰)

**فَائِدَةٌ:** جب دسترخوان پر ایک ہی قسم کی چیز ہو یا کسی بڑی پلیٹ میں ایک ہی نوع کا کھانا ہو تو یہ حکم ہے کہ صرف اپنی طرف ہی سے کھائے۔ اور اگر کئی نوع کا کھانا ہو یا مختلف قسم کی چیزیں منتشر ہوں تو دوسری طرف سے بھی لیا جاسکتا ہے۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۲۳)

چنانچہ حضرت عکراش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے سامنے پیالے میں شرید اور گوشت کے ٹکڑے لائے گئے، میں اسے چاروں طرف سے کھانے لگا، اور آپ ﷺ صرف اپنے سامنے سے کھا رہے تھے، آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا اے عکراش ایک طرف سے کھاؤ، ایک ہی تو کھانا ہے، پھر اس کے بعد ایک طبق لایا گیا جس میں مختلف قسم کے کھجور تھے تو میں صرف اپنے سامنے سے ہی کھانے لگا اور نبی کریم ﷺ کا دست مبارک طبق میں چاروں طرف چل رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اے عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ، کیونکہ ایک قسم کا نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کھانا اپنے قریب سے کھاتے تھے، اور جب کھجور پیش کیا جاتا تو دست مبارک گھومتے تھے۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۴۷۲)

**فَائِدَةٌ:** اس سے معلوم ہوا کہ پلیٹ یا دسترخوان پر مختلف اشیاء ہوں تو حسب خواہش دوسری جانب سے بھی ہاتھ بڑھا کر لیا جاسکتا ہے اور یہ طریقہ خلاف سنت نہیں ہے نہ حرص کی علامت ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کھانے کے دوران غلطی کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

## برتن کے بیچ سے کھانا بے برکتی کا باعث

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا برکت بیچ کھانے میں اترتی ہے لہذا کنارے سے کھاؤ بیچ سے مت کھاؤ۔

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب کھانا پیش کیا جائے تو کنارے سے شروع کرو بیچ کا حصہ چھوڑ دو، کیونکہ برکت بیچ والے حصہ پر نازل ہوتی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۶، حاکم جلد ۲ صفحہ ۱۱۶) **فَائِدَةٌ**: برتن کے کنارے سے کھائے، شروع ہی میں پلیٹ کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے۔

## برتن کو خوب صاف کرنا سنت ہے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انگلیوں کو چاٹنے اور برتن کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

## برتن کو صاف کرنا مغفرت کا باعث

حضرت نیشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں پیالہ میں کھا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا جو برتن میں کھائے اور اسے صاف کرے تو برتن اس کے لئے دعاء مغفرت کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

## برتن کو صاف کرنے کا آخرت میں صلہ

حضرت عرباض بن ساریہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے برتن کو صاف کیا، انگلیوں کو چاٹا، خدا اس کا دنیا اور آخرت میں پیٹ بھر دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

## انگلیوں کو چاٹنا

حضرت کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کھانا تناول فرماتے تو تین انگلیوں سے تناول فرماتے اور فارغ ہوتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا انگلیوں کا چاٹنا باعث برکت ہے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۶۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

**فَائِدَةٌ**: انگلیوں کو چاٹنے اور برتن کو صاف کرنے کی بڑی فضیلت اور تاکید ہے، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا مستحب ہے بغیر چاٹے ہاتھ دھونا ممنوع ہے۔ انگلیاں جس میں اجزاء لگے ہوں خود چاٹ لے یا اسے دوسرے کو چاٹنے دے جسے کراہت محسوس نہ ہو جیسے اولاد، شاگرد وغیرہ۔ (فتح الباری صفحہ ۵۷۸)

یا بیوی کو چٹا دے۔ (یعنی)

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو یہ طریقہ رائج ہو گیا ہے کہ برتن کو صاف ہی نہیں کرتے، یا اس میں کچھ چھوڑ دیتے ہیں، یہ نہایت قبیح اور خلاف سنت فعل ہے جو غیروں سے آیا ہے، یہ کہنا کہ چائنا حرص کی علامت ہے، جہالت ہے، بلکہ نعمت خداوندی کے قدر کی علامت ہے، انگلیوں کا چائنا دافع کبر ہے۔ (یعنی جلد ۲۱، صفحہ ۷۶)

### انگلیوں کے چاٹنے کا مسنون طریقہ

بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ پہلے بیچ کی پھر شہادت کی پھر انگوٹھا چاٹنا کرتے تھے۔

(حاشیہ جمع الوسائل صفحہ ۱۸۹)

اس ترتیب میں بھی علماء نے بہت سے مصالِح بیان فرمائے ہیں، ایک یہ کہ انگلیاں چاٹنے کا دور دائیں سے چلتا ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۳)

اور یہ کہ بیچ والی زیادہ کھانے سے ملوث ہوتی ہے، یا اس وجہ سے کہ وہ لمبی ہے وہ پہلے لگی ہوگی۔

(جمع صفحہ ۱۸۹، یعنی جلد ۲۱ صفحہ ۷۶)

### انگلیاں تین مرتبہ چائنا سنت ہے

حضرت کعب بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹنا کرتے تھے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۱)

### تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے

حضرت کعب بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت طیبہ تین انگلیوں سے کھانے کی تھی۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵، شامل صفحہ ۱۱۲)

حضرت عامر بن ربیعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور فارغ ہونے پر ان کو چاٹ لیا کرتے۔ (جمع جلد ۵ صفحہ ۲۸، مسند بزار)

### پانچ انگلیوں کی اجازت

سعید بن منصور سے مرسل روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پانچ انگلیوں سے بھی کھایا ہے۔

(فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۷۸)

فَائِدَةٌ: اکثر و بیشتر تو آپ کی عادت طیبہ تین انگلیوں سے ہی کھانے کی تھی مگر کبھی ضرورت پر پانچ کو بھی استعمال کیا ہے، کھانے کی کیفیت سے ایسا ہو سکتا ہے۔ (فتح الباری)

اگر خشک چیز نہ ہو تو ایسی چیز میں پانچ انگلیوں کو لگایا جا سکتا ہے۔ (شرح منادی صفحہ ۱۹۰)

مثلاً چاول دال یا اسی کے مثل کوئی چیز ہو جو تین انگلیوں سے کافی نہ ہو تو پانچوں انگلیوں سے کھایا جا سکتا

ہے، ابن عربی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا کہ اگر کوئی پانچ انگلیوں سے کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے۔

(شرح مناوی صفحہ ۱۹۰)

اسی طرح ضرورت پر چوتھی انگلی بھی لگا سکتا ہے، ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ کبھی آپ نے چوتھی انگلی سے بھی مدولی ہے، خیال رہے کہ پانچ یا چار انگلیوں سے کھانے کی اجازت ضرورت پر ہے، وال چاول میں اس کی ضرورت پڑتی ہے لہذا اس قسم کے کھانوں میں پانچ یا چار انگلیوں کا استعمال خلاف سنت نہ ہوگا۔

امام نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ احادیث سے تین انگلیوں سے کھانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے، لہذا چوتھی اور پانچویں انگلی بلا ضرورت شامل نہ کرے، علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ بلا ضرورت پانچ انگلیوں سے کھانے والا تارک سنت ہوگا۔ تین انگلیوں سے کھانے کی مصلحت یہ ہے کہ لقمہ چھوٹا ہونا کہ زیادہ تعداد میں نہ کھایا جاسکے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۲، یعنی جلد ۲ صفحہ ۷۷)

### ایک انگلی سے کھانے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک انگلی سے کھانا شیطان اور دو سے متکبرین اور تین سے حضرات انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ کی عادت ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۹۱)

جن تین انگلیوں سے کھانا مسنون ہے، وہ یہ ہیں انگوٹھا، شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔ (جمع الوسائل ۱۸۹)

طبرانی میں کعب بن عجرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا آپ ﷺ انگوٹھے، شہادت اور بیچ کی انگلی سے کھا رہے تھے۔ پھر میں نے ان تینوں کو چاٹتے دیکھا کہ پہلے بیچ والی کو پھر اس کے بعد والی کو پھر انگوٹھے کو چاٹا۔ (جمع الوسائل جلد ۵ صفحہ ۱۸۹)

گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھانا سنت ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی کریم ﷺ سے یہ نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے صاف کرے اور کھالے، شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)

فَاِذَا كَانَ لِقْمُكَ فِي الْأَرْضِ فَأَدْبَارَ الشَّيْطَانِ فَاصْفِهِ: گرے ہوئے لقمے کو اٹھانے اور کھانے میں قباحت یا کراہت محسوس نہ کرے، سنت سمجھ کر کھالے تو ثواب عظیم پائے گا، لوگوں کے کچھ کہنے یا سوچنے کی پروا نہ کرے، شاید کہ اسی میں برکت ہو۔

شیطان کھانے کے وقت بھی آتا ہے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس آتا ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی آتا ہے، پس اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالے۔ شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور فراغت پر انگلیوں کو بھی چاٹ لے اسے کیا معلوم کہ کھانے کے کس

جز میں برکت ہے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

**فَائِدَة:** کھانے کے دوران لقمہ یا کھانے کے اجزاء اگر ادھر ادھر دسترخوان سے باہر گر جائے تو اسے اٹھا کر کھا لینا مسنون ہے، اگر گرد وغیرہ لگ جائے تو اسے صاف کر کے دھو کر کھا لینا چاہئے، اس میں کراہت محسوس نہ کرے، شاید کہ اسی میں برکت اور تغذیہ اور صحت مقدر ہو۔

### دسترخوان کے گرے ٹکڑوں کے کھانے کے فوائد

ابوالشیخ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ جو دسترخوان یا برتن سے گرے ہوئے کھانے کے ٹکڑوں کو کھائے گا وہ تنگدستی سے محفوظ رہے گا، اسی طرح خطرناک امراض مثلاً برص، جذام سے محفوظ رہے گا، اس کی اولاد چالاک ہوگی، حماقت اور پاگل پن سے محفوظ رہے گی۔ اسی طرح دیلمی کی مسند فردوس میں ہے کہ اس کی اولاد اچھی ہوگی اور غربت دور ہوگی۔ احیاء العلوم میں امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ ایسا شخص وسعت رزق سے نوازا جائے گا اس کی اولاد میں عافیت رہے گی بیماریوں سے محفوظ رہے گی، نیز امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ کھانے کے ریزوں کا چننا جنت کی حوروں کا مہر ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۲)

### گرے ٹکڑوں کو کھانا باعث مغفرت

حضرت عبداللہ بن ام حرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو تلاش کر کے کھائے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۳۷)

**فَائِدَة:** دسترخوان کے ٹکڑوں کا کھانا تواضع ہے اور نہ کھانا تکبر کی علامت ہے۔

### برتن کی دعاء

حضرت نبی ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی برتن میں کھائے پھر اسے خوب صاف کرے تو برتن اسے دعا دیتا ہے کہ جس طرح اس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اے اللہ! آپ اسے جہنم سے آزاد کر دیجئے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸)

**فَائِدَة:** برتن معصوم ہے اس کی دعاء مقبول ہے، اس معمولی کام پر کتنے بڑے ثواب اور برکات ہیں۔

### کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنا مسنون ہے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاتھ کو رومال سے اس وقت تک نہ پونچھو تا وقتیکہ اسے صاف نہ کر لو۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ہاتھ اس وقت تک نہ پونچھے جب تک کہ چاٹ نہ لے۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

### فراغت پر ہاتھ بازوؤں اور پیروں پر ملنا

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کھانے کی یہ مقدار (پیٹ بھر) نہیں پاتے بلکہ کم پاتے تھے اور نہ ہمارے پاس رومال ہوتے، شوربے کو ہتھیلیوں، بازوؤں اور پیروں پر مل لیتے، پھر نماز پڑھتے اور ہاتھ دھوتے نہیں تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۲۰)

فَائِدَةٌ: کھانے کے بعد حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ہاتھ کم دھوتے تھے، رومال یا تولیہ کا استعمال رائج نہ تھا، کھانے کے بعد بلا ہاتھ دھوئے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر یا بازو پر یا پیر اور پنڈلی پر مل لیا کرتے تھے۔

(عمدة القاری جلد ۲، صفحہ ۷۷)

تاہم ہاتھ پونچھنے کے لئے کپڑے اور رومال کا استعمال بھی درست ہے۔ مستحب یہ ہے کہ چاٹنے کے بعد ہاتھ صاف کرے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہاتھ کو پیروں پر مل لیا کرتے تھے۔ (عمدة القاری جلد ۲ صفحہ ۷۷)

حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا ہے کہ ہاتھ کا ملنا اور پونچھنا مستحب ہے۔

### ہاتھ دھونا بھی سنت ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ ہاتھ کا چاٹنے کے بعد بوزائل کرنے کے لئے دھونا مندوب و بہتر ہے، چنانچہ ابوداؤد شریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر کسی نے کھانے وغیرہ کی چکناہٹ وغیرہ کو دھو کر صاف نہ کیا اور کوئی تکلیف پہنچ گئی (مثلاً کسی جانور نے کاٹ لیا) تو اپنے سوا کسی پر ملامت نہ کرے۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۶)

قاضی عیاض مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا ہے کہ ملنا اور مسح کرنا وہاں ہے جہاں دھونے کی ضرورت نہ ہو، اور چپکاہٹ یا ٹھاپن ہے تو وہاں ہاتھ کا دھونا ہے، حدیث پاک میں ہاتھ دھونے کی ترغیب آئی ہے اور اس کے ترک کی ممانعت آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کا ملنا اور دھونا دونوں سنت ہے۔ اسی طرح کھانے کے بعد رومال یا کپڑے سے پونچھنا بھی سنت ہے، بشرطیکہ ہاتھ چاٹنے کے بعد ہو، امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ہاتھ دھونے کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صابن وغیرہ اولاً بائیں ہاتھ میں لے اور پہلے داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں دھوئے اور ان پر صابن لگائے پھر ہونٹ دھوئے اس پر انگلیاں ملے پھر منہ دھوئے دانتوں کو اوپر نیچے سے اور تالو کو انگلی سے ملے پھر ان انگلیوں کو صابن سے دھو ڈالے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۲)

### دستر خوان پر کھانا سنت ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نہ کبھی میز پر اور نہ تشریوں میں کھانا تناول

فرمایا ہے، پوچھا پھر کس پر کھاتے تھے کہا دسترخوان پر۔ (ابن ماجہ، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۱)  
حضرت فرقد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے دسترخوان پر کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۶۳)

### دسترخوان پر ملائکہ کی دعاء رحمت

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ملائکہ جب تک کہ دسترخوان بچھا رہتا ہے دعاء رحمت کرتے رہتے ہیں۔

**فَائِدَةٌ:** دسترخوان پر کھانا سنت ہے۔ بلا دسترخوان بچھائے کھانا خلاف سنت ہے۔ نیز آپ ﷺ کا دسترخوان چمڑے کا ہوتا تھا اور گول ہوتا تھا۔ (عمدة القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۵)

روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا دسترخوان چمڑے کا ہوتا تھا۔ (اسوۃ الصالحین صفحہ ۹)  
حضرت عیسیٰ غَالِيَةَ وَالسَّلَامَ پر جو ماندہ اترتا تھا وہ سرخ چمڑے کے دسترخوان میں تھا۔

(عمدة القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۵)

### زمین اور فرش پر کھانا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے کھانا پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین یا چٹائی پر رکھو! (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۷)

### میز یا ٹیبل پر کھانا خلاف سنت ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میز پر کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا۔ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ (آپ کی عادت طیبہ تھی) آپ ﷺ سواریوں پر کسی کے پیچھے بیٹھ جاتے تھے، آپ ﷺ کے کھانے کا دسترخوان زمین پر رکھا جاتا، آپ ﷺ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے اور گدھے پر سوار بھی ہو جاتے۔

**فَائِدَةٌ:** یہ آپ کی متواضعانہ نشانی تھی، عبدیت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر ادا سے تواضع و مسکنت ظاہر ہو۔

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر کھانا کھاتے تھے۔

(سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۶۷)

**فَائِدَةٌ:** چوکی یا چارپائی پر کھانا سنت نہیں ہے۔ حدیث شریف میں خوان پر نہ کھانے کا ذکر ہے، خوان کی تشریح علامہ مناوی نے حکیم ترمذی کے قول سے یہ کی ہے کہ جو زمین پر پائے سے قائم ہو جیسے میز، ٹیبل وغیرہ۔

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اور علامہ مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ یہ متکبرین اور دنیا داروں کی



عادت ہے، تاکہ ان کا سر (جو ایک نعمت خداوندی اور قابل اکرام ہے) نہ جھکے، حسن بصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول ہے کہ میز اور کرسی پر کھانا بادشاہوں کی عادت ہے۔ (جمع)

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ کے لئے دسترخوان زمین پر بچھایا جاتا اور آپ ﷺ زمین پر کھاتے۔ (زاد العاد صفحہ ۵۴، اتحاف عن ابن عباس جلد ۵ صفحہ ۲۱۲)

اسی طرح نبوی لیل و نہار میں ہے کہ آپ نے میز، کرسی پر بیٹھ کر کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا بلکہ زمین پر دسترخوان بچھایا جاتا اور اس پر آپ ﷺ کھانا تناول فرماتے۔ (نبوی لیل و نہار صفحہ ۴۰۴)

حاشیہ ترغیب و ترہیب میں ہے:

”أَنْ يُوضَعَ الطَّعَامُ عَلَى السُّفْرَةِ الْمَوْضُوعَةِ عَلَى الْأَرْضِ فَهُوَ مَأْدُبَةٌ إِلَى فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رَفَعِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ وَضَعَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَهُوَ أَقْرَبُ إِلَى التَّوَاضُعِ“ (جلد ۳ صفحہ ۱۵۲)

مسنون یہ ہے کہ کھانا دسترخوان پر ہو جو زمین پر رکھا گیا ہو یہی اقرب الی السنۃ ہے بمقابل کھانا اوپر رکھنے کے، حضور اقدس ﷺ کے پاس جب کھانا آتا تو اسے زمین پر ہی رکھا جاتا اور یہی تواضع کے قریب ہے۔ غیروں کا خلاف سنت اور مکروہ طریقہ ہمارے معاشرہ میں رائج ہو گیا ہے حیرت تو یہ ہے کہ اس کی قباحت و کراہت کا بھی احساس نہیں ہے بلکہ شرف و عزت فخر کی بات سمجھی جاتی ہے، اللہ کی پناہ، آج غیروں اور دشمنوں کے طریق میں عزت و شرافت محسوس ہوتی ہے۔ خصوصاً شادی بیاہ کے موقع پر، یہ مکروہ بدعت رائج ہو گئی ہے۔ اس طریقے سے اہل ایمان کو شدید نفرت ہونی چاہئے۔ نہ خود اختیار کریں اور نہ ایسی تقریبات میں شریک ہوں، کیوں کہ یہ ملعون و مغضوب قوم یہود و نصاریٰ کی عادت ہے، آج مسلم متمول گھرانے میں، زمین پر دسترخوان بچھا کے کھانا معیوب سمجھا جاتا ہے سنت کی جگہ غیروں کا طریقہ داخل ہو گیا ہے۔ (العیاذ باللہ) اس مکروہ طریقے کو ختم کرنا اور کرانا اور دسترخوان کی سنت کو زندہ کرنا اس زمانہ میں سوشیڈوں کا ثواب رکھتا ہے۔

کرسی پر کھانا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے متکبرین کا طریقہ قرار دیتے ہوئے بدعت قرار دیا ہے۔

(عمدة القاری صفحہ ۳۴، جمع الوسائل صفحہ ۱۹۶)

کوکب دری میں علامہ گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں چونکہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ تشبہ بھی ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۷)

فَائِدَةٌ: ولیمہ کھانا سنت ہے اور میز نمبل پر کھانا بدعت ہے، اگر سنت کے طریقہ پر کھانے کا انتظام ہو تو اس کی مسنونیت باقی رہے گی، اگر بدعت اور مکروہ امور پر مشتمل ہو تو پھر ایسی دعوت کا قبول کرنا اور شریک طعام ہونا ممنوع ہوگا، آج کل بعض موقعوں اور جگہوں میں کھڑے ہو کر کھانا کھلایا جاتا ہے یہ نہایت ہی مکروہ اور قبیح طریقہ ہے، ایسے مقامات پر جانا ممنوع ہے۔ (شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۶۲)

### ٹیک لگا کر کھانا خلاف سنت ہے

حضرت ابو جحیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں (شَمَائِلُ) حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں بندہ غلام ہوں اس طرح کھاتا پیتا ہوں جس طرح ایک غلام کھاتا پیتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۰)

یعنی جس طرح ایک غلام یا شاگرد مؤدب آقا اور استاذ کے سامنے تواضع و مسکنت سے کھانے کا طریق اختیار کرتا ہے ایسی ہیئت جس سے تکبر، غرور، و بڑائی ظاہر ہو اس سے بچتا ہے اسی طرح میں بھی متواضعانہ طریق اختیار کرتا ہوں۔۔

حضرت عبداللہ بن بسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں بکرے کا گوشت پیش کیا تو آپ ﷺ دوزانو بیٹھ کر تناول فرمانے لگے، ایک اعرابی نے پوچھا یہ کیسا بیٹھنا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے شریف بندہ بنایا ہے جبار و معاند نہیں بنایا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

یعنی متکبرین میں سے نہیں بنایا کہ ان کا طریقہ اختیار کروں۔

فَائِدَةٌ: ٹیک لگا کر کھانا ممنوع اور مکروہ ہے، ٹیک لگا کر کھانا جسے حدیث پاک میں اتکاء کہا گیا ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں یہ سب اس ممنوع صورت میں داخل ہیں۔

① دو پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو پر ٹیک لگانا۔

② زمین پر ایک ہاتھ رکھ کر ٹیک لگانا۔

③ چہار زانو بیٹھنا، پیٹھ کو دیوار یا تکیہ کے سہارے لگانا۔

یہ حالتیں متکبرین کی ہیں اسی لئے ان ہیئتوں کے ساتھ کھانے کو منع فرمایا ہے چونکہ مؤمن کا کھانا بھی عبادت ہے اور عبادت میں تواضع اور تواضع کی صورت مطلوب ہے۔ لیکن اگر کبھی پھل وغیرہ ایک آدھ اتفاقاً ٹیک لگائے ہوئے کھالے تو گنجائش ہے چنانچہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ کی خدمت میں کھجور پیش کیا گیا تو آپ نے ٹیک لگائے ہوئے ہی تناول فرمایا۔ (سیرۃ النبی جلد ۷ صفحہ ۲۶۲)

چہار زانو کھانا خلاف سنت اور ممنوع ہے

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے زاد المعاد میں چہار زانو بیٹھ کر کھانے کو اتکاء میں داخل مانتے ہوئے مکروہ و مذموم قرار دیا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۵۴)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ چہار زانو کھانے کے عادی ہیں ان کو بلا تاویل یہ خلاف سنت طریقہ چھوڑ دینا چاہئے۔ قاضی عیاض مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شفاء میں بھی اسے مذموم قرار دیا ہے۔

ٹیک لگا کر کھانے کے نقصانات

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ اس طرح کھانا کھانے والے کو نقصان پہنچتا ہے، معدے میں کھانا باسانی نہیں پہنچتا، معدہ ایک جانب جھک جاتا ہے، کھانے کے جو راستے ہیں اس سے گزرنے میں یہ ہیئت مانع ہوتی ہے۔ (زاد المعاد، جمع الوسائل صفحہ ۱۹۱)

ابن شاہین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے عطاء رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیل عَلَیْهِ السَّلَام نے آپ ﷺ کو ٹیک لگا کر کھانے سے منع فرمایا۔ حضرت ابراہیم نخعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى مکروہ سمجھتے تھے کہ اس سے پیٹ بڑا نہ ہو جائے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۹۱)

عموماً اس طرح کھانے والا زیادہ کھاتا ہے اور اس خلاف سنت طریق میں برکت نہیں ہوتی اور اس سے پیٹ بڑا ہو جاتا ہے، جو مذموم ہے۔

بیٹھنے کا مسنون طریقہ

کھانے کے لئے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ یا تو دونوں قدموں کے بل (اکڑو) بیٹھے۔ یا دائیں پیر کو اٹھالے اور بائیں پیر کو بچھالے۔ ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ سرین کے بل بیٹھتے تھے اور بائیں پیر کے تلوے کو دائیں پیر کے اوپر رکھتے، یہ طریقہ آپ ادباً اور تواضعاً اختیار کرتے، یہ ہیئت کھانے کے طریقوں میں سب سے افضل اور نافع ہے۔ (شرح مناوی صفحہ ۱۹۱)

مدارج النبوة میں ہے کہ ٹیک لگانے کی تفسیر میں اختلاف کیا گیا ہے۔ قاضی عیاض رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى شفاء میں فرماتے ہیں اتکاء یعنی ٹیک لگانے سے مراد جم کر بیٹھنا ہے اور کھاتے وقت چوکڑی مار کر سرین پر بیٹھنا ہے۔ اس ہیئت پر بیٹھنے والا کھانا زیادہ کھاتا ہے اور اس طرح اظہار کبر کرتا ہے۔

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا کہ ٹیک لگا کر کھانا نقصان پہنچاتا ہے کھانے کے لئے اس کے راستے سے گزرنے میں یہ ہیئت مانع ہوتی ہے اور یہ کہ سرعت سے معدہ میں کھانا نہیں پہنچتا اور معدہ میں گردش کرتا ہے، مستحکم نہیں ہوتا اور معدہ کا منہ غذا کے لئے نہیں کھلتا، اور معدہ ایک جانب جھک جاتا ہے اور بسہولت غذا معدہ

میں نہیں جاتی، صاحب سفر السعادة لکھتے ہیں کہ کھانے کے وقت اس ہیئت پر بیٹھنا مستحب ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر بیٹھے، ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بائیں قدم کی جانب کودا ہنہ قدم کی پشت پر رکھتے تھے۔

### کھڑے ہو کر کھانے کی ممانعت

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ کھانا کھڑے ہو کر کھایا جائے۔

**فَائِدَةٌ:** افسوس کہ آج کل غیروں کے ساتھ خلط (میل جول) سے کھڑے ہو کر قبیح اور مذموم فعل کا رواج ہوتا جا رہا ہے خصوصاً شادی بیاہ اور تقریبات کے موقعوں پر کھڑے ہو کر خورد و نوش کا طریقہ رائج ہو گیا ہے اس پر مزید قباحت در قباحت کہ چل کر اللہ کی پناہ! یہ جانوروں کا طریقہ ہے نہ کہ انسانوں کا، وہ بھی اہل ایمان، یہی وجہ ہے کہ جانوروں کے افعال سے جانوروں کے اخلاق پیدا ہو رہے ہیں، ایسی دعوتوں میں شرکت خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ اختیار نہ ہو تو واپس چلا آئے یہ محمود ہے اور مقام غیرت ہے، البتہ اتفاقاً کوئی خشک پھل کھڑے یا چلتے ٹہلتے ہوئے کھالیا تو اس کی کی گنجائش ہے نہ کہ کھانا وغیرہ کھانے کی۔

### بازار میں کھانے کی ممانعت

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ بازار میں کھانا بے حیائی ہے۔

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بازار میں کھانا بے حیائی ہے۔

(مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)

**فَائِدَةٌ:** بازار میں اگر گھریا دوکان کے اندر کھانا ہو تو یہ ممنوع نہیں ہے بلکہ جائز ہے، کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

### جوتے کھول کر کھانا سنت ہے

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانے

کے قریب آئے اور اس کے پیر میں جوتا ہو تو اسے نکال دے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۷)

### جوتے کھول کر کھانے کا حکم

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کھاؤ تو جوتے

کھول دو۔

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کھانا آجائے تو

جو توں کو نکال دو، یہ تمہارے قدم کے لئے راحت بخش ہے۔ (داری، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۲)

**فائدہ:** سنت اور حکم شرع یہ ہے کہ جوتے پہنے ہوئے کھانا نہ کھائے بلکہ اسے کھول دے جوتا پہنے ہوئے کھانا خلاف سنت ہے اور پیروں کے لئے بھی تکلیف دہ ہے۔ آج کل عموماً لوگ ہوٹل وغیرہ میں جوتے پہنے کھاتے ہیں، اس فتنہ ج طریقہ سے احتیاط کرنا چاہئے۔

### تیز گرم کھانے کی ممانعت

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ مناسب ہو جائے (یعنی کھانے کے لائق ہو جائے)۔

(کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۸)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گرم کھانے کو پسند نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ اس سے بھاپ نکل جائے۔ یعنی ایسا گرم کھانا جس سے بھاپ نکل رہی ہو۔ (جمع الفوائد، مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۲)

### گرم کھانا آگ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک پلیٹ میں تیز گرم کھانا پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھایا پھر کھینچ لیا اور فرمایا اللہ نے ہمیں آگ نہیں کھلائی۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۲)

### ٹھنڈا کھانا سنت ہے

ایسا تیز گرم کھانا جس سے بھاپ نکل رہی ہو اور ہاتھ اور منہ کے جلنے یا تکلیف کا اندیشہ ہو کھانا ممنوع ہے پھر یہ کہ ایسے کھانے میں لذت بھی نہیں حاصل ہوتی، کیوں کہ منہ جلنے کی وجہ سے انسان جلد ٹگنا چاہے گا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا ٹھنڈا ہونے دو اس میں برکت زائد ہوتی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۰)

### گرم کھانے میں برکت نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کھانا ٹھنڈا ہونے دیا کرو، گرم کھانے میں برکت نہیں۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۳)

### گرم کھانا آجائے تو ٹھنڈا ہونے کا انتظار کیا جائے

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جب (گرم) ٹرید لایا جاتا تو اسے ڈھانک رکھنے کا حکم دیتیں، تو اسے ڈھک دیا جاتا، یہاں تک کہ اس کی بھاپ ختم ہو جاتی اور یہ کہتیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ

فرماتے تھے کہ یہ (ٹھنڈا کر کے) کھانا بڑی برکت کا باعث ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸)

**فَإِنَّكَ لَا:** اس سے معلوم ہوا کہ گرم کھانا نہیں کھانا چاہئے، گرم کھانا آجائے تو اسے ٹھنڈا ہونے دینا چاہئے۔ گرم سے مراد وہ گرم ہے جو منہ اور ہاتھ کو تکلیف دے اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے آگ نہیں کھلائی، اس سے تیز گرم کا مفہوم واضح ہے۔ البتہ چائے اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا گرم ہی پینا نافع ہے۔

### معتدل گرم کھانا خلاف سنت نہیں

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں ایک دن گرم کھانا پیش کیا گیا آپ نے تناول فرمایا اور الحمد للہ کہتے ہوئے فرمایا کہ کئی دن ہو گئے پیٹ میں گرم کھانا نہیں گیا۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۷)

**فَإِنَّكَ لَا:** اس سے معلوم ہوا کہ معتدل گرم کھانا ممنوع نہیں، چنانچہ جو کھانے گرم ہیں لذیذ ہوتے ہیں مثلاً پلاؤ، نہاری وغیرہ ان کو معتدل گرم کھانا خلاف سنت نہ ہوگا۔

### کھانا سونگھنے کی ممانعت

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کھانے کو مت سونگھا کرو کیونکہ درندے سونگھا کرتے ہیں۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۹)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ روٹی مت سونگھو جیسا کہ جانور سونگھا کرتے ہیں۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۹)

**فَإِنَّكَ لَا:** کھانا سونگھ کر کھانا ممنوع ہے یہ جانور کی عادت ہے، البتہ کھانے کے خراب؛ نے کا اندیشہ ہو تو اس کو صورت اور کیفیت سے پہچانا جاسکتا ہے، لیکن پھلوں کی خوشبو کو معلوم کرنا ممنوع نہیں ہے۔

### کھانے میں پھونک مارنے کی ممانعت

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کھانے میں پھونک مارتے تھے اور نہ پانی میں اور نہ برتن میں سانس لیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کھانے پینے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱)

**فَإِنَّكَ لَا:** کھانے یا پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا ممنوع ہے۔ مگر کھانا گرم ہے تو ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ

دیا جائے، پھونک کر ٹھنڈا نہ کیا جائے۔

### کھانے کے بعد منہ کے بل لیٹنے کی ممانعت

حضرت سالم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھانا کھانے کے بعد منہ کے بل لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳، ابوداؤد)

**فَائِدَة:** منہ کے بل لیٹنا ویسے بھی ممنوع ہے خصوصاً کھانا کھانے کے بعد، کہ اس سے معدہ پر بوجھ رہتا ہے۔ ایسی حالت میں منہ کے بل لیٹنا تکلیف دہ ہے اور معدہ اور صحت کے لئے مضر ہے، شریعت نے ہر ایسی چیز سے منع فرمایا ہے جو انسان کے لئے صحت اور جسم کے اعتبار سے مضر ہو جیسے کہ دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا اور نصف سایہ اور نصف دھوپ میں بیٹھنا یا سڑی چیزوں کا کھانا وغیرہ۔

### رات کا کھانا نہ چھوڑا جائے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کا کھانا ترک نہ کرو خواہ ایک مٹھی کھجور ہی سہی، کہ رات کے کھانے کا چھوڑنا بڑھا پالاتا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷)

### کھانے کی تفتیش اور جائزہ لینا

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پرانی کھجوریں پیش کی گئیں آپ اس کی تفتیش کرنے لگے (دیکھ کر کیڑا نکالنے لگے)۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷، ابوداؤد)

**فَائِدَة:** پرانی کھجور میں کبھی کیڑا پیدا ہو جاتا ہے، آپ ﷺ اسے توڑ کر دیکھنے لگے کہ کیڑا وغیرہ ہو تو نکال دیں، اس سے معلوم ہوا کہ کھانے وغیرہ میں کیڑے وغیرہ کا احتمال ہو جیسے سرکہ، شہد، بعض پھلوں وغیرہ میں۔ تو احتمال کی بنیاد پر اس کی تفتیش کی جاسکتی ہے یہ مشروع ہے، چنانچہ اگر ایک چیونٹی بھی منہ میں چلی گئی تو ایک مردار کا گناہ ملے گا، البتہ جہاں احتمال نہ ہو جیسے نئی کھجور میں تو اس میں ضرورت نہیں ہے۔

### کھانے کو برا کہنا ممنوع ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا، اگر خواہش ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ (بخاری صفحہ ۸۱۳)

**فَائِدَة:** یعنی اگر کھانا پسند نہ ہوتا تو اسے برے الفاظ سے یاد نہ کرتے نہ اس کے متعلق کوئی ایسا کلمہ کہتے جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی، مثلاً ایسا کڑوا جیسے ایلوا، ایسا کالا جیسے کوملہ وغیرہ، چنانچہ گوہ آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا، آپ نے اسے نہیں کھایا مگر برا نہیں کہا۔

حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا اگر کھانے میں حرمت کی جہت ہوتی تو آپ اس کی مذمت فرماتے،

اور جو چیز مشروع ہو، حرام نہ ہو اس کی مذمت درست نہیں ہے۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۳۸)

نہ تو کھانے کی تعریف کی جائے اور نہ اس کی برائی کی جائے

حضرت ہند بن ابی ہالہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نہ تو کسی کھانے کے ذائقہ کی

برائی ظاہر کرتے اور نہ اس کی تعریف کرتے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۷۶)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ کھانا عمدہ معلوم ہو تو اس کی بڑائی اور خوبی و تعریف نہ کرے کہ یہ حرص اور عشق

طعام کی علامت ہے۔ اور مذمت نہ کرے کیونکہ جیسا بھی ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اور مذمت میں ناقدری اور

توہین ہے، ہاں اگر خوبی بطور تذکرہ کے یا داعی کے خلوص کے پیش نظر ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ امید ہے کہ

ماجور ہوگا۔

### کھانا پھینکنے کی ممانعت

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا پایا آپ

ﷺ نے اسے اٹھایا، صاف کیا اور کھالیا، اور فرمایا اے عائشہ! اپنے کرم فرما کا اکرام کرو یعنی کھانے کا۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

کھانے کا کریم و کرم فرما ہونا تو ظاہر ہے کہ اگر ایک وقت نہ ملے تو نفس ڈھیلا ہو جاتا ہے، عام طور پر بال

بچوں والے گھروں میں کھانے کے ٹکڑوں کی بڑی بے احتیاطی ہوتی ہے، بسا اوقات نالیوں میں پڑے ہوتے

ہیں، ادھر ادھر پڑے ہونے کی وجہ سے جوتوں اور پیروں سے روندے جاتے ہیں بڑی گرفت کی بات ہے، اسی

کھانے کے لئے تو انسان نہ معلوم کیسی کیسی مشقتیں اور تکلیفیں اٹھاتا ہے، پھر اس کی ایسی بے قدری، ایسا نہ ہو کہ

اس نعمت کی اہانت اور بے قدری میں نعمت سے محروم کر دیئے جائیں۔ غربت اور تنگدستی کے آنے میں ان امور کو

بھی کافی دخل ہے، گھروں میں اس کی تاکید کی جائے کہ اس کی بے قدری نہ ہو، اگر ٹکڑے ناقابل استعمال ہوں

تو ان کو ایک کنارے میں محفوظ مقام پر ڈال دیا جائے تاکہ دوسری مخلوق اس سے فائدہ اٹھا سکے، چنانچہ ایک

حدیث میں اسی طرح کا مضمون وارد ہوا ہے۔

### مسجد میں کھانا کھانا

حضرت عبداللہ بن الحارث زبیدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں نبی اکرم ﷺ کے

زمانہ میں گوشت روٹی کھاتے تھے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

حضرت ابن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت

کھایا۔ (شہان صفحہ ۱۱)



**فَائِدَةٌ ۱۰:** مسجد میں کھانا پینا جائز ہے بشرطیکہ ریزے وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو، ورنہ مکروہ ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ حالت اعتکاف کا ذکر ہو، کیونکہ حضور اقدس ﷺ کا معمول ہر سال اعتکاف کا تھا۔ (خصائل صفحہ ۱۲۶)

مسجد میں کھانا پینا احترام مسجد کے خلاف ہے۔ ریزے کا گرنا کراہت کا باعث ہے۔ اسی لئے فقہاء کرام نے مسجد میں کھانا مکروہ قرار دیا ہے، نیز معتکف کو چاہئے کہ حالت اعتکاف میں بھی بلا دسترخوان کے نہ کھائے۔

برتن کے اخیر کا کھانا مرغوب تھا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔ (شامل، مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۶)

**فَائِدَةٌ ۱۱:** آنحضرت ﷺ کا یہ عمل کمال تواضع کی بناء پر تھا اوپر کا کھانا دوسروں کو پہلے کھلاتے اور باقی اپنے لئے پسند فرماتے۔ اس کی وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ نیچے کے کھانے میں دہنیت (تیل) کم ہونے کی وجہ سے ہضم میں سہولت ہوتی ہے اس لئے پسند فرماتے تھے۔

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ کا ایثار تھا کہ اوپر کا اچھا کھانا کھلاتے اور خود گھٹیا تناول فرماتے تھے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۲۹)

### خادم اور نوکروں کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب کسی کا خادم کھانا لائے اگر وہ اسے اپنے کھانے میں شریک نہ کرے تو کم از کم ایک دو لقمے ہی اسے کھلا دے۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

**فَائِدَةٌ ۱۲:** یعنی اولاً تو خادم کو اپنے ساتھ کھلائے، اگر ایسا نہ کر سکے تو اسے ایک دو لقمے ہی چکھادے۔ حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اپنے ساتھ بٹھانے اور نہ بٹھانے دونوں کا اختیار ہے مگر اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا افضل ہے۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۸۲)

### کھانا کھانے کے بعد سونا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کھانے کے ہضم کو آسان کرو ذکر اور نماز سے، اور کھانے کے بعد مت سوؤ کیونکہ اس سے بدن میں قساوت پیدا ہوتی ہے۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۵۶)

**فَائِدَةٌ ۱۳:** کھانے کے بعد فوراً سونا مضر ہے، ابن تیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ جو اپنی صحت کی حفاظت چاہتا ہے اسے چاہئے کہ رات کے کھانے کے بعد کم از کم سو (۱۰۰) قدم چہل قدمی کر لے۔ سوئے نہیں کیونکہ یہ نقصان دہ ہے۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۵۶)

کھانے کے بعد نماز پڑھنے سے ہضم میں سہولت ہوتی ہے، بہتر ہے کہ کھانے کے بعد تھوڑی دیر نماز یا ذکر میں مشغول ہو جائے۔ کہ یہ بھی شکر کا پہلو ہے۔ (ایضاً)

### خلال کرنا

حضرت عمران رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کھانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو یہ دانت اور ڈاڑھ کے لئے مفید ہے۔ (کنز العمال صفحہ ۱۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کھانا کھایا اور خلال کیا، تو جو خلال میں نکلے اسے باہر پھینک دے (یعنی کھائے نہیں، جس نے ایسا کیا اچھا کیا ورنہ کوئی حرج نہیں) حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ کھانے کے ریزے جو ڈاڑھوں کے درمیان رہ جاتے ہیں ڈاڑھ کو کمزور کر دیتے ہیں۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۳۳)

کھانے کے بعد خلال کرنا سنت ہے، منہ کی نظافت اور صفائی کا باعث ہے خصوصاً ان کھانوں کے بعد جن کے ریزے دانتوں میں رہ جاتے ہیں جیسے گوشت وغیرہ۔ خلال کے لئے نیم کے تینکے بہتر ہیں۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ جہر ریزے زبان کے ذریعے سے دانتوں سے نکلیں ان کو نگل لیں۔ (اسوہ صفحہ ۱۳)

### دستر خوان پر روٹی آجائے تو شروع کر دے سالن کا انتظار نہ کرے

بسر بن راسی اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ میں اپنے دادا کے ساتھ ایک ولیمہ میں گیا اس میں غالب بن قطان بھی تھے دسترخوان بچھا دیا گیا (روٹی ڈال دی گئی) لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو کھانے سے روک رکھا، غالب بن قطان نے لوگوں سے پوچھا کیا بات ہے کہ یہ لوگ کھاتے کیوں نہیں؟ کیا یہ لوگ سالن کے انتظار میں ہیں؟ اس پر غالب بن قطان نے یہ حدیث سنائی کہ مجھ سے کریمہ بنت الطائیہ نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا روٹی کا اکرام کرو، اور روٹی کا اکرام یہ ہے کہ سالن کا انتظار نہ کیا جائے، چنانچہ لوگوں نے کھانا شروع کر دیا، اور ہم نے بھی شروع کر دیا اور کھانے لگے۔

(حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۲۲)

فَائِدَةٌ: اگر سالن سے قبل روٹی آجائے تو کھانا شروع کر دے، سالن کا انتظار اکرام روٹی کے خلاف ہے۔

### دستر خوان کب اٹھایا جائے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دسترخوان پر سے اٹھنے سے منع فرمایا ہے تا وقتیکہ دسترخوان نہ اٹھایا جائے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دسترخوان بچھ جائے تو کوئی نہ اٹھے تا وقتیکہ دسترخوان نہ اٹھالیا جائے۔

**فائدہ:** نہ اٹھنے کا حکم شرکاء کی رعایت میں ہے، اگر کوئی تاخیر سے کھانے کا عادی ہو یا کوئی دیر سے شریک ہوا ہو تو اس کی بھی رعایت ہو جائے گی، اسے جھک محسوس نہ ہوگی وہ لحاظ کی وجہ سے بھوکا نہ اٹھے گا، مواہب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دسترخوان پر لوگوں کے ساتھ کھاتے تو سب سے آخر میں اٹھتے۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۶۶)

### شرکاء دسترخوان کی رعایت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے مجھے اشارہ کیا آؤ! پس میں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، ہم چلے، یہاں تک کہ بعض ازواج مطہرات کے حجرے میں آئے (زینب یا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے) آپ داخل ہوئے اور میرے لئے بھی اجازت لی! میں بھی داخل ہوا، اور وہ پردے میں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا جو کی تین روٹیاں ہیں، پس اسے دسترخوان پر رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی لی اور اپنے سامنے کر لی، دوسری روٹی لی اسے میرے سامنے رکھ دیا۔ پھر تیسری روٹی لی اس کے دو ٹکڑے کئے ایک ٹکڑا اپنے سامنے رکھا اور ایک ٹکڑا میرے سامنے رکھا۔ (مسلم، احمد، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۸۶)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ دسترخوان پر کھانے کی صورت میں شرکاء دسترخوان کی رعایت کرنی چاہئے۔ کہ جس طرح ایک کے سامنے ہو اسی طرح دوسروں کے سامنے بھی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب دسترخوان لگا دیا جائے تو چاہئے کہ اپنے قریب سے کھائے، اپنے ساتھی کے قریب سے نہ کھائے اور نہ بیچ برتن سے کھائے، کیونکہ برکت بیچ برتن میں نازل ہوتی ہے، اور کوئی آدمی نہ اٹھے جب تک کہ دسترخوان نہ اٹھ جائے۔ اور کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے اگرچہ پیٹ بھر جائے، تا وقتیکہ لوگ فارغ نہ ہو جائیں۔ کیونکہ (اس کے اٹھنے سے) ساتھی شرمندہ ہوگا، وہ بھی اپنے ہاتھ کو کھانے سے (لحاظاً) روک لے گا، حالانکہ اسے مزید کھانے کی خواہش ہوگی۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

**فائدہ:** شرکاء دسترخوان کی رعایت کی بڑی تاکید ہے، خواہ پیٹ بھر جائے بیٹھے رہنے کا حکم ہے، ایسی صورت میں چاہئے کہ آہستہ آہستہ کچھ کھاتا رہے تاکہ اس کی وجہ سے کوئی خواہش مند نہ رہ جائے، لیکن اٹھنے کی ضرورت ہو تو ساتھی سے معذرت کر کے اٹھ جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دسترخوان پر سے آخر میں اٹھتے تھے۔ لیکن اگر دسترخوان کی یہ نوعیت ہو کہ لوگ فارغ ہو کر اٹھتے جاتے ہوں اور نئے لوگ بیٹھتے جاتے ہوں تو

وہاں یہ حکم نہیں ہے۔

### دستر خوان صاف کر دیا جائے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ دستر خوان آپ کے سامنے سے اٹھالیا گیا ہو اور دستر خوان پر کھانے کا ٹکڑا باقی رہ گیا ہو۔ (طبرانی، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۱۳۸)

فَإِنْ كَانَ: دستر خوان اٹھانے سے قبل دستر خوان پر کھانے کے جو ٹکڑے ہوں اسے کھالیا جائے۔ دستر خوان صاف کرنے اور ان ٹکڑوں کے کھانے کی بڑی فضیلت ہے۔

### دستر خوان صاف کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن حرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو دستر خوان پر گرے ہوئے (ٹکڑوں) کو تلاش کر کے کھائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔

ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ جو دستر خوان کے ٹکڑوں یا گرے ہوئے کو کھائے گا وہ تنگدستی سے محفوظ رہے گا، اسی طرح دستر خوان کے گرے ٹکڑوں کو کھانے والا خطرناک مرض برص، جذام سے محفوظ رہے گا، اور اس کی اولاد چالاک ہوگی، اسی طرح دیلمی فردوس میں ہے کہ جو دستر خوان کے گرے ٹکڑوں کو کھائے گا اس کی اولاد خوبصورت ہوگی اور غربت سے محفوظ رہے گا۔

احیاء العلوم میں امام غزالی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ وسعت رزق سے نوازا جائے گا، اس کی اولاد میں عافیت رہے گی۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۹۰)

### دستر خوان پر کھانے کی ابتدا کس سے ہو؟

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھاتے تو ہم لوگ شروع نہ کرتے جب تک کہ آپ ﷺ شروع نہ فرماتے۔ (حاکم جلد ۶ صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب پلاتے (کھلاتے) تو فرماتے بڑوں سے شروع کرو۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۸۳)

ابوادریس خولانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرسل روایت ہے کہ جب کھانا چن دیا جائے تو کھانے کی ابتدا قوم کے بڑے سے ہو، یا صاحب طعام سے ہو یا جوان میں صالح ہو اس سے ہو۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۵)

دستر خوان پر چند اشخاص ہوں تو خود ہی شروع نہ کر بیٹھے بلکہ کسی بڑے کے انتظار میں رہے، ان کے شروع کرنے کے بعد شروع کرے، یہ سنت ہے کہ ابتدا کسی بڑے سے ہو، خواہ وہ بڑا تقویٰ و عبادت میں ہو یا عمر میں یا جاہ و منصب میں ہو، چنانچہ اسی کھانے کے موقع پر آپ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو فرمایا، برکت

بڑوں کے ساتھ ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۸۴)

### دستر خوان پر مرغوب شے پیش کرنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو دعوت دی گئی میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلا، شور بالایا گیا جس میں لوکی تھی، آپ ﷺ رغبت سے کھانے لگے جب میں نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ کے سامنے (دوسری طرف سے) لوکی پیش کرنے لگا، پھر میں نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔

(آداب بیہقی صفحہ ۳۰۶)

### جھوٹا کھانا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں پانی پیتی یا ہڈی چوتی پھر میں آپ ﷺ کو دیتی آپ ﷺ اسی مقام سے پانی نوش فرماتے اور ہڈی سے گوشت نکال کر کھاتے جس مقام سے میں پیتی یا کھاتی۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۳۳، نسائی)

### تبرکاً جھوٹا کھانا

حضرت ابوایوب انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم رات کا کھانا بنا کر آپ ﷺ کو بھیج دیتے آپ ﷺ کا بچا ہوا آتا تو اسی مقام سے میں اور میری بیوی کھاتے جہاں آپ ﷺ کا دست مبارک پڑا ہوتا۔ حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ تو اضع میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کا جھوٹا کھائے اور پئے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۳ صفحہ ۳۹۲)

### ساتھ کھانے کی فضیلت اور برکت

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مل کر کھایا کرو، الگ الگ مت کھاؤ، کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷)

حضرت وحشی بن حرب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے ہیں اور ہمارا پیٹ نہیں بھرتا، آپ نے فرمایا شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو، انہوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا مل کر کھاؤ، اللہ کا نام لے کر کھاؤ! اس میں برکت ہوگی۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷، ابوداؤد، ترمذی جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین پسندیدہ وہ کھانا ہے جس پر بہت سے لوگوں کے ہاتھ پڑے ہوں۔ (ترمذی جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

فَاِنَّكَ لَا: ساتھ کھانے میں بڑی برکت ہوتی ہے کھانے کی کمی کا اثر نہیں ہوتا، جماعت پر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہوتی ہے۔ کم کھانا بھی کافی ہو جاتا ہے۔ کسی مقام پر لوگ ہوں اور کھانے کا وقت ہو تو اکٹھے ہو کر کھانا برکت کا

باعث ہے۔ اپنے گھر میں بھی ماں، بہن، بیوی بچے سب کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا چاہئے، اس سے کھانے میں برکت بھی ہوتی ہے اور آپس میں محبت بھی ہوتی ہے، الگ الگ کھانا، ایک پلیٹ لئے ادھر کوئی کھا رہا ہے، دوسری پلیٹ لئے دوسری طرف کھا رہا ہے، یہ غیروں کی بری عادت ہے، اسے ترک کر کے ساتھ کھانے کا مسنون اور بابرکت طریقہ اختیار کرنا چاہئے، اپنے گھر میں بھی اس طریقہ کو جاری کرنا چاہئے جو باہمی الفت و محبت و انسیت کا سبب ہے۔ شرعاً یہ محمود و مطلوب ہے۔ اس کی برکت سے گھریلو معمولی اختلاف موثر نہ ہوں گے۔

### تنہا کھانا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ تنہا کبھی نہیں کھاتے تھے۔

(کیمائی سعاد، اتحاف صفحہ ۲۱۷)

**فَائِدَةٌ:** ساتھ کھانے کی نوبت آسکے تو تنہا نہ کھائے۔ تاکہ کھانے کے برکات سے وہ نوازا جاسکے، علامہ عینی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ جماعت کے ساتھ کھانا مستحب ہے۔ تنہا کھانے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے تنہا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ تنہا آدمی بسا اوقات حرص کی وجہ سے کھاتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرا میرا کھالے، ہمیں کم ہو جائے، اسی کی اصلاح کے لئے آپ ﷺ نے جماعت کے ساتھ کھانے کا حکم دیا ہے۔

### تنہا نہ کھانے کا حکم

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مل کر کھاؤ، الگ الگ نہ کھاؤ۔

(طبرانی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مل کر کھایا کرو، الگ الگ نہ کھاؤ کیونکہ جماعت کے ساتھ کھانے میں برکت ہے۔ (ابن ماجہ، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

علامہ منذری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ مل کر کھانا مستحب ہے، لہذا تنہا نہ کھائے جس قدر لوگ ہوں گے برکت زائد ہوگی۔ (عمدة القاری جلد ۲ صفحہ ۴۰)

### جماعت کے وقت اگر کھانا آ جائے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر جماعت کھڑی ہو جائے اور کھانا

آ جائے تو کھانا کھا لو۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۲)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر شام کا کھانا آ جائے اور جماعت

کھڑی ہو تو پہلے کھانا کھا لو۔ (بخاری صفحہ ۸۲۱)

امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے نافع رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کھانا کھا رہے تھے اور آپ کی قرأت سن رہے تھے، یعنی قرأت سن کر کھانا نہیں چھوڑا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۲۱)

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا کہ کھانے کو جماعت پر مقدم کرنے کا حکم اس وجہ سے ہے کہ قلب فارغ ہو جائے، دھیان نہ لگا رہے۔ (عمدہ جلد ۲ صفحہ ۸۰)

جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا مسنون ہے

حضرت سہل ابن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا کھاتے اور قیلول کرتے تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۳، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا مسنون ہے، چونکہ بنسبت اور دنوں کے نماز بھی جلدی ہو جاتی ہے، اور نماز سے قبل جمعہ کی تیاری ہوتی ہے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد قیلول سنت ہے

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دن کو سو کرات کی عبادت پر قوت حاصل کرو۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

حضرت سائب بن یزید رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب دوپہر کو ہمارے پاس سے گزرتے تو فرماتے جاؤ قیلول کرو۔ (شعب الایمان صفحہ ۱۸۲)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیلول کرو، کیونکہ شیطان قیلول نہیں کرتا۔ (طبرانی، ابونعیم، دیلمی، اتحاف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

واپسی سفر پر کھانے کا اہتمام

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ (کسی اہم سفر کی) واپسی پر مدینہ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے اونٹ یا گائے ذبح کیا۔ (آداب بیہی صفحہ ۴۳۸)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ واپسی حج یا کسی اہم سفر سے واپسی پر کھانے کا اہتمام کیا جا سکتا ہے، مگر خیال رہے کہ مقصد ریا، فخر، یا عار سے بچنا نہ ہو، کیونکہ ایسی دعوت ممنوع ہے۔

مشتبہ یا اجنبی آدمی کے کھانے سے احتیاط

حضرت عمار بن یاسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کسی کا ہدیہ تناول نہیں فرماتے تھے جب تک کہ اس کے دینے والے پر اطمینان نہ ہو جائے، یا وہ خود اس میں سے کھانہ لے۔ (یہ احتیاط اس وقت سے

ہوئی جب سے کہ خیبر میں بکری کا واقعہ (زہر دینے کا) پیش آیا تھا۔ (بزار جلد ۳ صفحہ ۲۲۹)

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام القاحۃ میں تھے کہ ایک دیہاتی خرگوش لایا، جو بھنا اور عمدہ پکایا ہوا تھا، آپ ﷺ کو جب ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اس سے کہا اس سے کھاؤ، اور آپ ﷺ کی عادت ہو گئی تھی کہ آپ ﷺ کسی کا ہدیہ کھاتے نہیں تھے بکری کے اس واقعہ کے بعد جو خیبر میں پیش آیا تھا۔ تا وقتیکہ لانے والا اس سے کھانہ لے۔ (سیرۃ صفحہ ۲۵۹)

### کھانے کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ کیا ہے؟

حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی خالہ میمونہ کے یہاں آئے ان کے ہاں بھنا گواہ پایا، جسے اس کی بہن حفیدہ نے بھیجا تھا اس نے گواہ آپ کی خدمت میں (کھانے میں) پیش کر دیا اور کم ہی ایسا ہوتا کہ آپ کی خدمت میں کوئی کھانا پیش کیا مگر یہ کہ اس کا نام ذکر کر دیا جاتا (کہ یہ فلاں کھانا ہے) چنانچہ آپ ﷺ نے گواہ کی جانب ہاتھ بڑھایا، حاضرین میں سے کسی عورت نے کہا کہ بتا دو نا کہ جو پیش کیا گیا ہے وہ گواہ ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ (اور تناول نہیں فرمایا)۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

**فَائِدَةٌ:** مطلب یہ ہے کہ دسترخوان پر کوئی کھانا ہو جس کے بارے میں نہیں معلوم وہ کیا ہے؟ تو بتا دینا چاہئے کہ یہ فلاں کھانا ہے، ہو سکتا ہے کہ کھانے والے کو وہ مرغوب نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ دسترخوان پر یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ کیا ہے، اور معلوم ہونا سنت ہے۔

گواہ: احناف کے یہاں کھانا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۹)

گواہ ایک جانور ہے جس کی پھونک بڑی تیز ہوتی ہے۔

### کم کھانا ایمان کی شان ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں کھاتا ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک کافر مہمان ہوا، آپ ﷺ نے ایک بکری کے دوہنے کا حکم دیا اسے دوہا گیا اور اس کا دودھ اسے پلا دیا گیا پھر دوسرا دوہا گیا اور پلا دیا گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا، پھر وہ شخص صبح کو اسلام لے آیا، (صبح کو) آپ ﷺ نے حکم دیا کہ بکری کو دوہا جائے، چنانچہ اس کا دودھ دوہا گیا اور پلا دیا گیا پھر دوسری بکری کو دوہا گیا مگر اس کا دودھ نہ پی سکا



(پیٹ بھر گیا) آپ ﷺ نے فرمایا مؤمن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنت سے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۶، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۵)

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا کہ حدیث ترغیباً ہے کہ مؤمن کثرت اکل سے پرہیز کرتا ہے، جو قساوت قلب کا باعث ہے اور کافر کی صفت ہے۔ (عمدہ جلد ۲، صفحہ ۴۱)

مؤمن کم کھاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو کا کھانا تین کو، اور تین کا کھانا چار کو کافی ہو جاتا ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک (مؤمن) کا کھانا دو کو اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کافی ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۱، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ساتھ کھاؤ، الگ الگ مت کھاؤ، کہ ایک کا کھانا تین کو، تین کا چار کو کو کافی ہو جاتا ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ساتھ کھاؤ، الگ الگ مت کھاؤ، کہ ایک کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے۔ (بینی جلد ۲ صفحہ ۴۰)

فَاِنَّكَ لَا: مطلب یہ ہے کہ مؤمن چونکہ کھانے کا حریص نہیں ہوتا، اگر کبھی ایک کے کھانے میں دوسرا شریک ہو جاتا ہے تو اسے گرانی یا کمی کا احساس ہو کر پریشانی کا باعث نہیں ہوتا، بلکہ وہ بوقت ضرورت کم پر گزارا کر لیتا ہے، یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ مؤمن کے اخلاص کی وجہ سے کھانے میں برکت ہوتی ہے کہ اگر دوسرا شریک ہو جائے تو بھی پورا ہو جاتا ہے، علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ حدیث پاک میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن برتاؤ کی تاکید ہے کہ دو آدمی تیسرے آدمی کو شامل کر لیں۔ (عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۴۰)

محدث جریر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس حدیث کا مفہوم یہ لیا ہے کہ ایک آدمی کا پیٹ بھر کھانا دو کو کام دے سکتا ہے، حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی لکھا ہے کہ مقصد ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کی تعلیم ہے، اور کھانے میں شرکت کی ترغیب ہے۔ مگر خیال رہے کہ ساتھ کھانے میں ہر ایک دوسرے کی رعایت کرے۔ حریص دیوث کی طرح صرف اپنی ہی فکر نہ کرے کہ رفقاء کی حق تلفی اور بے برکتی کا باعث ہے۔

آخر میں بیٹھا کھانا

حضرت عکراش بن ذویب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک کھایا جس میں چربی کی بڑی چکناہٹ تھی پھر اس کے بعد کھجور نوش فرمایا۔ (ترمذی، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۵)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کے آخر میں میٹھا کھانا مسنون ہے، بعض روایتوں میں نمک پر ختم کرنا منقول ہے، ممکن ہے کہ الگ الگ دو وقتوں کے اعتبار سے یہ حکم ہو۔

### کھانے یا پینے کی چیزوں میں مکھی گر جائے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مکھی تمہارے پینے (کھانے) میں گر جائے تو اسے ڈبو دو، اس کے ایک بازو میں بیماری ہے، دوسرے میں شفا ہے۔

(بخاری، ابوداؤد، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۷۶)

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مکھی تمہارے برتن میں گر جائے تو اسے ڈبو دو، اس کے ایک بازو میں زہر ہے اور ایک بازو میں شفاء ہے۔ وہ زہر والے بازو کو آگے بڑھاتی ہے اور شفاء والے کو پیچھے رکھتی ہے۔ (نسائی، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ جب مکھی برتن میں گر جائے تو اسے غوطہ دے دو، اس کے ایک بازو میں مرض دوسرے میں شفاء ہے، وہ اسی بازو کو ڈالتی ہے جس میں مرض ہوتا ہے، تو تم پورے کو غوطہ دے دو پھر نکال دو۔ (ابوداؤد)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ کھانے میں اگر مکھی گر جائے تو پورا کھانا ضائع نہ کرے، بلکہ یہ طریقہ مسنون اختیار کرے، اس سے ضرر و نقصان کا اندیشہ جاتا رہتا ہے۔

### کھانے کی ابتدا و انتہا نمک سے ہو

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کھاؤ تو نمک سے شروع کرو، یعنی اختتام بھی نمک سے کرو، نمک میں ستر (۷۰) بیماریوں سے شفاء ہے۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۵)

فَإِنَّكَ لَا: مطلب یہ ہے کہ نمکین کھانے سے ابتداء ہو، طباًً معده اور صحت کے لئے نمک مفید ہے۔

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا نمک تمہارے سالن کا سردار ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

فَإِنَّكَ لَا: نمک خدائے پاک کی بڑی نعمت ہے، یہ ہضم معده اور افعال معده کے لئے انتہائی ضروری ہے، نمکین کھانا سریع الہضم ہوتا ہے بخلاف میٹھے کھانے کے۔

### اہل خانہ جو پیش کریں اس کی تحقیر نہ کی جائے

حضرت عبید بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی ایک جماعت آئی، انہوں نے ان کے سامنے روٹی اور سرکہ (جو معمولی سمجھا جاتا تھا) پیش

کیا اور کہا کھاؤ، میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے سرکہ بہترین سالن ہے، آدمی کی ہلاکت ہے اس میں سے کہ اس کے بھائیوں کی جماعت آئے اور وہ جو گھر میں موجود ہو اسے پیش کرے تو وہ (اس ماحضر معمولی کھانے کی) تحقیر کرے، آدمی کی ہلاکت اس میں ہے کہ جو ماحضر پیش کیا جائے، اس کو کمتر سمجھے، (یعنی اہتمام سے یا اچھا عمدہ کھانا نہ پیش کیا جس کو وہ اپنی شان کے مناسب سمجھتا تھا۔ (آداب بیہتی صفحہ ۳۰۸) فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو کھانا بھی اہل خانہ پیش کریں اس کو وقعت کی نگاہ سے دیکھے، اسے اپنی شان کے خلاف سمجھ کر تحقیر نہ کرے اور نہ تنفر کرے۔

### غیر مسلم کے ہاتھ کی بنی چیزیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پنیر لایا گیا اور کہہ دیا گیا کہ یہ مجوسی کا بنایا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۱) فائدہ: غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی چیزیں کھا سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں، تا وقتیکہ ناپاکی بے احتیاطی اور خلاف شرع کا علم یا مشاہدہ نہ ہو۔



## رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کا بیان

### گوشت سالنوں کا سردار ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہترین سالن گوشت ہے جو سالنوں کا سردار ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۴)

حضرت بریدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳۸)

حضرت ابو درداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا اور جنت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

حضرت صہیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے، پھر چاول ہے، اور دنیا اور آخرت میں مشروبات کا سردار پانی ہے۔ (شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)

### چاول

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے پھر چاول۔ (ابو نعیم، شرح مناوی جلد ۱ صفحہ ۲۱۰)

### دنیا اور آخرت کا افضل ترین کھانا

حضرت ربیعہ بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نبی کریم ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا اور آخرت کے کھانوں میں افضل ترین گوشت ہے۔ (مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۲۷)

گوشت غذاؤں کا سردار ہے، صحت جسمانی کے لئے نہایت مفید ہے اور کھانے میں لذیذ ہے جامع فوائد کا حامل ہے، جنت میں بھی خدائے پاک نے جنتیوں کے لئے گوشت کا انتظام کیا ہے قرآن پاک میں ہے "وَلَحْمٍ طَيِّبٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ" مرغوب و پسندیدہ پرندوں کا گوشت (ان کا) کھانا ہوگا۔

### گوشت کے چند فوائد

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ گوشت رنگ کو صاف کرتا ہے، عمدہ اخلاق پیدا کرتا ہے۔

حضرت امام شافعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فرمایا گوشت عقل کو زیادہ کرتا ہے۔ ابن شہاب زہری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول ہے گوشت ستر (۷۰) قوتوں کا باعث ہے۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا جو اسے چالیس یوم چھوڑ دے، نہ کھائے اس کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں، گوشت قوت سمع کا باعث ہے۔ (موابج جلد ۲ صفحہ ۴۲۷)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں خواہش کرتا کہ ہر دن گوشت ملے تو نوازا جاتا، مگر میں نے نہیں چاہا، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ گوشت کھانا گوشت کو بڑھاتا ہے، مگر خیال رہے کہ جہاں اس کے فوائد ہیں وہاں اس کی کثرت سے نقصانات بھی ہیں۔

### گوشت کی کثرت مضر ہے

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ ہمیشہ یومیہ اس کا استعمال نہ کرے، اس سے خون کے امراض پیدا ہوتے ہیں جو چالیس (۴۰) دن تک گوشت ہی گوشت کھائے تو قساوت قلب میں مبتلا ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ اسے ناعد کر کے کھاتے تھے۔ (موابج جلد ۲ صفحہ ۴۲۷)

### گوشت کی دعوت یا ہدیہ رد نہ کرے

حضرت ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گوشت کی دعوت یا گوشت کے ہدیہ کو رد نہ فرماتے بلکہ قبول فرما لیتے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

## مرغوب گوشت کا بیان

### دست

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ (شمائل ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا، دست آپ ﷺ کے سامنے کیا گیا، آپ کو یہ بہت پسند تھا، آپ ﷺ اسے دانت سے نوج کر کھانے لگے۔

(بخاری صفحہ ۸۱۳، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو ہڈی دار گوشت میں دست کا گوشت بہت مرغوب تھا، یعنی بکری کا دست۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۳۰)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو دست بہت مرغوب تھا آپ کے یہاں گوشت روزانہ نہیں ہوتا تھا، آپ دست کو پسند فرماتے تھے چونکہ یہ جلدی پک جاتا ہے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱۲)

حضرت ابو عبیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لئے ہانڈی میں گوشت پکایا گیا، آپ ﷺ کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا اس لئے میں نے ایک دست پیش کیا، پھر حضور اقدس ﷺ نے دوسرا طلب کیا، میں نے دوسرا بھی پیش کیا، آپ ﷺ نے پھر طلب کیا میں نے کہا اے اللہ کے رسول بکری کے دو ہی تو دست ہوتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے اگر تم چپ رہتے (انکار نہ کرتے) تو میں طلب کرتا رہتا، ہانڈی سے دست نکلتے رہتے۔ (شمال ترمذی صفحہ ۱۲)

فَإِنَّكَ لَا: اگر یہ صحابی آپ کے کہنے پر ہانڈی میں دست دیکھتے تو پاتے رہتے، یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہوتا، مگر انہوں نے انکار کر دیا جس سے یہ معجزہ ظاہر نہ ہو سکا، اس سے معلوم ہوا کہ بڑوں کی بات پر قیاس سے کام نہ لے، محض تعمیل میں بلاچوں چراگاہ ہے، ان کے احوال و کیفیات عجیب ہوتے ہیں، اس نوع کا ایک اور واقعہ بھی پیش آیا ہے جو تاریخ حدیث میں مذکور ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس ایک تھیلے میں چند کھجوریں دس دانوں سے زیادہ تھیں، حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں، حضور اقدس ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے تھوڑی سے نکالیں اور ان کو پھیلا دیا اور دعاء پڑھی اور فرمایا کہ دس دس نفر کو بلاتے رہو اور کھلاتے رہو، اس طرح پورے لشکر کو کافی ہو گئیں، اور جو بچیں وہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو واپس کر دی گئیں، اور ارشاد فرمایا اس تھیلی میں سے نکال کر کھاتے رہنا، اس کو الٹ کر خالی نہ کرنا، چنانچہ اس میں سے نکال نکال کر کھاتے رہتے تھے۔ ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے زمانہ میں، حضرات شیخین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے زمانہ خلافت میں، حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے زمانہ خلافت میں نکال کر کھائی، اور متفرق اوقات میں اس میں سے نکال کر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا جس کی مقدار کئی من ہو گئی ہوگی۔ لیکن حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کے حادثہ کے وقت وہ کسی نے مجھ سے زبردستی چھین لی، اور مجھ سے جاتی رہی۔ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ کے ایک ولیمہ میں میری والدہ نے ملیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں میرے ہاتھ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا، آپ نے فرمایا اس پیالہ کو رکھ دو اور فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ اور جو تمہیں ملے اس کو بھی بلا لینا، میں ان لوگوں کو بلا کر لایا اور جو ملتا رہا اس کو بھی بھیجتا رہا حتیٰ کہ تمام مکان اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پر ہو گئی، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھتے رہیں اور کھاتے رہیں، جب شکم سیر ہو گئے تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھا لو۔ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتدا میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا جس وقت میں نے اس کو اٹھایا، اس وقت زیادہ پر تھا۔ غرض اس قسم کے بہت سے واقعات حضور ﷺ کے ساتھ پیش آئے ہیں۔ (خصائل صفحہ ۸۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو دونوں دست اور شانہ کا گوشت مرغوب تھا۔ (سیرة جلد ۷ صفحہ ۲۹۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو دست کا گوشت مرغوب تھا، اور اسی میں آپ ﷺ کو زہر دیا گیا تھا۔ (شامل صفحہ ۱۲)

**فَائِدَة:** فتح خیبر میں ایک یہودی عورت کو جب معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو دست کا گوشت مرغوب ہے تو ایک بکری کا گوشت بھونا، اور اس میں بہت زیادہ زہر ملا دیا اور دست میں خصوصیت سے بہت زیادہ زہر بھر کر حضور ﷺ کی دعوت کی، اور سامنے پیش کیا، حضور ﷺ نے لقمہ منہ میں رکھا، لیکن نگلنے کی نوبت نہیں آئی تھی یا کچھ نگل بھی لیا تھا، اس کو تھوک دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس گوشت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس میں زہر ہے، لیکن کچھ نہ کچھ اثر پہنچ گیا تھا، چنانچہ اسی کا سہی (زہریلا) اثر کبھی زور کرتا تھا، آخر میں یہ سہی (زہریلا) اثر حضور ﷺ کے وصال کے وقت عود کر کے آپ ﷺ کی شہادت کا سبب بنا۔ اس حدیث میں گوشت کی اطلاع دینے کا ذکر ہے اور بعض روایات میں حضرت جبرئیل عَلِيْهِ السَّلَام کے اطلاع دینے کا ذکر ہے اس اطلاع کے بعد حضور اقدس ﷺ نے خود بھی ترک فرما دیا اور ساتھیوں کو بھی کھانے سے منع فرما دیا اس کے بعد اس عورت کو بلایا گیا، اور اس سے پوچھا گیا کہ اس میں زہر ملا یا ہے، اس نے اقرار کیا واقعی میں نے زہر ملا یا ہے، حضور ﷺ نے اپنے لئے انتقام نہیں لیا، اور اس عورت کو اس وقت معاف فرما دیا۔ (خصائل نبوی ۱۳۰)

### پیٹھ کا گوشت

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا پیٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔

حضرت ابن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا پیٹھ کا گوشت تم پر لازم ہے کہ وہ اچھا ہوتا ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۳۹)

### شانے کا گوشت

حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ کا پسندیدہ گوشت شانہ کا گوشت تھا۔ (سیرة جلد ۷ صفحہ ۲۹۰)

حضرت عمر بن امیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں شانہ کا گوشت ہے اور اسے کاٹ کر کھا رہے ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۳)

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنی پھوپھی سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہماری ملاقات کو

تشریف لائے، اور ہمارے پاس شانہ کا گوشت نوش فرمایا، پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے، اور وضو نہیں فرمایا۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۹)

### گردن کا گوشت

ضباعہ بنت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی ہیں کہ ان کے گھر میں بکری ذبح کی گئی، آپ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ اپنی بکری سے ہمیں بھی کھلاؤ، انہوں نے کہلا بھیجا کہ سوائے گردن کے کچھ باقی نہیں، مجھے لحاظ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میں آپ کے پاس بھیجوں، قاصد نے جب یہ بات آپ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور کہو کہ بھیج دے یہ جانور کا اگلا حصہ ہے، ہراچھائی سے قریب اور گندگی سے دور ہے۔ (شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۲۹)

**فَائِدَةٌ:** شرح مواہب میں ہے کہ بعضوں نے گردن کے گوشت کو افضل کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ دست کا گوشت افضل ہے، آپ ﷺ کو گردن، دست، شانہ اور پیٹھ کا گوشت زیادہ مرغوب تھا۔

(شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۲۹)

آپ ﷺ کو بکری کا گوشت محبوب تھا، بیشتر آپ نے بکری اور اونٹ کے گوشت کو استعمال فرمایا، بکری میں آپ ﷺ کو دست، پیٹھ شانہ کا گوشت زیادہ مرغوب تھا، مواہب لدنیہ میں ہے کہ آپ ﷺ کو گردن کا گوشت بھی پسند تھا، چنانچہ ضباعہ بنت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے منقول ہے کہ ان کے یہاں بکری ذبح ہوئی، آپ ﷺ نے پیغام بھیجا کہ اپنی بکری کا گوشت ہمیں بھی کھلاؤ خبر آئی کہ سوائے گردن کے کچھ بھی باقی نہیں، آپ ﷺ نے اسے لانے کا حکم دیا، چنانچہ لایا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ خیر کے زیادہ قریب ہے اور گندگی کے مقام (پیشاب و پاخانہ) سے زیادہ دور ہے، چنانچہ بکری کے گوشت میں ہلکا گوشت گردن کا اور دست، بازو کا ہے اور یہ معدہ کے لئے آسان اور سریع ہضم ہے۔

### بھنا ہوا گوشت

حضرت عبداللہ بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ بھنا ہوا گوشت مسجد میں کھایا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ میں ایک شب حضور ﷺ کے ساتھ مہمان ہوا، کھانے میں ایک طرف بھنا ہوا گوشت لایا گیا، حضور ﷺ چاقو سے کاٹ کاٹ کر مجھے مرحمت فرمانے لگے۔

(شمائل ترمذی صفحہ ۱۱)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ میرے والد نے مجھے حریرہ بنانے کا حکم دیا میں نے بنایا، پھر کہا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ، چنانچہ میں اسے لے کر آیا تو آپ مسجد میں تھے، آپ



ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اے جابر کیا ہے؟ یہ گوشت ہے کیا؟ میں نے کہا نہیں! میں والد کے پاس آیا، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا حضور ﷺ نے دیکھا تھا، میں نے کہا ہاں! اور مجھ سے پوچھا اے جابر یہ گوشت ہے کیا؟ تو والد نے کہا، شاید آپ ﷺ کو گوشت کی خواہش ہے، تو والد نے ایک پالی ہوئی بکری کے متعلق ذبح کا حکم دیا، پھر اسے بھنا گیا، پھر حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ، میں لے کر حاضر ہوا آپ ﷺ نے پوچھا اے جابر کیا ہے؟ میں نے بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری طرف سے قبیلہ انصار کو جزاء دے، خاص کر عبد اللہ بن عمر بن حرام اور سعد بن عبادہ کو۔ (نسائی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۹۲)

**فَائِدَةٌ لَا:** صحابہ کونبی کریم ﷺ سے کس درجہ محبت تھی کہ آپ ﷺ کی خواہش کو بھانپ لیا، کہ آپ ﷺ کو گوشت کی رغبت ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے صرف پوچھا گوشت لائے ہو کیا؟ اس میں خواہش کا کوئی اظہار نہ تھا، مگر غایت درجہ محبت و عشق کی وجہ سے حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والد نے گھر کی پالی ہوئی بکری ذبح کر ڈالی، اور آپ ﷺ کی خدمت میں بھون کر پیش کیا۔

### تنہا گوشت بلا روٹی کے کھانا

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ انہوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آپ ﷺ نے تناول فرمایا، پھر بلا وضو کے نماز پڑھی۔ (شائل، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۹)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شانہ کا گوشت کھایا، اور بلا وضو کے نماز پڑھی۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۹)

آپ ﷺ نے بیشتر موقعوں پر تنہا گوشت بلا روٹی تناول فرمایا، اہل عرب کی عادت تھی کہ بلا روٹی اور چاول کے صرف گوشت ہی پراکتفا کرتے، اور روٹی کے ساتھ کم نوبت آتی تھی۔

### نمک لگا، خشک گوشت

ایک صحابی ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے بکری ذبح کی، اور ہم لوگ سفر کی حالت میں تھے تو آپ ﷺ نے اسے ٹھیک کرنے کا حکم دیا (یعنی نمک وغیرہ لگا کر سوکھا کر رکھنے کا حکم دیا) چنانچہ ہم لوگ اس خشک کردہ گوشت کو مدینہ منورہ پہنچنے تک کھاتے رہے۔ (سنن اربعہ، مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۱)

گوشت کے لمبے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور ان میں نمک و مصالحو وغیرہ لگا کر خشک کر دیا جائے، ایسا سوکھا گوشت ہفتوں کھایا جاسکتا ہے، گوشت کو اس طریقہ سے رکھنا اور ایسا گوشت کھانا سنت ہے، توکل اور زہد کے منافی نہیں، قربانی کے گوشت کو بھی اسی طرح آپ نے کئی کئی دن تک استعمال کیا ہے۔ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا کہ قدید خشک نمک لگا کر گوشت طعام انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ اور طعام اسلاف ہے۔ (یعنی جلد ۲۱ صفحہ ۶۵)

اسی وجہ سے امام بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ”باب القدید“ قائم کر کے اس کی سنیت اور مشروعیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اس نے گفتگو کی، (مارے خوف کے) اس کی رگ پھڑک رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اطمینان رکھو میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، میں ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

### شور بادار گوشت

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے نبی کریم ﷺ کی کھانے کی دعوت کی جو اس نے بنایا تھا، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا، انہوں نے جو کی روٹی اور گوشت کا شوربا پیش کیا، جس میں لوکی پڑی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ برتن کے چاروں طرف سے لوکی تلاش کر رہے تھے، اس دن سے میں بھی لوکی سے محبت کرنے لگا (یعنی لوکی رغبت سے کھانے لگا)۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۷)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے شور بادار گوشت بھی تناول فرمایا ہے چنانچہ قربانی کے موقعوں پر بھی آپ ﷺ نے شور بادار گوشت تناول فرمایا، اور یہ بھنے ہوئے گوشت سے بہتر ہے کیونکہ آپ ﷺ نے شوربا پڑوسی کو دینے کی تاکید فرمائی ہے۔ (یعنی جلد ۲۱ صفحہ ۶۴)

### گوشت میں شوربا زیادہ رکھنے کی تاکید

حضرت عبداللہ قرنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے گوشت خریدے، اسے چاہئے کہ شوربا زیادہ رکھے، پس اگر کوئی بوٹی نہ پائے گا تو شوربا تو پالے گا، یہ بھی گوشت ہے۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵)

حضرت ابوذر غفاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی نیک کام کو معمولی نہ سمجھو (گویا) اگر نیکی نہ کر سکو تو اپنے بھائی سے مسرت کے ساتھ ملو، جب گوشت خریدو تو شوربا زائد رکھو اور اپنے پڑوسی کو اس میں سے دو۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر دو۔ یا پانی ذرا زائد ڈالو، پڑوسی کے لئے زیادہ مفید ہے۔ (شوربا دینے کا موقع ملے گا)۔

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۲)

حضرت ابوذر غفاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ مجھے میرے دوست نے تین باتوں کی وصیت کی، اس میں دوسری بات یہ ہے کہ شوربا بناؤ۔ (گوشت پکاؤں) تو پانی زیادہ رکھوں، پھر اپنے پڑوسیوں کے گھر کو دیکھوں

اور ان کو شوربا پہنچاؤں۔ (ادب المفرد صفحہ ۷۸)

**فَائِدَةٌ لَا:** علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ شوربا دار گوشت افضل ہے خشک گوشت سے، آپ ﷺ نے پڑوسی کی رعایت کی کہ اس کا بھی فائدہ ہو جائے شوربا زیادہ رکھنے کا حکم دیا، اس طرح گھروالے بھی آسودہ ہو جائیں گے، شوربا رکھنا مندوب ہے، اسی وجہ سے اسلاف شوربا دار کھاتے تھے۔ (عمدة القاری جلد ۲۱ صفحہ ۶۴)

### گوشت میں کدو ڈالنے کا حکم

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لوکی کھاؤ، اگر اس سے کوئی نافع درخت ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت یونس عَلَيْنَا صَلَاتُكَ پر اسی کو اگاتے، اگر تم میں سے کوئی شوربا بنائے تو اس میں لوکی کا اضافہ کر دے، وہ عقل و دماغ کو قوت دیتی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۲)

### ہڈی دار گوشت

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ شانہ کی ہڈی کا گوشت منہ سے کھینچ رہے تھے پھر تشریف لے گئے اور بلا وضو نماز پڑھی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴)

حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ میں نے (نیل گائے کی) بازو کی ہڈی رکھی تھی، آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی آپ نے قبول فرمایا اور ہڈی سے گوشت نوج کر تناول فرمایا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴، مختصراً)

**فَائِدَةٌ لَا:** آپ ﷺ کو وہ ہڈی جس پر لگا گوشت ہو بہت مرغوب تھا، نہایت رغبت سے ہڈی پر سے گوشت کو دانٹوں سے نوج کر تناول فرماتے، اکثر تو دانت سے نوج کر کھاتے، لیکن کبھی چاقو سے کاٹ کر بھی تناول فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما کی ایک حدیث بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے ہانڈی سے گوشت دار ہڈی نکالی اور اسے تناول فرمایا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴)

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے شانہ کی گوشت دار ہڈی کو تناول فرمایا اور بلا وضو نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۹)

عامر بن یزید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں مسجد بنی عبدالاشہل میں گوشت دار ہڈی پیش کی، آپ ﷺ اس سے گوشت نوج کر تناول فرمانے لگے، پھر بلا وضو کئے نماز کو تشریف لے گئے۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۴۰)

**فَائِدَةٌ لَا:** ہڈی دار گوشت کھانے میں بھی لذیذ اور نفع بخش ہوتا ہے۔

## بھنی ہوئی کلیجی اور گوشت

حضرت ابو رافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے کلیجی بھونی، آپ ﷺ نے (کھا کر) نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۱۵۷، نسائی)

محمد بن منکدر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ میں بعض ازواج مطہرات (ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا) کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے پاس حضور اقدس ﷺ تشریف لائے اور ہمارے یہاں کلیجی اور دل وغیرہ لٹکے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا اگر یہ کلیجی ہمارے لئے پکا دو تو کتنا اچھا ہو (ہم کھالیں)۔ ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا چنانچہ ہم نے اسے پکا دیا آپ نے اسے کھایا۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۹)

روایت میں ”بطن شاة“ کے بھوننے کا ذکر ہے، بطن شاة سے مراد محدثین کے یہاں جگر اور پیٹ کی چیزیں دل وغیرہ ہیں، چنانچہ طاہر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ صاحب مجمع البحار نے بھی اس سے پیٹ کی چیزیں مراد لی ہیں، اس کا اولین اطلاق جگر کلیجی، دل پر ہوتا ہے، لہذا اس اعتبار سے کلیجی اور دل کا کھانا سنت ہوگا، مواہب لدنیہ میں بھنی کلیجی مراد ہے۔

دارقطنی کی ایک حدیث میں ہے کہ قربانی کے جانوروں کی اولاد آپ کلیجی ہی کھاتے تھے۔

(مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

## پائے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے قربانی کے گوشت کے متعلق معلوم کیا گیا (کہ تین دن سے زائد رکھا جا سکتا ہے؟) حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا ہم لوگ آپ ﷺ کے لئے پائے ایک ماہ تک رکھتے تھے جسے آپ ﷺ کھاتے تھے۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ ہم لوگ پائے اٹھا کر رکھ دیتے تھے، آپ ﷺ اسے پندرہ یوم کے بعد تک کھاتے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے کہ ہم لوگ قربانی کا گوشت بقر عید کے پندرہ دن کے بعد تک کھاتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۳۲، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۸)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پائے کھانا سنت ہے، نیز یہ کہ بقر عید کے گوشت کو پندرہ دن یا ایک ماہ تک کھایا جا سکتا ہے، اس کے باقی رکھنے کا اہتمام سنت ہے، گوشت کو کئی دن تک استعمال کے قابل بنا کر رکھنا آپ سے ثابت ہے، حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و تابعین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے بھی یہ ثابت ہے یہ زہد و توکل کے خلاف

## مغز، گودا

حضرت سعد بن عبادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ میں ایک پیالہ مغز بھرا آپ ﷺ کی خدمت میں لایا، آپ ﷺ نے کہا اے ابو ثابت (سعد بن عبادہ کی کنیت ہے) یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے چالیس (۴۰) ذبح کئے تو خواہش ہوئی کہ آپ ﷺ کو پیٹ بھر مغز کھلاؤں، آپ ﷺ نے اسے کھایا، اور میرے لئے خیر کی دعاء کی۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۹۸)

## اونٹ کا گوشت

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے (قربانی شدہ اونٹوں کے گوشت کے متعلق) فرمایا کہ ہر اونٹ سے تھوڑا تھوڑا گوشت لو، چنانچہ اسے لے کر ہانڈی میں ڈال دیا (پکنے کے بعد) سب نے گوشت کھایا، اور شور باپیا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن سے ہدی (اونٹ) لے کر تشریف لائے، ادھر نبی کریم ﷺ بھی ہدی لے کر تشریف لائے، یہ سو (۱۰۰) اونٹ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے تیس (۲۳) اونٹ ذبح کئے، حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سینتیس (۳۷) اونٹ نحر کئے، ایک میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ شریک رہے، پھر آپ ﷺ نے ہر ایک اونٹ سے تھوڑا تھوڑا لیا، اسے ہانڈی میں پکایا گیا، آپ ﷺ نے اور حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس کا گوشت کھایا اور شور باپیا، آپ ﷺ نے اونٹ کا گوشت سفر اور حضر میں تناول فرمایا ہے، بڑے اور چھوٹے دونوں قسم کا گوشت کھایا ہے۔ (سواہب جلد ۴ صفحہ ۳۳۲)

## گھوڑے کا گوشت

حضرت اسماء بنت ابی بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے وقت میں گھوڑا ذبح کیا گیا تو ہم سب گھروالوں نے اور نبی کریم ﷺ کے گھروالوں نے بھی کھایا۔ (طبرانی سیرت جلد ۷ صفحہ ۲۹۴)

فائدہ: خیال رہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا کسی صحیح روایت میں منقول نہیں، البتہ یہ صحیح روایت ہے کہ آپ کے زمانہ میں گھوڑا ذبح کیا گیا اور حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے کھایا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱، ابن ماجہ)

جیسا کہ حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے۔ احناف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے یہاں اس کا گوشت کھانا مکروہ تزیہی ہے، کیونکہ یہ آلہ جہاد ہے، گوشت کھانے کی صورت میں تقلیل آلہ جہاد ہے۔ اس لئے فقہاء کرام نے منع کیا۔

## مرغی کا گوشت

حضرت ابو موسیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔  
حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔  
(بخاری صحیح ۸۲۹، مسلم)

## مرغی کھانے کا مسنون طریقہ

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مرغی کھانے کا ارادہ فرماتے تو اسے چند یوم تک باندھے رکھتے، پھر اس کے بعد کھاتے۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

زہد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس تھا ان کے پاس کھانے میں مرغی کا گوشت آیا، مجمع میں سے ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا، ابو موسیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس سے ہٹنے کی وجہ دریافت کی، اس نے عرض کیا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا تھا، اس لئے میں نے مرغی نہ کھانے کی قسم کھا رکھی ہے، حضرت ابو موسیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا آؤ اور بے تکلف کھاؤ، میں نے خود حضور ﷺ کو کھاتے دیکھا ہے، اگر ناجائز یا ناپسند ہوتی تو حضور اقدس ﷺ کیسے تناول فرماتے؟ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۲۹، شہان صفحہ ۱۱)

**فائدہ:** مرغی کھانا سنت سے ثابت ہے۔ اس کے خلاف قسم کھانا مناسب نہ تھا اس لئے حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے توڑنے کا حکم دیا، اسی طرح جس چیز کو اللہ رب العزت نے حلال کیا ہو اس کے نہ کھانے کی قسم درست نہیں، اگر کسی وجہ سے کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو کھالے اور قسم توڑ دے۔ اگر مرغی آزاد پھرتی ہو، گندگی وغیرہ کھاتی ہو تو سنت یہ ہے کہ تین دن تک اسے باندھ کر رکھے، پھر ذبح کرے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

## مرغی کے فوائد

علامہ ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے مرغی کا گوشت معدہ کے لئے ہلکا اور زود ہضم ہے، دماغ میں قوت پیدا کرتا ہے، قوت باہ بڑھاتا ہے، آواز صاف کرتا ہے، رنگ نکھارتا ہے، زیادتی عقل کا باعث ہے، اچھا خون پیدا کرتا ہے البتہ نقرس والے کو مضر ہے، علامہ مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے، کھانے والا آنے والے کو بلا سکتا ہے، نہ کھانے کا سبب بھی پوچھا جاسکتا ہے، جنگلی اور پالتو دونوں طرح کی مرغی حلال ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۰۳)

## خرگوش کا گوشت

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ انہوں نے مقام ”مر الظہر ان“ میں خرگوش پایا، وہ اسے

حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس لے کر آئے، انہوں نے دھاردار پتھر سے اسے ذبح کیا، اور بھونا، اور اس کے ران کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا آپ ﷺ نے اسے قبول کیا اور تناول فرمایا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۰، شرح مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے خرگوش کا گوشت کھایا ہے۔

(زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۴)

## نیل گائے

حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ میں مکہ کے کسی راستہ میں اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ بھی ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اور تمام لوگ احرام کی حالت میں تھے، اور میں محرم نہیں تھا، انہوں نے ایک نیل گائے کو دیکھا، اور میں جوتا گانٹھنے میں لگا ہوا تھا، مجھے موقعہ نہیں لگا، لوگ چاہ رہے تھے کہ کاش میں دیکھ لوں، میں نے نگاہ اوپر کی تو دیکھ لیا، پھر ایک گھوڑے پر سوار ہوا، سوار ہوا تو کوڑا اور نیزہ بھول گیا، میں نے لوگوں سے کہا نیزہ اور کوڑا ہمیں دو، انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم تمہاری کوئی اعانت نہیں کریں گے، مجھے غصہ لگا میں اترا اور اسے لیا اور سوار ہوا میں نے سخت وار کیا اور اس کے پیر کو کاٹ ڈالا، پھر میں اسے لے کر آیا، اس کی جان نکل چکی تھی، سب اسے کھانے لگے، پھر انہیں حالت احرام میں ہونے کی وجہ سے شک ہوا، ہم نے ایک دست آپ ﷺ کے لئے چھپا کر رکھ لیا تھا، پس ہم نے آپ ﷺ کو پایا تو اس کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا ”ارے اس میں سے کچھ باقی ہے؟“ ہم نے کہا ہاں! اور دست (جو رکھا تھا) پیش کیا، تو آپ ﷺ نے اسے کھایا۔ (بخاری، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۹۷)

مواہب لدنیہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے نیل گائے کا گوشت کھایا ہے۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

## چکور

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں بھنا ہوا چکور لایا گیا (ایک پرندہ کا نام ہے) آپ ﷺ نے دعا کی یا اللہ اپنی مخلوق میں سے بہتر کو میرے پاس بھیج دیجئے جو میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور اسے کھایا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)

## حباری، سرخاب

حضرت سفینہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خادم رسول ﷺ نے بیان کیا کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ حباری پرندہ کا گوشت کھایا۔ (شامل صفحہ ۱۱)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے حضور اقدس ﷺ کے پاس بھنا

ہوا ایک پرندہ بھیجا اور اس کے ساتھ چار روٹیاں تھیں، میں اسے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! کسی کو بلاؤ جو میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ یہ پرندہ حباری تھا۔ (داری، سیرۃ خیر العباد صفحہ ۲۹۵، شامل ترمذی صفحہ ۱۱)

حباری: ایک پرندہ ہے، اس سے کون سا پرندہ مراد ہے، اس میں متعدد اقوال ہیں:

① ایک جنگلی پرندہ ہے جس کا رنگ خاک کی اور گردن بڑی اور پاؤں لمبے ہوتے ہیں اور چونچ میں تھوڑی سی لمبائی ہوتی ہے، بہت تیز اڑتا ہے، اسے چرزیاجرج کہتے ہیں۔

② بعضوں نے بئیر کہا ہے۔

③ اور بعضوں نے سرخاب بھی مراد لیا ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۳۱)

پرندے کا گوشت آپ ﷺ کو پسند تھا، اس کا گوشت نہایت مقوی، لذیذ اور سہل الہضم ہوتا ہے، خدائے پاک نے اہل جنت کے لئے پرندوں کے گوشت کا ذکر کیا ہے۔ "وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ."

### اروی، پہاڑی بکرا

حضرت حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ پہاڑی بکرا شکار کیا، اور آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا، آپ ﷺ نے قبول کیا، اور اسے تناول فرمایا، اور آپ ﷺ نے مجھے ایک عدنانی عمامہ پہنایا، آپ ﷺ نے فرمایا تم حازم نہیں مطعم ہو، حازم کے معنی تنگی اور مشقت والا، آپ ﷺ نے ہدیہ پیش کرنے کی وجہ سے اسے مطعم (کھلانے والا) کہا۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۹۷)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ ہدیہ پیش کرنے والے کے ساتھ حسن بخشش و عطا کا معاملہ کرنا چاہئے، نیز یہ کہ کسی کا نام معنی کے اعتبار سے بہتر نہ ہو تو اسے بدل دینا چاہئے۔

### گائے کا گوشت

حجۃ الوداع میں آنحضرت ﷺ کا گائے کو ذبح کرنا اور اس کے گوشت کا آپ ﷺ کی بیویوں کے پاس آنے کا ذکر ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، آپ ﷺ کا گوشت کھانا صراحتہ کسی روایت میں مذکور نہیں ہے۔ شیخ دہلوی رَحِمَهُمُ اللہُ تَعَالَى نے مدارج النبوة میں لکھا ہے کہ بکری کا گوشت کھانا ثابت ہے گائے کا گوشت کھانا معلوم نہ ہو سکا۔ حدیث پاک میں اس کی قربانی کا ذکر ازواج مطہرات کی جانب سے ہے ظاہر ہے کہ کھایا بھی ہوگا، اور صحیح مسلم میں کتاب الزکوٰۃ کے آخر میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس گائے کا گوشت آیا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کا صدقہ ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے صدقہ ہمارے لئے ہدیہ ہے، اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے



تناول فرمایا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے نہ کھایا ہو، بیوی کو دے دیا ہو۔ (فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۱۱۶)

آپ کے دسترخوان پر گائے کا گوشت آنا ثابت ہے۔ (بوادر النوار ص ۳۵۶)

اس سے تناول فرمانا ثابت کیا جاسکتا ہے، البتہ بھینس کا گوشت کھانا یا دسترخوان پر آنا ثابت نہیں، اور نہ عرب میں بھینس کا گوشت رائج تھا، گائے کی قربانی جو ازواج مطہرات کی جانب سے کی اس کے متعلق ابن ماجہ میں ہے حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں کی طرف سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا گائے ذبح کی۔

بھینس کی قربانی کے مقابلے میں گائے کی قربانی زیادہ باعث ثواب ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے گائے کی قربانی تو کی ہے مگر بھینس کی نہیں۔

نوٹ: گائے کی قربانی میں مقامی اعتبار سے کوئی فتنہ وغیرہ کا اندیشہ ہو تو احتیاط کی صورت اختیار کی جائے۔

### مچھلی

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ذکر کرتے ہیں ہم لوگوں نے سریہ خبط کا جہاد کیا، ہمارے امیر ابو عبیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تھے، ہم لوگ سخت بھوک کی حالت میں ہو گئے تو سمندر نے ایک مچھلی اوپر پھینک دی، جس کا مثل ہم نے نہیں دیکھا تھا جسے عنبر کہا جاتا ہے، ابو عبیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ہمیں کہا کہ کھاؤ اسے، ہم لوگوں نے اسے کھایا اور اس کی چربی بھی استعمال کی، پندرہ (۱۵) دن تک کھاتے رہے، ابو عبیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس کی ایک ہڈی لی تو اونٹ سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (پیٹھ کی ہڈی اتنی اونچی تھی) اس کی آنکھ کے حلقہ میں پانچ آدمی بیٹھ جاتے تھے، ہم لوگ مدینہ واپس آئے تو نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رزق کے طور پر نکالا تھا، اگر کچھ ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ، چنانچہ جو کچھ تھا اسے لایا گیا تو آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔

فائدہ: مچھلی کھانا آپ ﷺ کا صحاح سے ثابت ہے جنت میں مسلمانوں کی پہلی غذا مچھلی ہوگی، اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۲۵)

### جانوروں میں نہ کھانے والی چیزوں کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بکری کی سات چیزوں کو مکروہ سمجھتے تھے ① پتہ ② مٹانہ ③ فرج مادہ ④ ذکر ⑤ خصے ⑥ غدود ⑦ خون۔

یہی روایت طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ بکرے کی سات چیزوں سے کراہیت محسوس کرتے تھے ① پتہ ② مٹانہ ③ فرج مادہ ④ ذکر ⑤ خصے ⑥ غدود ⑦

خون۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۲۸)

### گrodہ ناپسندیدہ

ابن سنی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ گrodہ کو پیشاب سے تعلق کی وجہ سے ناپسند سمجھتے تھے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۲۸)

فَائِدَةٌ: چونکہ اس کا تعلق مثانہ سے ہے جو پیشاب کا ظرف ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ لطافت و نظافت طبع کی وجہ سے نہیں کھاتے تھے۔ ورنہ تو شرعی اعتبار سے اس کے کھانے میں ممانعت نہیں ہے۔

## آپ ﷺ کے دیگر مرغوب کھانوں کا بیان

### حلوہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو میٹھا اور شہد پسند تھا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۷، ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳)

فَائِدَةٌ: بظاہر حلوے سے مراد ہر میٹھی چیز ہے، لیکن بعض لوگوں نے اس سے متعارف حلوہ مراد لیا ہے جو مٹھائی اور گھی وغیرہ سے بنایا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حلوہ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بنوا کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا، اور آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا تھا، یہ حلوہ آٹے اور گھی سے بنایا گیا تھا۔ (خصائل صفحہ ۱۲۶)

### شیرینی کا ہدیہ واپس نہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی مٹھائی لے کر آئے تو اسے کھا لو واپس نہ کرو، اسی طرح خوشبو پیش کرے تو اسے سونگھ لو۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

### ہریسہ

حضرت حذیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام نے ہمیں ہریسہ کھلایا جس سے رات کی نماز میں پیٹھ مضبوط ہوتی ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۴۱)

حضرت ام ایوب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے لئے ہریسہ بناتی تھی، میں دیکھتی تھی کہ آپ ﷺ اسے پسند کرتے تھے۔

حضرت مطر وراق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب پچھنا لگواتے تو آپ ﷺ کے

لئے ہریسہ بنایا جاتا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

حضرت اسعد بن زرارہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے لئے کسی کسی رات ہریسہ بنا دیتے، جس رات کو ہریسہ آنے کی امید ہوتی تو پوچھتے کیا اسعد کے یہاں سے کوئی برتن (ہریسہ کا) آیا ہے؟ پس کہا جاتا ہاں! آپ فرماتے لاؤ! پس اس سے ہم جان گئے کہ ہریسہ آپ ﷺ کو پسند ہے۔

(سیرۃ العباد جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

**فَإِنَّكَ لَا:** ہریسہ عرب کا ایک کھانا ہے جو گوشت اور کوٹے ہوئے گیہوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے، یہ حلیم کے مشابہ ہوتا ہے، لذیذ اور مقوی جسم ہوتا ہے۔

### حیس کھجور کا ملیدہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور معلوم کیا کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے کہا ہاں! اور میں نے کھجور کے ملیدہ کا قعب پیش کیا، جسے میں نے رکھا تھا آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (مسند حمیدی، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)

حضرت عبداللہ بن بسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میرے والد کے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے انہوں نے کھانا پیش کیا جو کھجور کا ملیدہ تھا آپ نے اسے تناول فرمایا۔ (مسلم ترمذی، سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ میرے پاس تشریف لا کر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھانے کو رکھا ہے؟ جب معلوم ہوتا کہ کچھ نہیں تو فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر لیا ہے، ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف لائے میں نے عرض کیا ایک ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا کھجور کا ملیدہ حیس ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تو روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا۔ (شمائل صفحہ ۱۳)

**فَإِنَّكَ لَا:** حیس عربوں کا اور آپ ﷺ کا مرغوب طعام تھا، حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو حیس بہت پسند تھا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)

علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ یہ کھجور، پیس، گھی سے بنایا جاتا ہے، کبھی پیس کے بجائے آٹا وغیرہ ڈال کر بنایا جاتا ہے اور اسے ملا لیا جاتا ہے، ایسے کھانے کو ہمارے یہاں ملیدہ کہا جاتا ہے۔ (فتح، عمدۃ القاری، جلد ۲۱ صفحہ ۵۷)

**مَسْئَلَةٌ:** اگر کوئی نفل روزہ کی نیت کر چکا تھا، پھر بعد میں توڑ دیا تو قضاء واجب ہوگی، یہ احناف کا مسلک ہے۔

### خزیرہ

حضرت عتبہ بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا میری

آنکھ میں تکلیف ہے آنسو گرتے رہتے ہیں، مجھے مسجد میں آنا مشکل ہو جاتا ہے، اگر مناسب سمجھیں تو آپ ﷺ تشریف لے آئیں میرے گھر کسی جگہ نماز پڑھ دیں، اسی کو میں نماز کی جگہ بنا لوں گا، اور نماز پڑھوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے دوسرے روز دن چڑھنے کے بعد آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تشریف لائے، اجازت چاہی، میں نے اجازت دی، آپ ﷺ بیٹھے بھی نہ تھے کہ آپ نے فرمایا، کہاں کس جگہ چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں، میں نے اس جگہ کا جہاں نماز پڑھنا پسند کرتا تھا بتا دیا، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی، ہم آپ کے پیچھے ہو گئے، آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی، پھر ہم نے خزمیرہ بنایا تھا اس کو آپ ﷺ کے کھانے کے لئے روک لیا تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۳)

فَإِنَّكَ لَا: علامہ یعنی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس حدیث پاک سے بہت سے فوائد مستنبط کئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- ① گھر میں کسی جگہ کو نماز کے لئے خاص کر لینا۔
- ② تبرکات کسی صالح و نیک آدمی سے نماز پڑھوانا اور اس جگہ سے تبرک حاصل کرنا۔
- ③ بڑوں اور بزرگوں کو برکت کے لئے بلانا۔
- ④ اور بڑوں کو ایسی بات کا قبول کرنا۔
- ⑤ محلہ یا گھر میں کوئی نیک و صالح بزرگ آئیں تو دوسروں کا وہاں جانا اور صحبت و برکت حاصل کرنا اور زیارت اور ملاقات کرنا۔
- ⑥ صاحب خانہ کا نیک و صالح کی آمد پر ان سے نماز و امامت کی درخواست کرنا۔
- ⑦ معذور کا گھر میں ہی نماز پڑھنا۔
- ⑧ اہل علم و فضل کو (گھر بلا کر) کھانے سے اکرام کرنا۔ (عمدہ القاری جلد ۲ صفحہ ۱۷۰)

### خبیص، آٹے یا میدے کا حلوہ

حضرت عثمان بن عفان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے گھی، گیہوں اور شہد کو ملا کر خبیص بنایا اور پیالہ میں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا ایک کھانا ہے اے اللہ کے رسول، جسے عجمی لوگ شہد، گیہوں، اور گھی ملا کر بناتے ہیں جسے خبیص کہتے ہیں آپ ﷺ نے اسے کھایا۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

حضرت عبداللہ بن سلام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کھجور خشک کرنے کی جگہ تشریف لائے تو حضرت عثمان بن عفان کو دیکھا کہ ایک اونٹنی کو کھینچے لے جا رہے ہیں جس پر میدہ گھی شہد تھا، آپ ﷺ نے ان

سے کہا روکو، چنانچہ روک لیا، آپ ﷺ نے برکت کی دعا دی، پھر ہانڈی منگوائی، آگ پر چڑھادی گئی، اس میں گھی، شہد، آٹا ڈال دیا گیا، پھر چولہا جلانے کا حکم دیا، یہاں تک کہ پک گیا، یا پکنے کے قریب تھا، اتار دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھاؤ! پھر آپ ﷺ نے اس سے تناول فرمایا، پھر فرمایا یہ وہ کھانا ہے جسے اہل فارس خبیص کہتے ہیں۔ (طبرانی، حاکم، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۱۰)

خبیص: آٹے کے میدہ کا حلوہ کہلاتا ہے، کبھی اس میں کھجور بھی ڈالا جاتا ہے چنانچہ اسی وجہ سے خبیصہ کھجور کے حلوہ کو کہا جاتا ہے، اس زمانہ میں چینی کا وجود نہیں تھا، اس کی جگہ لوگ عموماً شہد ڈالا کرتے تھے، بجائے شہد کے چینی سے بھی بنایا جائے تو بھی خبیصہ کہلائے گا، یہ بھی حلوہ ہی کی ایک قسم ہے۔

## ستو

حضرت سدید بن نعمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے، یہاں تک کہ ہم مقام صہبا میں یا روحہ کے قریب پہنچے، تو آپ ﷺ نے توشہ سفر مانگا، سوائے ستو کے کچھ نہ لایا گیا، آپ ﷺ نے اسے کھایا، ہم نے بھی آپ ﷺ کے پاس اسے کھایا، پھر آپ ﷺ نے کلی کی، پھر مغرب کی نماز پڑھی، ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی، اور وضو نہیں کیا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

فَائِدَةٌ: یہ ستو جو کا تھا، جو کا ستو گرم مزاج والوں کے لئے اور گرمی کے ایام میں بہت نفع بخش ہے، ٹھنڈک پیدا کرتا ہے، معدہ کے لئے مفید ہے اور مقوی جسم ہے۔

## دشیشہ

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے ہم نے مٹی کے برتن میں دشیشہ بنایا آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

دشیشہ اور شیشہ ایک کھانے کا نام ہے جو آٹے، گوشت اور کھجور کو ملا کر پکایا جاتا ہے

مصالحہ دار کھانا (سیاہ مرچ اور زیرہ وغیرہ کا استعمال)

حضرت سلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضرت حسن اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ان کے پاس تشریف لے گئے، اور یہ فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کو جو کھانا پسند تھا اور اس کو رغبت سے تناول فرماتے تھے وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ، سلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا پیارے بچو! اب وہ کھانا پسند نہیں آئے گا، وہ تنگی میں پسند ہوتا ہے ان لوگوں نے کہا، نہیں ضرور پسند آئے گا، وہ انھیں اور تھوڑا چوکر لے کر ہانڈی میں ڈالا، اور اس پر ذرا سائیتون کا تیل ڈالا اور کچھ مرچیں کچھ زیرہ وغیرہ مصالحہ پیس کر ڈالا، اور پکار کر کہا کہ حضور اقدس ﷺ کو یہ پسند تھا۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱۲)

**فَإِنَّكَ لَا:** اس سے معلوم ہوا کہ مصالحو دار کھانا آپ ﷺ کو مرغوب تھا، اس حدیث کی تشریح میں علامہ مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا۔ ہے کہ کھانا بسہولت عمدہ اور مزیدار کرنا زہد کے منافی نہیں۔ (شرح مناوی صفحہ ۲۲۳)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ تو اہل مصالحو سے مراد وہ ہے جو ہند سے آتے ہیں مثلاً سوٹھ، زیرہ وغیرہ، یعنی ہندوستان میں جو مصالحو عموماً استعمال ہوتا ہے۔ لہذا اس کے استعمال کو خلاف سنت اور تکلف طعام نہیں کہا جاسکتا ہے۔

اسی حدیث کے دوسرے طریق میں ہے کہ حضرت سلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے (ان لوگوں کے کہنے پر) جو لیا اور چھانا اور روٹی بنائی، اسے ایک ہانڈی میں ڈال دیا، اس پر زیتون کا تیل ڈالا، اور اس پر سیاہ مرچ چھوڑ دی اور ان کے قریب کیا اور کہا اسے رسول اللہ ﷺ رغبت سے کھاتے تھے۔ (ترمذی، سیرۃ صفحہ ۳۰۸)۔

**فَإِنَّكَ لَا:** اس سے معلوم ہوا کہ سیاہ مرچ کا استعمال سنت ہے۔ کھانے وغیرہ میں اس کا ڈالنا جامع نفع رکھتا ہے، البتہ لال مرچ کا استعمال نہ آپ کے زمانہ میں تھا نہ اہل عرب اس کو پسند کرتے تھے، ویسے بھی طباً مضر ہے۔

### سرکہ

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶)

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس گھر میں فاقہ نہیں جس میں سرکہ ہو۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سرکہ ہم سے پہلے نبیوں کا سالن رہا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

حضرت ام ہانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے؟ ہم نے کہا کچھ نہیں، سوائے روٹی کے خشک ٹکڑے اور سرکہ کے، آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ ہمارے سامنے، کوئی گھر فاقہ میں نہیں جس میں سرکہ ہو۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶، سیرۃ خیر العباد صفحہ ۳۱۱)

### سرکہ روٹی

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بعض ازواج مطہرات کے یہاں داخل ہوئے اولاً آپ ﷺ تشریف لے گئے، پھر میرے لئے اجازت چاہی، اور پردہ کا حکم اس وقت نازل ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! تین روٹیاں لائی گئیں، آپ ﷺ نے ان کو کسی کپڑے پر (دستر خوان پر) رکھا، آپ ﷺ نے ایک روٹی لی، اسے اپنے سامنے رکھا، اور ایک روٹی

لی اور اسے میرے سامنے رکھا، پھر تیسری روٹی لی اور اسے دو ٹکڑے کیا، کچھ اپنے سامنے کچھ میرے سامنے رکھا پھر آپ ﷺ نے معلوم کیا کوئی سالن ہے؟ انہوں نے کہا سوائے سرکہ کے اور کچھ نہیں! آپ ﷺ نے سرکہ منگایا اور کھانے لگے، اور فرما رہے تھے سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے، سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے۔

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں جب سے میں نے آپ ﷺ سے یہ سنا تب سے میں سرکہ سے محبت کرنے لگا۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۱۰)

آداب میں بیہتی نے لکھا ہے کہ جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت کو جب حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سنا تو انہوں نے بھی کہا مجھے سرکہ سے محبت ہو گئی ہے جب سے کہ میں نے جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے سنا ہے۔ (صفحہ ۳۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ سالنوں میں سب سے پسندیدہ سالن سرکہ ہے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۱۱)

سرکہ میں خصوصی فوائد بھی بہت ہیں، سمیات کے لئے بہت مفید ہے، بلغم اور صفراء کا قاطع ہے، کھانے کے ہضم میں معین ہے، پیٹ کے کیڑوں کا قاتل ہے، بھوک اچھی لگاتا ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۹)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اس میں برکت کی دعاء فرمائی ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۹)

### ثرید

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس طرح عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح ثرید کو تمام کھانوں پر۔ (شائل صفحہ ۱۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ تمام کھانوں میں آپ کو محبوب ترین کھانا ثرید تھا۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۳۰۵)

### ثرید میں لوکی کے ٹکڑے

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی اور ثرید پیش کیا جس میں لوکی پڑی تھی۔ آپ ﷺ لوکی لے کر کھا رہے تھے، آپ ﷺ کو لوکی پسند تھی۔ (آداب بیہتی صفحہ ۳۱۱)

### ثرید میں برکت ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سحری میں برکت ہے، ثرید میں برکت ہے جماعت میں برکت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۱)

## ثرید کی تاکید

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ثرید بناؤ خواہ پانی سے۔

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۲)

ثرید: گوشت کے شوربے میں روٹی کے بھگوئے ہوئے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے، خواہ ٹکڑے کو شوربا میں ڈال کر پکایا جائے یا یوں ہی چھوڑ دیا جائے، ثرید کے ٹکڑے پیٹ کے لئے بہت مفید ہیں کہ بسہولت ہضم ہو جاتے ہیں، اس کا نکلنا بھی آسان ہوتا ہے، جلد تیار ہو جاتا ہے، اور لذیذ و مقوی ہوتا ہے۔

## پنیر

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو میری خالہ نے گوہ، دودھ اور پنیر کا ہدیہ بھیجا، گوہ آپ ﷺ کے دسترخوان پر رکھ دیا، اگر حرام ہوتا تو نہ رکھا جاتا، آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا اور پنیر کھایا، (اور گوہ نہیں کھایا، آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا)۔

حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پنیر کا ٹکڑا کھایا۔ (طحاوی صفحہ ۳۷۰)

## غیر مسلموں کے بنے پنیر

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ تبوک میں عیسائیوں کا بنا ہوا پنیر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ وہ کھانا ہے جسے اہل مجوس بناتے ہیں، آپ ﷺ نے چھری منگوائی بسم اللہ پڑھی اور کھایا۔

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کی بنی مٹھائیاں کھانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

## دودھ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب دودھ پینے کے لئے لایا جاتا تو آپ ﷺ برکت برکت فرماتے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

فَائِدَةٌ: دودھ آپ ﷺ کی بہت مرغوب غذا تھی اس لئے آپ ﷺ بہت خوش ہوتے تھے اور برکت برکت فرماتے تھے۔

## دودھ میں غذائیت بھی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی مشروب ایسا نہیں جو غذا کی بھی کفایت کرے سوائے دودھ کے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ مختصراً)

فَائِدَةٌ: دودھ میں غذائیت ہے اسی وجہ سے بچوں کی نشوونما خالص دودھ سے ہو جاتی ہے، مریض کے لئے بھی



بہترین غذا ہے، انسان دودھ پی کر مثل غذا کے رہ سکتا ہے، آپ ﷺ نے خالص دودھ بھی نوش فرمایا ہے اور پانی ملا کر بھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا دونوں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے گھر گئے، وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں، آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ (مختصر، خصائل صفحہ ۱۵۵)

### بکری کا دودھ باعث برکت ہے

کشف الاستار میں بکری کے دودھ کے باعث برکت ہونے پر باب قائم کیا ہے اور ابن حنفیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی مرفوعاً یہ روایت ذکر کی ہے کہ جس گھر میں بکری کا دودھ ہو اس کے لئے دن میں دو برکتیں ہیں۔ (کشف الاستار جلد ۳ صفحہ ۲۳۸)

**فَائِدَة:** بکری کا دودھ بہت مفید ہے، خصوصاً بچوں کے لئے اور باعث برکت ہے، اسی وجہ سے بکری کو برکت سے ذکر کیا گیا ہے۔

### بکری برکت ہے

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بکری کا گھر میں ہونا برکت ہے، دو بکریاں دو برکت ہیں، تین بکریاں تین برکتیں ہیں۔ (ادب المفرد)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی شخص سے پوچھا کتنی برکت ہے تمہارے گھر میں، یعنی بکری۔ (مطالب عالیہ صفحہ ۳۰۲)

### روٹی

حضرت عبداللہ بن ام حرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ ﷺ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا روٹی کا اکرام کرو اللہ تعالیٰ نے اس کا اکرام کیا ہے، پس جو شخص روٹی کا اکرام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اکرام کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان کی برکتوں سے نازل کیا ہے، اور اس میں زمین کی برکات رکھ دی ہیں، جو دستر خوان کے گرے ہوئے کو تلاش کرے گا اس کی مغفرت ہوگی۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳۷)

**فَائِدَة:** روٹی کے اکرام کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ضائع نہ کیا جائے، اس کے ٹکڑوں کو ادھر ادھر نہ پھینکا جائے، دستر خوان پر روٹی آجائے تو سالن کا انتظار نہ کیا جائے۔

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے منقول ہے کہ تمہارا بہترین کھانا روٹی ہے اور بہترین پھل انگور

ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۷)

## جو کی روٹی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ اکثر آپ ﷺ کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔

(مختصر اشائل ترمذی)

حضرت ابوامامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے گھر میں جو کی روٹی کبھی نہیں بچتی تھی۔

(شائل صفحہ ۱۰)

فَائِدَةٌ: یعنی جو کی روٹی اگر کبھی پکتی تھی تو وہ مقدار میں اتنی ہوتی ہی نہیں تھی کہ بچتی اس لئے کہ پیٹ بھرنے کو ہی کافی نہیں ہوتی تھی، اور اس پر حضور اقدس ﷺ کے مہمانوں کی کثرت اور اہل صفہ تو مستقل طور سے آپ

ﷺ کے مہمان تھے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۵)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے آپ ﷺ کی دعوت کی، چنانچہ

اس نے جو کی روٹی اور لو کی ملے گوشت کا شور با پیش کیا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱، مختصراً)

## جو کی روٹی بلا چھنے ہوتی تھی

حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ جو کی روٹی کو کیسے پکاتے

تھے؟ (چونکہ اس میں تنکے وغیرہ زائد ہوتے ہیں) تو سہل نے فرمایا اس کے آٹے میں پھوک مار لیا کرتے تھے،

جو موٹے موٹے تنکے ہوتے تھے وہ اڑ جاتے تھے، باقی گوندھ لیتے تھے۔ (بخاری صفحہ ۸۱۵، شائل صفحہ ۱۰ مختصراً)

حضرت سلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں چھلنی نہیں تھی بلکہ اسے پھونک

لیتے تھے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۷۳)

حضرت رومانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا (حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی والدہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا جو کی روٹی بلا چھنے آٹے کی کھاتے تھے۔ (سیرۃ خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۸۸)

فَائِدَةٌ: نہ اس وقت چھلنی تھی اور نہ اس کا اہتمام تھا، جو کی روٹی بلا چھنے ذرا اچھی نہیں لگتی کہ اس میں تنکے اور

بھوسے زائد ہوتے ہیں، بس جو کچھ پھونک مارنے یا پھٹکنے سے اڑ جاتا تھا اس پر اکتفاء کرتے تھے۔ یہ سادہ مزاجی

کی بات تھی، ویسے چھان کر پکانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔

خصائل نبوی میں ہے آج کل گیہوں کی روٹی بھی بغیر چھنے کھانا مشکل سمجھا جاتا ہے حالانکہ بغیر چھنے آٹے

کی روٹی زود ہضم بھی ہوتی ہے، بعض علماء نے تو لکھا ہے کہ سب سے پہلی بدعت جو اسلام میں آئی ہے وہ

چھلنیوں کا رواج ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۶)

## گیہوں کی روٹی

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کے اہل و عیال کو مسلسل تین دن گیہوں کی روٹی کھانے کی نوبت نہیں آئی یہاں تک کہ دنیا سے چل بسے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵۶، مسلم) **فَائِدَةٌ:** گیہوں اس زمانہ میں جو سے گراں تھا، یومیہ اس کے پکنے کی نوبت نہیں آتی تھی، عموماً جو کی روٹی پکتی تھی۔

## چپاتی

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی چپاتی نہیں کھائی۔

(ترمذی، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۱)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے لئے کبھی چپاتی نہیں پکائی گئی۔ (شمال صفحہ ۱۰)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس دنیا سے وفات پا گئے، مگر چپاتی آپ ﷺ نے نہیں کھائی۔ (شمال صفحہ ۱۰)

**فَائِدَةٌ:** چپاتی گو آپ ﷺ نے نہیں کھائی، آپ ﷺ کا کھانا ترک تنعم کی وجہ سے تھا مگر چپاتی کے کھانے میں کوئی حرمت نہیں ہے، ابن بطلان رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کا کھانا جائز و مباح لکھا ہے۔

(عمدة القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۵)

## میدے کی روٹی

حضرت سہیل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی سفید میدے کی روٹی بھی کھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ نے آخر عمر تک میدہ نہیں دیکھا، یعنی میدہ یا اس کی روٹی کھانے کی نوبت نہیں آئی۔ (شمال مختصر صفحہ ۱۰)

پھر سائل نے پوچھا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تم لوگوں کے یہاں چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ (شمال مختصر صفحہ ۱۰)

## روٹی اور کھجور

حضرت عبداللہ بن سلام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جو کی روٹی لی اور اس پر کھجور کور کھا اور یہ فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے۔ (شمال، مجمع جلد ۵ صفحہ ۴۳)

## گوشت روٹی

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے گوشت روٹی کھایا ہے۔

(طحاوی صفحہ ۳۹)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۵)

فَائِدَةٌ: ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے روٹی کو چربی، گھی، سرکہ کے ساتھ اور زیتون کے ساتھ تناول فرمایا ہے۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۴)

## روٹی کی کیفیت

حضرت ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”قُوتُوا طَعَامَكُمْ يُبَارِكُ لَكُمْ فِيهِ“ اس حدیث کا مطلب اس کے راوی ابراہیم (بن عبداللہ بن جنید) نے یہ بیان کیا کہ روٹی چھوٹی رکھی جائے اس میں برکت ہوگی، امام اوزاعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی روٹی کا چھوٹا ہونا مراد لیا ہے، مسند بزار میں ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۳۳۳)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ روٹی کا چھوٹا ہونا بہتر ہے، بعض لوگ بڑی اور چوڑی بناتے ہیں سو وہ بہتر نہیں ہے، سنت یہی ہے اور اسی میں برکت ہے۔

## گھی دار روٹی، پراٹھے

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے ام سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے روٹی پکائی اور اس میں کچھ گھی وغیرہ ڈالا پھر کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ اور بلا لاؤ، حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ میں گیا اور کہا کہ میری والدہ آپ کو بلاتی ہیں چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور جو صحابہ کے آپ کے پاس تھے ان سے کہا چلو کھڑے ہو جاؤ، میں پہلے گیا اور والدہ کو بتا دیا (کہ پوری جماعت آرہی ہے) آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ جو پکایا ہے لاؤ، ام سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا میں نے صرف آپ ﷺ کے لئے پکایا ہے، چنانچہ دس دس کی جماعت کو بلایا گیا، میں دس دس کو بلاتا رہا، چنانچہ سب نے کھایا اور سیراب ہو گئے اور وہ اسی آدمی تھے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

فَائِدَةٌ: یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ اتنے کم کھانے میں اسی آدمیوں نے کھالیا اس قسم کے بہت سے واقعات میں آپ ﷺ کا یہ معجزہ واقع ہوا ہے۔

## سبزیاں، لوکی

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو لوکی بہت پسند تھی۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰) حضرت جابر بن طارق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کدو رکھا ہوا تھا میں نے پوچھا یہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوکی ہے، اس سے سالن میں اضافہ کیا جائے گا، ایک روایت میں ہے کہ لوکی کے ٹکڑے کٹے رکھے تھے۔ (سیرۃ ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰)

## لوکی مقوی دماغ ہے

حضرت واثلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر لوکی لازم ہے، یہ دماغ کو قوی کرتی ہے۔

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ لوکی کھاؤ، اگر اس سے زیادہ کوئی نافع درخت ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت یونس عَلَيْنَا السَّلَام کی پر اسی کو اگاتے، اگر تم میں سے کوئی شوربہ بنائے تو اس میں لوکی کا اضافہ کرے، یہ عقل و دماغ کو قوی کرتی ہے۔ (شرح مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو بہت کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دماغ کو تیز کرتی ہے اور عقل کو زائد کرتی ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۳۱)

## لوکی کی مرغوبیت

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ ایک درزی نے آپ ﷺ کی دعوت کی، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں لوکی تھی، میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے اطراف سے لوکی کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرما رہے تھے، اس وقت سے لوکی سے مجھے بھی رغبت ہو گئی۔

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ اس سے عقل کی زیادتی ہوتی ہے، اس میں ایسی خوبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس عَلَيْنَا السَّلَام کی پرورش اسی درخت کے نیل کے نیچے کی، نیز حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے سے کمتر کی بھی دعوت قبول کرنی چاہئے، اس میں کسی قسم کا عار محسوس نہیں کرنا چاہئے، نیز یہ کہ لوکی سے رغبت سنت ہے، مواہب میں ہے کہ یہ نگاہ کو تیز کرتی ہے دماغ کو گرم رکھتی ہے، قلب کو نرم کرتی ہے۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

## لوکی غم دل کا علاج ہے

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے فرمایا جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں لوکی زیادہ ڈالو، یہ

غمگین دل کو طاقت پہنچاتی ہے۔ (سیرۃ صفحہ ۳۳، مسند احمد، شرح مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

### چقندر

حضرت ام منذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ میرے یہاں تشریف لائے، ہمارے یہاں کھجور کے خوشے آویزاں تھے، آپ ﷺ تناول فرمانے لگے، اترتے میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی تھے، آپ ﷺ نے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو روک دیا کہ ابھی تم کو بیماری سے آفاقہ ہوا ہے، حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیٹھے رہے، اور آپ ﷺ کھا رہے تھے، ام منذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی ہیں کہ میں نے چقندر اور جو لیا اور اسے پکایا، آپ ﷺ نے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا اے علی تمہارے لئے یہ مناسب ہے اسے کھاؤ۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۲۷)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ پرہیز کرنا توکل کے منافی نہیں، اور طبع کے موافق ہونے نہ ہونے کی رعایت سنت ہے۔

حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے کہ جب ہم لوگ نماز جمعہ سے فارغ ہوتے تو ایک ضعیفہ تھی اس کے پاس ملاقات کو چلے جاتے، وہ چقندر لیتی اسے ہانڈی میں ڈالتی، کچھ جو لیتی اسے ہانڈی میں ڈال کر پکاتی، نماز جمعہ کے بعد ہم لوگوں کو وہ پیش کرتی، اس وجہ سے ہم لوگ جمعہ کے دن خوش ہوتے ہم لوگ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد ہی کھاتے اور قیلولہ کرتے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۳)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے بے تکلفی ہو ان کے یہاں جا کر کھانا کھانے میں کوئی قباحت نہیں، نیز یہ کہ جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا اور قیلولہ کرنا سنت ہے۔

### اروی

ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اروی کا ہدیہ پیش کیا، آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا اور پسند کیا، اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ”شحمة الارض“ زمین کی چربی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین کی چربی (اروی) تو بہت خوب ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۳۰)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اروی کھائی، طبی فوائد کے اعتبار سے اروی مقوی باہ و سہل الہضم ہے۔ گوشت میں زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

### پکا پیاز

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا آخری کھانا وہ تھا جس میں پیاز تھا۔ (یعنی پکا

ہوا پیاز)۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷، ابو داؤد)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے آخری کھانا جمعہ کے دن کھایا تھا اس میں بھنا ہوا پیاز تھا۔ (ادب المفرد سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۳۲۹)

**فَائِدَةٌ:** آپ نے کچا پیاز اور لہسن کبھی نہیں استعمال کیا۔ البتہ پیاز کو پکا دیا جاتا، جیسے سالن وغیرہ میں، یا اسے تل دیا جاتا تو آپ ﷺ بدبو نہ ہونے کی وجہ سے نوش فرما لیتے، آپ نے کچا پیاز کھا کر مسجد میں جانے سے سخت منع فرمایا ہے، بہت سے لوگ افطاری میں کچا پیاز استعمال کرتے ہیں پھر نماز کو جاتے ہیں، یہ درست نہیں ہے۔



# پھلوں اور میوؤں کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## کھجور

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ یعنی حضور اکرم ﷺ کے اہل و عیال کے یہاں ایک ایک ماہ تک آگ نہیں جلتی تھی، صرف کھجور اور پانی پر گزارا تھا۔ (شمائل صفحہ ۲۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں گیا۔ آپ ﷺ کچے ہرے کھجور نوش فرمانے لگے اور مجھ سے کہا اے ابن عمر تم بھی کھاؤ۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۹)

ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا ہمارا گزارہ کھجور اور پانی پر تھا۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۲)

## مکہ اور مدینہ کی کھجوریں

حضرت ابراہیم غَلِيْبُ اللهِ عَلَيْهِ نے مکہ مکرمہ کی کھجوروں کے واسطے برکت کی دعا کی، نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی کھجور کے واسطے برکت کی دعا کی۔ پس ہمیشہ مدینہ کے کھجور و پھل میں برکت ہوتی رہے گی۔ (عمدۃ جلد ۲۱ صفحہ ۶۷)

## کھجور کی پیدائش

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کھجور کی پیدائش اس مٹی سے ہوئی ہے جس سے حضرت آدم غَلِيْبُ اللهِ عَلَيْهِ پیدا ہوئے۔ (مطالب عالیہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳)

## عجوبہ کھجور کی فضیلت و فوائد

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ سب سے زیادہ پسندیدہ کھجور آپ ﷺ کو عجوبہ تھی۔ (ابن حبان) حضرت عامر بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص صبح سات عجوبہ کھجور کھالے گا



اس دن اسے کوئی جادویا زہر کا اثر نہ ہوگا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۹)

”عجوة“ مدینہ کی ایک خاص قسم کی کھجور ہے جسے نبی کریم ﷺ نے بویا تھا، یہ خصوصیت صرف مدینہ کے عجوة کو حاصل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ عجوة جنت سے ہے۔ (عمدة القاری جلد ۲۱ صفحہ ۷۱)

جس گھر میں کھجور ہو

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ یعنی گھر میں اگر کھجور ہے تو کھانے کی ایک بڑی نعمت ہے پھر بھوکے رہنے کا کیا سوال؟ یہ غذا بھی ہے اور میوہ بھی، خصوصاً اہل عرب کے لئے تو یہ غذا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

کھجور پر خوشی و مسرت کا اظہار

حضرت انس و عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے فرمایا تھا کہ جب تازہ خرما کھجور آ جائے تو اس کی بشارت سناؤ۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۴۲)

فَإِنَّكَ لَا: کھجور آنے پر آپ ﷺ کو مسرت ہوتی تھی یہ اس کے محبوب ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھجور نہ ہو گویا وہ گھر والے بھوکے ہیں جس گھر میں سرکہ نہ ہو وہ گھر بلا سالن کے ہے جس گھر میں چھوٹا بچہ نہ ہو اس گھر میں برکت نہیں، تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں میں بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں میں بہتر ہوں۔

(سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

محبوب ترین میوہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ پسندیدہ ترین میوہ نبی کریم ﷺ کا تازہ کھجور اور خر بوزہ ہے۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۲۳)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس کھجوریں لائی گئیں تو آپ ﷺ ان کو نوش فرما رہے تھے اور اس وقت بھوک کی وجہ سے اپنے سہارے سے تشریف فرما نہیں تھے بلکہ اکڑو بیٹھ کر کسی چیز سے سہارا لگائے ہوئے تھے۔ (خصائل صفحہ ۱۱۴)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے طبق میں کچے پکے کھجور لائے گئے۔ آپ ﷺ نے پکے کھجور کو کھالیا اور کچے کو چھوڑ دیا۔ (زوائد مسند بزار جلد ۳ صفحہ ۳۳۵)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ دسترخوان پر جو آئے اس کا کھالینا ضروری نہیں جس کا کھانا مناسب نہ ہو، کچا ہو تو اسے چھوڑا جا سکتا ہے۔

## جس گھر میں کھجور نہیں کھانا نہیں

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دادی سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گھر جس میں کھجور نہیں ایسا ہے گویا کہ اس میں کھانا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

## بچے والی عورت کو کھجور

مسند ابی یعلیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول منقول ہے کہ بچے والی عورت کو (جس نے بچہ جنا ہو یا جس کا بچہ چھوٹا ہو) کھجور کھلاؤ، اگر کھجور نہ پاسکو چھوہارا ہی کھلاؤ، اس درخت سے بہتر کوئی درخت نہیں جس کے نیچے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو رکھا۔ (عمدہ جلد ۲۱ صفحہ ۶۸)

**فائدہ:** کھجور مقوی اور مولد دم اور گرم ہے، بچے والی عورت کو اس کی شدید ضرورت پڑتی ہے ایسے وقت میں اس کو کھلانا بہت نفع بخش ہے، مزید یہ ملین بھی ہے۔ پیٹ صاف کرے گی۔

## نومولود بچے کی پہلی غذا کھجور ہو

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور برکت کی دعا کی۔ (بخاری صفحہ ۸۲۲)

**فائدہ:** نومولود بچے کے منہ میں کھجور چبا کر چٹانا سنت ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ کھجور چٹانے میں تفاعل خیر ہے ایمان کی۔

چونکہ اس درخت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن سے تشبیہ دی ہے اور کسی صالح آدمی سے چبوا کر بچے کو چٹانا چاہئے، اس سے اس میں نیکی آئے گی۔ (عمدہ جلد ۲۱ صفحہ ۸۲)

## کھجور اور مکھن

بسر سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو صاحبزادوں سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چادر بچھا دی، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور اور مکھن پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکھن بہت مرغوب تھا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۳۶)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی تشریف آوری پر اگر ما اچھی چادر بچھا دینی چاہئے اور یہ کہ کھانے کو عمدہ طریقہ سے کھانا ممنوع نہیں۔

## دودھ اور کھجور دو پاکیزہ چیزیں

امام احمد اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے بسند حسن بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ دودھ اور کھجور کو ساتھ نوش فرماتے اور کہتے کہ یہ دو خوشگوار چیزیں ہیں۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۰۸)

## کھانا اور کھجور

عبداللہ بن بسر رضوان اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم نے کھانا اور کھجور خدمت میں پیش کیا، آپ ﷺ نے دونوں سے نوش فرمایا۔ (مسلم، ترمذی، سیرت صفحہ ۲۷۳)

## کھجور اور پانی

حضرت جابر رضوان اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے یہاں کھجور اور پانی نوش فرمایا اور یہ فرمایا کہ یہ وہ نعمت ہے جس کا سوال کیا جائے گا۔ (مسند طیاسی، سیرت صفحہ ۳۲۳)

## خر بوزہ اور کھجور

حضرت انس رضوان اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو خر بوزہ اور کھجور اکٹھے کھاتے دیکھا۔

**فَإِنَّ لَا:** خر بوزہ کو کھجور کے ساتھ کھانے کی وجہ بظاہر اس کا پھیکا ہونا ہے یعنی اس کے پھیکے پن کی تلافی کھجور سے ہو جائے گی، نیز دونوں کے ملانے سے اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ (خصال صفحہ ۱۵۰)

## ککڑی اور کھجور

حضرت عبداللہ بن جعفر رضوان اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ککڑی کو کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

**فَإِنَّ لَا:** ککڑی چونکہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور کھجور گرم، اس طرح کھانے سے اصلاح اور اعتدال کی شکل پیدا ہو جاتی ہے اور غذائیت اور مزے کے اعتبار سے بہتر صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ (خصال صفحہ ۱۳۹)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضوان اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دائیں ہاتھ میں ککڑی دیکھی اور بائیں ہاتھ میں کھجور، کبھی اس ہاتھ سے (ککڑی) کبھی اس ہاتھ سے (کھجور) کھا رہے تھے۔

(مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۳۷)

## ککڑی اور نمک

حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ آپ ﷺ ککڑی جب کھاتے تھے تو نمک سے کھاتے

تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۲۵)

ککڑی کو کھجور کے ساتھ کھانے کی روایت اوپر گزر چکی ہے، بظاہر اکثر تو آپ ﷺ ککڑی کو کھجور ہی کے ساتھ کھاتے تھے کیونکہ اس میں جامعیت اور غذائیت ہے اور نمک سے بھی کبھی کھالیتے تھے۔ (خصائل صفحہ ۱۵۲)

تربوز اور کھجور

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔ (شائل صفحہ ۱۴)

ترمذی وغیرہ کی روایت میں اس قصہ میں تصریح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو اور اس کی گرمی اس کی ٹھنڈک کو زائل کر دے گی۔ (خصائل صفحہ ۱۵۰)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ کھانے میں اعتدال مزاج کی رعایت رکھنی چاہئے اسی وجہ سے آپ ﷺ کھجور کی گرمی کو تربوز کی برودت سے اور گوشت کو سبزی لوکی سے معتدل فرما کر کھایا کرتے تھے، شرح مواہب میں ہے اعتدال کی رعایت کرنا صحت کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔

حضرت ربیع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفران رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے تازہ کھجور کا ایک طبق جن پر چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں دے کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ ﷺ کو ککڑیاں مرغوب تھیں میں جس وقت ککڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوئی آپ کے پاس بحرین کے کچھ زیورات آئے ہوئے رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔ (شائل صفحہ ۱۴)

فَائِدَةٌ: آپ کو ککڑی کھجور کے ساتھ بہت پسند تھی دونوں کو ملا کر کھانا مزاج کو معتدل رکھتا ہے، بدن کو موٹا کرتا ہے، چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی ایک حدیث میں ہے کہ میری رخصتی کے وقت میری والدہ نے چاہا کہ میرا بدن موٹا ہو جائے تو مجھے کھجور اور ککڑی کھلائی چنانچہ میں موٹی ہو گئی۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

علامہ مناوی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے شرح شمائل میں بیان کیا ہے کہ ککڑی کھجور کے ساتھ صحت کے اعتبار سے بہت مفید ہے کہ اس میں مزاج کی رعایت ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

### ردی کھجور

ایک موقع پر حضور پاک ﷺ کھجور نوش فرما رہے تھے جب خراب ردی کھجور کا نمبر آیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا، کسی کہنے والے نے کہا یہ باقی مجھے دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جسے میں اپنے لئے پسند نہیں کرتا دوسروں کے لئے کیسے راضی ہو جاؤں۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

فَائِدَةٌ: یہ کمال و رعایت اخلاق تھے کہ جب میں خود اپنے لئے ردی کھجور پسند نہیں کرتا تو دوسروں کے لئے کس

طرح پسند کر لوں۔

### کھجور سالن ہے

حضرت عبداللہ بن سلام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا یہ اس کا سالن ہے۔ (ابوداؤد، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کھجور کو روٹی کا سالن بنایا جاسکتا ہے جب روٹی کے ساتھ کھائی جائے، کھجور ہوتے ہوئے کسی سالن کی الگ سے ضرورت نہیں، قناعت و سادگی کی اس سے بہتر کیا مثال ہو سکتی ہے۔

### دستر خوان پر کھجور ہو تو

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب کوئی کھانا کھاتے تو اپنے سامنے کے علاوہ نہ بڑھتے اور جب کھجور لائی جاتی دست مبارک چاروں طرف گھومتے۔ (بزار، سیرت صفحہ ۲۷۲)

فائدہ: دسترخوان پر کھجور صرف اپنے ہی سامنے کی نہ کھاتے بلکہ اور جانب سے بھی ہاتھ بڑھا کر لے لیتے۔

حضرت عکراش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا بیان ہے کہ ایک (بڑے) پیالہ میں بہت سا شرید اور چربی لائی گئی، میں کھاتے ہوئے ہاتھ چاروں طرف لے جا رہا تھا تو آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ، ایک ہی قسم کا تو کھانا ہے، پھر طبق میں مختلف قسم کے خرے اور کھجور لائے گئے تو میں صرف اپنے سامنے سے کھانے لگا اور آپ ﷺ کا دست مبارک چاروں طرف پھر رہا تھا یعنی آپ ﷺ حسب منشا ہر طرف سے کھا رہے تھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷)

فائدہ: دسترخوان پر مختلف چیزیں پھیلی ہوئی ہوں تو اپنے جانب کے علاوہ سے اٹھا کر کھانے میں کوئی قباحت نہیں۔ کھجوریں چونکہ مختلف ہوتی ہیں اس لئے آپ ﷺ حسب منشا و خواہش دوسری جانب سے بھی کھا رہے تھے۔

### ایک ساتھ دو کھجور کھانے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی ایک ساتھ دو کھجوروں کو کھائے۔ ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما نے کہا ہاں مگر یہ کہ اپنے رفیق (دسترخوان) سے اجازت لے لے۔

(ابوداؤد، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳)

فائدہ: ایک ساتھ دو کھجور اٹھا کر کھانا حرص کی علامت ہے اور رفقاء کی حق تلفی بھی ہے اسی وجہ سے منع کیا گیا ہے، ہاں اگر رفقاء کی رضا ہو تو پھر حدیث پاک میں اجازت ہے۔

## پرانی کھجور

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ پرانی کھجوریں لائی گئیں تو آپ اس کی تفتیش کر رہے تھے اس سے کیڑا وغیرہ نکال رہے تھے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

**فَائِدَةٌ:** بسا اوقات پرانی کھجور میں کیڑا وغیرہ ہو جاتا ہے تو آپ ﷺ غور سے اسے توڑ کر کیڑے وغیرہ کو دیکھ رہے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ کھانے میں کیڑے وغیرہ کا احتمال ہو تو دیکھ کر کھائے جیسے سرکہ۔

## کھجور یا پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھانا

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی انصاری کے باغچے میں داخل ہوئے اور کھجور نوش فرماتے ہوئے آپ ﷺ چل رہے تھے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ (طبرانی، سیرت الشامی صفحہ ۲۶۵)

**فَائِدَةٌ:** پھل وغیرہ میں گنجائش ہے کہ کبھی چلتے پھرتے ٹہلتے کھالیا، جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی کیا ہے۔

## کھجور کی گٹھلی پھینکنے کا مسنون طریقہ

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک طبق کھجور کا پیش کیا گیا آپ ﷺ گٹھنے کے بل بیٹھے اور ایک ایک منٹھی لینے لگے اور بیویوں کے گھر بھیجنے لگے پھر آپ ﷺ نے کھائی اس طرح جس سے معلوم ہو رہا تھا آپ ﷺ کو اشتہا تھی (یعنی بھوک تھی) اور گٹھلی کو بائیں ہاتھ سے پھینک رہے تھے، ایک بکری گزری تو اس نے وہ گٹھلی کھالی۔ (ابن سعد، سیرت صفحہ ۲۲۳)

**فَائِدَةٌ:** دائیں ہاتھ سے کھانا اسی ہاتھ سے گٹھلی پھینکنا، یہ نظافت کے خلاف ہے اس میں منہ کا لعاب رہتا ہے، دائیں ہاتھ کا اس سے آلودہ کرنا لطافت طبع کے خلاف ہے اسی طرح جس برتن میں کھائے اسی میں گٹھلی نہ رکھے۔

## گٹھلی انگلیوں کی پشت پر سے پھینکنا

حضرت عبداللہ بن بسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے والد کے یہاں تشریف لائے ہم لوگوں نے کھانا اور کھجور کا ملیدہ پیش کیا آپ ﷺ نے اس سے کھایا، پھر کھجور پیش کی گئی، آپ ﷺ کھجور کھا رہے تھے اور اس کی گٹھلی کو دو انگلیوں کے بیچ شہادت کی انگلی کے درمیان سے پھینک رہے تھے، پھر پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے نوش فرما کر دائیں جانب والے کودے دیا، میرے والد نے پھر (فراغت کے بعد جانے کے وقت) آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑی اور دعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ فَأَعْفِرْ لَهُمْ فَارْحَمَهُمْ" (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

فَإِنَّكَ لَا: علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ گٹھلی کو کھانے کے برتن میں نہیں رکھ رہے تھے (تاکہ گٹھلی کھجور کے ساتھ نہ مل جائے اور کراہت محسوس ہو) بلکہ دونوں انگلیوں کی پشت پر رکھ رہے تھے اور اسے باہر پھینک رہے تھے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس کی دعوت کی جائے اس سے دعا کی درخواست کی جاسکتی ہے، جیسا کہ حضرت بسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کیا تھا، مہمان کو چاہئے کہ داعی کو وسعت رزق اور مغفرت کی دعا دے۔ آپ ﷺ کی اس دعا میں دین و دنیا کی بھلائی جمع ہے، مدعو کے لئے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

عبداللہ بن بسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے ہمارے یہاں نبی کریم ﷺ تشریف لائے، ہماری والدہ نے چادر بچھائی، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر کھجور پیش کی گئی آپ کھانے لگے اور اس طرح گٹھلی کو شہادت اور بیچ کی انگلی پر آپ رکھ رہے تھے (یعنی اس طرح رکھ کر پھینک رہے تھے)۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۱۸)

فَإِنَّكَ لَا: امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ طبق میں خرما اور گٹھلی اکٹھی نہ کرے اور نہ ہاتھ میں جمع کرے بلکہ گٹھلی کو منہ سے نکال کر ہتھیلی کی پشت پر (یعنی دو انگلیوں کی پشت پر جیسا کہ حدیث میں گزرا) رکھے اور ڈال دے جن چیزوں میں گٹھلی ہو سب کا یہی طریقہ ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۱)

جمار، کھجور، گوند

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کھجور کے درخت کا گوند کھا رہے تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۹، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے کھجور کے درخت کا گوند کھا رہے تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۲۲)

کبات، پیلو کا پھل

جابر بن عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم مقام مر الظہران میں تھے اور کبات توڑ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا سیاہ توڑنا ہم نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کوئی نبی نہیں جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (مسلم صفحہ ۱۸۲)

فَإِنَّكَ لَا: مواہب میں ہے کہ آپ ﷺ نے کھایا ہے۔ (صفحہ ۳۳۵)

مدارج میں ہے آپ ﷺ نے کبات نوش فرمایا ہے، یہ اراک کا پھل ہے جسے، ہندی میں پیلو کہتے

ہیں۔ (صفحہ ۸)

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ ابتداء اسلام میں جب تنگی تھی تب آپ ﷺ نے کھایا ہے وسعت کے بعد نہیں۔ (جلد ۲۱، صفحہ ۷۵)

### زیتون

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کا تیل لگاؤ یہ مبارک درخت سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیتون کھاؤ اس کا تیل بھی لگاؤ یہ بابرکت ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

### زیتون سے شیطان کا بھاگنا

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے علی! زیتون کھاؤ اور اس کا تیل لگاؤ، جو اس کا تیل لگائے گا شیطان اس کے پاس چالیس رات تک نہیں آئے گا۔ (مطاب عالیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)

حضرت عمران رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا زیتون کا سالن استعمال کرو اور اس کا تیل لگاؤ۔ یہ مبارک درخت سے نکلا ہے۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ ستر بیماریوں سے اس میں شفاء ہے۔ ان میں جذام بھی ہے۔ (جمع صفحہ ۲۰۵)

فَائِدَةٌ: ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ زیتون کو روٹی کے ساتھ کھانے کی تاکید ہے۔ اس کے مبارک ہونے کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ مبارک اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس کے بہت منافع ہیں یا اس وجہ سے کہ اس کی پیدائش مقدس زمین ملک شام میں ہوئی ہے۔ اس علاقے کو ستر (۷۰) نبیوں کی برکت حاصل ہے۔ جس میں حضرت ابراہیم عَلِيهِ السَّلَام بھی ہیں۔ اس میں غذائیت کے ساتھ دوائیت بھی ہے۔

### زیتون کے منافع

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اس کی ہر چیز میں نفع ہے اس کا تیل جلانے کے کام آتا ہے، کھانے کے کام میں آتا ہے۔ اس کا درخت دباغت کے کام آتا ہے، ایندھن میں جلانے کے کام میں لایا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی راکھ ریشم دھونے کے لئے خاص طور سے مفید ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے درخت کی عمر بہت ہوتی ہے۔ چالیس سال کے بعد تو پھل لاتا ہے اور ایک ہزار برس کی عمر اکثر ہوتی ہے۔ (خصائل صفحہ ۱۳۳)

### انجیر

حضرت ابو ذر غفاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو انجیر ایک طبق میں ہدیہ پیش کئے گئے،



آپ ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ، اگر میں کہتا کہ جنت سے کوئی میوہ اتارا گیا ہے تو انجیر کے متعلق کہتا۔ یہ بوا سیر اور نفرس کے لئے نافع ہے۔ (ابن سنی، ابو نعیم، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۱۹)

### انگور

حضرت نعمان بن بشیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں طائف کے انگور ہدیہ پیش کئے گئے، آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور کہا یہ خوشہ لے جاؤ اور اپنی والدہ کو دو، میں نے اسے کھا لیا قبل اس کے کہ والدہ کو پہنچاؤں۔ چند یوم گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا انگور کیا ہوئے؟ والدہ کو دیدیا؟ میں نے کہا نہیں!!! آپ نے مجھے ”عذر“ کہا یعنی دھوکہ دینے والا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ خوشہ سے انگور کھا رہے تھے۔ (سیرت صفحہ ۳۱۹)

حضرت امیہ بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کو میوؤں میں انگور اور خر بوزہ مرغوب تھا۔ (ابن سنی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۱۹)

### انگور بہترین پھل ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی ایک روایت میں ہے کہ انگور بہترین پھل ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ ایک ضعیف روایت میں روٹی انگور کھانا آپ ﷺ سے منقول ہے۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

### کشمش

حضرت ثابت بن انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ سعد بن عبادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے گھر داخل ہوئے انہوں نے کشمش پیش کی، آپ ﷺ نے کھائی اور فراغت پر یہ دعا پڑھی: ”أَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَيْكَةُ وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ.“ (مسند احمد، سیرت الشامی صفحہ ۲۲۰)

### انار

مسند ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی یہ روایت ہے کہ عرفہ کے دن آپ کی خدمت میں انار بھیجا گیا۔ آپ ﷺ نے کھایا۔ (سیرت، مواہب لدنیہ صفحہ ۳۲۰)

مسند احمد میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا یہ قول ہے کہ انار کھاؤ اس میں معدہ کی صفائی ہے۔ (مجمع ۵/۲۸)

### سونٹھ کا ہدیہ شاہ ہند کی جانب سے

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ہندوستان

کے رازبہ نے ایک گھڑا بھیجا جس میں سوٹھ تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے ہر ایک کو کھلایا اور ہمیں بھی۔

(ترمذی، حاکم جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

فَائِدَةٌ: کھانے کی تصریح تو نہیں ہے۔ اغلب ہے کہ ہدیہ جب آپ نے قبول کیا تو کھلایا ہوگا۔

### شہتوت

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے ذکر کیا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو شہتوت ایک پیالہ سے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سیرت صفحہ ۳۲۱، مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۲۰)

### سفرِ جلِ بہی

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ میں نے طائف سے سفرِ جلِ یعنی بہی لاکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے کھلایا اور فرمایا کھاؤ یہ دل کو مٹاتی کرتا ہے، سینہ کے درد و بوجھ کو زائل کرتا ہے۔

اسی طرح طبرانی میں بھی یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سفرِ جلِ کھلایا ہے۔ ابن سنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ابو نعیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ طائف سے سفرِ جلِ آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے کھلایا۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۲۰، مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۸)

### پھلوں کے متعلق ایک حکمت

آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے علاقے کے پھلوں کو کھاتے تھے جب اس کا موسم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ کے باشندوں کی رعایت وہاں کے پھلوں میں کی ہے۔ (چنانچہ عربوں کے لئے کھجور) لہذا علاقائی پھلوں کی رعایت کرنی چاہئے۔ اس کو صحت میں بہت دخل ہے۔ (مواہب جلد ۲ صفحہ ۳۲۰)

اس اعتبار سے اہل ہند کو آم کے موسم میں آم، خر بوزہ و گلکڑی کی رعایت کھانے میں کرنی چاہئے۔ یہ صحت کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔

### جب موسم کا پہلا پھل آئے تو

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کے پاس موسم کا پہلا پھل آتا تو اسے بورہ دیتے، آنکھوں سے لگاتے، پھر یہ دعا پڑھتے۔ "اللَّهُمَّ كَمَا أَطَعَمْتَنَا أَوْلَاهُ فَاطْعِمْنَا آخِرَهُ" (اے اللہ جس طرح آپ نے اس کا شروع کھلایا آخر بھی کھلا) پھر کسی بچے کو دے دیتے۔ ایک روایت میں ہے کہ حاضرین میں کوئی چھوٹا بچہ ہوتا تو اسے دے دیتے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس جب موسم کا پہلا پھل آتا تو یہ دعا پڑھتے: "اللَّهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوْلَاهُ أَرِنَا آخِرَهُ" (اے اللہ جیسا کہ آپ نے اس کا اول دکھلایا آخر بھی دکھلا)۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ دعا کے بعد آپ ﷺ اول پھل کسی چھوٹے بچے کو دے دیتے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

فَائِدَةٌ: علامہ مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ موسم کا پہلا پھل دیکھنے پر دعا کرنا سنت ہے کہ وقت مستجاب ہے۔ اس وقت دو چیزیں سنت ہیں: ① دعا ② چھوٹے بچے کو دے دینا۔



# دعوت طعام کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

دعوت قبول کرنا سنت ہے

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ ایک درزی نے آنحضرت ﷺ کو کھانے کے لئے دعوت دی جسے اس نے تیار کیا تھا (چنانچہ حضرت انس کہتے ہیں کہ) میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۰)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ ایک عامی شخص کی بھی دعوت قبول کی جاسکتی ہے۔ اس میں عار محسوس نہ کرنی چاہئے یہ متواضعین کا طریقہ ہے۔

معمولی دعوت ہو تو تب بھی قبول کر لی جائے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کے پائے کی بھی دعوت کرے تو میں قبول کر لوں گا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۸)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی اگر خلوص و محبت کی بنیاد پر کوئی معمولی سے معمولی کھانے کی دعوت کرے تو قبول کر لینا سنت ہے مثلاً آج کل کے عہد میں دال روٹی کی دعوت۔ یہ مناسب نہیں بلکہ خلاف سنت ہے کہ داعی کے اہتمام کو معیار بنائے اگر عمدہ اور بہتر کھانے کا علم ہو تو شریک ہو ورنہ نہیں۔ جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے اس مزاج کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔

دعوت قبول کرنے کا حکم

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا غلاموں کو آزاد کرو، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرو بیماریوں کی مزاج پرسی کرو۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ جب دعوت کی جائے تو اسے قبول کرو۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۶۲)

### دعوت قبول نہ کرنے پر وعید

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جس نے دعوت کو چھوڑ دیا (یعنی قبول نہ کیا) اس نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۸)

**فَإِنَّكَ لَا:** مراد اس سے ہر دعوت نہیں ہے بلکہ وہ دعوت ہے جو علی طریق السنۃ ہو جو محض خلوص و محبت کی بنیاد پر ہو، فخر و ریا و شہرت مقصود نہ ہو، عار سے بچنے کے لئے نہ ہونہ بدلہ و عوض کے پیش نظر ہونہ خلاف شرع امور کا محل ہو مثلاً گانا بجانا، نہ خلاف سنت طریقہ پر ہو مثلاً ٹیبل کرسی وغیرہ، نہ محض امراء اور خوش حال لوگوں کی دعوت ہو، تب قبول کرنا سنت ہے۔

### ہر قسم کی دعوت میں شرکت

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب دعوت کی جائے تو اس میں شرکت کرو! راوی حدیث حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا دعوت ولیمہ اور غیر ولیمہ ہر دعوت میں شریک ہوتے تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۸)

**فَإِنَّكَ لَا:** ہر دعوت سے مراد جو مباح اور مشروع ہو، رواجی دعوت مراد نہیں ہے۔

### نہ کھا سکے تو دعا ہی کر دے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کسی کی دعوت کی جائے اگر وہ روزہ سے ہو تو (نہ کھا سکے پر) اس کے حق میں دعا دے اور روزہ سے نہیں ہو تو کھالے۔ (مسلم صفحہ ۳۶۲)

**فَإِنَّكَ لَا:** علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ مغفرت اور برکت کی دعا کر دے، چنانچہ ابن حبان کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ روزہ سے ہوتے تو نہ کھاتے اور برکت کی دعا کر دیتے ورنہ تو بیٹھتے اور کھاتے۔ (جلد ۷ صفحہ ۳۲۸)

### دعوت قبول کرنے کے بعد کھانے کا اختیار

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جب تمہاری کھانے کی دعوت کی جائے تو قبول کر لو۔ اب چاہو تو کھاؤ، چاہو تو نہ کھاؤ۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۲)

### دعوت میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رعایت

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے ایک درزی نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی دعوت کی جو کی روٹی اور متغیر چربی (سالن) سے جس میں کدو پڑے ہوئے تھے۔ (ابن حبان جلد ۷ صفحہ ۳۳۹)

**فَإِنَّكَ لَا:** یعنی چربی میں بو آگئی تھی مگر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے لحاظ و اکراما نوش فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ دعوت میں

اگر کسی بیشی خلاف مزاج و مزہ ہو جائے تو واپس نہ آئے بلکہ ثواب کی نیت سے برداشت کرے۔  
حضرت ابو درداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو گوشت کی دعوت دی گئی اور آپ ﷺ نے اسے قبول نہ کیا ہو۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

### دعوت میں دوسرے کی شرکت کی شرط

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک فارسی آدمی جو سالن نہایت عمدہ بناتا تھا اس نے آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ ﷺ کے پاس آیا (اور دعوت دی)۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا، حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا آپ کے بغل میں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بھی میرے ساتھ رہے گی اور عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے کہا نہیں (تہا آپ کی) آپ ﷺ نے پھر کہا اور اشارہ کیا کہ یہ بھی میرے ساتھ رہے گی اس نے کہا نہیں، پھر تیسری مرتبہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ بھی میرے ساتھ رہے گی اس نے کہا ٹھیک ہے۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۶، ابن حبان جلد ۷ صفحہ ۳۵۲)

**فَائِدَة:** یہ آپ ﷺ کے سادہ مزاج اور بے تکلفی کی بات تھی، بے تکلفی ہو تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔ علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے بھوکی ہونے کی وجہ سے آپ نے ایسا کیا ہوگا۔

### دو دعوتیں جمع ہو جائیں تو کیا کرے

ایک صحابی سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب دو دعوتیں جمع ہو جائیں تو جن کا دروازہ قریب ہو اس کی قبول کرو، اگر دروازہ دونوں کا قریب ہو تو جو پڑوس کے اعتبار سے قریب ہو تو اس کی دعوت قبول کرو اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو پھر جو پہلے آجائے اس کی قبول کرو! (مسند احمد، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۶)

### فاسق کی دعوت کا حکم

حضرت عمران رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فاسق کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

**فَائِدَة:** فسق کی وجہ سے دعوت میں بھی اشتباہ رہے گا، معلوم نہیں کیا کھانا ہے، یا اس وجہ سے کہ فاسق کا احسان پسندیدہ نہیں، یا اس لئے کہ وہ شرع کی رعایت نہیں کرے گا وغیرہ۔ (مجمع جلد ۳ صفحہ ۵۴)

### متفاخرین کی دعوت ممنوع ہے

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے متفاخرین کے کھانے سے منع فرمایا

ہے۔ (ابوداؤد، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۶)

**فَائِدَة:** متفاخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھلا کر فخر اور بڑائی کرتے ہیں اپنی وجاہت، نام و نمود کے لئے کھلاتے ہیں، ایسے کھانے میں نور نہیں۔

### بدترین ناقابل شرکت دعوت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدترین دعوت ولیمہ کی وہ دعوت ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور غرباء کو چھوڑ دیا جائے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۸)

**فَائِدَة:** چونکہ یہ دعوت مخلصانہ اللہ واسطے نہیں ہے، ظاہر ہے کہ مالداروں سے نفع کی امید ہوتی ہے یا وقار و مرتبہ کی امید ہوتی ہے، غرباء و مساکین سے یہ فائدہ نہیں، حالانکہ ثواب اسی میں ہے۔

### بلا بلائے دعوت میں شرکت کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بغیر دعوت کے شریک ہوا وہ چور بن کر داخل ہو اور لئیرا بن کر نکلا۔ (ابوداؤد، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۴)

### دعوت میں خلاف شرع امور ہوں تو واپس آجائے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک دعوت میں تشریف لے گئے) گھر میں تصویر دیکھی تو واپس تشریف لے آئے۔ (تصویر کارکھنا خلاف شرع ہے)۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیوار پر کپڑے کا پردہ دیکھا تو فرمایا کہ قسم خدا کی نہیں کھاؤں گا اور واپس تشریف لے آئے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۸)

### دعوت کا قبول کرنا اور جانا اور کھانا کب سنت ہے؟

حدیث پاک میں جو دعوت کے قبول کرنے کی تاکید اور نہ قبول کرنے پر وعید آئی ہے یہ مطلقاً ہر حالت میں نہیں بلکہ طریقہ سنت اور مشروع ہونے کی قید کے ساتھ ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہم اللہ تعالیٰ شارح مسلم نے بیان کیا ہے کہ:

① اگر دعوت میں شبہ ہو (حرام ناجائز آمدنی سے ہونے کا)

② یا صرف مال دار مدعو ہوں۔

③ یا حضور میں تکلیف ہو (مثلاً فساق یا اوباش لوگ ہوں)

④ یا جاہ و فخر کی وجہ سے ہو۔

⑤ یا کسی غلط کام کے ارادے سے ہو (مثلاً ناجائز کام کی تائید کرا لے)

۶ یا مجلس طعام میں منکرات ہوں (مثلاً گانا بجانا ٹیبل کرسی پر کھانا وغیرہ)

۷ یا شراب ہو۔

۸ یا تصویر کا استعمال ہو۔

۹ ریشمی کپڑے پر بیٹھنا ہو۔

۱۰ یا سونے، چاندی کا برتن استعمال ہو۔ یہ سارے وہ امور ہیں جن کی وجہ سے دعوتوں میں جانے کی مندوبیت ختم ہو جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ آج کل عموماً دعوتیں ایسی ہوتی ہیں۔ اس لئے خصوصاً اہل علم و اقتداء کو ان امور کا لحاظ کرنا چاہئے چنانچہ اہم مواقع پر مثلاً حج مبارک یا شادی کے موقع پر عار سے بچنے اور وقار و ناک کو باقی رکھنے کے لئے دعوت کرتے ہیں، اہل بصیرت اس کی نوعیت سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے قبول ہدیہ کے ضمن میں ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شائل میں لکھا ہے کہ اگر بدلہ اور حیا یعنی لحاظ اور عار کی وجہ سے نہ ہو تب مباح و مشروع ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص سفر (مثلاً حج) سے آیا اور عار کے خوف سے دعوت کر رہا ہے (کہ دعوت نہ کریں گے تو لوگ کیا کہیں گے اور تبصرہ کریں گے) تو بالا جماع اس کا قبول کرنا حرام ہے۔ (جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

### جنت میں سلامتی سے داخلہ

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ رَحْمَن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام کو رائج کرو، جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ترمذی، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۳)

### جہنم سے دوری

حضرت جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرسل مروی ہے کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ان لوگوں پر ملائکہ کے درمیان فخر کرتے ہیں جو اس کے بندوں کو کھانا کھلائے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۵)

یہ تمام مسلمانوں کے کھلانے کا ثواب ہے، اگر کوئی شخص اہل علم و فضل اور اہل تقویٰ کے ساتھ یہ سلوک کرے تو اس کا ثواب اور زیادہ ہوگا۔

### داعی کے لئے بطور برکت کے نماز

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میری دادی ملیکہ نے کھانے کی دعوت کی جسے انہوں نے بنایا تھا چنانچہ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور کھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا (گھر والوں سے) کھڑے ہو جاؤ، تمہارے لئے نماز پڑھ دوں (یعنی برکت اور دعا کے لئے)۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۸۱)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ داعی خواہش ظاہر کرے، یا مدعو اگر بہتر سمجھے اور نفل کا وقت ہو تو نماز پڑھ دے۔



برکت و دعا کے پیش نظر، برکت نماز پڑھنا سنت سے ثابت ہے، چنانچہ ملیکہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی اس حدیث دعوت کا ذکر بخاری شریف میں بھی ہے۔ اس میں چٹائی پر نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ علامہ عینی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عمدة القاری میں اس کی شرح کے ضمن میں لکھا ہے ”داعی کے گھر میں نماز پڑھنا اور برکت کے لئے نفل نماز کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ ملیکہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا ارادہ دعوت طعام سے نماز سے برکت حاصل کرنے کا تھا۔“

(عمدة جلد ۴ صفحہ ۱۱۲)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایک انصاری کے مکان پر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، پھر انہی کے یہاں کھانا تناول فرمایا، پھر گھر کے ایک حصہ کو صاف کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس زمین پر پانی چھڑکا گیا وہاں آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نماز ادا فرمائی اور ان کے لئے دعا کی۔ (ادب المفرد صفحہ ۱۶۰)

فَائِدَة: اس سے معلوم ہوا کہ بغرض ملاقات جائے تو اہل خانہ کے ساتھ کھانے میں ان کے کہنے سے شریک ہو سکتا ہے۔

### تصویر کی وجہ سے دعوت سے انکار

حضرت اسلم مولیٰ عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہمراہ شام کو پہنچے تو وہاں کے دہقانی آئے اور کہا کہ امیر المؤمنین ہم نے آپ کے کھانے کا انتظام کیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ مع اپنے معزز رفقاء کے میرے مکان پر تشریف لائیں یہ میرے لئے باعث صد افتخار اور اعزاز کی بات ہوگی، آپ نے جواب دیا کہ ہم تمہارے ہاں ان تصویروں کی وجہ سے نہیں آ سکتے جو تمہارے کنبسوں (یا گھروں) میں لگی ہیں۔ (ادب المفرد صفحہ ۵۹۹)

فَائِدَة: اس سے معلوم ہوا کہ داعی کے یہاں مکان میں تصویر ہو تو دعوت نہیں قبول کرنا چاہئے۔ نبی کریم صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تصویر کی وجہ سے گھر میں تشریف نہیں لے گئے، آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس گھر میں تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ آج کل تصویر کی نحوست عام ہو گئی ہے، اس منکر کو روکنا چاہئے۔



# میزبانی کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## مہمان کا اکرام

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کا اکرام کرے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۹، مسلم)

فائدہ: اکرام کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے کھانے پینے اور قیام و آرام کا بہتر سے بہتر انتظام کرے۔

## مہمان کے اکرام پر جنت

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، رمضان المبارک کا روزہ رکھا، مہمان کا اکرام کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: مہمان کا اکرام حضراتِ انبیاء کرام عَلَيهِمُ السَّلَامُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے خصائل میں سے ہے، اکرام کا مفہوم یہ ہے کہ آل و اولاد کے ساتھ کھانے پینے میں جو برتاؤ کرتا ہو اس سے زائد اور بہتر کرے۔ (عمدۃ جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۰، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۲)

جو مہمان نواز نہیں اس میں خیر نہیں

حضرت عقبہ بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو مہمان نواز نہ ہو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۲)

فائدہ: یعنی جو مہمان کے حق میں بہتر ہو، اگر مہمان آجائے تو اس سے خوش ہو اور اس کے ساتھ محبت و الفت کا برتاؤ کرے تو یہ خیر کا باعث ہے۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو اس میں کوئی خیر نہیں، مہمان نوازی کا نہ ہونا یا تو بد خلقی یا بخل یا قطع رحمی کے باعث ہوگا ظاہر ہے کہ یہ امور برے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمانوں سے گھبرانا اچھی علامت نہیں ہے بلکہ اسے باعث خیر و برکت تصور کرنا چاہئے۔

## مہمان کا حق

ابو شریح کعمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور اس کا حق ایک دن ایک رات ہے، اور ضیافت تین دن تین رات ہے،

اس کے علاوہ صدقہ ہے، اس کے لئے درست نہیں کہ اس کے بعد ٹھہرے کہ اس کو تنگی میں ڈالے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہمان نوازی تین دن ہے اس سے زائد صدقہ ہے، مہمان کو چاہئے کہ اس کے بعد وہ چلا جائے، اہل خانہ کو تنگی میں نہ ڈالے۔ **فائدہ:** سلمان خطابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مہمان کی آمد پر ایک دن ذرا تکلف اور اہتمام سے کام لے، اس کے ساتھ تمام دنوں سے زائد نیکی کا برتاؤ کرے اور آخر کے دو دنوں میں اس سے کم، رکھی ہوئی چیزوں سے اکرام کرے، جب تین دن گزر جائیں تو اس نے اس کا حق پورا کر دیا۔ (آدابِ بہتی صفحہ ۷۸)

ابن بطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا کہ پہلے دن اس کے سامنے نفیس اور قیمتی شے پیش کرے، دوسرے دن اس کے سامنے تکلف یعنی اہتمام کرے اور تیسرے دن جو کہ حاضر ہو پیش کر دے۔ (الگ سے انتظام نہ کرے)۔ (عمدۃ جلد ۲۲ صفحہ ۱۷۵)

### رات کو آنے والا مہمان

حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کو آنے والے مہمان کا حق ہر مسلمان پر ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۱)

یعنی اگر اتفاقات رات میں کوئی مہمان آجائے تو اس کی رعایت عام محلے والوں پر ہے کہ ایسا شخص قیام کے ارادے سے اور رات ہونے کی وجہ سے آیا ہے کسی خاص مقصد سے کسی کے یہاں نہیں آیا ہے تو عامۃ المسلمین پر اس کا حق ہے لہذا چاہئے کہ ہر شخص اس کی ضیافت میں پیش قدمی کرے۔

### میزبان کا حق مہمان پر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمان کا حق ہے کہ وہ اس سے رخصت ہو تو میزبان کی کوتاہیوں کا تذکرہ نہ کرے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۲۷۹)

**فائدہ:** یعنی میزبان کے ذمہ اکرام ہے مگر اس اکرام میں کوتاہی ہو جائے یا مہمان کو کسی بھی اعتبار سے تکلیف ہو تو مہمان کو دوسرے سے تبصرہ نہ کرنا چاہئے کہ اس سے باہمی منافرت کا اندیشہ ہے۔

### مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے

حضرت ابو برداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور لوگوں کے گناہوں کو دور کر کے رخصت ہوتا ہے یعنی اس کے اکرام کے باعث ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(کنز جلد ۹ صفحہ ۱۳۸)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ مہمان لوگوں پر اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو مغفرت کا سبب ہوتا ہے۔ (فردوس دیلمی، کنز صفحہ ۱۳۸)

### مہمان سے کام لینا

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مرفوعاً روایت ہے کہ انسان کی نہایت کمزوری میں سے ہے کہ اپنے مہمان سے خدمت لے۔ (فردوس دیلمی، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۲)

### مہمان کے ساتھ کھانا

حضرت ثوبان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے مہمان کے ساتھ کھاؤ کیونکہ مہمان شرم محسوس کرے گا کہ وہ اکیلے کھائے۔ (ابن حبان، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۲)

### مہمان کی آمد تحفہ خدا

حضرت ابو قریصافہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے تحفہ بھیجتے ہیں۔ آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا اے اللہ کے رسول وہ تحفہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مہمان!!! وہ اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو گھر والوں کی مغفرت کرا کر جاتا ہے۔ (ابونعیم، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۶۳)

### مہمان حق مہمانی کا مطالبہ کر سکتا ہے

حضرت مقدم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کوئی شخص اگر کسی کا مہمان ہو اور وہ اس کا اکرام نہ کرے (یعنی طعام و قیام کا لحاظ نہ کرے) تو وہ حق مہمانی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ (کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۵)

### میزبان جو پیش کرے اس کی تحقیر نہ کرے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاں حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی ایک جماعت پہنچی، انہوں نے ان حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی خدمت میں روٹی اور سرکہ پیش کیا اور فرمایا کھائیے! میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ سرکہ کیا ہی اچھا سالن ہے، آدمی کے لئے ہلاکت کی بات ہے کہ بھائیوں کی جماعت اس کے پاس آئے اور جو کچھ ما حاضر ہو اس کے سامنے پیش کرے اور وہ اسے حقیر سمجھے، اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی ہلاکت کی بات ہے کہ جو کچھ پیش کیا وہ اسے حقارت کی نگاہوں سے دیکھیں۔ ابویعلیٰ کی روایت ہے کہ آدمی کے بدتر ہونے کے لئے کافی ہے کہ جو پیش کیا جائے اسے وہ حقیر سمجھے (یعنی کھانا کم مرتبہ کا ہو تو اس کا خیال نہ کرے اسے ناپسندیدہ نگاہوں سے نہ دیکھے)۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

### مہمان کے لئے اہتمام و تکلف کا حکم

امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے صحیح بخاری میں "التَّكْلُفُ لِلضَّيْفِ" کا باب قائم فرمایا ہے جس میں حضرت ابو درداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مہمان حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لئے کھانا تیار کیا حالانکہ وہ روزے سے تھے، اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ مہمان کے کھانے میں تکلف و اہتمام باعث ثواب ہے، چنانچہ جب آپ ﷺ کے یہاں کوئی مہمان ہوتا تھا تو اس کے لئے آنحضرت ﷺ باوجود عسرت و تنگی کے بھی فکر فرما کر کچھ نہ کچھ مہیا فرماتے تھے۔ (خصائل صفحہ ۶۰)

### مہمان کے کھانے پر حساب نہیں

امام غزالی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ مہمان کے کھانے پر جو خرچ کیا جائے گا اس کا حساب نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے اسلاف کرام و اکابر عظام کی عادت رہی ہے کہ اپنے کھانے میں حد درجہ سادگی فرماتے مگر مہمان کے کھانے کا نہایت ہی پر تکلف اہتمام فرماتے تھے۔ (اسوۃ الصالحین صفحہ ۱۷)

### حضرت ابراہیم عَلِيهِ السَّلَام کی عادت طیبہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ بغیر مہمان کے کھانا نہیں کھاتے تھے، چنانچہ کئی میل جا کر مہمانوں کو تلاش کرتے تھے۔ (اسوۃ صفحہ ۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے میزبانی کی وہ حضرت ابراہیم عَلِيهِ السَّلَام ہیں۔ (ابن حبان، کنز جلد ۹ صفحہ ۱۵۲)

حدیث شریف میں ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ طعام کی مجلس میں جو وقت گزرے، قیامت کے دن اس کا حساب نہ ہوگا۔ اس طرح اس کھانے کا بھی حساب نہ ہوگا جو احباب کے ساتھ مل کر کھایا جائے، حسن بصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فرمایا ہے جو کھانا دوستوں کے آگے پیش کیا جائے وہ حساب سے مستثنیٰ ہے۔

(کیسائے سعادت، اتحاف السادة جلد ۵ صفحہ ۲۳۱)

### تین کھانوں کا حساب نہیں

حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین کھانے ایسے ہیں کہ جن کا حساب نہ ہوگا ایک وہ جو افطار کے وقت کھایا جائے دوسرا وہ جو سحری کے وقت کھایا جائے، تیسرا وہ جو مسلمان بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھایا جائے۔ (اسوۃ صفحہ ۱۷)

### مہمان نہیں تو فرشتہ کی آمد نہیں

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں مہمان نہیں آتا اس گھر میں فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ (احیاء العلوم)

## مہمان کے سامنے ما حاضر پیش کر دینا

حضرت شقیق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے کہا کہ میں اور ایک ساتھی حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ہمیں روٹی اور نمک پیش کیا اور کہا کہ اگر آنحضرت تکلف سے منع نہ فرماتے تو میں تمہارے لئے تکلف کرتا۔ (آداب بہتی صفحہ ۷۸)

فائدہ: یہاں تکلف کا مطلب بظاہر وسعت اور گنجائش سے زائد خرچ کرنا ہے جس سے ایک گونہ گرانی ہو ورنہ تو خاص اہتمام کرنا اور کھانے پینے میں اچھا نظم کرنا محمود ہے۔

## آداب رخصت مہمان

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سنت ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے۔ (اس میں مہمان کی توقیر و اکرام ہے)۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۰)

## مہمان کی خدمت بذات خود کرنا مسنون ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ ایک شخص بطور مہمان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس کو اپنی زوجہ محترمہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس تو پانی کے علاوہ مہمان داری کے لئے کچھ نہیں، تب آپ ﷺ نے مجلس میں اعلان کیا کہ اس مہمان کو کون اپنی طرف لیتا ہے؟ یا اس کی مہمان داری قبول کرتا ہے؟ انصار میں سے ایک صاحب بولے میں! چنانچہ اس کو لے کر گھر گئے، بیوی سے کہا رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے، اس کی خدمت کا انتظام کرو۔ وہ کہنے لگیں میرے پاس تو اتنا ہی کھانا ہے جو بچوں کو کھلا سکوں، وہ کہنے لگے تم کھانا تیار رکھو چراغ روشن کرو اور جب بچے رات کا کھانا مانگیں تو انہیں بہلا پھسلا کر سلا دو۔ چنانچہ ان کی بیوی نے کھانا چنا، چراغ لا کر رکھا بچوں کو سلا دیا جب کھانے کا وقت ہوا تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے اٹھیں اور چراغ گل کر دیا۔ (ادب المفرد صفحہ ۷۳۶)

فائدہ: امام بخاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے ادب المفرد میں اس بات پر کہ مہمان کی خدمت خود میزبان کرے باب قائم کیا ہے جس سے مقصد ترغیب و تاکید ہے کہ مہمان کو دوسرے کے حوالہ نہ کرے کہ بسا اوقات حق تلفی ہو جاتی ہے۔ اس لئے حتی الامکان خود اس کی خدمت کرے اور بعض روایات میں ہے کہ وہ صحابی حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تھے۔

## صبح کی میزبانی کس کے ذمہ؟

حضرت ابو کریمہ السامی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا رات میں آنے والے مہمان کی میزبانی ہر مسلمان پر (جس کے پاس آئے) واجب ہے۔ پھر اگر صبح کے وقت بھی وہاں رہے تو اس

وقت کی مہمانی بھی اس کے ذمہ ہے۔ خواہ اسے وہ پورا کرے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: یعنی مہمان جہاں رات گزارے صبح کا ناشہ بھی اسی کے ذمہ ہے اور اسی کا حق ہے، بلا ناشہ کے رخصت کرنا حق تلفی ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

مہمان کا اتنا ٹھہرنا کہ میزبان تنگ ہو جائے

حضرت ابو شریح کعمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ

اتنا ٹھہرے کہ جس سے میزبان تنگ ہو جائے۔ (ادب المفرد صفحہ ۳۱۳)

فائدہ: بعض لوگ رشتہ داری کا بہانہ بنا کر پڑے رہتے ہیں اور تکلیف کا بالکل خیال نہیں کرتے، یہ درست

نہیں ہے اگر آپسی محبت و حسن تعلقات ہی اس درجہ ہو کہ بار کا احتمال نہ ہو یا میزبان کا اصرار ہو تو اس میں کوئی

حرج نہیں ہے۔ (فضل اللہ الصمد جلد ۱ صفحہ ۲۰۹)



## کھانے پینے میں اعتدال و میانہ روی کا بیان

عمدہ و لذیذ و مرغن غذاؤں کا اشتغال و انہماک مذموم ہے

حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جب یمن کی جانب روانہ کیا تو فرمایا خبردار!! عیش و تنعم سے بچنا، اللہ کے بندے عیش و تنعم میں پڑنے والے نہیں ہوتے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

### امت کے بدترین لوگ

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا عنقریب ہماری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو رنگ برنگ کے کھانے کھائیں گے، الوان و اقسام کے مشروبات پیئیں گے۔ رنگ برنگ کے کپڑے پہنیں گے، باتیں خوب بنائیں گے یہ ہماری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۴۳)

**فَائِدَةٌ:** ہمہ وقت کھانے پینے میں لگا رہنا اس کے اقسام و الوان میں ذہن لگانا کہ آج اس قسم کا کھانا کل دوسرے قسم کا کھانا، اسی کی فکر میں روپیہ پیسہ خرچ کرتے رہنا، اسی طرح کپڑے کے ڈیزائن بدلتے رہنا، کبھی یہ کپڑا کبھی وہ کپڑا، غرض کہ اسی کو مقصد حیات بنانا مذموم ہے۔ یہ اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے۔ ہاں اگر کبھی ہو جائے تو یہ قابل مذمت نہیں ہے۔

### آخرت کو نہ بھول جاؤ

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تم پر پیٹ اور شرمگاہ کی بے جا شہوتوں کا اور نفس کی گمراہی کا خوف کرتا ہوں، یعنی کھانے پینے کے ذہن اور خواہشات نفس میں مبتلا رہنے سے خوف ہے کہ آخرت کو یکسر بھول نہ جاؤ۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

### ہر خواہش کی تکمیل اسراف ہے

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ اسراف میں سے ہے کہ ہر کھانا جس کا تمہارا من خواہش کرے کھاؤ۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

**فَائِدَةٌ:** یعنی امراء و رؤساء کی طرح جس لذیذ کھانے کی خواہش ہو جائے فوز اس کے انتظام میں لگ جائے، جہاں کہیں مزیدار کھانے کا علم ہو خواہش ہوئی اس میں پڑ گیا، اس سے معلوم ہوا کہ ہر خواہش کی تکمیل سے نفس



کو روکتا رہے جو من چاہے اسی کے پیچھے نہ پڑے۔

### قیامت کے دن بھوکے رہنے والے

حضرت عبدالرحمن بن جبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو ایک مرتبہ تیز بھوک لگی (اور کھانے کو کچھ نہ تھا) تو آپ ﷺ نے ایک پتھر لیا اور اسے پیٹ پر رکھ لیا اور فرمایا کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس دنیا میں لذیذ کھانوں اور ناز و نعمت میں لگے ہیں اور وہ قیامت کے دن ننگے اور بھوکے ہوں گے، اور بہت سے ایسے لوگ جو نفس کا اکرام کرنے والے ہوں گے حقیقت میں اسے ذلیل کرنے والے ہوں گے، بہت سے وہ لوگ جو نفس کی تذلیل کرنے والے ہوں گے حقیقت میں اس کی عزت کرنے والے ہوں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۰)

حضرت ابو جحیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے گوشت روٹی کا ٹرید کھایا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے ڈکار ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ڈکار سے بچو، جو آج دنیا میں جس قدر پیٹ بھر کھانے والا ہوگا کل قیامت میں اسی قدر بھوکا ہوگا، آپ ﷺ کے اس فرمان مبارک کے بعد حضرت ابو جحیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا یہاں تک کہ اس دنیا سے چل بے، صبح کھاتے تو شام نہ کھاتے، شام کھاتے تو صبح نہ کھاتے، ابن ابی دنیا کی ایک روایت میں ہے کہ ابو جحیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا میں نے تیس سال تک پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

فَائِدَةٌ: یہ کمال محبت و اتباع کی بات تھی کہ آپ ﷺ کے فرمان مبارک پر اس طرح عمل پیرا رہے جو بلند پایہ عزم و ہمت کی بات ہے، یہ کمال تقویٰ تھا کہ تاحین حیات اس فضیلت پر عامل رہے۔ ویسے پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اگر قلت طعام سے قوی کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہو جیسا کہ آج کل کے دور میں، یا پھر عبادت میں خلل واقع ہو تو یہ مناسب نہیں ہے۔

### سادا کھانا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مونا (سادا کم قیمت والا) کھانا کھایا اور مونا پہنا ہے۔ (مسند رک حاکم جلد ۲ صفحہ ۲۲۶)

فَائِدَةٌ: یعنی آپ ﷺ کھانے پینے کے الوان و اقسام اور اس کے تنعم میں نہیں لگے رہتے تھے، آسانی سے جو سادہ کھانا میسر آ جاتا اسے کافی سمجھتے، عموماً کھجور، جو کی روٹی اور گوشت آپ کی غذا تھی، کھانے میں تنعم و تلون اور رنگ برنگ کے اقسام جو ہمارے دور میں خوشحال گھرانوں میں رائج ہیں، متعدد اقسام کے سالن، دسیوں قسم کی چٹنی، اچار وغیرہ، یہ آپ ﷺ کو ناپسند تھا، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اور حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے دو کھانے اور دو سالنوں کا جمع کرنا بھی پسند نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بطن مبارک میں دو کھانے جمع نہیں ہوئے اگر گوشت کھاتے تو اس پر زیادتی کسی چیز کی نہیں فرماتے اگر کھجور کھاتے تو اس پر کسی کی (بطور غذا و سالن کے) زیادتی نہ فرماتے، اگر روٹی کھاتے تو اس پر کسی چیز کو زائد نہ فرماتے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۸)

### پیٹ بھر کھانے کی مذمت

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ پہلی بدعت جو اس امت میں نبی ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہوئی، وہ پیٹ بھر کھانا ہے۔، جب پیٹ بھرے گا تو بدن موٹا ہوگا تو ان کے دل کمزور ہوں گے اور ان کی شہوتیں بڑھیں گی۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

**فَائِدَةٌ:** مطلب یہ ہے کہ بلا دروغی کھانے پینے کی فراوانی ہوگی تو جسم فریبہ ہوگا اس سے شہوتوں کا انہماک ہوگا جو عبادت سے غافل کر دینے والی چیزیں ہیں جو یقیناً باعث خسارہ ہے۔ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ کھانا اتنا کھانا کہ بدن کو بوجھل کر دے اور نیند زیادہ آئے مکر وہ ہے۔ (عمدة القاری جلد ۲ صفحہ ۳۲)

### بڑے پیٹ کی مذمت

حضرت جعدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا پیٹ بڑا تھا تو آپ ﷺ نے انگلی سے اشارہ کیا اگر یہ زیادتی کہیں اور ہوتی تو اچھا ہوتا، یعنی عمل، فکر، رائے عقل میں زیادتی ہوتی بجائے پیٹ کے تو یہ اچھا ہوتا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۸)

### بھاری بھر کم ہونا کمال کی بات نہیں

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک بڑا لمبا بھاری بھر کم شخص خوب کھانے پینے والا لایا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قیمت چھبر کے برابر بھی نہیں ہوگی اور چاہو تو یہ آیت اس کی تفسیر میں پڑھ لو "فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا" تَرْجَمًا: "ہم قیامت کے دن ان کے لئے ترازو قائم نہ کریں گے۔" (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۴۸)

اسی طرح بخاری و مسلم میں ہے کہ قیامت کے دن ایک موٹا شخص لایا جائے گا جس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھبر کے برابر بھی نہ ہوگا۔

**فَائِدَةٌ:** یعنی وہ نحیم و شحیم تو ہوگا جسم کے اعتبار سے، مگر عمل کے اعتبار سے نل ہوگا جس کی وجہ سے کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں پیٹ کے بڑے ہونے اور موٹاپا کی جو مذمت ہے وہ مطلقاً نہیں بلکہ اس موٹاپے پر ہے جو کھانے پینے کی فراوانی اور کثرت سے ہو اور اس کے اسباب بے فکری وغیرہ سے ہو۔ ورنہ اگر غیر اختیاری ہو تو یہ مذموم نہیں۔

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ مراد کھانے پینے میں توسیع و فراوانی کو پسند نہ کرنا ہے۔ چونکہ موٹاپے کا بھی یہی سبب ہے۔ (یعنی جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۲)

### ناز و نعمت کا پروردہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہماری امت کے بدترین افراد وہ ہیں جن کو ناز و نعمت کی غذا ملی اور اسی تنعم میں ان کے جسم کی پرورش ہوئی۔

فَائِدَةٌ: یعنی کھانے پینے کی فراوانی میں پرورش ہوئی، الوان و اقسام کے کھانے میں پروان چڑھے۔ مذمت اس وجہ سے ہے کہ عموماً ایسے حالات و ماحول میں اور ایسے گھروں میں دینداری و خوف خدا باقی نہیں رہتا ایسے لوگوں کے یہاں فسق و فواحش بڑی آسانی سے داخل ہو جاتے ہیں۔ بیشتر امراء و رؤساء اور نوابوں کے ہاں ایسا ہی ماحول رہتا ہے، چونکہ یہ غفلت کے اسباب قویہ میں سے ہے اس لئے شریعت کے نزدیک مذموم ہے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۲)

### مؤمن کی خوراک کم ہوتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ ایک کافر بہت کھایا کرتا تھا وہ مسلمان ہو گیا تو کم کھانے لگا، اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن ایک پیٹ کھاتا ہے کافر سات پیٹ کھاتا ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

فَائِدَةٌ: یا تو یہ خاص واقعہ ہے جس کا ذکر آپ ﷺ کے سامنے کیا گیا یا یہ کہ یہ کافر کے حرص اور زائد کھانے کی مثال ہے کہ مؤمن کے مقابلے میں وہ حریص ہوتا ہے، اس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ مؤمن قلیل الطعام ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۳۹)

چنانچہ اس کا مشاہدہ بالکل آنکھوں کے سامنے بین اور واضح ہے، مسلمین اور کافرین کی خوراک کے درمیان کس قدر عظیم فرق ہے مطالب عالیہ میں ہے کہ وہ (کافر) زیادہ اس وجہ سے کھاتا ہے کہ وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ سات پیٹ کی مقدار حدیث پاک میں بطور مثال کے ہے کہ اس کی خوراک زائد ہوتی ہے۔

(حاشیہ مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۱)

### زیادہ کھانے والا آدمی اچھا نہیں

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک غلام خریدنے کا ارادہ فرمایا چنانچہ آپ ﷺ نے خریدا اور خریدنے کے بعد (آپ ﷺ نے اس کے سامنے) کھانے کے لئے) کھجوریں ڈال دیں، اس نے کھایا اور بہت زیادہ کھایا، آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ کھانا برا ہے اور واپس کرنے کا

حکم دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۸)

**فَإِنَّكَ لَا:** اس سے معلوم ہوا کہ خوراک زائد ہونا اچھی بات نہیں اور یہ کہ زیادہ کھانے والا نوکر اور خادم نہیں رکھنا چاہئے۔

حضرت نافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اس وقت تک نہ کھاتے تھے جب تک کہ کوئی غریب نہ شامل ہو جائے چنانچہ میں ایک شخص کو لایا جس نے زیادہ کھایا، تو ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا اس آدمی کو مت لانا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

**فَإِنَّكَ لَا:** یعنی زیادہ کھانے والا کافر کے مشابہ ہے ایسی صحبت اختیار کرنا بہتر نہیں۔ (کرمانی حاشیہ بخاری)

### ایک مؤمن کا کھانا دو کے لئے کافی ہے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک مؤمن کا کھانا دو کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور دو کا چار کے لئے۔ اور ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ دو کا تین کے لئے اور تین کا چار کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور حضرت سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث جو بزار میں ہے اس میں ہے کہ جماعت پر اللہ کی مدد و نصرت ہوتی رہتی ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۲)

**فَإِنَّكَ لَا:** مطلب یہ ہے کہ مؤمن کا مقصد خواہشات کی تکمیل تو ہے نہیں بلکہ گزارا کرنا ہے چنانچہ وہ کمی پر بھی گزارا کر لیتا ہے، کم بھی کھا لیتا ہے تو کوئی پریشانی نہیں، یا یہ کہ اس کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے مستفاد ہوتا ہے یا یہ کہ حسب موقعہ ساتھیوں کی رعایت میں اس کا یہ اقدام اور ایثار ہوتا ہے اور یہی ہونا بھی چاہئے۔



## گزاراوقات (کھانے پینے کی طرز حیات) کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ جب سے آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے ایسی نوبت نہیں آئی کہ مسلسل تین دن تک آپ ﷺ کے گھر والوں نے گیسوں کی روٹی کھائی ہو یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵۶)

**فَائِدَة:** آپ کے زمانہ میں گیسوں بمقابلہ جو کے گراں تھا، اتنی وسعت نہیں تھی کہ مسلسل اسی کی روٹی چکے۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے تمام عمر کبھی جو کی روٹی سے بھی دو دوں پے در پے پیٹ نہیں بھرا۔ (شہانہ صفحہ ۱۰)

**فَائِدَة:** حضور اقدس ﷺ کو اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے فقر ہی پسند تھا اتنا ہوتا ہی نہیں تھا کہ سب پیٹ بھر سکیں جو کچھ ہوتا تھا وہ غرباء و مساکین پر تقسیم ہو جاتا تھا۔ (خصائل صفحہ ۱۱۸)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ یعنی آنحضرت ﷺ کے اہل و عیال ایک ایک ماہ تک ہمارے یہاں آگ نہیں جلتی تھی صرف کھجور اور پانی پر گزارہ تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵۶)

**فَائِدَة:** آگ نہ جلنے کا مطلب یہ ہے کہ پکانے کی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں تھی ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ دو ماہ کامل گزر جانے کے بعد تیسرے مہینے کا چاند نظر آ جاتا اور حضور اقدس ﷺ کے گھروں میں آگ جلنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بکری کی ایک ٹانگ پیش کی رات کا وقت تھا حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا اندھیرے ہی میں اسے ٹکڑے کرنے لگی۔ کسی نے کہا گھر میں چراغ نہیں ہے؟ فرمانے لگیں اگر چراغ میں جلانے کے لئے تیل ہوتا تو اس کو کھانے میں استعمال نہ کرتے۔ (خصائل صفحہ ۳۳۳)

مسند احمد بن حنبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ میں حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ مسلسل کئی رات آپ ﷺ بھوکے رہ جاتے اور آپ ﷺ کے گھر والوں کو رات کا کھانا نہ ملتا، آپ ﷺ کی عام غذا جو کی روٹی تھی۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۲۸)

تیخین نے حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے نقل کیا ہے کہ بسا اوقات آنحضرت ﷺ کھجور پاتے تو فرماتے اگر صدقہ کے ہونے کا خوف نہ ہوتا تو اسے کھا لیتا۔

فَائِدَةٌ: یعنی شدت بھوک کی وجہ سے کھانا چاہتے مگر صدقہ کے احتمال کی وجہ سے نہ کھاتے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۲۹)

مسند بزار میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے نہ آپ ﷺ نے نہ آپ کے اہل نے جو کی روٹی سے پیٹ بھرا۔ (سیرت الثانی جلد ۷ صفحہ ۱۲۷)

طبرانی میں حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے مگر کسی دن آپ نے دو وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

سنن ترمذی میں حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ جو کی روٹی بھی آپ ﷺ کے گھر والوں سے نہیں بچتی تھی۔

مسلم اور بیہقی میں سماک بن حرب کے واسطے سے حضرت نعمان بن بشیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا یہ فرمان منقول ہے کہ تم حسب خواہش کھانے پینے میں مشغول ہو حالانکہ میں نے ابن خطاب (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) سے سنا ہے کہ آپ ﷺ بھوک سے کروٹیں بدلتے اور پیٹ بھرنے کو ردی کھجور بھی دستیاب نہیں ہوتی۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا روٹی کا ٹکڑا لے کر آپ کی خدمت میں آئیں، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا روٹی ہے جو میں نے پکائی ہے، دل نے گوارہ نہ کیا (کہ میں کھا لوں) اس لئے آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تین دن کے بعد پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں گیا ہے۔

ابن عساکر میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گھر والوں کو تین دن بھی گےہوں کی روٹی کھانے کی نوبت نہ آسکی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ انتقال فرما گئے اور دنیا ہمارے اوپر تنگ رہی آپ کی وفات کے بعد تو دنیا ہم لوگوں پر برس پڑی۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۰)

مسند بزار میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ کے گھر والوں پر ایک مہینہ دوسرا مہینہ تیسرا مہینہ گزر جاتا اور گھر میں آگ جلانے کی نوبت نہ آتی، نہ روٹی کے لئے نہ اور کچھ پکانے کے لئے، پوچھا گیا پھر کس سے گزر ہوتا تھا؟ کہا کھجور اور پانی سے!! اور کہا انصاری پڑوسی تھے، اللہ ان کو جزائے خیر دے، ان کے پاس دودھ والے جانور تھے وہ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۶، بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵۶)

ابن سعد میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پیٹ مبارک میں، دو کھانے جمع نہ ہوتے اگر گوشت کھاتے تو پھر اس پر کچھ نہ کھاتے، اگر کھجور کھا لیتے تو پھر اس پر نہ کھاتے، اگر روٹی

کھا لیتے تو اس پر زیادتی نہ کرتے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۵۸)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ کبھی آپ ﷺ کے دسترخوان پر صبح کے کھانے میں یا شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتی تھیں مگر حالت ضعف میں۔ (خصائل صفحہ ۳۲۹)

مالک بن دینار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی روٹی سے اور نہ گوشت سے شکم سیری فرمائی مگر حالت ضعف میں۔

**فَائِدَة:** یعنی روٹی اور گوشت جو اس زمانہ کا بھی متوسط درجہ کا کھانا تھا، اس سے بھی پیٹ بھرنے کی نوبت نہیں آئی۔ ضعف کے دو مفہوم ہیں ایک یہ کہ دعوت یا کسی مجمع میں دو کھانوں کی نوبت آئی دوسرا یہ کہ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے موقع پر ان کی رعایت و اہتمام میں تاکہ وہ بھوکے نہ رہ جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ تنہا گھر میں جو میسر ہوتا اسی پر اکتفا کرتے خواہ صرف روٹی یا گوشت ہی سہی مگر مہمان آجاتا تو اہتمام فرماتے، کم از کم روٹی گوشت ہو جائے۔

خصائل میں ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کے یہاں کوئی مہمان ہوتا تھا تو اس کے لئے آپ ﷺ باوجود عسرت اور تنگی کے بھی فکر فرما کر کچھ نہ کچھ مہیا فرماتے تھے۔ (خصائل صفحہ ۶۰)

**فَائِدَة:** خیال رہے کہ آپ ﷺ کا یہ فقر اختیاری تھا، آپ ﷺ نے اپنی زندگی کو ابتدا سے انتہا تک اسی فقر پر باقی رکھا۔ باوجودیکہ خیبر اور حنین کی فتح کے بعد مال کی بہتات اور فراوانی و آسودگی آچکی تھی، جو وسعت ہوتی اسے آپ ﷺ فقراء و مساکین اور آنے والوں پر صرف فرما دیا کرتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایسی حالت میں جہاد کیا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوا کرتی تھی، درخت کے پتے، کیکر، (بول) کی پھلیاں ہم لوگ کھایا کرتے تھے جس کی وجہ سے منہ کے جبرے زخمی ہو گئے تھے اور پتے کھانے کی وجہ سے پاخانے میں اونٹ اور بکری کی طرح میٹنیاں نکلا کرتی تھیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۱۴)

### امت چار قسموں پر!

(آپ ﷺ کی وفات کے بعد) امت چار قسموں پر منقسم ہو گئی ایک وہ جماعت جنہوں نے نہ تو خود دنیا کی طرف رخ کیا نہ دنیا ہی نے اس کا ارادہ کیا جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، دوسری وہ جنہوں نے دنیا کا رخ نہ کیا لیکن دنیا نے اس کا ارادہ کیا جیسے حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی طرف رخ کیا اور دنیا نے بھی ان کی طرف رخ کیا جیسے بنو امیہ کے بادشاہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے علاوہ، چوتھے وہ لوگ جنہوں نے دنیا کا ارادہ کیا مگر دنیا نے ان کا رخ نہ کیا جیسے وہ تنگ دست

و غریب جن کو دنیا کی فکر و محبت لگی رہتی ہے مگر ملتی نہیں۔ (شرح شمائل مناوی صفحہ ۱۸۶)

### کثرت اکل و حرص طعام پر امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے تربیتی مضامین

زیادہ کھانا اور پیٹ بھرنے کی ہوس بیسیوں گناہوں کی جڑ ہے کیونکہ اس سے جماع کی خواہش بڑھتی ہے اور جب شہوت بڑھتی ہے تو مال حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے کیونکہ شہوتیں مال کے بغیر پوری نہیں ہو سکتیں اور اس کے بعد طلب جاہ کی خواہش ہوتی ہے کیونکہ جاہ کے بغیر مال کا حاصل کرنا دشوار ہے اور جب مال و جاہ کی خواہش پیدا ہوگی تو تکبر، ریا، حسد، کینہ، عداوت غرض بہتیری آفتیں جمع ہو جائیں گی اور دین کی تباہی کا پورا سامان اکٹھا ہو جائے گا اس لئے حدیث میں بھوک کی زیادہ فضیلت آئی ہے۔

### کم کھانے کے فضائل و فوائد

رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ آدمی کے لئے بھرنے کے واسطے پیٹ سے زیادہ کوئی برابر تن نہیں ہے آدمی کو ضرورت کے لئے تو چند لقمے کافی ہیں جن سے زندگی قائم اور کمر مضبوط رہے اور اگر اس سے زیادہ ہی کھانا ضروری ہے تو پیٹ کے تین حصے کر لئے جائیں کہ تہائی حصہ کھانے کے لئے ہو اور تہائی حصہ پینے کے لئے اور اور تہائی حصہ سانس لینے کے لئے خالی چھوڑ دیا جائے۔ بھوک میں فائدے تو بے شمار ہیں مگر ہم ان میں سے چند بڑے فائدوں کا ذکر کرتے ہیں جن کو اصول کہنا چاہئے اور درحقیقت آخرت کی سعادت کا حاصل ہونا انہیں پر موقوف ہے۔

**اول:** قلب میں صفائی اور بصیرت میں روشنی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ پیٹ بھر لینے سے بلا دت پیدا ہوتی ہے اور قلب کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں اور جب ذکاوت جاتی رہی تو معرفت الہی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔

**دوم:** دل رقیق ہو جاتا ہے اور مناجات میں مزہ آتا ہے کیونکہ جب یہ تو برہ خالی ہوگا تو اپنے مالک کے سامنے سوال اور التجا اور دعا کرنے میں لطف آئے گا اور خوف و خشیت و انکسار پیدا ہوگا جو معرفت کے حاصل کرنے کی کنجیاں ہیں۔

**سوم:** سرکش نفس ذلیل اور مغلوب ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب دشمن خدا کو شکست ہوئی تو غفلت کا دروازہ بند ہو گیا تو حق تعالیٰ کی جانب توجہ ہو گئی اور سعادت کا دروازہ کھل جائے گا یہی وجہ ہے کہ جب رسول مقبول ﷺ پر دنیا پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے منظور نہیں فرمایا اور یوں عرض کیا کہ بارالہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھرے تاکہ شکر ادا کروں اور ایک دن فاقہ ہوتا کہ صبر کروں۔

**چہارم:** آخرت کی مصیبتوں اور عذاب کی تکلیفوں کا دنیا میں بھی کچھ مزہ چکھنا چاہئے تاکہ ان کی اذیت سے نفس خبردار ہو کر ڈرے اور ظاہر ہے کہ بھوک سے زیادہ انسان اپنے نفس کو کوئی عذاب نہیں پہنچا سکتا کیونکہ اس



میں کسی قسم کے تکلف اور سامان فراہم کرنے کی حاجت نہیں اور جب بھوک کی وجہ سے عذاب الہی کا ہر وقت مشاہدہ رہے گا تو حق تعالیٰ کی معصیت کی جانب توجہ بھی نہ ہوگی اور نافرمانی کی جرأت نہ ہو سکے گی۔

پنجم: تمام شہوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں کہ کسی خواہش کے پورا ہونے کی آرزو نہیں رہتی اور دنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ جب کبھی میں نے پیٹ بھر کر کھایا ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی گناہ مجھ سے صادر ہوا یا کم سے کم گناہ کا قصد تو ہو ہی گیا۔ اور حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے بعد سب سے پہلی بدعت جو ایجاد ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے پس جب مسلمانوں کے پیٹ بھرنے لگے تو ان کے نفس دنیا کی جانب کھینچ لے گئے۔

ششم: زیادہ نیند نہیں آتی اور عبادت گراں نہیں گزرتی، کیونکہ پیٹ بھر کر کھانے سے نیند کا غلبہ ہوا کرتا ہے اور نیند سے عمر بھی کم ہوتی ہے کیونکہ وہ خدا کی عبادت نہیں کرنے دیتی۔ حضرت ابوسلیمان دارانی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ جنہوں نے شکم سیر ہو کر کھایا ہے ان میں چھ خصلتیں پیدا ہوئیں۔ اول: عبادت کی حلاوت جاتی رہی۔ دوم: حکمت و فراست اور ذکاوت و نور معرفت کا حاصل ہونا دشوار پڑ گیا۔ سوم: مخلوق خدا پر شفقت اور ترس کھانے سے محرومی ہوئی کیونکہ سب کو اپنے ہی جیسا پیٹ بھرا ہوا سمجھا۔ چہارم: معدہ بھاری ہو گیا۔ پنجم: خواہشات نفسانی زیادہ ہو گئیں۔ ششم: یہ حالت ہو گئی کہ مسلمان مسجدوں میں آ رہے ہوں گے اور یہ بیت الخلاء جا رہا ہوگا۔ اللہ کے بندے بیت اللہ کا چکر لگائیں گے اور یہ کوزیوں کا گشت کر رہا ہوگا۔

ہفتم: دنیوی تفکرات کم ہو جائیں گے اور فکر معاش کا بار ہلکا ہو جائے گا کیونکہ جب بھوک کی عادت ہو گئی تو تھوڑی سی دنیا پر قناعت کر سکے گا اور پیٹ کی خواہش پورا کرنے کو دوسروں سے قرض نہ لے گا بلکہ اپنے نفس ہی سے یہ قرض مانگ لے گا یعنی اس کو خالی رکھے گا۔ شیخ ابراہیم بن ادہم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے جب کہا جاتا تھا کہ فلاں چیز گراں ہو گئی تو یوں فرما دیا کرتے تھے کہ ترک کر دو اور اس کی خواہش چھوڑ کر اس کو ازراں بنا لو اس سے زیادہ سستی چیز کیا ہو سکتی ہے کہ اس کو خرید ہی نہ جائے۔

### شکم سیری کا علاج اور اس کا طریقہ

چونکہ شکم سیری اور زیادہ کھانے کی لوگوں کو عادت پڑی ہے اس لئے ایک لخت اس کا چھوڑنا دشوار ہے لہذا اپنی خوراک مقررہ میں روزانہ ایک لقمہ کم کر دیا کرو تو مہینہ بھر میں ایک روٹی کم ہو جائے گی اور کچھ گراں بھی نہ گزرے گا اور جب اس کی عادت ہو جائے تو اب مقدار اور وقت اور جنس کی طرف توجہ کرو تا کہ رفتہ رفتہ اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے۔

## کھانے کے مراتب

یاد رکھو کہ مقدار کے تین درجے ہیں۔

اعلیٰ: درجہ صدیقین کا ہے یعنی بس اتنا کھانا چاہئے جس سے کمی کرنے میں زندگی جاتی رہے یا عقل میں فتور آجائے اس سے زیادہ کھانا اس مرتبہ میں گویا پیٹ بھر کے کھانا ہے جس کی ممانعت ہے۔ حضرت سہل تستری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے نزدیک یہی مختار ہے ان کی رائے یہ تھی کہ بھوک کے ضعف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا شکم سیری کی قوت کے سبب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

متوسط: درجہ یہ ہے کہ روزانہ نصف مد یعنی دو تہائی رطل پر اکتفاء کیا کرو، حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور اکثر صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی عادت یہی تھی کہ ہفتہ بھر میں ایک صاع جو سے زیادہ نہ کھاتے تھے۔

ادنیٰ: درجہ یہ ہے کہ روزانہ ایک مد کی مقدار کھاؤ بس۔ اگر اس سے زیادہ کھاؤ گے تو پیٹ کے بندے سمجھے جاؤ گے اور چونکہ مقدار خوراک کے بارے میں لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں لہذا سب کے لئے ایک مقدار معین نہیں ہو سکتی ہے۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ سیر بھرا تاج کھا سکتے ہیں اور بعض آدمیوں سے پاؤ بھر بھی نہیں کھایا جاتا۔ اس لئے قاعدہ کلیہ یاد رکھو کہ جب اشتہاء صادق ہو تو کھانے کی جانب ہاتھ بڑھاؤ اور یہ اشتہاء پوری نہ ہونے پائے کہ ہاتھ روک لو اور صادق اشتہاء کی علامت یہ ہے کہ جیسی بھی روٹی سامنے آجائے اس کو سالن اور ترکاری کے بغیر کھانے کی رغبت ہو، کیونکہ جب خاص گیہوں کی روٹی کی خواہش ہوئی یا سالن کے بغیر روٹی کا کھانا گراں گزرا تو معلوم ہوا کہ بھوک کی سچی خواہش نہیں ہے بلکہ طبیعت کولڈت اور ذائقہ کی جانب ایسا میلان ہے جیسا شکم سیر ہونے کے بعد پھل یا میوہ کا ہوا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا نام بھوک نہیں ہے بلکہ تفلہ اور تلذذ ہے۔

## اوقات طعام کے مختلف مراتب

کھانے کے وقت میں بھی کئی درجے ہیں۔ اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ کم سے کم تین دن بھونکے رہ کر چوتھے دن کھایا کرو۔ دیکھو حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پے در پے چھ دن بھوکے رہتے تھے اور حضرت ابراہیم بن ادہم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت سفیان ثوری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سات سات دن تک بھوکے رہنے کے عادی تھے، بزرگوں کے فاقہ کی نوبت چالیس دن تک پہنچی ہے اور یاد رکھو کہ جو شخص چالیس دن بھوکا رہے گا اس پر ملکوتی عجائبات اور اسرار میں سے کوئی راز ضرور منکشف ہوگا اور چونکہ یک لخت اس کا حاصل کرنا بھی دشوار ہے اس لئے آہستہ آہستہ بھوک کی عادت ڈالو۔ متوسط درجہ یہ ہے کہ دو دن بھوکے رہو اور تیسرے دن کھایا کرو، اور ادنیٰ یہ ہے کہ روز صرف ایک دفعہ کھاؤ کیونکہ دونوں وقت کھانے سے تو بھوک کی کبھی حاجت ہی نہ ہوگی پس جو شخص دو وقت

کھانے کا عادی ہے اس کو تو بھوک کا مزہ ہی نہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ کیسا ہوتا ہے۔ (تبلیغ دین صفحہ ۳۷)

### جنس طعام کے مختلف مراتب

جنس طعام میں اعلیٰ درجہ گیہوں کی روٹی کا ترکاری کے ساتھ کھانا ہے اور ادنیٰ درجہ جو کی روٹی بلا ترکاری کے کھانا ہے۔ یاد رکھو کہ ترکاری کی عادت اور مداومت بہت بری ہے۔ حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی تھی کہ صاحبزادہ کبھی گوشت روٹی کھاؤ اور کبھی روٹی اور گھی اور کبھی دودھ روٹی، کبھی سرکہ روٹی، کبھی زیتون کے ساتھ روٹی کھاؤ اور کبھی نمک کے ساتھ اور کبھی روٹی پر قناعت کرو۔ حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا یہ ارشاد بھی ان لوگوں کے لئے ہے جن کو ترکاری کی ہمیشہ عادت ہے۔ جو اہل طریق و سالک ہیں ان کو ترکاری کا کیا معنی؟ ساری مزے دار چیزوں اور خواہشوں سے منع کیا جاتا ہے اور بعض بزرگوں نے ایک ایک چیز کی خواہش کو دس دس بیس بیس برس روک رکھا ہے اور پورا نہیں ہونے دیا۔ حضرت رسول مقبول صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں بدتر لوگ وہ ہیں جن کے بدن عمدہ غذاؤں اور لذیذ طعام سے پرورش پائے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہمتیں بس طرح طرح کے کھانوں اور قسم قسم کے لباس ہی کی جانب متوجہ ہیں کہ منہ پھاڑ پھاڑ کر باتیں بناتے ہیں اور کام کچھ بھی نہیں کرتے۔

انتباہ: خیال رہے کہ آج کل ضعف صحت کی وجہ سے تقلیل طعام کے ایسے مجاہدوں کی اجازت نہیں ہے بلکہ ابقاء صحت بھی واجبات دین میں سے ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں ”بقدر حاجت خورد و نوش واجب ہے، قلت طعام کی ایسی ریاضت کہ عبادت ہی سے ضعیف ہو جائے جائز نہیں ہے۔“

(اسوہ صفحہ ۸)



## پینے کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

ٹھنڈی میٹھی چیز سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو پینے کی دو چیزوں میں ٹھنڈی اور میٹھی چیز زیادہ پسند تھی۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱)

**فَائِدَةٌ:** بظاہر تو اس حدیث سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی مراد ہے۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے شہد کا شربت یا کھجور کا نبیذ (شربت) مراد ہو۔ آپ ﷺ کے دربار میں کھانے کا اہتمام کچھ ایسا نہ تھا جو حاضر ہوتا وہی تناول فرمالتے لیکن میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا خاص اہتمام تھا۔ سقیا جو مدینہ طیبہ سے کئی میل پر ہے وہاں سے میٹھا پانی حضور اقدس ﷺ کے لئے لایا جاتا تھا۔

ٹھنڈے پانی کا اہتمام سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے مقام سقیا سے ٹھنڈا پانی منگایا جاتا تھا جو مدینہ طیبہ سے دو یوم کی مسافت پر تھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۱)

**فَائِدَةٌ:** مقام سقیا مدینہ سے دو منزل یعنی (۳۶) میل کی مسافت پر واقع ہے۔ (مدارج) اتنی دور سے ٹھنڈے پانی کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ کیونکہ ٹھنڈا پانی آپ ﷺ کو مرغوب تھا اور مدینہ میں شیریں پانی دستیاب نہیں تھا بلکہ کھارا تھا۔ (موابہ جلد ۷ صفحہ ۳۵۷)

حضرت ابورافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بیوی کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے یہاں قیام کیا تو آپ ﷺ کے لئے مالک بن نضر کے کنویں سے شیریں پانی لایا جاتا تھا، پھر بئیر سقیا سے ازواج مطہرات کے یہاں لایا جاتا تھا۔ رباح اسود جو آپ ﷺ کے غلام اور خادم تھے وہ کبھی بئیر سقیا اور کبھی بئیر غرس سے پانی لاتے تھے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۷۴)

حضرت بیشم بن نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے لئے بئیر تہان سے پانی لایا کرتا تھا جس کا پانی نہایت شیریں اور عمدہ تھا۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۳۶)

حضرت عمرو بن حاکم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے بئیر غرس سے پانی لایا جاتا تھا۔

آپ ﷺ اسی سے غسل فرماتے تھے۔ اس کا پانی نہایت عمدہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ بئیر غرس بہترین کنواں ہے اس کا تعلق جنت کے چشموں سے ہے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۵۸)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بئیر غرس پر تشریف لائے اور پانی سے کلی کی اور وہ کنویں میں ڈال دیا۔

حضرت ابوسعید بن معلی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بئیر غرس کا پانی پیا۔ آپ ﷺ نے اس میں برکت کلی فرمائی اور فرمایا کہ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۷۱)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے پرانے مشکیزہ میں پانی ٹھنڈا کیا جاتا تھا۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۷۱)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ ٹھنڈے پانی کے اہتمام کے لئے برف اور صراحی وغیرہ کا انتظام خلاف سنت نہیں بلکہ موافق سنت ہے۔

ابن بطال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ شیریں اور ٹھنڈے پانی کا اہتمام زہد کے منافی نہیں ہے کھارا پانی پینا کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۷۴)

### ٹھنڈے پانی کے متعلق امام مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا قول

امام مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا اے فرزندو! پانی کو ٹھنڈا کر کے پیو، کیونکہ ٹھنڈے پانی کی وجہ سے دل کی گہرائیوں سے شکر ادا ہوتا ہے۔ (مدارج جلد ۵ صفحہ ۱۵)

حافظ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فتح الباری میں بیان کیا ہے کہ حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے بھی ٹھنڈے پانی کا اہتمام کیا ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۷۴)

### باسی ٹھنڈا پانی

بخاری میں حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور شخص تھا۔ باغ والا باغ میں پانی دے رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس رات کا باسی پانی ہے؟ تو لاؤ! ورنہ اس کیاری ہی سے (تازہ) پانی پی لوں گا اس باغ والے نے کہا میرے پاس رات کا باسی پانی مشکیزہ میں ہے۔ چنانچہ اس نے پانی پیالہ میں نکالا اور بکری کا دودھ ملایا اور آپ کو پلایا۔

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ رات کا باسی پانی پینا بمقابل تازہ پانی کے بہتر ہے اور یہ کہ باسی پانی سنت ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴)

## مشروبات کا سردار

حضرت صہیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مشروبات کا سردار دنیا و آخرت میں پانی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۱)

پانی کو خوشبودار بنانا مذموم ہے

پانی کو مشک گلاب (کیوڑہ) سے خوشبودار بنانا مذموم ہے یہ ترفہ اور تنعم میں داخل ہے۔ امام مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے مکروہ فرمایا ہے۔ (مدارج، فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۷۴)

قَائِنٌ لَا: شادی بیاہ اور دیگر موقعوں پر بعض لوگ پانی میں کیوڑہ ڈال دیتے ہیں جیسا کہ امراء کے یہاں دیکھا گیا ہے یہ مکروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود پانی کو ایسا صاف و شفاف پیدا کیا ہے کہ خوشبو سے اس کے عمدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پانی کو خوشبودار بنانا اسراف میں داخل ہے جو مذموم ہے۔ (سیرت شامی صفحہ ۳۶۰، فتح جلد ۱۰ صفحہ ۷۴)

## شہد پانی (شہد ملا پانی)

نبی پاک ﷺ شہد میں پانی ملا کر نوش فرماتے تھے۔ (مدارج النبوت جلد ۱۵ صفحہ ۶۵)

## نہار منہ شہد پانی

آنحضرت ﷺ شہد پانی نوش جاں فرماتے اور جب اس پر کچھ گھڑی گزر جاتی اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کو موجود ہوتا تناول فرماتے۔ صاحب مواہب فرماتے ہیں کہ ابن قیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا ہے کہ اس میں صحت کی حفاظت ہے، شہد کا شربت ناشتہ میں استعمال کرنا بلغم کو کم کرتا ہے۔ معدے کے حملات کو صاف کرتا ہے اور اس کی چکنائی کو زائل کرتا ہے، فضلات کو دور کرتا ہے، معدے کو اعتدال کے ساتھ گرم رکھتا ہے اور جوڑوں کو کھولتا ہے۔ (مدارج صفحہ ۱۵)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت میں جو ٹھنڈی میٹھی چیز کے مرغوب ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد یہی شہد ملا شربت ہے۔ (مدارج صفحہ ۱۶)

## شہد

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴۰)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ زینب بنت جحش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس تشریف لاتے اور شہد نوش فرماتے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۵۲۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر دو شفا دینے

والے لازم کر لو ایک قرآن دوسرا شہد۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر ماہ تین دن صبح کو شہد چاٹ لیا کرے تو تمام بڑی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۱)

**فَائِدَاتُ:** شہد نہایت ہی مفید اور نفع بخش غذا اور دوا ہے، سینکڑوں فوائد کا حامل ہے۔ خارجی و داخلی استعمال دونوں میں مفید ہے۔ نومولود سے لے کر بوڑھوں تک کو مفید صحت ہے۔ قرآن کریم میں اسے شفاء فرمایا گیا ہے اس کے منافع و فوائد پر بے شمار طبی رسائل ہیں۔ جنت میں شہد کی نہریں ہوں گی۔ حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کے متعدد فوائد شمار کرائے ہیں۔ رگوں اور معدے کے لئے مفید، رطوبات کا محلل ہے بلغمی امراض میں نافع ہے، غذا اور دوا دونوں کی شان ہے۔ اس کا پانی کتے کاٹے کو مفید، اس کا سرمہ آنکھوں کے لئے مقوی، دانتوں کے لئے مصقل، صفراء والوں کا تریاق ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۰)

### دودھ

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے وہ یہ کہے "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ" تَرْجَمًا: "اے اللہ! اس میں ہمیں برکت عطا فرما اور زیادتی نصیب فرما۔" میں خوب جانتا ہوں کہ کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کی طرف سے کافی ہو (یعنی جو کھانے اور پانی دونوں کا کام دے) سوائے دودھ کے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت میمونہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے یہاں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میمونہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ایک برتن میں دودھ لائیں، نبی پاک ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔ (شأنل مختصر صفحہ ۱۳)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا شب معراج میں میرے سامنے تین قسم کے پیالے پیش کئے گئے۔ دودھ کا پیالہ، شہد کا پیالہ، شراب کا پیالہ۔ میں نے دودھ کا پیالہ لیا اسے پیا تو مجھے کہا گیا آپ نے فطرت کو اختیار کیا اور آپ کی امت نے (بھی)۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴)

**فَائِدَاتُ:** آپ ﷺ نے شراب کے مقابلہ میں دودھ کو استعمال کیا کہ یہ زیادہ نفع بخش ہے۔ اس میں غذائیت کا مادہ زائد ہے۔

حضرت براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے (ہجرت کے موقع پر) تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا آپ ﷺ کو پیاس لگی اور ہم چرواہوں کے پاس سے گزر رہے تھے تو میں نے ایک پیالہ دودھ حاصل کیا اور آپ کی

خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اسے نوش فرمایا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۵۵)

### پانی ملا دودھ

آنحضرت ﷺ دودھ کبھی خالص بھی پیتے اور کبھی اس میں پانی ملا کر نوش فرماتے، بخاری میں حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے آپ کے ساتھ ایک صحابی بھی تھے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا اس نے جواب دیا وہ انصاری باغ میں پانی دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا اگر تیرے مشکیزہ میں رات کا باسی پانی ہے تو لاؤ ورنہ ہم کیاری سے ہی پی لیتے ہیں اس انصاری نے کہا ہاں میرے پاس باسی پانی ہے۔ وہ جھونپڑے میں گیا اور پیالہ میں پانی لیا اور اس میں بکری کا دودھ دوبا۔ پس آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا اور اس آدمی نے بھی پیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۰، بخاری صفحہ ۸۴۱)

فَائِدَةٌ: دودھ میں پانی ملا کر پینا گرم علاقے والے کے لئے بہت مفید ہے کہ اس سے معتدل ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ میں ٹھنڈا پانی ملا کر پینا سنت ہے۔ بخاری میں حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ انہوں نے دودھ میں کنویں کا پانی ملا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔

خیال رہے کہ پینے کے لئے دودھ میں پانی ملانا درست ہے اور مسنون ہے۔ مگر فروخت ہونے والے دودھ میں پانی ملانا درست نہیں ہے۔ (یعنی جلد ۲۱ صفحہ ۱۹۰)

اسی وجہ سے امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ”بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ“ قائم کیا کہ پینے کے لئے دودھ میں پانی ملانا مشروع اور مسنون ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مشروبات میں دودھ آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۸۰)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے جب سدرۃ المنتہی لے جایا گیا تو وہاں چار نہریں تھیں، دو ظاہر میں بہ رہی تھیں اور دو باطن میں۔ ظاہر کی دونہریں، نیل اور فرات تھیں اور باطن کی دونہریں جنت میں ہیں۔ پھر میرے سامنے تین پیالے پیش کئے گئے، دودھ، شہد، شراب کا پیالہ۔ میں نے دودھ کا پیالہ لیا اور پیا اس پر کہا گیا کہ تو نے فطرت کو اختیار کیا۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۲۸۱)

### نبیذ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے لئے نبیذ بناتی تھی، تھوڑی کھجور



تھوڑی کشمش لیتی اور اسے پانی میں ڈال دیتی، اگر صبح ڈالتی تو آپ ﷺ شام کو نوش فرماتے اگر شام کو ڈالتی تو صبح کو نوش فرمالتے۔ (ابن ماجہ، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۲)

**فائدہ:** تاخیر نہ فرماتے کہ کہیں سکر نہ پیدا ہو جائے اور اس مقدار سے اس میں نشہ نہیں ہوتا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پتھر کے برتن میں آپ ﷺ کے لئے نبیذ بنایا جاتا۔

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ وہ پیالہ ہے جس میں میں نے نبی پاک ﷺ کو شہد، نبیذ، پانی اور

دودھ پلایا ہے۔ (عمدہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

نبیذ: عرب کے محبوب مشروبات میں سے ہے۔ آپ ﷺ کو بھی یہ مرغوب تھا، چھوہارے یا کشمش وغیرہ کو پانی میں ڈال دیا جاتا تھا اس کی مٹھاس اور اس کا ہلکا سا مزہ پانی میں آجاتا تھا اسے آپ ﷺ نوش فرمالتے تھے۔ گویا کہ ہلکا مٹھا شربت ہوا، صبح کا ڈالا ہوا شام میں شام کا ڈالا ہوا صبح میں پی لیتے تھے۔ لیکن پانی میں اتنی دیر ڈالے رکھنا اور چھوڑے رکھنا کہ گاڑھا پن اور نشہ آجائے یا جھاگ آجائے تو حاشا وکلا آپ ﷺ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اس سے نشہ پیدا ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے نشہ کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ اگر زیادہ دیر کی ہو جاتی اور نشہ کا احتمال ہوتا تو آپ ﷺ اسے انڈیلنے کا حکم دیتے۔ نبیذ کی یہ صورت جو آپ نے استعمال کی ہے مسنون ہے اور اس کے بعد نشہ والی صورت حرام ہے۔

### آپ ﷺ کے مشروبات کا ذکر

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاد میں آپ ﷺ کے مشروبات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ستو، شہد، پانی، نبیذ، تمر اور حریرہ جو دودھ اور آٹے سے بنایا جاتا ہے اسے نوش فرمایا ہے۔

(جلد ۱ صفحہ ۵۴)

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے کھجور اور کشمش کا نفع نبیذ پیا ہے۔

(جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)

### کھانے کے بعد فوراً پانی پینا

آپ ﷺ کھانے کے بعد (فوراً) پانی نوش نہیں فرماتے تھے۔ (مدارج صفحہ ۱۷)

کھانے کے بعد فوراً پانی پینا معدہ اور ہضم کے لئے مضر ہے اس لئے تھوڑی دیر کے بعد پانی پینا چاہئے۔

دودھ کے بعد کلی کرنا مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دودھ پیا اور کلی فرمائی اور فرمایا

کہ اس میں چکنائی ہوتی ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۹)

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نبی پاک سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب دودھ پیو تو کلی کرو کہ اس میں دسومت (چکنائٹ) ہوتی ہے۔

دودھ کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ تین چیزوں کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا۔ دودھ، تکیہ، تیل۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۵)

پانی پینے کا مسنون طریقہ

حضرت بہز رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ مسواک عرض میں فرماتے تھے اور پانی چوس کر پیا کرتے تھے، انڈیلتے نہیں تھے اور تین سانس میں پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ زیادہ خوشگوار، مزیدار اور بہتر ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۸۳، سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۷۵)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ لبوں اور ہونٹوں سے پانی چوستے ہوئے پیتے تھے یہ بات گلاس اور کٹورے میں تو پائی جائے گی مگر لوٹوں کی ٹونٹی سے یہ بات حاصل نہ ہوگی۔

غٹ غٹ پینا ممنوع ہے

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب پانی پیو تو چوس کر پیو، غٹ غٹ مت پیو۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۵۳)

احیاء العلوم میں ہے کہ اس سے جگر کی بیماری ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۱)

پانی تین سانس میں پینا سنت ہے

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طریقہ سے پینا زیادہ خوشگوار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰)

فائدہ: آپ ﷺ برتن میں سانس نہیں نکالتے تھے بلکہ برتن منہ سے الگ ہٹا لیتے تھے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۲۵۲)

برتن میں سانس لینا ممنوع ہے

حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ برتن میں سانس لیا

جائے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پینے کی چیزوں میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد)

دو سانس میں بھی اجازت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب پانی پیتے تو دو سانس میں

پیتے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱)

فَإِنَّكَ لَا: دو سانس میں بھی آپ ﷺ نے پیا ہے یہ بھی درست ہے مگر تین سانس میں اولیٰ ہے یا مراد پانی

کے درمیان کا سانس ہے۔ جب دو سانس لی جائے گی تو تین سانس میں پانی پینا ہوگا۔ (خصائل صفحہ ۱۵۵)

ایک سانس میں پینا ممنوع ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی مرتبہ میں پانی

مت پو جیسے کہ اونٹ پیتا ہے لیکن دو یا تین سانس میں پو اور بسم اللہ پڑھو اور پی چکو تو الحمد للہ پڑھو۔

(جمع الوسائل صفحہ ۲۵۳، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱)

ہر سانس میں الحمد للہ کہنا مسنون ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ پانی تین سانس میں پیتے جب برتن منہ

کو لگاتے تو بسم اللہ کہتے، اور جب دور کرتے تو الحمد للہ کہتے۔ اس طرح تین مرتبہ کرتے۔

(جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲۵۳، مجمع جلد ۵ صفحہ ۸۴)

فَإِنَّكَ لَا: یہ طریقہ بھی مسنون ہے اور دوسرا یہ طریقہ بھی سنت ہے کہ شروع میں بسم اللہ کہے اور آخر میں الحمد للہ

کہے، چنانچہ حضرت نوفل بن معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ آپ

ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے، شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۸۴)

پلانے والے کا نمبر آخر میں

حضرت ابوقادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پلانے والے کا نمبر آخر میں ہوتا

ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی جو شخص پلانے اس کے لئے مسنون ہے کہ وہ آخر میں پئے جب سب لوگ فارغ ہو جائیں۔

پینے والا اپنے دائیں کو دے

حضرت عبداللہ بن بسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پیا پھر جو آپ ﷺ کی دائیں

جانب میں تھا اسے دیا۔ (بخاری صفحہ ۸۴۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱، مجمع جلد ۵ صفحہ ۸۵)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی مجلس میں پینے کے بعد کسی کو دینا ہو تو پینے والا اپنے دائیں کو دے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔

### پینے کی ابتدا بڑے سے ہو

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پلاتے تو فرماتے بڑوں سے شروع کرو۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۸۴)

فَائِدَةٌ: مجلس میں تقسیم کی ابتدا یا تو بڑے سے ہونا مسنون ہے یا دائیں جانب سے۔ اول کسی بڑے بزرگ سے ابتدا کر کے دایاں رخ اختیار کر لے۔

### کھڑے ہو کر پانی پینا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر پانی پئے، قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا اور کھانا؟ تو فرمایا وہ تو اس سے برا ہے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا جو کھڑے ہو کر پانی پی رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا قے کر دو۔ اس نے پوچھا کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ بلی پانی پئے تو پسند کرو گے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ برے شیطان نے تیرے ساتھ پیا ہے۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۳۶۹)

### زمزم کھڑے ہو کر پینا سنت ہے

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو زمزم پلایا آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۴، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰)

زمزم کا کھڑے ہو کر پینا افضل اور مسنون ہے۔ زمزم پیتے وقت دعا قبول ہوتی ہے اس کے پینے سے قبل دعا کر لی جائے۔

### پھونک مارنا ممنوع ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا مکروہ سمجھتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۷۷)

### وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے

نزال بن سیرہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پیا ہے۔ (شہادۂ کبریٰ صفحہ ۱۴)

فَائِدَةٌ: وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔ علامہ شامی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے وضو کا پانی کھڑے ہو

کر پینے کو بعض بزرگوں سے شفاء امراض کے لئے علاج مجرب نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح شمائل میں اس کا استحباب نقل کیا ہے، فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) میں بھی اس کا استحباب منقول ہے۔ نیز قبلہ رخ پینا مسنون ہے۔ (شامی جلد ۱ صفحہ ۸۷)

### سونے چاندی کے برتن میں پینا حرام ہے

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سونے چاندی کے برتن میں پانی پیا اس نے پیٹ میں جہنم کو انڈیلا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۷)

**فَائِدَةٌ:** سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال خواہ کسی چیز کے لئے ہو مردوں و عورتوں دونوں کے لئے حرام ہے۔ عورتوں کو صرف زیورات کی اجازت ہے اس کے علاوہ پاندان، سرمہ دانی، چمچہ وغیرہ سونے چاندی کا برتن حرام ہے۔



## آپ ﷺ کے پیالہ کا بیان

عاصم احول رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کا پیالہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس دیکھا وہ لکڑی کا پیالہ تھا۔ ابن سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا کہ اس میں لوہے کا پترا لگا ہوا تھا۔ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے چاہا کہ لوہے کی جگہ سونے یا چاندی کا پترا لگا دے تو ان سے حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا اس پیالے کی ہیئت نہ بدلو جیسا تھا ویسے ہی رہنے دو۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴۲)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں چاندی کے پترے لگے ہوئے تھے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

قَائِدًا: پیالہ خالص لکڑی کا پیلے رنگ کا تھا، درخت شمشاد کی لکڑی سے بنا تھا۔ (اشیہ بخاری صفحہ ۸۴۲)

### لکڑی کا پیالہ سنت ہے

حضرت ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ہم کو ایک لکڑی کا ٹوٹا پیالہ دکھلایا جس میں لوہے کے پترے لگے تھے اور کہا اے ثابت یہ پیالہ آپ ﷺ کا ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ حضرت نضر بن انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی میراث سے یہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ امام بخاری نے بصرہ میں اس کی زیارت کی اور اس سے پانی بھی پیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۴۸)

### شیشہ کا پیالہ

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس شیشے کا پیالہ تھا اس سے آپ ﷺ پانی پیتے تھے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مقوقس (بادشاہ) نے آپ ﷺ کو شیشہ کا پیالہ ہدیہ بھیجا تھا۔ اس میں آپ ﷺ پیتے تھے۔ (ابن ماجہ، سیرت صفحہ ۳۶۲)

### تانے کا ملمع شدہ پیالہ

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس ایک تانے کا پیالہ تھا جس پر چاندی کا ملمع تھا اس سے آپ ﷺ پیتے تھے اور وضو کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۸۰)

فَائِدَةٌ: تانبے یا پیتل کا پیالہ ہو تو بغیر ملمع (قلعی) کے استعمال کرنا صحت کے لئے مضر ہے۔ برتن پر چاندی کا پانی چڑھانا اور اس کا استعمال درست ہے۔

### مٹی کا پیالہ

حضرت خباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو شوربادار گوشت نوش فرماتے ہوئے دیکھا اور پکی مٹی کے پیالہ سے پانی پیتے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا ایک پیالہ مٹی کا تھا۔  
(سیرت شامی جلد ۷ صفحہ ۵۷۵)

### بڑا پیالہ

حضرت عبداللہ بن بسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا (جس کی چوڑائی اور وزن کا یہ حال تھا کہ) چار آدمی اٹھاتے تھے۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۶۴)  
فَائِدَةٌ: بہت بڑا برتن پیالے کی شکل کا تھا جس میں ایک جماعت شریک طعام ہوتی تھی۔

### آپ ﷺ کے پیالے کی تفصیل

حضرت عاصم احول رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس نبی پاک ﷺ کا ایک پیالہ، دیکھا جو پھٹ گیا تھا اس کے جوڑ کو چاندی سے باندھا گیا تھا، حضرت عاصم احول رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ یہ بڑا چوڑا تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۴۲)  
فَائِدَةٌ: یہ بہت بڑا پیالہ تھا اس کی چوڑائی لمبائی سے زائد تھی۔ یہ درخت جھاؤ کی لکڑی سے بنا ہوا تھا۔

(عمدة القاری جلد ۳ صفحہ ۲۰۶)

(پیالے اور برتن کے لئے اس کی لکڑی بہت عمدہ ہوتی ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس لکڑی کا پیالہ اور چمڑے کا ڈول تھا۔ (طبرانی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مطالب العالیہ میں مسند ابو یعلیٰ سے نقل کیا ہے کہ محمد بن اسمعیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ دیکھا جو نبی پاک ﷺ کا تھا آپ ﷺ اس سے پانی پیتے اور وضو فرماتے تھے۔ (مطالب العالیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲)

محدث مندہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت خباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ مٹی کے پیالہ میں پانی پیتے تھے اور آپ ﷺ کے پاس پتھر کا بنا تسلا تھا جسے مخضب کہا جاتا ہے، اور ایک برتن تانبہ کا بھی تھا،

اور جس سے آپ ﷺ غسل فرماتے تھے وہ پیتل کا تھا۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس نبی پاک ﷺ کا ایک پیالہ تھا جسے خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے مانگ لیا تھا یہ پیالہ اس پیالہ کے علاوہ تھا جو حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس پہلے سے موجود تھا۔ شاید کہ آپ ﷺ نے وفات سے قبل زب ریا تھا جس کے وارث (تبرکاً) ان کے صاحبزادے حضرت نصر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہوئے، ان کی اولاد سے یہ پیالہ آٹھ ہزار درہم یا دینار میں خریدا گیا جس سے امام بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بصرہ میں پانی پیا۔ (شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۳۵۵)

ابن قیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ آپ کے پاس کئی پیالے تھے ایک کا نام رمال ایک کا نام مغیث تھا۔ (شرح مناوی صفحہ ۲۳۸)

ایک اور پیالہ تھا جس کا نام قمر تھا۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۶۳)

ایک اور پیالہ تھا جس کا نام ریان تھا۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

علامہ قسطلانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مواہب میں لکھا ہے کہ آپ کے پیالہ کا رنگ زردی مائل تھا شرح مواہب میں ہے کہ زرد لکڑی کا تھا جس کا رنگ سہرا تھا۔ علامہ عینی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کا ایک پیالہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس تھا ایک حضرت سہل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس تھا (جس کا ذکر اوپر گزرا) ایک حضرت عبداللہ بن سلام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس تھا یہ سب کے سب لکڑی کے تھے۔

(عمدہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۴)

اس سے معلوم ہوا کہ لکڑی کا پیالہ سنت ہے آپ کی عادت طیبہ اسی لکڑی کے پیالہ میں پینے کی تھی گو مٹی کا اور شیشہ کا بھی استعمال کیا ہے، آج کل لکڑی کا پیالہ نہیں ملتا اگر لکڑی کا پیالہ بنوا کر پانی پینے کی توفیق ہو جائے تو یہ ثواب عظیم کا باعث اور محبت رسول ﷺ کی واضح علامت ہے۔

اللهم وفقنا لاتباع السنة. امين ثم امين





## دعاؤں کا بیان

جب کھانا پیش کیا جائے تو کیا پڑھے

① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب کھانا پیش کیا جاتا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللَّهِ“

ترجمہ: ”اے اللہ جو نوازا ہے آپ نے اس میں برکت عطا فرما اور عذاب دوزخ سے بچا، اللہ کے نام سے شروع ہے۔“ (الدعاء صفحہ ۸۸۸)

جب کھانا شروع کرے تو کیا پڑھے

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کھانے پر ہاتھ لگاؤ (یعنی شروع کرو) تو یہ دعا پڑھو:

”بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى بَرَكَاتِهِ“

ترجمہ: ”شروع اللہ کے نام سے اور اس کی برکت پر۔“ (حاکم، حسن صفحہ ۲۵۵)

② حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے تم کھاؤ تو کہو بسم اللہ، اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ (صحیحین، الدعاء صفحہ ۸۸۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لو، اور جب آپ کے سامنے کھانا آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ کہتے (اور شروع فرمادیتے)۔ (ابوداؤد، ترمذی صفحہ ۲۸۱)

### بسم اللہ کے متعلق

① شروع میں صرف بسم اللہ پڑھ لینا بھی کافی ہے اور پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لینا بہتر ہے۔ علامہ نووی رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ افضل بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اور بسم اللہ سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

(شرح مواہب جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)

② علامہ زرقانی شارح مواہب نے لکھا ہے کہ بسم اللہ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَا رَزَقْتَنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ“ (شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۳۴۸)

اور یہ دعا پڑھنا بھی سنت ہے

① حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے تو یہ کہے:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ“

ترجمہ: ”اے اللہ اس میں ہمیں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر کھانا نواز۔“ (ترمذی دعا نمبر ۳۴۵۵)

کسی کو کھانے پر بلائے تو کیا کہے

① حضرت عمر بن ابی سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کے پاس کھانا رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا قریب آ جاؤ، بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ۔ (ترمذی ابن سنی نمبر ۴۶۲)

پہلا لقمہ لے تو کیا دعا پڑھے

① حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب پہلا لقمہ لیتے تو ”يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ“ (اے وسیع مغفرت والے) کہتے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۶۱)

لقمہ کھانے کے بعد کیا پڑھے

① حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو ایک لقمہ کھائے تو ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہے اور ایک گھونٹ پانی پئے تو ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہے۔

(مسلم، زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۲۵)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ ہر لقمہ پر الحمد للہ کہنا خوشنودی رب کا باعث ہے اور مزید ثواب کا باعث ہے۔

اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو کیا پڑھے

① حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو جب یاد آ جائے تو ”بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ“ پڑھ لے۔

(ابوداؤد، ترمذی، حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۰۸، ابن سنی نمبر ۴۵۹)

کھانے کے بعد کی مختلف دعائیں

نبی کریم ﷺ سے کھانے کے بعد دعائیں متعدد منقول ہیں، ان منقولہ دعاؤں میں سے کسی ایک کا پڑھ لینا بھی ادائے سنت کے لئے کافی ہے بہتر یہ ہے کہ تمام دعاؤں کو مختلف موقعوں پر پڑھ لے تاکہ تمام دعاؤں کا

ثواب مسنون مل جائے جو باعث اجر عظیم ہے۔

۱ حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ فراغت طعام پر نبی اکرم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ“

ترجمہ: ”تعریف اس خداوند قدوس کی جس نے کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔“ (ابن سنی نمبر ۴۶۴)

۲ حضرت ابوایوب انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں آپ ﷺ جب کھاتے یا پیتے تو یہ دعا پڑھتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا“

ترجمہ: ”اللہ کا شکر ہے جس نے کھلایا پلایا حلق سے اترنا آسان کیا اور نکلنے کا راستہ بنایا۔“

(الدعاء نمبر ۸۹۷، ابوداؤد نمبر ۳۸۹۱)

۳ حضرت حارث ازدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ صبح و شام کے کھانے سے فراغت پر یہ

دعا پڑھتے:

”اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ وَأَشْبَعْتَ وَأَرَوَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ

مَكْفُورٍ وَلَا مُودَعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ“

ترجمہ: ”اے اللہ آپ ہی کے لئے تعریف ہے آپ نے کھلایا پلایا آسودہ کیا، سیراب کیا، بس

تیرے ہی لئے تعریف ہے جس میں نہ ناشکری کی گئی نہ چھوڑی گئی اور نہ اے رب بے پرواہی برتی

گئی۔“ (ابن سنی نمبر ۴۸)

۴ حضرت عمرو بن شعیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب کھانے

سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَا وَهَدَانَا وَالَّذِي أَشْبَعَنَا وَأَرَوَانَا وَكُلَّ الْإِحْسَانَ إِنَّا نَا“

ترجمہ: ”تعریف اس اللہ کی جس نے ہم پر احسان کیا، ہدایت سے نوازا، جس نے پیٹ بھر کر کھانا

کھلایا، سیراب کیا اور ہر قسم کے احسانات کی بخشش کی۔“ (ابن سنی نمبر ۴۶۶)

۵ ایک دوسری روایت میں اس سے مختصر ہے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا“

ترجمہ: ”تمام تعریف اس اللہ کی جس نے ہم پر احسان کیا ہدایت سے نوازا، ہر عمدہ قابل آزمائش

چیزوں سے آزمایا (یعنی نعمتوں کو نواز کر کہ شکر یہ کرتا ہے یا نہیں)۔“ (الدعا نمبر ۸۹۵)

۶ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَأَشْبَعَنَا وَأَرْوَانَا وَكَفَانَا وَأَوْلَانَا فَكَمْ مِنْ مَكْفُوفٍ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مَأْوَى وَمَصِيرُهُ إِلَى النَّارِ“

ترجمہ: ”تعریف اس اللہ کی جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور پیٹ بھرا، سیراب کیا، کفایت کی، نعمتوں سے بخشا، کتنے ایسے ہیں کہ ان کی کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور ان کا ٹھکانہ اور جگہ جہنم ہے۔“ (الدعاء نمبر ۸۹۴)

④ حضرت عبدالرحمن بن جبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک (ایسے) صحابی سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے آٹھ سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے بسم اللہ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاتے تو فرماتے:

”اللَّهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ مَا أَعْطَيْتَ“

ترجمہ: ”اے اللہ آپ نے کھلایا، پلایا، غنی بنایا، چیزوں سے نوازا، ہدایت دی، حیات بخشی، تیرے ہی لئے تعریف ہے اس پر جو تو نے عطا کیا ہے۔“ (ابن سنی نمبر ۴۶۵)

⑤ حضرت مسلمہ بن عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَوَانَا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْعَمَ عَلَيْنَا وَأَفْضَلَ، نَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ أَنْ تُجِيرَنَا مِنَ النَّارِ“

ترجمہ: ”حمد اس ذات پاک کی جس نے ہمیں کھلایا پلایا، تعریف اس کی جس نے ہماری کفایت کی ٹھکانہ دیا، تعریف اس کی جس نے ہم پر انعام کیا اور فضل کیا، ہم تیری رحمت کے طفیل سوال کرتے ہیں کہ ہمیں جہنم سے بچا۔“ (بزار جلد ۳ صفحہ ۲۳۸)

⑥ حضرت سعید بن جبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرسل روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فراغت طعام پر یہ دعا فرماتے:

”اللَّهُمَّ أَشْبَعْتَ وَأَرْوَيْتَ فَهِنِنًا وَرَزَقْتَنَا فَأَكْثَرْتَ وَأَطَبْتَ فَرِزْدَنَا.“

ترجمہ: ”اے اللہ تو نے پیٹ بھرا، سیراب کیا پس اسے خوشگوار بنا تو نے ہمیں رزق دیا خوب دیا اچھا دیا پس اس میں اور زیادتی فرما۔“ (اتحاف جلد ۵ صفحہ ۲۲۷)

⑦ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے

کوئی کھانا کھا چکے تو یہ پڑھے:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَابْدِلْنَا خَيْرًا مِنْهُ“

ترجمہ: ”اے اللہ ہمیں اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر بدل عطا فرما۔“

(کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۴)

① حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی ایک دوسری روایت میں یہ دعا ہے:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ“

ترجمہ: ”اے اللہ اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر کھلا۔“ (حصن صفحہ ۲۵۸، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۴)

جو اس دعا کو پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف

① حضرت معاذ بن انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو فراغت طعام پر

یہ دعا پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ“

ترجمہ: ”تعریف اس کی جس نے ہمیں یہ کھانا کھلایا اور بلا قوت و طاقت کے مجھے بخشا۔“

(الدعاء نمبر ۹۰۰)

جس نے یہ دعا پڑھی اس نے گویا شکر ادا کر دیا

① سعید بن ہلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک صحابی سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے

فراغت طعام پر یہ دعا کی، اس نے کھانے کا شکر یہ ادا کر دیا۔

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي وَأَشْبَعَنِي وَسَقَانِي فَأَوَانِي بِلَا حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ“

ترجمہ: ”تمام تعریف اس خدا کی جس نے مجھے کھلایا، آسودہ کیا، ٹھکانہ دیا بلا میری قوت و طاقت

کے۔“ (ابن سنی نمبر ۴۶۹)

② حضرت ابوسلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَوَانَا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

الَّذِي أَنْعَمَ عَلَيْنَا وَأَفْضَلَ نَسْنَلُهُ بِرَحْمَتِهِ أَنْ يُجِيرَنَا مِنَ النَّارِ فَرُبَّ غَيْرِ مَكْفِيٍّ لَا

يَجِدُ مُنْقَلَبًا وَلَا مَأْوَى“

ترجمہ: ”تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، تعریف اس کی

جس نے ہماری کفایت کی اور ٹھکانا دیا اور تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے جس نے ہمارے اوپر انعام اور فضل فرمایا، ہم اس سے اس کی رحمت کے صدقہ طفیل سوال کرتے ہیں کہ ہمیں جہنم سے نجات عطا فرما پس بہت سے ناکافی ہیں جو نہ کوئی جگہ، نہ کوئی ٹھکانا پاتے ہیں۔ (یعنی تنگ دست لوگ)۔“ (سیرت الشاہی جلد ۷ صفحہ ۲۷۹)

### جب پیٹ بھر جائے تو کیا پڑھے

۱ حضرت عبداللہ بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو کھائے اور پیٹ بھر جائے اور پئے اور سیراب ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي فَأَشْبَعَنِي وَسَقَانِي فَأَرَوَانِي“ (ابن سنی نمبر ۴۷۳)

ترجمہ: ”تعریف اس کی جس نے مجھے کھلایا پس پیٹ بھر گیا، پلایا پس سیراب ہو گئے۔“  
وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

۲ حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا جب پیٹ بھر جاتا تو یہ دعا پڑھتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا غَيْرَ مَكْفُورٍ وَلَا مُودَّعٍ“

ترجمہ: ”تمام تعریف اللہ کے لئے، ایسی تعریف جو بہت ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو، نہ ناشکری کی گئی ہو، نہ چھوڑی گئی ہو۔“ (عمل ایوم نسائی نمبر ۲۸۳)

### جب کھانا وغیرہ اٹھایا جانے لگے تو کیا پڑھے

۱ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے اٹھایا نہیں جاتا کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول یہ کیسے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب کھانا رکھا جائے تو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھے اور جب کھانا اٹھایا جائے تو ”الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا“ پڑھے۔

### جب دسترخوان اٹھنے لگے تو کیا پڑھے

۱ حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ جب دسترخوان اٹھنے لگتا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ دعا پڑھتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا“

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ایسی تعریف جو بہت زیادہ پاکیزہ ہو، بابرکت ہو، نہ اس پر کفایت کی گئی ہو نہ اسے چھوڑا گیا ہو، نہ اس سے بے پرواہی کی گئی ہو، اے پروردگار ہمارے۔“

(ابن سنی نمبر ۴۸۴، ترمذی نمبر ۳۴۵۶)

جب ہاتھ وغیرہ دھولے تو کیا پڑھے

① حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبا کے ایک انصاری صحابی نے کھانے کی دعوت کی، چنانچہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا، آپ ﷺ نے جب کھانا کھا لیا اور دونوں ہاتھوں کو دھولیا تب یہ دعا پڑھی:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ مَنْ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَأَطْعَمَنَا فَاسْقَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي غَيْرَ مُودِعِ رَبِّي وَلَا مُكَافَا وَلَا مَكْفُورًا وَلَا مُسْتَعْنَى عَنْهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ وَسَقَى مِنَ الشَّرَابِ وَكَسَى مِنَ الْعُرَى وَهَدَى مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمَى وَفَضَّلَ عَلَيَّ كَثِيرًا مِمَّنْ خَلَقَهُ تَفْضِيلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

ترجمہ: ”تعریف اس اللہ کی جو کھلاتا ہے اور اسے نہیں کھلایا جاتا، اس نے ہم پر احسان کیا، ہدایت سے نوازا، کھلایا پلایا اور ہر قسم کی نعمتوں سے بخشا، سب تعریف اللہ کی، اس کو نہ چھوڑا جائے کہ میرا رب ہے، نہ اس سے کفایت لی گئی نہ اس کی ناشکری کی گئی نہ اس سے بیزاری کی گئی، تعریف اللہ کی جس نے کھانا کھلایا پانی پلایا، کپڑا ننگے بدن کو پہنایا گمراہی سے ہدایت بخشی، اندھے پن سے بینا بنایا، بہت سے لوگوں کے مقابلہ میں فضیلت بخشی، تعریف اللہ کی جو جہانوں کا رب ہے۔“

(ابن سنی نمبر ۲۸۵)

کسی دوسرے کے یہاں کھائے (دعوت میں) تو کیا پڑھے

① حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے یہاں آنحضرت ﷺ نے روٹی اور زیتون نوش فرمایا تو یہ دعا پڑھی:

”أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ أَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ صَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ“

ترجمہ: ”روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں، تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں فرشتے تم پر دعاء مغفرت کرتے رہیں۔“ (ابوداؤد)

② حضرت عبداللہ بن بسر سلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہمارے والد کے پاس تشریف لائے، والد نے آپ کی خدمت میں کھانا اور ملیدہ، ستو اور کھجور پیش کیا پھر پانی پیش کیا آپ نے دائیں ہاتھ سے پانی پیا، راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کھجور نوش فرما رہے تھے اور اس کی گٹھلی کو وسطی اور سبابہ (دونوں کو ملا کر) اس کی پشت کی جانب رکھ کر پھینک رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ“

ترجمہ: ”اے اللہ جس چیز سے آپ نے ان کو نوازا ہے اس میں برکت عطا فرما اور ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔“ (ابن سنی نمبر ۴۸۶)

۳ حضرت مقداد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے (دعوت کے موقع پر) یہ دعا پڑھی:

”اللَّهُمَّ اطْعِمْ مَنْ اطْعَمَنِي وَاسْقِ مَنْ سَقَانِي“

ترجمہ: ”اے اللہ جس نے مجھے کھلایا اسے کھلائیے، جس نے مجھے پلایا اسے پلایئے۔“

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

### مجذوم یا کسی خطرناک مرض والے کے ساتھ کھانے کی دعا

۱ حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم کو اپنے ساتھ برتن میں شریک طعام کیا اور یہ دعا پڑھی:

”بِسْمِ اللَّهِ ثِقَةً بِاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ“

ترجمہ: ”اللہ عزوجل پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ کے نام سے شروع ہے۔“ (ابن ماجہ جلد ۲ نمبر ۳۵۸)

فائدہ: اگر کسی ایسے مریض کے ساتھ جس کا مرض متعدی اور خطرناک ہو اور کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو یہ دعا پڑھ لے، انشاء اللہ کوئی ضرر نہ ہوگا۔ تاہم اس سے احتیاط کرنا بھی درست اور جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے مجذوم سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا ہے، اگر طبیعت کمزور ہو تو احتیاط بہتر ہے۔

### کھانے پینے کے ضرر سے محفوظ رہنے کی دعا

۱ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم کھانا کھاؤ یا پانی پیو تو یہ دعا پڑھ لو تو تم کو کوئی ضرور نقصان نہ ہوگا اگرچہ اس میں زہر ہی کیوں نہ ہو۔

”بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ“

ترجمہ: ”اللہ کے نام سے اس اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی، اے زندہ اور قائم رہنے والے۔“ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۱)

۲ حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جو کھانے پر یہ دعا پڑھ لے تو اسے کسی قسم کا ضرر نہ ہوگا:

”بِسْمِ اللَّهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ فِي الْأَرْضِ وَفِي السَّمَاءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ دَاءٌ أَلَّ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِيهِ بَرَكَاتٌ وَعَافِيَةٌ وَشِفَاءً.“



تَرْجَمًا: ”اللہ کے نام سے شروع ہے جس کا نام زمین و آسمان میں بہترین ہے، اس کے نام سے کسی بیماری کا ضرر نہیں، اے اللہ اس میں برکت و عافیت اور شفا عطا فرما۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۴)

### دودھ پینے کی دعا

۱ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جسے خدا دودھ پلائے تو یہ دعا پڑھے:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ“ (ترمذی نمبر ۱۰۳۴۵، ابن ماجہ)  
تَرْجَمًا: ”اے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور زیادہ عطا فرما۔“

### پانی پینے کی دعائیں

۱ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ برتن سے پانی پیتے تو تین سانس میں پیتے اور ہر مرتبہ الحمد للہ کہتے اور آخر میں شکر ادا کرتے۔ (ابن سنی نمبر ۴۷۱)

۲ اسی طرح حضرت معاویہ دُوْلِي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ آخر میں الحمد للہ کہتے۔

(ابن سنی نمبر ۴۷۲)

۳ حضرت ابو جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب پانی پیتے تو یہ دعا فرماتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهِ وَلَمْ يَجْعَلْ مِلْحًا اُجَا جًا بَدُنُوْبِنَا“  
تَرْجَمًا: ”تعریف اللہ پاک کی جس نے اپنی رحمت سے شیریں پانی پلایا اور ہمارے گناہوں کے سبب نمکین اور کھارا نہیں بنایا۔“ (الدعاء نمبر ۸۹۹)

### جو پانی سے تنکا وغیرہ دور کر دے تو کیا دعا دے

۱ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پانی مانگا، میں پیالہ میں پانی لے کر حاضر ہوا، اس میں بال معلوم ہوا میں نے اسے نکال دیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں یہ دعا دی ”اللَّهُمَّ جَمِّلْهُ“ (اے اللہ اسے اچھا رکھیو) راوی نے کہا کہ میں نے ان کو ۹۳ سال کی عمر میں دیکھا ان کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے۔ یہ حضور اقدس ﷺ کی دعا کا اثر تھا۔ (ابن سنی نمبر ۴۷۷)



## کھانے کے مختلف آداب کا بیان

حضرت امام غزالی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ نے کھانے پینے کے مختلف آداب احادیث و آثار کی روشنی میں بیان کئے ہیں منتخب کر کے ان کو پیش کیا جا رہا ہے۔

### کھانے کی شرعی ضرورت

تخلیق انسانی کا اصل مقصد حق تعالیٰ شانہ کی رضا کا حصول ہے اس کا طریقہ تحصیل علم و عمل ہے اور یہ موقوف ہے صحت بدن پر اور بدن کی صحت و سلامتی کا ذریعہ کھانا پینا ہے، اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ ”الْأَكْلُ مِنَ الدِّينِ“ کھانا دین ہے، مقصد طعام اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت ہونہ کہ لذت اور مزہ کا پورا کرنا۔

### کھانے کے وہ آداب جو انفرادی حیثیت سے ہیں

- ۱ کھانے میں عبادت و طاعت کی نیت کرنا۔
- ۲ کھانے کا حلال اور پاک و صاف ہونا کہ خداوند قدوس نے حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔
- ۳ شروع اور فراغت پر ہاتھ دھونا اور نظافت بھی اسی میں ہے نیز اس میں حکمت یہ ہے کہ کھانا عبادت ہے اور عبادت سے قبل طہارت ہے جیسے نماز میں۔
- ۴ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔
- ۵ ہاتھ دھونے کے بعد نہ پوچھنا۔
- ۶ کھانے کے لئے مسنون حالت پر بیٹھنا یعنی دو زانو یا اکڑو یا بائیں پیر پر بیٹھنا اور دائیں کو کھڑا رکھنا۔
- ۷ جس ہیئت پر بیٹھنا ہو اسی ہیئت پر آخر تک بیٹھے رہنا۔
- ۸ بار بار نشست نہ بدلنا۔
- ۹ ٹیک اور تکیہ نہ لگانا۔
- ۱۰ چہار زانو نہ بیٹھنا۔
- ۱۱ کھانے کی جانب ذرا جھک کر تواضع کے ساتھ بیٹھنا۔
- ۱۲ دسترخوان پر کھانا۔

- ۱۳ زمین پر کھانا۔
- ۱۴ بالکل پیٹ بھر نہ کھانا۔
- ۱۵ جو کھانا وقت پر میسر آ جائے اس کو رغبت سے کھانا۔
- ۱۶ صرف روٹی ہو تو صبر و شکر کے ساتھ کھالینا دال یا سالن کا انتظار نہ کرنا۔
- ۱۷ عمدہ لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں نہ پڑنا۔
- ۱۸ نماز سے قبل کھانے سے فارغ ہو جانا۔
- ۱۹ کھانے میں کسی کو شریک کر لینا کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔
- ۲۰ کھانے کی ابتداء و انتہا نمکین اشیاء سے کرنا۔
- ۲۱ نوالہ چھوٹا لینا اور ٹھیک سے چبانا۔
- ۲۲ کھانے کی برائی نہ بیان کرے۔
- ۲۳ رغبت نہ ہو یا پسند نہ آئے تو عیب نہ بیان کرے بلکہ چھوڑ دے۔
- ۲۴ کھانا اپنے سامنے اور قریب سے کھانا۔
- ۲۵ روٹی اس طرح نہ کھائے کہ بیچ کی تو کھالے اور کنارہ چھوڑ دے۔
- ۲۶ گرم کھانا نہ کھائے۔
- ۲۷ گرم کھانے میں پھونک نہ مارے بلکہ ٹھہر جائے کہ کھانے کے لائق ہو جائے۔
- ۲۸ کھانے میں پھل یا میوہ ہو تو اسی سے شروع کرے۔
- ۲۹ میوہ یا مٹھائی طاق عدد میں لے۔
- ۳۰ کھانے میں عمدہ اور لطیف کھانا ہو تو اولاً اسے کھائے۔
- ۳۱ کھجور وغیرہ کھا کر گھلیوں کو اسی برتن میں نہ ڈالے جس میں کھا رہا ہے بلکہ کسی اور جگہ ڈال دے۔
- ۳۲ گھٹلیوں کو یا بیج کو منہ سے نہ پھینکے بلکہ منہ سے نکال کر ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر پھینکے یہ طریقہ مسنون ہے۔
- ۳۳ کھاتے وقت بالکل خاموش و ساکت نہ رہے بلکہ حسب ضرورت گفتگو کرے۔
- ۳۴ روٹی پر سالن کا پیالہ نہ رکھے۔
- ۳۵ روٹی سے انگلیوں کا سالن نہ صاف کرے۔
- ۳۶ کھانے کے درمیان پانی نہ پیئے۔
- ۳۷ گلاس یا کٹورہ دائیں ہاتھ میں لے۔

- ۳۸ اگر انگلیاں کھانے سے آلودہ ہوں تو اسے چاٹ لے پھر اس ہاتھ سے گلاس وغیرہ پکڑے۔
- ۳۹ پانی ٹھہر ٹھہر کر پئے۔
- ۴۰ پانی تین سانس میں پئے۔
- ۴۱ پانی پینے کے درمیان ڈکار یا سانس نہ لے۔
- ۴۲ پانی پینے سے قبل پانی کو دیکھ لے کہ اس میں تنکا وغیرہ تو نہیں۔
- ۴۳ کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے۔
- ۴۴ انگلیوں کو اس ترتیب سے چاٹے اول بیچ کی انگلی پھر شہادت کی پھر انگوٹھا۔
- ۴۵ کھانے میں تین انگلیاں ہی لگائے البتہ ضرورت پڑ جائے تو زیادہ کی بھی اجازت ہے جیسے دال، چاول وغیرہ میں۔
- ۴۶ کھانے کے بعد خلال کرے۔
- ۴۷ کھانے کے اجزاء جو زبان چلانے اور ہلانے سے نکلیں وہ کھالے اور جو خلال سے باہر نکلیں ان کو پھینک دیا جائے۔
- ۴۸ خلال کرنے کے بعد کلی کر لیں۔
- ۴۹ کھانے کے ریزے جو دسترخوان پر گرے ہوں ان کو چن کر کھا لیا جائے۔
- ۵۰ دسترخوان کی ہڈی وغیرہ راستے یا غلط جگہوں میں نہ ڈالیں بلکہ کنارے یا ایسی جگہ ڈالیں جہاں سے جانور وغیرہ کھالیں۔
- ۵۱ اولاً دسترخوان اٹھائے پھر خود اٹھے۔
- ۵۲ فراغت طعام پر ہاتھ دھوئیں۔
- ۵۳ ہاتھ کو منہ بازو اور پیر وغیرہ پر مل لیں یا کپڑے وغیرہ سے پوچھ لیں۔
- ۵۴ ابتداء و انتہا ہاتھ دھونے میں دوسرے کی مدد نہ لیں خود دھوئیں۔
- ۵۵ دن کو کھانے کے بعد قیلولہ کریں۔
- ۵۶ رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی کر لیا کریں۔
- ۵۷ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد فوراً پانی نہ پیئیں۔
- ۵۸ کھانے کے درمیان اگر پانی پئے تب بھی دائیں ہاتھ سے پئے۔
- ۵۹ پانی نہ کھڑے ہو کر پئے نہ لیٹ کر پئے۔

۶۰ فراغت طعام پر جو دعائیں منقول ہیں ان کو پڑھے۔

ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جانے کے وقت کھانے کے آداب

۱ کھانے کے اوقات میں کسی کے یہاں نہ جائے کہ خواہ مخواہ اسے مشقت اٹھانی پڑے۔

۲ اگر ضرورت کی وجہ سے ایسے وقت میں گیا اور اسے کھانے پر لحاظاً مدعو کیا گیا تو شریک طعام نہ ہو اگر بے تکلف رفیق ہو تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳ بے تکلف دوستوں اور محفلوں سے کھانا طلب کر کے بھی کھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت رسول پاک ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت ابویوب انصاری اور ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے یہاں تشریف لے گئے اور کھانا طلب کیا اور کھایا۔

۴ اگر معلوم ہو کہ صاحب خانہ سے فرمائش شادمانی اور مسرت کا باعث ہوگی تو فرمائش کر سکتا ہے چنانچہ امام شافعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بغداد میں زعفرانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے یہاں تشریف فرما تھے، زعفرانی روزانہ فہرست بنا کر باورچی کو دے دیتے اسی طرح کھانا تیار ہوتا۔ ایک دن امام شافعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک کھانے کا اضافہ فہرست میں کر دیا۔ اس سے انہیں اس قدر خوشی و مسرت ہوئی کہ کینر کے ہاتھ میں تحریر دیکھی تو مارے خوشی کے اسے آزاد کر دیا۔

۵ بے تکلف دوستوں کے یہاں کھانا خود بھی نکال کر کھایا جا سکتا ہے اگر صاحب خانہ نہ ہو۔ چنانچہ واقعات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ بہت سے لوگ حضرت سفیان ثوری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے مکان پر پہنچے، حضرت گھر پر نہیں تھے انہوں نے دروازہ کھولا دسترخوان بچھایا اور خود ہی کھانا نکال کر کھانا شروع کر دیا اتنے میں حضرت سفیان ثوری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تشریف لے آئے ان سب کو اس حال میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ حضرت بریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کی غیر موجودگی میں ان کے یہاں کھانا تناول فرمایا۔

### دعوت کرنے کے آداب

۱ مسنون یہ ہے کہ نیک و صالح اور پرہیزگار لوگوں کے علاوہ کسی کو نہ بلائے، کیونکہ نیک لوگ جو کھائیں گے تو اس سے عبادت کریں گے۔ کھانے کی قوت و طاقت عبادت و طاعت میں صرف ہوگی۔ ثواب میں یہ بھی شریک ہوگا کہ سب طاعت یہ کھانا ہو اسی وجہ سے حدیث پاک میں ہے تیرا کھانا متقی کے علاوہ کوئی نہ کھائے۔

۲ فاسق و فاجر دنیا داروں کی دعوت نہ کرے کیونکہ وہ کھا کر فسق و فجور میں مبتلا ہوں گے۔

۳ اگر کسی بھوکے کو کھلانا ہو اور اس کا پیٹ بھرنا ہو تو اس میں فاسق و فاجر کو نہیں دیکھا جائے گا کہ حاجت روائی مستقل ایک ضرورت ہے۔

۴ دعوت میں امراء و اغنیاء ہی کو صرف نہ بلائے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے سب سے بدترین وہ دعوت ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو محروم رکھا جائے۔ چنانچہ آج کل متمول گھرانوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ عموماً ان کے خاندان اور متعلقین میں جو خوش حال لوگ ہوتے ہیں وہی مدعو ہوتے ہیں اور جو غریب طبقے کے کچھ لوگ ہوتے ہیں وہ تو کام کی وجہ سے بلائے جاتے ہیں۔ ایسی دعوت کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

۵ اعزاء و اقارب کی دعوت میں رعایت رکھے کہ ان کے ساتھ حسن برتاؤ و صلہ رحمی کا حکم ہے۔  
۶ جسے دعوت میں آنے میں دشواری ہو (خواہ بیمار ہونے کی وجہ سے یا ناموافق مزاج کی وجہ سے) اسے آنے کی تکلیف نہ دے بلکہ اس کی رعایت کرے۔

۷ دعوت کا مقصد فخر و مباہات، نام و نمود و ریا کاری اور ناموری نہ ہو کیونکہ اس کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا بلکہ اس ارادہ سے دعوت گناہ ہے، ثواب کے بجائے التامواخذہ ہوگا۔

### دعوت قبول کرنے کے آداب

۱ آداب قبولیت میں سے یہ ہے کہ امیر و غریب سب کی دعوت قبول کر لے۔ امتیاز اور فرق اس بنیاد پر نہ کرے کیونکہ حضرت رسول اکرم ﷺ معمولی لوگوں کی بھی دعوت قبول فرما لیتے تھے چنانچہ ایک درزی کی دعوت آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔

۲ کسی کی دعوت کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔

۳ جو دعوت رسماً و لحاظاً ہو اسے قبول نہ کرے۔

۴ اگر احسان جتلانے کی نیت سے ہو تو شریک نہ ہو۔

۵ داعی کے یہاں مشتبہ مال ہو تو عذر کر دے۔

۶ داعی اگر اہل بدعت یا فاسق و فاجر ہو تو ایسی دعوت قبول نہ کرے۔

۷ دور ہونے کی وجہ سے انکار نہ کرے۔

۸ داعی کے یہاں خلاف شرع امور کا ارتکاب ہو رہا ہو تو ایسی مجلس طعام میں شریک نہ ہو کہ یہ درست نہیں ہے مثلاً گانا بجانا، ڈھول قوالی، تصویر اور ٹی وی وغیرہ ہو یا شرعی قباحت ظاہر ہو۔

۹ قبول دعوت میں محض کھانے اور پیٹ بھرنے کی نیت نہ کرے بلکہ سنت کی نیت کرے، خوشی دل مؤمن اور

اکرام مسلم اور ملاقات دوست و احباب یہ امور بھی پیش نظر ہوں تاکہ ثواب آخرت سے نوازا جائے۔  
(تلخیص سوہ و کیمائے سعادت)

### دعوت میں حاضر ہونے کے آداب

۱ وقت مقررہ پر جائے تاخیر نہ کرے کہ انتظار میں زحمت ہوگی نہ اس سے پہلے جائے کہ یہ حرص کی دلیل ہے ہاں مگر یہ کہ داعی سے گہرے تعلق ہوں یا یہ کہ اس کے کام میں ہاتھ بٹائے تو پہلے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۲ بلا اذان و اجازت کے گھر کے اندر نہ جائے کہ کہیں بے پردگی نہ ہو جائے۔

۳ اولاً سلام کرے (پہلے خیریت اور مزاج نہ پوچھے)

۴ جہاں مجلس میں جگہ ملے بیٹھ جائے۔

۵ صدر نشینی بالائینی کے چکر میں نہ رہے کیوں یہی (سادگی) سنت ہے۔

۶ اگر لوگ صدر مقام پر بٹھانا چاہیں تو اولاً انکار کرے پھر بھی اصرار ہو تو بیٹھ جائے۔

۷ اگر صاحب خانہ کہیں بٹھائے تو اسی جگہ بیٹھے اس کی مخالفت نہ کرے شاید اس کے ذہن میں کوئی ترتیب ہو۔

۸ اس مقام پر نہ بیٹھے جہاں سے بے پردگی کا احتمال ہو۔

۹ وقار کے ساتھ بیٹھے ادھر ادھر نہ تاکے۔

۱۰ اگر بولنا ہو تو ہوش اور موقع محل کی رعایت کرتا ہوا بولے ورنہ خاموش رہے۔

۱۱ مجلس میں اگر کوئی بڑا بزرگ ہو تو اس کی رعایت اور اس کا ادب کرے۔

۱۲ کلام وغیرہ میں حاضرین مجلس کی رعایت کرے مثلاً اہل بدعت ہوں تو ایسی بات نہ کرے جس سے اس کا استہزا ہو۔

۱۳ جو شخص کہیں دعوت میں جائے اور وہاں کوئی ناجائز چیز مثل گانا بجانا وغیرہ دیکھے تو اگر اس کو پہلے سے اس کا علم نہ تھا اور لہو لعب کہیں دوسری جگہ ہو عین کھانے کی جگہ پر نہ ہو تو شریک طعام ہو سکتا ہے اگر اسی مقام پر ہو تو شرکت دعوت مناسب نہیں، وہاں سے چلا آوے، یہ حکم عام لوگوں کے لئے ہے۔ اگر مقتدا اور پیشوا ہے (اہل علم میں سے ہے) اور منع کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو دسترخوان پر سے اٹھ کر چلا آئے۔ کیونکہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا گانے اور باجے کی آواز قلب میں اس طرح نفاق اگاتی ہے جیسے پانی گھاس کو اگاتا ہے اور بزار میں ہے کہ باجوں کی آواز کا سننا حرام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا مزامیر (باجوں) کا سننا حرام ہے بیٹھنا وہاں فسق ہے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

### مجلس یا جماعت کے ساتھ کھانے کے آداب

- ۱ اگر مجمع میں اہل فضل اور بڑے عمر کے لوگ ہوں تو کھانے کی ابتداء ان سے ہو۔
- ۲ مجلس طعام میں بالکل خاموش نہ ہوں یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ امور خیر کا ذکر ہوتا رہے لیکن لغو اور لایعنی باتوں سے احتیاط کرے۔
- ۳ کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جس سے رفقاء کو اذیت و تکلیف ہو کیوں کہ یہ حرام ہے اپنے رفقاء کو ترجیح دے خود بڑھ چڑھ کر نہ کھائے۔
- ۴ اگر کوئی ساتھی کم کھائے تو اسے کھانے کی ترغیب دے اور اسے دو تین مرتبہ کہے اصرار نہ کرے۔
- ۵ کسی طشت میں ہاتھ دھلایا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔
- ۶ رفقاء کے کھانے کی طرف نہ تا کے اور نہ غور سے دیکھے۔
- ۷ اپنے رفقاء کی رعایت کرے ان سے پہلے ہاتھ نہ رو کے بلکہ آہستہ آہستہ شرکت کرتا رہے۔
- ۸ رفقاء کے ساتھ اخیر تک شریک طعام نہ رہ سکے تو پہلے ہی معذرت کر دے۔
- ۹ منہ سے کوئی چیز نکالنی ہو تو کھانے کی طرف سے منہ پھیر کر بائیں ہاتھ سے نکال لے۔
- ۱۰ دانت سے کتری ہوئی روٹی شور بہ میں جس میں اور لوگ شریک ہوں نہ ڈالے۔
- ۱۱ اپنے ہاتھ کو رکابی میں نہ جھاڑے۔
- ۱۲ نوالہ منہ میں رکھتے وقت سر کو اونچا نہ کرے۔
- ۱۳ اگر دسترخوان پر پھل یا میوہ ہو تو اسے پہلے کھائے اور کھانے کی ترتیب بھی یہی ہے کہ اولاً لطیف اور عمدہ کھانا کھائے۔ (اسوہ، حیا، العلوم وغیرہ)





## میزبانی کے آداب کا بیان

- ① مہمان کے لئے تکلف (باعث کرانی والا کام) نہ کرے بے تکلفی کے ساتھ جو موجود ہو یعنی ما حضر پیش کر دے ایسا نہ ہو کہ بال بچے تو بھوکے رہیں اور یہ دوست و احباب کو کھلا دے۔ یہ تکلف ممنوع ہے۔ روایت ہے کہ کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی آپ نے فرمایا منظور تو ہے مگر تین شرطوں کے ساتھ اول، تم بازار نہ جانا (یعنی بازار سے نہ خریدنا) دوم، جو کچھ گھر میں موجود ہو بس وہی لے آنا۔ سوم، بال بچوں کا حصہ چھوڑ کر لانا۔ چنانچہ بعضوں نے تو خشک روٹی اور پانی کے لانے میں بھی تکلف نہیں کیا۔
- ② مہمان سے مرغوب و پسندیدہ شے معلوم کر لے اگر باسانی مہیا ہو سکے تو فراہم کر دے کہ اس میں زیادہ اکرام ہے اور باعث اجر ہے۔
- ③ کھانے کے لئے جب ہاتھ دھلائے تو میزبان پہلے اپنا ہاتھ دھوئے پھر مہمان کو دھلائے اور فارغ ہونے پر اولاً مہمان کا ہاتھ دھلائے پھر میزبان اپنا ہاتھ دھوئے امام شافعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى جب امام مالک رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے یہاں تشریف لے گئے تو امام مالک نے ایسا ہی کیا تھا۔
- ④ کھانا پیش کرنے میں جلدی کرے کیونکہ مہمان کی تعظیم اور خاطر میں شمار ہے اور اس میں اکرام بھی ہے اور اکرام ضیف کا حکم بھی ہے۔ شاید کہ بھوکا ہو اور اسے کھانے کی ضرورت ہو، حاتم اصم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں جلد بازی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزوں میں جلدی کرنا سنت ہے۔ ① مہمان کا کھانا لانے میں ② میت کی تجہیز و تکفین میں ③ کنواری کا نکاح کرنے میں ④ فرض ادا کرنے میں ⑤ گناہوں سے توبہ کرنے میں۔
- ⑤ کھانا دسترخوان پر بقدر ضرورت لائے کہ ضرورت سے کم لانا بخل اور مروت کے خلاف ہے۔
- ⑥ دسترخوان پر کھانا ضرورت سے زائد نہ لائے، تخمینہ اور اندازہ لگالے، کہ یہ فخر اور اسراف ہے بسا اوقات بچا ہوا کھانا قابل استعمال ہو جاتا ہے۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ فخر و مباحثہ زائد کھانا سجا دیتے ہیں پھر باقی ماندہ استعمال نہیں کرتے ضائع کر دیتے ہیں۔ اگر یہ ہو کہ مہمان کا بچا ہوا استعمال ہو جائے گا تو پھر گنجائش ہے۔
- ⑦ گھر کے افراد کا حصہ پہلے ہی نکال کر الگ رکھ لیا جائے تاکہ ان کا دل مہمان کے کھانے میں نہ لگا رہے اور

کمی پر آزرده خاطر نہ ہوں ہاں اگر یہ بات نہ ہو یا اتفاقاً ایسے وقت پر آگئے کہ انتظام نہ ہو سکا، ایسی صورت میں ان کو ترجیح دے دیں تو یہ ایثار باعث اجر اور برکت ہے۔

۸ کھانے کے جو انواع تیار ہوں ان کو مہمان کے سامنے رکھ دیا جائے تاکہ ہر قسم کا کھانا حسب خواہش کھائے ایسا نہ ہو کہ پیٹ بھر گیا پھر لذیذ چیزیں لائی گئیں تو یہ مناسب نہ ہوگا۔

۹ مہمان سے نہ پوچھا جائے کہ کھانا لاؤں، کھانا کھائیے گا بلکہ وقت اور دوسرے لطیف ذرائع سے وہ خود اندازہ لگا لے پھر جو موجود میسر ہو اس کے سامنے پیش کر دے خواہش اور ضرورت ہوگی تو کھالے گا ورنہ پوچھنے سے بعض شریف آدمی لجاظا انکار کر دیتے ہیں۔

۱۰ جو کھانا دسترخوان پر نہ ہو اس کی تعریف نہ کرے۔

۱۱ اگر شرکاء دسترخوان کی تعداد کثیر ہو ان سے بیشتر لوگ آجائیں تو کھانا شروع ہو جائے ایک دو شخص کے انتظار میں لوگوں کو مقید نہ رکھا جائے۔

۱۲ دسترخوان کے اٹھانے میں جلدی نہ کرے شاید کہ کسی کی عادت آہستہ کھانے کی ہو یا کسی کی خواہش باقی ہو۔

۱۳ میزبان سب سے آخر میں اٹھے۔

۱۴ میزبان کو چاہئے کہ بیٹھنے اور کھانے کی جگہ کا بہتر انتظام کرے کہ اکرام ضیف میں داخل ہے۔

۱۵ کھانے پینے اور دیگر امور میں مہمانان کرام کے مزاج کی رعایت کرے کہ یہ اکرام کا اولین مقصد ہے۔

۱۶ اکرام و احترام میں سنت و شریعت سے تجاوز نہ کرے۔ مثلاً نمیل، کرسی کے بجائے فرش پر اور عمدہ دسترخوان پر آرام و راحت کے ساتھ کھلائے۔ گانے بجانے کا اہتمام ہرگز نہ رکھے۔

۱۷ اگر مہمان رات میں قیام کرنے کا ارادہ کر رہا ہو تو مہمان کو انتظام راحت کے علاوہ سمت قبلہ، بیت الخلاء اور طہارت وغیرہ کا مقام بتا دے۔ چنانچہ جب حضرت امام شافعی امام مالک رَحِمَهُمُ اللہُ تَعَالَى کے یہاں مہمان ہوئے تھے تو امام مالک رَحِمَهُمُ اللہُ تَعَالَى نے لوٹے میں پانی بھر کے رکھ دیا تھا کہ بوقت تہجد ضرورت ہو،

سمت سے قبلہ بتا دیا تھا اور بیت الخلاء معلوم کر دیا تھا۔ (سفر نامہ امام شافعی، اسوۃ الصالحین، احیاء العلوم وغیرہ)

۱۸ مہمانان کرام جب گھر سے جانے لگیں تو کچھ دور تک یا گھر کے دروازے تک ان کے ساتھ جائے۔

۱۹ مہمان کے ساتھ میزبان کو چاہئے کہ کھانے میں شریک ہو ایسا نہ کرے ان کو کھانا دے کر کہہ دیا جائے آپ کھالیجئے ہم نہیں کھائیں گے یا بعد میں کھائیں گے، یہ تعظیم و اکرام و مروت کے خلاف ہے۔

۲۰ میزبان کو چاہئے کہ وہ مہمان کو کھانے پر اصرار کرے کہ وہ حیاء و لجاظا بھوکا نہ رہ جائے۔

۲۱ میزبان کو چاہئے کہ وہ خود مہمان کی خدمت کرے نوکروں اور خادموں سے اس کی خدمت نہ کرائے البتہ

ان کی اعانت ہو تو پھر حرج نہیں یا یہ کہ عذر ہو یا پھر اس کی نگرانی کرتا رہے۔ ہمہ تن حوالہ نہ کرے کہ بسا اوقات بے توجہی اور بے پرواہی سے حق ضیافت میں کوتاہی ہوتی ہے۔

۲۲ گفتگو و بات چیت کے ذریعہ سے انس اختیار کیا جائے تاکہ اسے اجنبیت اور تو حش محسوس نہ ہو۔

۲۳ مہمان کی آمد کا استقبال ہو (اگر پہلے سے اطلاع ہو جائے) جانے پر مشالعت ہو۔

۲۴ مہمان کی آمد پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا جائے تاکہ وہ اپنی آمد پر افسوس نہ کرے اور نالاں نہ ہو۔

۲۵ مہمان از خود دسترخوان پر سے کوئی چیز دوسرے کو نہ دے مثلاً سائل وغیرہ کو کیونکہ اسے مالکانہ تصرف کا اختیار نہیں۔

۲۶ مہمان کو چاہئے کہ کھانے کی کمی یا کسی چیز کی نامناسب زیادتی وغیرہ کا میزبان سے ذکر نہ کرے تاکہ وہ شکایت سمجھ کر کبیدہ خاطر نہ ہو۔

### آداب رخصت

۱ مہمانوں کو چاہئے کہ وہ میزبان اور اہل خانہ ہی کی اجازت سے مجلس طعام سے باہر آئیں۔

۲ اہل خانہ میزبان کے لئے سنت ہے کہ وہ مہمان حضرات کو باہر دروازے تک چھوڑ آئیں۔

۳ میزبان کو چاہئے کہ مہمانوں کے ساتھ گفتگو و معاملہ و برتاؤ میں تعظیم و تکریم سے پیش آئے، خندہ پیشانی سے

ان کو رخصت کرے اور اسی طرح مہمان حضرات بھی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے خندہ رو رخصت ہوں۔

۴ اگر میزبان سے کوئی کوتاہی وغیرہ ہو جائے تو مہمان اسے درگزر کر دے اس پر تبصرہ و تذکرہ نہ کرے۔

۵ میزبان کے یہاں سے کھانا بلا اذن و اجازت کے اپنے ساتھ نہ لائیں کہ ناجائز اور باعث ذلت ہے، اگر وہ

خود دے دیں یا بطیب خاطر اجازت و حکم دیں تو پھر درست ہے۔

۶ داعی کے لئے دعاء خیر و برکت کرتے جائیں۔

۷ یہ دعا جاتے وقت پڑھنا مسنون ہے۔

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ“

### چند فقہی مسائل

(چونکہ فقہاء کرام کے اقوال اسوۂ رسول اکرم ﷺ سے ہی ماخوذ ہوتے ہیں اس لئے ضمناً چند مسائل

بیان کئے جا رہے ہیں)۔

مسئلہ: کھانے کے لئے جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھ دھونے کے بعد پوچھنا نہیں چاہئے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۴)

- مَسْئَلَةٌ: فراغت طعام پر ہاتھ دھونے کے بعد کپڑے سے پوچھنا درست ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)
- مَسْئَلَةٌ: جنابت کی حالت میں بلا وضو (ہاتھ منہ دھوئے) کھانا مکروہ ہے۔ (شامی صفحہ ۲۱۶)
- مَسْئَلَةٌ: حائضہ کے لئے بلا وضو کھانا بلا کراہت درست ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)
- مَسْئَلَةٌ: ہاتھ گئے تک دھونا سنت ہے۔ (نفع المفتی صفحہ ۱۰۸)
- مَسْئَلَةٌ: ہاتھ کے ساتھ کلی کرنا یا منہ دھونا سنت نہیں ہے۔ (صفحہ ۱۰۸)
- مَسْئَلَةٌ: ہاتھ خود سے دھونا بہتر ہے، دوسرے سے مدد لینا بہتر نہیں۔ (نفع صفحہ ۱۰۸)
- مَسْئَلَةٌ: روٹی کو بیچ سے کھانا اور کنارہ چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (انصاب الاحساب صفحہ ۱۳۸)
- مَسْئَلَةٌ: دسترخوان پر روٹی آجائے تو شروع کر دے، سالن کے انتظار میں رکا ہوا نہ رہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)
- مَسْئَلَةٌ: سالن کے پیالہ کو روٹی پر رکھنا بے ادبی ہے۔ (نفع صفحہ ۱۰۹)
- مَسْئَلَةٌ: کھانے کی ابتدا و انتہا نمکین اشیاء سے ہو۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)
- مَسْئَلَةٌ: کھانے کے لئے دونوں ہاتھ دھونا سنت ہے ایک ہاتھ دھونے سے سنت ادا نہ ہوگی۔
- (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۶، نفع المفتی صفحہ ۱۰۸)
- مَسْئَلَةٌ: گرم کھانا مکروہ ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)
- مَسْئَلَةٌ: کھلے سر کھانا مکروہ نہیں ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳، نفع ۱۰۹)
- مَسْئَلَةٌ: راستہ میں کھانا مکروہ ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)
- مَسْئَلَةٌ: کھانے کے بعد ہاتھ کی تری کو پیر ہاتھ پر مل لینا بہتر ہے۔ (نفع صفحہ ۱۱۰)
- مَسْئَلَةٌ: دسترخوان کا بچا ہوا کھانا اسلاف کی عادت ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)
- مَسْئَلَةٌ: انگلی یا چھری کو روٹی سے پوچھنا مکروہ ہے۔ (بحر جلد ۸ صفحہ ۱۸۳)
- مَسْئَلَةٌ: مٹی کے برتن میں کھانا اولیٰ ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)
- مَسْئَلَةٌ: اسٹیل، شیشے چینی، المونیم وغیرہ کے برتنوں میں کھانا درست ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)
- مَسْئَلَةٌ: ہنود اور مشرکین کے برتنوں میں کھانا مکروہ ہے۔
- مَسْئَلَةٌ: پیتل اور تانبے کے برتن میں بلا قلعی کئے کھانا مکروہ ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)
- مَسْئَلَةٌ: اچھا اور عمدہ کھانا اس لئے کھانا کہ موٹا ہو مکروہ ہے۔ (طحاوی صفحہ ۱۷۱)
- مَسْئَلَةٌ: کھانے پینے میں اتنی کمی کرنا کہ ضعف و نقاہت کا احساس ہونے لگے درست نہیں ہے۔

# لباس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## گرتا

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو تمام لباس میں سب سے زیادہ پسندیدہ گرتا تھا۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۵)

**فَائِدَةٌ:** آپ کو لباس میں گرتا زیادہ مرغوب تھا، محدث زین الدین عراقی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ گرتا پہننا مندوب و بہتر ہے اور آپ ﷺ کے زیادہ پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ستر پوشی زیادہ ہے۔ سلامتی کی وجہ سے بدن کو گھیرے ہوئے رہتا ہے۔ بے ستری کا احتمال نہیں رہتا، بخلاف چادر وغیرہ کہ اس میں باندھنے اور دیگر احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی بیان کیا ہے کہ گرتا زیادہ ساتر ہوتا ہے، اور بدن پر ہلکا ہوتا ہے اس کے پہننے میں زیادہ تواضع ہوتی ہے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۰۷)

اور ساتھ میں نخل اور زینت بھی ہو جاتی ہے۔

## سوتی گرتا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ کے پاس سوتی گرتا تھا۔ (ابو یعلیٰ، سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۳۸)

عطا بن رباح رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے پوچھا کہ بیعت رضوان کے موقع پر آپ تھے؟ انہوں نے کہا ہاں! عطا نے پوچھا آپ ﷺ پر کون سا لباس تھا؟ انہوں نے جواب دیا ”سوتی۔“ (ابو نعیم سیرت جلد ۷ صفحہ ۲۶۳)

محدث دمیاطی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کا گرتا سوتی تھا۔ علامہ مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کا گرتا سوتی یا کتان کا ہوتا تھا، صوف یعنی اون کا نہیں۔ کیونکہ

صوف کھر درا ہونے کی وجہ سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ سوتی کپڑے کا استعمال آپ نے بکثرت فرمایا ہے۔ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مرض و فات میں آپ ﷺ حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سہارے تشریف لائے تو سوتی کپڑا زیب تن تھا۔ محمد بن سیرین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے کتان اور سوتی کپڑا پہنا تھا۔ (بخاری)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس قبطنی قمیض تھی جو لمبی نہ تھی اور تنگ آستین والی تھی (قبطنی سفید باریک کتان جو مصر میں بنایا جاتا ہے)۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۲)

علامہ ابن قیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے زاد المعاد میں بیان کیا ہے کہ بیشتر آپ نے سوت کے بنے ہوئے کپڑوں کو استعمال کیا ہے اور کبھی کتان و صوف بھی زیب تن فرمایا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۵۲)

### گرتے کی مسنون لمبائی

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ کا کرتا نہ زیادہ لمبا تھا نہ ہی اس کی آستین زیادہ لمبی ہوتی تھی۔ (شامل ترمذی، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ نبی پاک ﷺ جو کرتا پہنتے تھے وہ کم لمبا اور چھوٹے آستین والا ہوتا تھا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

بیہتی میں حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ کی قمیص سوتی تھی جو کم لمبی تھی اور اس کی آستین چھوٹی تھی۔ ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے جو کرتا زیب تن فرمایا تھا وہ ٹخنوں سے اوپر تھا، علامہ قسطلانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کے گرتے کی لمبائی اسی چادر کی نصف ساق تک ہوتی تھی۔ (شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۵)

### آستین کی مقدار مسنون

حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے کرتے کی آستین گنوں تک ہوتی تھی، حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی آستین گنوں تک ہوتی تھی۔

(ابوداؤد، ترمذی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بھی یہ منقول ہے کہ آستین کی لمبائی گٹے تک ہوتی تھی، اسی طرح حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور یزید عقیلی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بھی منقول ہے۔ (مسند بزار صفحہ ۱۲۴)

البتہ حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی آستین انگلیوں تک تھی۔ ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے علامہ جزری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا قول نقل کیا ہے کہ کرتے کی آستین میں سنت یہ ہے کہ گٹے تک رہے اور اس

کے علاوہ مثلاً جبہ چوغہ وغیرہ میں اس سے زائد مگر انگلیوں سے نہ بڑھانا سنت ہے۔ البتہ بعض مواقع پر آپ ﷺ کی آستین ہاتھ کی انگلیوں تک بھی آ جاتی تھی۔ چنانچہ شرح السنۃ میں ہے کہ آپ ﷺ کی آستین گٹے سے نیچے بھی تھی۔ ممکن ہے کوئی کرتا ایسا ہو یا سردی کی وجہ سے ہو۔ ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے زاد المعاد میں بھی لکھا ہے کہ آستین گٹے تک پہنچتے تھے۔ ہاں سفر میں آپ نے تنگ آستین والا جبہ و کرتا پہنا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۵۱)

البتہ انگلیوں سے آگے آستین کا ہونا درست نہیں۔ بیہقی میں حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آستین انگلیوں سے زائد ہونے پر کاٹ دیتے تھے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۹)

### گرتے کا گریبان

حضرت معاویہ بن مرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں قبیلہ مزینہ کے ساتھ آیا اور ہم نے بیعت کی اور آپ کی قمیص کا تلمہ کھلا ہوا تھا۔ بغوی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے بیعت کی اور اپنے ہاتھ کو آپ ﷺ کی قمیص کے گریبان میں ڈالا اور مہربوت کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

علامہ سیوطی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا گریبان سینہ پر تھا۔ چنانچہ امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے صحیح بخاری میں ”قمیص کا گریبان سینہ پر“ باب قائم کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ گریبان سینہ کی طرف سنت ہے۔

حضور پاک ﷺ کی قمیص مبارک کا گریبان سینہ کے مقام پر تھا اور یہی قمیص کی سنت ہے۔ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضور پاک ﷺ کا گریبان سینہ پر تھا۔

(عمدۃ القاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۳)

ابن بطلال رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا ہے کہ اسلاف کے کپڑوں کا گریبان سینہ پر تھا۔ (الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۹۳)

علامہ عبدالحی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ کا گریبان بیچ میں ہوتا تھا، دائیں یا بائیں جانب نہیں۔

(السعایہ صفحہ ۱۷۲)

### گرتے کا تلمہ (بٹن)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کرتا بنوایا تھا جو تلمہ دار گھنڈی

والا تھا۔ (جمع صفحہ ۱۱۱)

فَائِدَةٌ: یعنی کرتے کے گریبان میں گھنڈی (بٹن) لگوائی تھی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھنڈی لگاؤ خواہ کانٹے

سے ہی سہی۔ (احمد، کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۹)

فَائِدَة: یعنی سینہ کو بٹن لگا کر مستور رکھو۔ آپ ﷺ کے کرتے کا گریبان دونوں حال میں ہوتا، کبھی لگا ہوا کبھی کھلا ہوا۔

زید بن اسلم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کا تلمہ کھلا ہوا دیکھا، میں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو اسی طرح (کھلا بٹن) نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (بزار)

معاویہ بن مرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ قبیلہ مزینہ کے لوگوں کے ساتھ میں نے بیعت کی تو آپ کے کرتے کے بٹن کو کھلا ہوا دیکھا۔ محدث بیہقی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ اس کے راوی عروہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا کہ میں نے معاویہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى (جو اس حدیث کے ذکر کرنے والے ہیں) کو ہمیشہ گھنڈی نہ لگی قمیص میں پایا، خواہ گرمی ہو یا جاڑا۔ (ادب بیہقی صفحہ ۲۵۲)

یہ محبت اور کمال اتباع کی بات تھی کہ جیسا آپ ﷺ کو دیکھا اسی حال میں اپنے آپ کو رکھنا پسند کیا اور جاڑے کی تکلیف کی ازراہ محبت پرواہ نہ کی۔

### کرتا پہننے کا مسنون طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کرتا زیب تن فرماتے تو دائیں طرف کو پہلے پہنتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۲، ترمذی، نسائی)

فَائِدَة: یعنی کرتا پہنتے تو پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈال کر نکالتے، تب بائیں آستین میں ہاتھ ڈالتے۔

(مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲۲)

ہر لباس کے زیب تن کرنے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دائیں جانب سے ابتدا کرے۔

### جَبَّہ

حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ پر صوف کا یعنی اونی جبہ تھا جس کی آستین چھوٹی تھی۔ آپ نے اسی میں ہمیں نماز پڑھائی۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

حضرت دحیہ کلبی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نبی پاک ﷺ کو ملک شام کا ایک جبہ ہدیہ پیش کیا تھا۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۷)

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ میں نے آپ پر رومی جبہ دیکھا۔ (سند ابویعلیٰ)

حضرت اہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا ایک اونی جبہ تھا، چنانچہ صوف کا جبہ جسے عرب کے بدو پہنا کرتے تھے آپ زیب تن فرماتے، آپ ﷺ کو یہ بڑا اچھا معلوم ہوا، ہاتھ پھیر کر



فرمانے لگے دیکھو کتنا اچھا ہے۔ ایک بدو بھی مجلس میں تھا اس نے کہا اے اللہ کے رسول یہ مجھے دے دیجئے۔ چنانچہ آپ نے اتار کر اسے دے دیا۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۶۹)

### تنگ آستین والا جبہ

حضرت عبادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ تنگ آستین والا جبہ پہنے ہوئے تھے۔  
میں نماز پڑھائی۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

### سفری لباس

حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ (سفر کی حالت) میں تنگ آستین والا جبہ پہنے تھے۔ وضو کیا تو آپ ﷺ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال کر دھویا اور سر اور موزہ پر مسح کیا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۳)

آپ سفر میں چھوٹا تنگ آستین والا جبہ پہنتے تھے۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۱، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۸)  
مدارج النبوة میں ہے کہ سفر کی حالت میں آپ ﷺ تنگ لباس پہنتے تھے۔ چنانچہ جہاد وغیرہ کے موقع پر جو جبہ آپ نے پہنا ہے وہ ایسا ہی رہتا تھا سہولت اور آسانی کی وجہ سے، ورنہ اہل عرب عموماً جبہ کی آستین لمبی رکھتے تھے۔

### جوڑا

حضرت ابو حنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ حضور اکرم ﷺ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک گویا اب تک میرے سامنے ہے۔ سفیان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ سرخ جوڑا منقش تھا (یعنی خالص گہرا سرخ نہیں تھا)۔ (شائل صفحہ ۷۰۶)

حضرت قدامہ کلابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ کی رات میں آپ کے جسم اطہر پر سرخ دھاری دار منقش حلہ دیکھا۔ (سیرت صفحہ ۴۶۷)

حضرت براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سرخ جوڑے والے کو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اس وقت آپ ﷺ کے پٹھے (بال) مونڈھوں کے قریب آرہے تھے۔ یعنی سر کے بال کچھ بڑے ہو رہے تھے۔ (شائل صفحہ ۶)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ مالک ذازان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ ﷺ کی خدمت میں (نہایت ہی قیمتی) حلہ ہدیہ کیا تھا جسے انہوں نے ۳۳ اونٹوں کے بدلے خریدا تھا جسے آپ نے قبول

کیا۔ قیمتی جوڑا آپ موقع بموقع مثلاً فود وغیرہ کے آنے یا جمعہ یا عیدین وغیرہ کے موقع پر پہنتے تھے۔ استعمالی عام لباس آپ کا سادا ہوتا تھا۔

حلہ تہبند اور چادر کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے نیز لال سے مراد دھاری دار لال ہے یا لال اور سیاہ رنگ۔

(زاد صفحہ ۵۱)

### ریشمی جبّہ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک ایسا جبہ تھا جس میں دیباچ یعنی ریشم کی بنائی تھی۔ دشمن کے مقابلہ (جہاد کے موقع) پر پہنتے تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۶۸، ابن ابی شیبہ) **فَأَيْنَ لَا:** ریشمی لباس جہاد کے موقع پر پہننا درست ہے کہ اس میں تلوار کی دھار نہیں لگتی، ایسا ایک جبہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس آپ کی وفات کے بعد تھا جس کو دھو کر مریض کو پانی پلاتی تھیں۔

(مسلم، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۶۸)

### نمستین

حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نمستین پہن کر نماز پڑھاتے تھے۔ آپ ﷺ کو پسند تھا کہ دباغت شدہ کھال کی نمستین میں نماز پڑھائیں۔ (ابن عساکر، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۸۶) **فَأَيْنَ لَا:** نمستین چمڑے کا بمثل صدری ایک لباس ہوتا ہے آپ نے اس کا بھی استعمال کیا ہے۔ آپ نے ایسی نمستین بھی استعمال فرمائی ہے جس میں ریشم اور سندس کی بنائی تھی۔ یعنی ریشم کو ڈیزائن اور پٹی میں استعمال کیا گیا تھا، پوری صدری ریشم کی نہیں تھی کہ یہ ممنوع ہے! (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۱۵۱)

### برنس

حضرت عاصم بن کلیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو میں نے برنس اور چادر میں نماز پڑھتے دیکھا اور دونوں ہاتھ اس کے اندر تھے۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۱۶) برنس ایک قسم کی بڑی ٹوپی جو جبہ سے ملی ہوئی تھی اور جاڑے میں استعمال ہوتی تھی۔

(عمدة القاری جلد ۷ صفحہ ۳۳۳)

### میمنی چادر

آپ ﷺ نے مختلف موقعوں پر مختلف قسم کی منقش و غیر منقش چادریں استعمال کی ہیں۔ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو یمن کی منقش چادریں کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھیں۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۵)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو دو یمنی چادروں میں دفن کیا گیا یعنی یمنی چادر، پسندیدہ ہونے کی وجہ سے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۵)

عرب میں اس وقت یمن کی بنی چادریں بڑی مقبول تھیں، یہ سوتی ہوتی تھیں اور سبز یا لال ان پر دھاریاں بنی رہتی تھی۔ (عمدة القاری صفحہ ۳۱۱)

آپ کو رنگین چادریں پسند تھیں کیونکہ ان میں میل نمایاں نہیں ہوتا تھا۔ علماء نے منقش یمنی دھاری دار چادر کو مستحب قرار دیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۱۵)

### اونی چادر

حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس صوف یعنی اون کی چادر تھی جو چھ یا سات درہم میں خریدی گئی تھی۔ یعنی بہت ارزاں تھی۔ اس وقت سب سے ادنیٰ و ارزاں صوف ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک اون کی چادر تھی جو سیاہ و سفید تھی، اور جو آپ ﷺ کے لئے بنی گئی تھی، یہ آپ ﷺ کے پاس وفات تک تھی۔ (ترغیب صفحہ ۱۰۸)

یعنی دو رنگوں والی تھی ممکن ہے کہ سیاہ سفید پٹی کی شکل میں ہو۔ اس عہد میں صوف (اون) ارزاں سے ارزاں کپڑوں میں شمار ہوتا تھا، بھیڑ اور مینڈھے کے بالوں سے بنے کپڑے بڑے موٹے کھر درے ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کا کرتا عام نہیں تھا کہ بدن اس کے کھر درے پن کا متحمل نہیں ہوتا، چادر اور جبہ رائج تھا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے معمولی سے معمولی کپڑوں اور چادروں کا استعمال کیا ہے جو تواضع اور سادگی کی علامت ہے اور باعث فضیلت بھی ہے کیونکہ لباس میں تواضع محمود ہے۔

### صوف کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ صوف (موٹے اون) کو پسند کرتے تھے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ نے جس دن اللہ پاک سے کلام فرمایا اس دن آپ صوف میں ملبوس تھے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابوامامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ صوف کا لباس پہنو! اپنے دلوں میں ایمان کی حلاوت محسوس کرو گے۔ (حاکم، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۹)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے کھر در اور موٹا صوف کا لباس پہنا۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صوف کا لباس کبر سے بچاتا ہے چونکہ اس سے غربت و مسکنت نمایاں ہوتی ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

### بالوں والی چادر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر سیاہ بالوں والی چادر تھی۔ (شمائل صفحہ ۶)

ممکن ہے کہ بنائی میں سیاہ بال بھیر یا دنبہ وغیرہ کے بن دیئے گئے ہوں جس کی وجہ سے سیاہ بال والی کہا گیا رنہ تو صوف یا خنز کی عموماً موٹی چادر ہوتی تھی۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۳۲)

### دھاری دار چادر

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا دو سبز دھاری دار چادریں اس ملبوس تھے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۱۵)

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور سبز دھاری دار چادر میں تھے جسے دائیں جانب سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا۔

(ابوداؤد، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۵۱)

حضرت عامر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام منیٰ میں نخر پر سوار خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لال دھاری چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بات کو پہنچا رہے تھے۔ (سیرت الشامیہ جلد ۷ صفحہ ۳۹۱)

ام الحسین امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر دھاری دار چادر میں دیکھا جسے آپ نے بغل سے نکال کر لپیٹ رکھا تھا۔ (مسدد، سیرت الشامیہ جلد ۷ صفحہ ۳۲۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لال دھاری دار چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جسے آپ عیدین و معہ میں زیب تن فرماتے تھے۔ (بیہقی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۹۱)

فَائِدَاتُ لَا: یہ رنگین چادر صرف دھاریوں کے اعتبار سے ہوتی تھیں پوری چادر نہیں، ہرے لال رنگ کی دھاریاں ہوتی تھیں جو عرب میں بہت رائج تھیں۔

### جھالر نما چادر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لال دھاری دار چادر لپیٹے تشریف فرما دیکھا، جس کے کنارہ کی جھالر قدم مبارک پر تھی۔

حضرت سلیم بن جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، دھاری دار چادر سے جب وہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے کنارہ کی جھال دونوں قدم مبارک پر تھی۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۹، ابوداؤد)

حدیث پاک میں ازار مہذب کا ذکر ہے۔ علامہ عینی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات چادر کے کنارے کے دھاگوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے جن کو بنا نہیں جاتا کبھی ان میں گرہیں بھی لگا دی جاتی ہیں۔ ایسی جھالر نما چادر کو آپ نے استعمال کیا ہے۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۰، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵)

امام بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے صحیح بخاری میں باب قائم کرنے کے بعد زہری، ابوبکر بن محمد، حمزہ بن ابی السید، معاویہ بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے متعلق نقل کیا ہے کہ جھالر نما چادر استعمال کرتے تھے۔ (جلد ۲ صفحہ ۸۶۱)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے لئے سیاہ دھاری دار چادر بنوائی آپ نے اسے پہنا، جب پسینہ آیا تو اس میں اون کی بومسوس ہوئی تو آپ نے چھوڑ دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)

فَإِنَّكَ لَا: چونکہ اس کی بواچھی نہیں ہوتی، نظافت و لطائف طبع کے خلاف تھی اور آپ کی طبیعت بڑی پاکیزہ تھی۔

(ابوداؤد، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۸۶)

### شامی منقش چادر

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ابو جہم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ ﷺ کو ایک شامی مخلوط ریشمی چادر ہدیہ پیش کی جس میں نقش و نگار تھے آپ ﷺ اسی میں نماز کو تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو فرمایا اسے ابو جہم کو واپس کر دو، میں نے نماز میں اس کے نقش و نگار کو دیکھا تو اس نے مجھے فتنہ میں ڈال دیا یعنی ذہن کو منتشر کر دیا۔

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ جو کپڑا منقش و خوبصورت ہو کہ دھیان اس کی طرف آ جائے تو ایسا کپڑا استعمال نہ کرے خصوصاً نماز کی حالت میں۔ (مالک، بخاری، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۸۰)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور سفید چادر میں ملبوس تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۸)

### مخلوط ریشم کی چادر

حضرت لقمان بن بشر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر آپ ﷺ کو دیکھا کہ لوگوں کو جہنم سے ڈرا رہے ہیں آپ ﷺ پر خمیصہ (مخلوط ریشم کی چادر) گردن پر تھی۔ (بخاری، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۷۹)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ بوقت وفات آپ کے جسم اطہر پر آپ کی خمیصہ چادر ڈال دی گئی

تھی، جب جنبش محسوس ہوتی تو چہرے سے ہٹا دیا جاتا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۵)

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ خمیصہ وہ چادر ہے جس میں ریشم کے نقوش (پٹیاں) ہوتی تھیں۔ اس قسم کے لباس کو اسلاف (صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و تَابِعِينَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى) نے بھی استعمال کیا ہے۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳)

زاد المعاد میں ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے منقش خمیصہ اوڑھی ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۵۱)

### کالی چادر

حضرت عبداللہ بن زید المازنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے استسقاء کی نماز پڑھائی اور آپ کالی چادر میں ملبوس تھے۔ (سیرت صفحہ ۴۹۳)

### کالا کمبل

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب صبح کے وقت باہر تشریف لاتے تو آپ پر کالا کمبل ہوتا۔ (مدارج النبوة جلد ۶ صفحہ ۱۲۹)

### موٹے کنارے والی چادر

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ کے اوپر نجرانی دھاری دار چادر تھی جس کا کنارہ غلیظ تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۳)

فَائِدَةٌ: یہ بھی یمنی چادر ہوتی تھی، اس کے کنارے ذرا غلیظ ہوتے تھے جیسا کہ چادر کی بعض قسموں میں ہوتا ہے۔

### چادر کا کنارہ سرمبارک پر ڈالنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے چادر کا کنارہ سرمبارک پر ڈال رکھا تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۳)

یعنی سر پر الگ سے کپڑا رکھنے کے بجائے چادر کا کنارہ ہی ڈال رکھا تھا، ویسے آپ گرمی سے بچنے کے لئے سرمبارک پر کپڑا ڈال لیا کرتے تھے ایک موقع پر اس کا کام چادر سے لے لیا۔

### خوشنما چادر نماز کی حالت میں

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ ابو جہم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک منقش شامی چادر آپ ﷺ کو ہدیہ پیش کی۔ آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چادر ابو جہم کو واپس کر دو۔ اس کے نقش و نگار نے نماز میں خشوع سے باز رکھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابو جہم

کے پاس جو موٹی چادر غیر منقش ہے وہ لاکردو۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۵)

**فَائِدَة:** دوسری چادر آپ ﷺ نے اس وجہ سے منگوائی کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ حضرت ابو جہم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عمدہ اور خوشنما چادر آپ کو دی اور ان کے پاس موٹی غیر منقش چادر اور تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا لباس جس کی زینت اور خوش نمائی نماز میں خلل پیدا کرے کم از کم نماز کی حالت میں نہ پہنے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۲۸۰)

### چادر کو سر کے پاس رکھنا یا تکیہ بنانا

حضرت ابو ذر غفاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے سایہ میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے آرام فرما رہے تھے۔ (مسند حارث، سیرت جلد ۷ صفحہ ۲۷۹)

اسی طرح حضرت خباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کو کعبہ کے سارے میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے آرام فرماتے دیکھا۔ (مسند حمیدی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۲۷۹)

**فَائِدَة:** یعنی بجائے تکیہ کے آپ ﷺ چادر ہی سے ٹیک لگانے کا کام لئے ہوئے تھے، بوقت ضرورت چادر کو سر کے نیچے ڈال کر کام لے لینا چاہئے تکیہ کا انتظام واہتمام نہ کرنا چاہئے۔

### پیوند لگی چادر

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس گیا انہوں نے مجھے نبی پاک ﷺ کی ایک پیوند لگی چادر دکھائی۔ (بخاری، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

**فَائِدَة:** پیوند کو آج کل ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جہالت اور بڑے خوف کی بات ہے آپ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے پیوند لگے کپڑے استعمال کئے ہیں اور یہ سنت ہے۔

### زعفرانی رنگ کی چادر

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی چادر اور عمامہ کو زعفرانی رنگ میں دیکھا۔ (طبرانی، سیرت جلد ۷ صفحہ ۳۹۳)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے منقول ہے کہ آپ کی چادر کو زعفرانی رنگ میں رنگنے بھیج دیا جاتا۔

(مختصر انسانی، جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

**فَائِدَة:** مطلب ہلکا زعفرانی رنگ ہے۔ مردوں کو زعفرانی رنگ کی ممانعت ہے۔ رنگین کپڑے کے ضمن میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

### چادر پہننے کا ممنوع طریقہ

چادر اس طرح اوڑھنا کہ اس کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر ڈال دیئے جائیں ممنوع ہے۔

فَائِدَةٌ: یہ عام لوگوں کا طریقہ ہے، بہتر یہ ہے کہ اسلاف کے طریقہ پر دائیں طرف کو بائیں طرف کندھے پر ڈال دیا جائے۔ (مدارج)

### لنگی اور چادر کا حکم

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جو خطوط ملکوں کے ذمہ داروں کے پاس بھیجے ان میں آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ چادر اور ازار کا استعمال کرو۔ (فتح الباری)

### چادر انبیاء کی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے مروی ہے کہ چادر اوڑھنا سر پر کپڑا رکھنا انبیاء کی سنت ہے۔

(سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۵۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ چادر عربوں کا لباس ہے۔ چادر اوڑھنا ایمان کی نشانی ہے، آپ ﷺ چادر اوڑھتے تھے۔

### چادر کی مسنون لمبائی و چوڑائی

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک حضری چادر تھی جس کی لمبائی چار ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ ایک باشت تھی، ابن سعید سے عروہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بھی یہ مقدار نقل کی ہے۔ ابن ملقن نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک چادر تھی جس کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ تھی۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۸۳)

ابن قیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے زاد المعاد میں بیان کیا کہ آپ ﷺ کے پاس دھاری دار چادر کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ ایک باشت تھی۔ (جلد ۱ صفحہ ۵۱)

### آپ ﷺ کی چادروں کی تفصیل

آپ ﷺ چادر بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ آپ کے پاس سفید، سبز دھاری دار، لال و سیاہ زعفرانی و کالی اور منقش چادریں تھی۔ ایک چادر بالوں والی تھی۔ یعنی چادریں جو عموماً رنگین اور دھاری ہوتی تھیں ان کو بکثرت استعمال کیا ہے شامی اور مصری چادریں بھی استعمال میں رہی ہیں۔ (زاد المعاد، سیرت، مجمع الزوائد)

### ٹوپی

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔ حضرت رکانہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپی پر عمامہ کا فرق ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۷)



شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے مدارج النبوة میں لکھا ہے کہ عمامہ کے نیچے سر مبارک سے چمٹی ہوئی ٹوپی ہوتی تھی۔ یہ ٹوپی سر سے پست و پیوست تھی اور آپ ﷺ کی ٹوپی سفید تھی۔

آپ ﷺ نے تنہا بلا عمامہ کے بھی ٹوپی پہنی ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۶۵)

حضرت فرقد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا آپ کے سر مبارک پر سفید ٹوپی تھی۔ (ابن سکن، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۳۷)

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سفید گول ٹوپی پہنتے تھے۔

(طبرانی، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۳)

حضرت ابوشان رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کو دیکھا ان کے سر اور داڑھی دونوں سفید تھے اور ان کے سر پر گول ٹوپی تھی۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)

کبھی آپ ﷺ صرف ٹوپی پہنتے، کبھی ٹوپی اور اس پر عمامہ باندھ لیتے تھے، کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ صرف عمامہ ہوتا۔ (زاد المعاد صفحہ ۵۰)

آپ ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں۔ سفید مصری ٹوپی، سبز دھاری دار ٹوپی، اونچی بارڈر دار ٹوپی، جسے سفر میں استعمال فرماتے اور نماز میں سترہ کا کام لے لیتے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۳۸)

حضرت ابوبکثہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کی گول ٹوپی سر سے چسکی ہوتی تھی۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

فَائِدَةٌ: یعنی سر سے چسکی ہوئی ہوتی تھی انھی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔ (مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۱۲)

### سفر کی ٹوپی

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی سفری ٹوپی ذرا بڑی اور اونچی ہوتی تھی کہ آپ اس سے سفر میں سترہ کا کام بھی لے لیتے تھے۔ (بیہقی فی الشعب، جمع الوسائل صفحہ ۱۶۶)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس چمڑے کی ایسی ٹوپی بھی تھی جس میں سوراخ تھا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۳۸)

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں آپ کی ٹوپی کے لئے کلمہ کا لفظ آیا ہے اس کے معنی حاشیہ مطالب عالیہ میں گول ٹوپی لکھا ہے۔ لغت میں بھی اس کا اطلاق گول ٹوپی اور گول شے پر ہوتا ہے۔ سیرت خیر العباد میں کلمہ کا معنی سر سے ملی ہوئی انھی نہ ہوئی کے ہے۔ لہذا گول اور دوپٹی ٹوپی جو سر سے ملی ہوئی ہو اس میں شامل ہے۔

## سفید لباس مسنون ہے

حضرت ابو ذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو، یہ تمہارا بہترین لباس ہے اور ایسے ہی کپڑوں میں مردوں کو دفن کیا کرو۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، ابوداؤد صفحہ ۵۶۲)

حضرت سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو یہ زیادہ خوشگور اور پاکیزہ ہے اور اسی میں مردوں کی تدفین کرو۔ (شامل ترمذی صفحہ ۶)

## سفید کپڑے کی فضیلت

حضرت ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر لباس جس میں تم اللہ تعالیٰ سے قبروں یا مساجد میں ملاقات کرو گے وہ سفید ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید لباس اختیار کرو، یہی لباس زندوں کو بھی پہننا چاہئے، اسی میں مردوں کی تدفین کرو کیونکہ یہ بہترین کپڑا ہے۔ (شامل صفحہ ۶)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ سفید لباس تواضع اور فقدان کبر کی نشاندہی کرتا ہے۔ سفید رنگ فطرتی رنگ ہے۔ خدائے پاک نے ”فِطْرَةَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا“ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مساجد اور محافل اور ملاقاتوں کے سلسلے میں سفید کپڑا زیب تن کرنا افضل ہے، عیدین اور جمعہ کے لباس کا بھی سفید ہونا بہتر ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۲۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت نے جنت کو سفید بنایا ہے اور اسے سفید رنگ پسند ہے۔ (بزار، جمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۱)

## ازار اور تہبند

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے ایک پیوند لگی چادر اور موٹی تہبند دکھائی اور کہا کہ آنحضرت ﷺ کا وصال انہی دو کپڑوں میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ پیوند لگے کپڑے بھی پہن لیتے تھے اور موٹا ارزاں کپڑا استعمال فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے ازار کا استعمال کیا ہے اور یہ بے سلی لنگی ہوتی تھی۔

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اہل کتاب لنگی نہیں

باندھتے بلکہ پاجامہ پہنتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ ان کے خلاف کرو پاجامہ بھی پہنو اور لنگی بھی باندھو۔ حضور ﷺ کا معمول لنگی باندھنے اور چادر اوڑھنے کا تھا اور حضور اقدس ﷺ کی لنگی چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی لکھتے ہیں۔ (خصائل صفحہ ۹۵، زاد جلد ۱ صفحہ ۵۱)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لکھا ہے کہ یمن کی بنی موٹی لنگی آپ ﷺ استعمال کرتے تھے۔

### لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ

حضرت عکرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھا کہ تہبند کے اگلے حصہ کو زائد رکھتے اور پیچھے کا حصہ اونچا کر لیتے۔ میں نے پوچھا اس طرح کیوں باندھتے ہیں تو ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جواب دیا حضور ﷺ کو اسی طرح ازار باندھتے دیکھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

مدارج النبوة میں ہے کہ آپ ﷺ تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور پیچھے کو اونچا رکھتے تھے۔

### بزرگوں کے لباس کا تبرک

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی حدیث مذکور کی شرح میں ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے لباس کو بطور تبرک رکھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے اس چادر اور تہبند کو تبرک کا محفوظ رکھا تھا، ایک طیاسی جب بھی رکھا تھا۔ جس سے بیماروں کو پانی پلاتی تھیں۔ (مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۱)

### تہبند و لنگی کی مقدار مسنون

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ لنگی نصف پنڈلی تک پہنا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہی ہیئت میرے آقا حضور ﷺ کی لنگی کی تھی۔ (شَمَائِلُ صفحہ ۹)

حضرت عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پوچھا تم نے تہبند کے بارے میں حضور ﷺ سے کچھ سنا ہے کہ مؤمن کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مؤمن کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے، پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

فَاِنَّكَ لَا: یعنی ٹخنوں سے اوپر ہو تب بھی ٹھیک ہے اس سے معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی مقدار مشروع ہے۔ نصف ساق تک سنت ہے اور ٹخنوں تک جائز ہے۔ (زرقاتی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۹)

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا لنگی یا تہبند باندھنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ٹخنوں سے جو نیچے تہبند ہوگا وہ

جہنم میں ہوگا۔ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فخر کے مارے اپنے کپڑوں کو لٹکائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر نہیں فرمائیں گے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کا تہبند نصف پنڈلی تک یا پنڈلی تک یا پھر ٹخنہ سے اوپر ہو اور جو ٹخنہ سے نیچا ہو تو جہنم کے لائق ہے۔ (نسائی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند اس طرح باندھو جس طرح فرشتے باندھتے ہیں۔ پوچھا وہ کیسے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا نصف پنڈلی تک۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۲۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہبند نصف پنڈلی تک ہے تو یہ بات حضرات صحابہ پر شاق گزری پس آپ نے فرمایا ٹخنے تک، اور اس سے نیچے میں کوئی بھلائی نہیں۔

(ترغیب جلد ۲ صفحہ ۸۹)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیان بن ابی سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمر کو پکڑ کر فرمایا او سفیان اپنی تہبند کو مت لٹکاؤ۔ اللہ تعالیٰ لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل روایت میں ہے کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار میل کی مسافت سے آئے گی مگر خدا کی قسم پاجامہ لٹکا کر پہننے والے اس کی خوشبو نہ پائیں گے۔ (ترغیب صفحہ ۹۱)

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ٹخنے سے نیچے تہبند یا لنگی یا پاجامہ باندھنا درست نہیں۔ قیامت کے ہولناک منظر میں خداوند قدوس کی نگاہ کرم اس کی طرف نہ ہوگی۔ ہاں اگر کوئی شخص مجبور ہو اس کی کمر میں تہبند وغیرہ نہ رکھتا ہو اور نیچے آجاتا ہو تو وہ اس وعید سے خارج ہے۔ چنانچہ یہ وعید سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری تہبند نیچے آجاتی ہے آپ نے فرمایا تم متکبرین میں سے نہیں ہو۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۹۳)

ایک روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی لنگی ذرا اونچی رکھو یہ کپڑے کے لئے صفائی اور رب کے لئے پرہیزگاری کا باعث ہے۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لنگی، تہبند نیچے لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں کرتا۔ (آداب بیہی صفحہ ۲۵۲)

ایک توجہ

خیال رہے کہ جس طرح پاجامہ، لنگی، تہبند کے نیچے ہونے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح کرتے کے ٹخنے سے

نیچے ہونے کی بھی ممانعت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں جو آپ نے تہبند کے بارے میں فرمایا ہے وہی قمیص کے بارے میں بھی ہے۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۵۵)

### پاجامہ اور تہبند کہاں باندھے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ناف کے (ذرا) نیچے ازار تہبند باندھا کرتے تھے کہ ناف معلوم ہوتا تھا۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۶)

حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھا کہ ناف سے اوپر ازار باندھا کرتے تھے۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۶)

فَائِدَةٌ: یعنی ایسا باندھتے تھے کہ ناف چھپ جاتا تھا، حاصل یہ ہے کہ ناف کے قریب باندھنا چاہئے۔ نہ زیادہ اوپر اور نہ زیادہ نیچے، چنانچہ بعض ناف سے نیچے ۳/۴ انگشت کے فاصلہ سے باندھتے ہیں سو اس میں بے پردگی ہوتی ہے۔ یہ ستر عورت کی حد میں ہے۔ جن کا دیکھنا دکھانا باعث گناہ ہے۔

### نصف ساق تہبند سنت ملائکہ ہے

حضرت عمرو بن شعیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت اپنے دادا سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے حضور میں حضرات ملائکہ نصف پنڈلی تک تہبند باندھے رہتے ہیں۔ تم بھی اسی طرح باندھو۔

### ٹخنے سے نیچا ہونا منافق کی پہچان ہے

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا تہبند کا لٹکانا منافق کی پہچان ہے۔

(کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۸)

### انتباہ

خیال رہے کہ ٹخنوں سے نیچا تہبند، ازار، چادر لٹکانے کی وعید صرف مردوں کے حق میں ہے۔ عورتیں اس میں شامل نہیں۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو ٹخنے ڈھانکنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے جب ازار لٹکانے کی وعید سنی تو آپ ﷺ سے معلوم کیا کہ پھر عورتوں کا کیا حال رہے گا۔ آپ نے فرمایا اگر قدم کھل جائے تو وہ کپڑا نیچے لٹکالیں چنانچہ آپ نے قدم تک چھپانے کی اجازت دی۔ قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۷۴)

فَائِدَةٌ: آپ نے پیروں تک چھپانے کا حکم دیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پیر چادر وغیرہ سے نہ چھپ سکیں تو موزوں کا استعمال کرے تاکہ پیر کا اوپری حصہ اور اس کا رنگ و روپ بھی مستور رہے، حافظ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ مردوں سے عورتوں کو ایک بالشت زائد کپڑا رکھنا مستحب ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۱)

## سر پر کپڑا رکھنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے سر مبارک پر اکثر کپڑا رکھا کرتے تھے، اور یہ کپڑا چکنائٹ کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔ (شامل صفحہ ۹)

فائدہ: عمامہ کے نیچے کپڑا اس لئے رکھا کرتے تھے تاکہ تیل کی وجہ سے عمامہ خراب نہ ہو اور یہ کپڑا تیل کی کثرت استعمال کی وجہ سے چکنائٹ ہوتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت میں یہ شمار کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ کپڑا میلا نہ ہوتا تھا نہ حضور ﷺ کے کپڑوں میں جوں پڑتی تھی نہ کھٹل خون کو چوس سکتا تھا۔ (خصائل صفحہ ۱۰۰)

کبھی آپ ٹوپی اور عمامہ کے اوپر بھی رومال کے مانند کوئی کپڑا ڈال لیتے تھے۔ چنانچہ امام بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ”باب التفتيح“ میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ عموماً دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا تھا۔ چنانچہ حدیث ہجرت میں ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس دوپہر کو تشریف لائے اور سر کو کپڑے سے ڈھانکے ہوئے تھے۔ (زاو جلد ۱ صفحہ ۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ پر ایک مٹیا لے رنگ کا کپڑا تھا جسے آپ نے سر پر ڈال رکھا تھا۔ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ چادر کے ایک کونہ کو آپ سر پر ڈال لیتے تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۳)

تاہم آپ ٹوپی اور عمامہ کے علاوہ ایک کپڑا جسے رومال بھی کہا جا سکتا ہے بسا اوقات سر پر ڈال لیتے تھے تاکہ دھوپ وغیرہ میں کام آئے۔ یہی سنت متواتر اہل علم میں چلی آ رہی ہے کہ رومال وغیرہ سر پر رکھتے ہیں۔ (سیرۃ الشامی)

حضرت واثلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ دن کو سر ڈھانکنا سمجھداری کی بات ہے اور رات کو سر چھپانا شبہ میں ڈالنے والی ہے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۳)

یعنی اشتباہ میں ڈالنے والی بات ہے۔

گرمی اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے رومال یا کپڑا سر پر ڈال لینا سنت ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۳)

## پاجامہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک دن بازار گیا آپ ﷺ ایک کپڑا فروش کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اس سے آپ ﷺ نے چادر ہم میں ایک پاجامہ خریدا۔ بازار والوں کے پاس ترازو تھا جس سے وہ وزن کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا

تولا کرو تو ذرا جھکتا تولا کرو۔ تولنے والے نے کہا یہ ایسا کلام ہے کہ میں نے کسی سے نہیں سنا۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا ارے تیرے دین کی ہلاکت و بربادی کے لئے یہ کافی ہے، کیا نہیں پہچانتے یہ تیرے پیغمبر ہیں۔ پس اس نے ترازو چھوڑ دیا اور نبی پاک ﷺ کے دست مبارک کی طرف بوسہ دینے کے لئے جھپٹا آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا۔ یہ عجمیوں کے بادشاہوں کا طریقہ ہے، میں تمہاری ہی طرح کا آدمی ہوں، جھکتا تولا کرو کہا اور آپ ﷺ نے پاجامہ لے لیا۔ میں آگے بڑھا کہ پاجامہ لے لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا صاحب سامان اس کے اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے، ہاں مگر یہ کہ وہ ضعیف و کمزور ہو جو اس کے اٹھانے سے عاجز ہو تو مسلم بھائی کو اس کی مدد کرنی چاہئے۔ میں نے آپ سے پوچھا (چونکہ آپ لنگی باندھتے تھے) کیا آپ پاجامہ پہنتے ہیں جو آپ ﷺ نے خریدا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! رات میں بھی دن میں بھی، سفر میں بھی حضر میں بھی مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ قابل ستر میں کسی کو نہیں سمجھتا۔

(طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۲۵، آداب بیہمی صفحہ ۲۵۶)

حافظ نے فتح الباری میں بھی ابو یعلیٰ اور طبرانی کے حوالہ سے مختصر بیان کیا ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۳)

فَائِدَةٌ: اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

- ۱ بازار میں خرید و فروخت کے لئے جانا خلاف سنت نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔
- حضرات انبیاء اپنا سامان خریدنے کے لئے بازار جانا عیب نہیں سمجھتے تھے۔ اسی پر تو کفار نے اعتراض کیا تھا کہ یہ ریمسوں کی شان کے خلاف ہے۔
- ۲ جھکتا تولا بہتر اور باعث برکت ہے۔
- ۳ دست بوسی پسندیدہ شے نہیں، فرط محبت میں کبھی ہو جائے تو دوسری بات ہے۔
- ۴ کوئی دست بوسی کرے تو ہاتھ پیش کر کے عملاً ترغیب نہ دے بلکہ ہاتھ چھڑالے کہ اس میں تواضع ہے۔
- ۵ چھوٹوں کو چاہئے کہ بڑوں کی خدمت کے لئے خود پیش قدمی کریں نہ کہ ان کے ایماء و حکم کا انتظار کریں۔
- ۶ بڑوں کو چاہئے کہ حتی الامکان اپنا کام خود انجام دیں۔
- ۷ سامان والے کو اپنا بوجھ برداشت کرنا چاہئے۔
- ۸ کمزور رفق کی اعانت کرنی چاہئے۔
- ۹ بڑوں سے علمی سوال میں جھکنے نہیں چاہئے۔
- ۱۰ حسب موقع نصیحت و پند سے گریز نہ کرنا چاہئے۔

حضرت سوید بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ ہم منیٰ میں تھے۔ آپ ﷺ تشریف

لائے اور ہم سے پاجامہ خریدا۔ (آدابِ بیہمی صفحہ ۳۵۷)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا ہے اور حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ آپ کے حکم سے پاجامہ پہنتے تھے گو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پہننا ثابت نہ ہو مگر پہننے کے ارادہ سے خریدنا تو ثابت ہے۔

(زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۱۵۱)

البتہ یہ محقق ہے کہ حضور پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس پاجامہ موجود تھا۔ حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وصال کے بعد ترکہ میں بھی تھا۔ حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جس دن شہید کئے گئے اس دن پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ حافظ زین الدین عراقی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا ہے۔ (جمع صفحہ ۱۷۵)

علامہ سیوطی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا ہے۔ (حاوی جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

حافظ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

حضرت سوید بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی یہ روایت سنن اربعہ ترمذی، نسائی، ابوداؤد، دارمی اور مسند احمد میں ہے اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی یہ روایت ابن حبان، مسند ابویعلیٰ، طبرانی، دارقطنی، ابن عساکر میں ہے اور سیوطی نے الجامع الصغیر میں بھی نقل کیا ہے۔

### پاجامہ حضرت ابراہیم عَلَيْنَا السَّلَام کی سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سب سے پہلے جس نے پاجامہ پہنا وہ حضرت ابراہیم عَلَيْنَا السَّلَام تھے۔ اسی پاجامہ کی برکت سے وہ قیامت کے دن سب سے پہلے لباس پہنائے جائیں گے۔

(عمدة القاری جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

فَإِنَّهَا: کیا خوب، پاجامہ حضرت ابراہیم عَلَيْنَا السَّلَام کی سنت ہے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بھی پسند کیا ہے اور سنت ابراہیمی کی اتباع محمود اور امت سے مطلوب ہے۔ لہذا پاجامہ خلاف سنت قرار نہیں دیا جاسکتا ناواقفیت اور جہالت کی بنیاد پر پاجامہ کو خلاف سنت قرار دیا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ منیٰ کے میدان میں خریدنا کتب صحاح سے ثابت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پہننے ہی کے لئے تھا۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۱)

### پاجامہ پہننا مستحب ہے

علامہ عینی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پاجامہ پہننا مستحب قرار دیا ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

### پاجامہ حضرت موسیٰ عَلَيْنَا السَّلَام کی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جس دن حضرت موسیٰ عَلَيْنَا السَّلَام کو شرف گفتگو سے نوازا گیا۔ صوف کی چادر صوف کی ٹوپی اور صوف کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے اور



جو تاگدھے (کی دباغت شدہ کھال) سے بنا ہوا تھا۔ (عمدۃ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷)

### پاجامہ کا حکم

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا پاجامہ پہنو یہ تمہارے لباس میں زیادہ ستر کے لائق ہے اور عورتوں کو بھی پہناؤ جب وہ باہر نکلیں۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۷)

**فَإِنَّكَ لَا:** ستر کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ لنگی میں ذرا بے احتیاطی سے ستر کھل جاتا ہے بیٹھنے اور لیٹنے میں بے ستری کا اندیشہ رہتا ہے۔ خصوصاً سونے میں بے ستری زیادہ ہوتی ہے، پاجامہ میں یہ بات نہیں۔ صحت اور طب کے اعتبار سے بھی مفید ہے۔

### پاجامہ کا ہدیہ

بریدہ بن حصیب اسلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ شاہ حبشہ نجاشی نے حضور اقدس ﷺ کو ہدیہ میں قمیص، پاجامہ، موزہ اور چادر بھیجا تھا۔ (ابن حبان، جمع الوسائل صفحہ ۱۲۷)

**فَإِنَّكَ لَا:** جس وقت یہ ہدیہ بھیجا گیا تھا نجاشی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کا ہدیہ لیا اور استعمال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ موزہ کے استعمال کا ذکر شامل میں ہے۔

### عمامہ

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فتح مکہ میں جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (شائل صفحہ ۹)

حضرت عمر بن حریث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ وہ (خوش نما اور پروقار) منظر میرے سامنے ہے جب نبی پاک ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ سیاہ عمامہ آپ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ (شائل صفحہ ۹ مسلم شریف صفحہ ۲۲۰)

حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھو یہ حضرات ملائکہ کی خاص نشانی ہے اور اس کے کنارے کو پشت پر ڈال دو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۷)

### عمامہ حلم و بردباری کا باعث ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھا کرو، اس سے حلم و بردباری میں اضافہ ہوگا۔ (بزار، جمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۲)

حضرت ابو موسیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں جب حضرت جبرئیل عَلِيْهِ السَّلَامُ نازل ہوئے تو وہ سیاہ عمامہ میں تھے۔ (جمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے بدروحین میں ہماری اعانت ایسے ملائکہ سے کی جو عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ (طیاسی کنز صفحہ ۲۲۲)

### جمعہ کے دن عمامہ کی فضیلت

حضرت ابوورداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث ہے کہ اللہ پاک اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر دعاء رحمت کرتے ہیں۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۳)

### عمامہ تاج عرب ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ و حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عمامہ عربوں کا تاج ہے۔

### امت کا اکرام

حضرت خالد بن معدان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرسل روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت کا اکرام عمامہ کے ذریعہ کیا ہے۔

### عمامہ باعث وقار ہے

حضرت عمران بن حصین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ عمامہ مؤمن کا وقار ہے۔

(مختصر کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۲)

### سفر و حضر کا عمامہ

آپ ﷺ سفر میں سفید اور حضر میں عموماً سیاہ عمامہ باندھتے تھے۔ (مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۱۴)

### دوسروں کو عمامہ باندھنا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف کو عمامہ باندھا اور چار انگل کے برابر شملہ چھوڑ دیا۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۲۳۲)

### عمامہ اسلام کی خاص نشانی ہے

نبی اکرم ﷺ نے غدیر خم کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور عمامہ باندھا اور اس کا شملہ پیچھے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اس طرح عمامہ باندھو عمامہ خاص کر کے اسلام کی نشانی ہے۔ یہ مسلمان اور کافروں کے درمیان باعث امتیاز ہے۔ (شرح مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۱۰)

### عمامہ کا شملہ

آپ ﷺ عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ (اکثر دونوں شانوں کے درمیان) ضرور چھوڑ دیتے۔ حضرت

عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

حضرت عمر بن حریث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو منبر پر دیکھا آپ سیاہ عمامہ پہنے تھے اور اس کا کنارہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ (مسلم صفحہ ۴۴۰)

### شملہ کی مقدار

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ابن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو عمامہ باندھا چار انگل یا ایک بالشت کے برابر شملہ چھوڑ دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مجھے عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میرے کندھے پر ڈال دیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۱۲)

### عمامہ کے نیچے ٹوپی مسلمانوں کا شعار ہے

حضرت رکانہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

مسلمان عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور کفار بلا ٹوپی عمامہ باندھتے تھے، اسی فرق کو ظاہر کیا ہے آپ ﷺ نے، اسی عہد کا لحاظ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ٹوپی پر عمامہ باندھنے کی تاکید کی ہے۔

حضرت ثوبان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب صافہ باندھتے تو اس کا شملہ آگے یا پیچھے کی جانب چھوڑ دیتے۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۳)

فَائِدَةٌ: شملہ کے متعلق آپ ﷺ کی عادت طیبہ مختلف رہی ہے۔ (خصائل صفحہ ۹۳)

عمامہ کے کنارے کو ٹھوڑی کے نیچے بھی لاکر باندھا جاسکتا ہے اور یہ آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

(زاد المعاد، سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۴۴۲)

بہتر دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا ہے۔ (خصائل صفحہ ۹۳)

شملہ چھوڑنا مستحب ہے اس کا ترک مکروہ ہے، شملہ آگے یا دائیں جانب یا بائیں جانب یا پیچھے چھوڑنا بھی

منقول ہے، زیادہ پیچھے دونوں کندھوں کی جانب منقول ہے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۴۰)

### عمامہ کی لمبائی

آپ کے عمامہ کی لمبائی کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ دس ہاتھ تھی۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی

ایک روایت میں ہے کہ سفر و حضر کے صافہ کی لمبائی سات ہاتھ ہوتی تھی اور ایک ہاتھ چوڑائی ہوتی تھی۔

امام نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ ایک عمامہ کی لمبائی چھ ہاتھ تھی اور ایک دوسرے عمامہ کی جو بڑا

تھا بارہ ہاتھ لمبائی تھی۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۴، مناوی صفحہ ۱۷۰)

صاحب مدخل نے عمامہ کی مقدار سات ہی ہاتھ بتائی ہے۔ (خصائل صفحہ ۹۱، مجمع صفحہ ۱۶۸)

### عمامہ کا رنگ

آپ ﷺ نے سفید، سیاہ اور زرد رنگ کا صاف باندھا ہے۔ حضرت عمر بن حریث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے خطبہ دیا ہے۔ (مسلم شریف، شمائل صفحہ ۹)

### عید کے دن سیاہ عمامہ

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس سیاہ عمامہ تھا جسے آپ ﷺ عیدین میں استعمال فرماتے تھے اور اس کا شملہ پشت پر ڈال لیتے تھے۔ (حاوی، سیرت خیر العباد صفحہ ۴۳۰)

حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کا عمامہ سیاہ تھا۔ (حاوی)

### حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا سیاہ عمامہ استعمال کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ ﷺ نے خیبر کے معرکہ میں جب بھیجا تھا تو سیاہ عمامہ آپ نے باندھا تھا، اس کے شملہ کو پیچھے یا بائیں جانب چھوڑ دیا تھا۔ (حاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

حضرت ابو جعفر انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ شہادت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ ابوزین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔ رشدین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو میں نے سیاہ عمامہ میں دیکھا ہے۔ مسلمہ بن وردان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو میں نے بلا ٹوپی سیاہ عمامہ میں دیکھا ہے، حضرت عمار بن یاسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، سعید بن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت حسن بصری

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، ابوعبید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور اسود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ان حضرات سے سیاہ عمامہ باندھنا منقول ہے۔ (الحاوی جلد ۲ صفحہ ۷۸)

### سفید عمامہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا عمامہ سفید تھا۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۴)

### زرد عمامہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور آپ زرد قمیص، زرد چادر، زرد عمامہ میں ملبوس تھے۔ (ابن عساکر، حاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو دو زعفرانی رنگ کے کپڑوں چادر اور عمامہ میں دیکھا۔ (مستدرک حاکم، حاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے کپڑوں کو زعفرانی رنگ میں رنگا جاتا، قمیص، چادر، اور عمامہ۔ (طبقات بن سعد حاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کو یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرات ملائکہ جو بدر میں تشریف لائے تھے، ان کے عمامہ کا رنگ زرد تھا۔ حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بھی زرد عمامہ میں تھے۔ (ابن عساکر)

فَائِدَةٌ: ذخیرہ حدیث میں عمامہ کا رنگ تین قسم ملتا ہے۔ سیاہ، سفید، زرد، سبز عمامہ کی روایت نہیں ملی۔ وہ سبز عمامہ جو مائل بسیاہی ہو سیاہ میں داخل ہو جائے گا۔ اہل عرب کے یہاں سیاہ کا اطلاق جس طرح کالے پر ہوتا ہے اسی طرح اس سبزی پر جو مائل بسیاہی ہو اپنی گہرائی کی وجہ سے اسے بھی سیاہ کہہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ”مُدْهَامَتَان“ جنت کے باغوں کی صفت بیان کی گئی ہے ظاہر ہے کہ یہاں سبز پتیوں کی گہری سبزی جو دور سے سیاہ معلوم ہوتی ہے مراد ہے۔ اسی طرح سبز اور سیاہ کی آمیزش سے جو عمامہ تیار کیا جاتا ہے وہ بھی مائل بسیاہی ہونے کی وجہ سے سیاہ میں داخل ہے۔

### حاکم یا والی کو عمامہ باندھنا

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کسی کو کسی مقام کا والی اور گورنر بناتے تو آپ اس کے سر پر عمامہ باندھتے اور اس کے کنارے کو دائیں جانب کان کی طرف چھوڑ دیتے۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۳، سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۴۳۲)

### عمامہ باندھنے کا طریقہ

عمامہ کھڑے ہو کر اور پاجامہ بیٹھ کر پہننا چاہئے۔ (جمع الوسائل)

اس کے برخلاف عمامہ بیٹھ کر باندھنا اور پاجامہ کھڑے ہو کر پہننا نسیان اور فقر پیدا کرتا ہے۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۴)

عمامہ سنت ہے خاص کر نماز کے موقع پر۔ (مناوی صفحہ ۱۶۵)

یعنی نماز کے وقت خاص کر اہتمام محمود ہے۔

### سر پر کسی کپڑے کو بطور عمامہ لپیٹ لینا

آپ ﷺ عمامہ کے علاوہ (نہ ہونے پر) کپڑے کے ٹکڑے (ماندر و مال وغیرہ) بھی لپیٹ لیتے تھے۔

(عمدۃ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

صاحب سیرت الشامی نے بیان کیا ہے کہ اگر عمامہ نہ ہوتا تھا تو آپ کپڑے کے ٹکڑے کو سر اور پیشانی پر باندھ لیتے تھے۔ (جلد ۷ صفحہ ۴۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ رومال کو بھی سر پر باندھ لینا کندھے پر ڈال لینے سے بہتر ہے کہ مثل عمامہ کے باندھے۔

آپ کے عمامہ کا نام

آپ ﷺ کے عمامہ کا نام سحاب تھا۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۴)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی کپڑے کا نام رکھ کر اسے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ آپ کی عادت طیبہ چیزوں کے نام رکھنے کی تھی۔

### رنگین دھاری داری لباس

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۵، مسلم)

فَائِدَةٌ: یہ یمن کی بنی ہوئی چادریں ہوتی تھیں جن میں لال دھاریاں ہوتی تھیں۔ کسی میں نیلی، کسی میں ہری دھاریاں بنی ہوتی تھیں۔ خوشنما ہونے کی وجہ سے ان کو جبرء کہا جاتا تھا۔

حضرت ابو مرثدہ تمیمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ دو سبز کپڑوں میں ملبوس تھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ حالت مرض میں تھے۔ حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر ٹیک لگائے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ پر قطری کپڑا تھا جسے آپ نے پیٹ رکھا تھا اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ قطر ایک قسم کی چادر ہوتی تھی جو یمن سے آتی تھی۔ لال رنگ کے نقش ہوتے تھے اور موٹی ہوتی تھی۔ (جمع صفحہ ۱۱۲)

حضرت براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی سرخ جوڑے والے کو حضور ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (شمائل، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۰)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو سبز رنگ پسند تھا یا (فرمایا) رنگوں میں آپ ﷺ کو سبز رنگ پسند تھا۔ (جمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۲)

فَائِدَةٌ: سبز رنگ اہل جنت کا ہے۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۱۵)

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دو زرد کپڑوں میں ملبوس

دیکھا۔ (بزار جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ کا کپڑا اورس (خوشبو) سے رنگا تھا جسے آپ گھر میں بھی پہنتے تھے اور ازواج مطہرات کے پاس بھی جاتے تھے اور اس میں نماز بھی پڑھتے تھے۔ (سیرت صفحہ ۴۹۵)

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں بسا اوقات آپ اپنی چادر کو اور تہبند کو ورس اور زعفرانی رنگ میں رنگتے تھے اور زیب تن فرما کر باہر نکلتے تھے۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۹۴)

حضرت عروہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس سبز چادر تھی جسے وفود کی آمد پر استعمال فرماتے۔ (ابن سعد، سیرت جلد ۷ صفحہ ۴۹۰)

قبیلہ بنت مخرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ حضور والا پر دو پرانی لنگیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں لیکن ان پر زعفران کا کوئی اثر نہیں رہا تھا۔ (شامائل صفحہ ۶)

حضرت یعلیٰ بن امیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو میں نے سبز چادر میں طواف کرتے دیکھا ہے۔ جسے آپ اپنی بغل میں نکالے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ لال چادر عیدین و جمعہ میں زیب تن فرماتے۔ حضرت عبداللہ محارب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ بازار ذی المجاز میں آپ کو میں نے لال جبہ میں دیکھا۔

(سیرت صفحہ ۴۹۱)

فَائِدَةٌ: جن روایتوں میں سبز اور لال جوڑوں کا ذکر ہے وہاں مراد ان رنگوں کی دھاریاں ہیں۔ پورے کپڑے میں مراد نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے سرخ رنگ سے مردوں کو منع فرمایا ہے۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۱)

یعنی برود (چادریں) خالص ایک رنگ کی نہیں ہوتی تھیں ان میں ان رنگوں کی دھاریاں ہوتی تھیں۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۶)

### مردوں کے لئے سرخ رنگ کی ممانعت

حضرت عمران بن حصین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ خبردار لال رنگ مت استعمال کرو، یہ شیطان کا محبوب رنگ ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۳)

حضرت رافع بن یزید ثقفی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان لال رنگ پسند کرتا ہے۔ خبردار! تم اس سے پرہیز کرو اسی طرح شہرت والے کپڑے سے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۳)

حضرت حسن بصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرسل روایت ہے کہ لال رنگ شیطان کی زینت ہے۔

(کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۵)

حضرت براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے لال ریشمی جوڑے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ لال رنگ کو ناپسند فرماتے تھے۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۲۳)  
حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا گزر آپ ﷺ کے پاس سے ہوا، وہ دو لال کپڑوں میں ملبوس تھا، اس نے گزرتے ہوئے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

فَائِدَةٌ: چونکہ وہ ایک ناپسندیدہ لباس میں ملبوس تھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے میرے جسم پر سرخ لباس دیکھ کر فرمایا یہ کفار کا لباس ہے اسے نہ پہنو۔ (مسلم جلد ۲۱ صفحہ ۱۹۳)

حضرت عبداللہ بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس وقت میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس تھا آپ ﷺ نے فرمایا اسے کہاں سے لیا میں نے کہا میری بیوی نے اسے بنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے جلا دو۔ (مدارج النبوة جلد ۶ صفحہ ۲۸)

### کالا لباس

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے لئے سیاہ لباس بنایا گیا آپ نے اسے پہنا، جب پسینہ آیا تو آپ نے اس صوف (اون) کی بو محسوس کی چنانچہ آپ نے اسے اتار دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)  
فَائِدَةٌ: کالا لباس کالی چادر آپ ﷺ نے زیب تن فرمایا ہے۔ آپ کا اتارنا اون کی ناپسندیدہ بو کی وجہ سے تھا۔ حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی ایک جماعت نے کالا لباس استعمال کیا ہے، حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عبداللہ بن جریر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عمار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بھی منقول ہے۔ مگر آپ ﷺ نے کالا لباس بمعنی کالی چادر، کالا کبل استعمال کیا ہے۔ لباس میں صرف آپ کا عمامہ عموماً سیاہ ہوتا تھا باقی اور لباس نہیں۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۶۶)

عبداللہ بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ استقاء کے موقع پر آپ ﷺ سیاہ چادر زیب تن فرماتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۳)

### زررد عفرانی رنگ

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے کپڑے زرد رنگ میں رنگے جاتے تھے۔ (حاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵)



حضرت جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے آپ ﷺ کی چادر مبارک اور عمامہ کو زرد رنگ میں رنگا دیکھا ہے۔ (حاوی)

ابن سعد نے تین بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت نقل کی ہے کہ قمیص چادر اور آپ ﷺ کا عمامہ بعض ازواج کی طرف رنگے بھیجا جاتا۔ اسے زعفرانی رنگ سے رنگ دیا جاتا کیونکہ آپ ﷺ کو یہ پسند تھا۔

(سیرت الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۹۴)

زید بن اسلم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ کے سارے کپڑے زعفران سے رنگے جاتے تھے کہ عمامہ بھی۔ (سیرت الشامی صفحہ ۴۹۴)

فَائِدَةٌ: خیال رہے کہ مردوں کے لئے زعفرانی زرد رنگ ممنوع ہے۔ یہ روایتیں ابتدا اسلام کی ہیں جب کہ ممانعت نہیں تھی یا زعفرانی رنگ سے مراد ہلکا رنگ ہے یا دھونے کے بعد جو ہلکا سا رنگ باقی رہتا ہے وہ مراد ہے یا خوشبو کے لئے رنگا جاتا ہو پھر دھویا جاتا ہو۔ جس سے اس کی تیزی چلی جاتی ہو اور وجہ اس کی یہ ہو کہ میل کا اثر جلدی نہ ہو۔

### زعفرانی رنگ کی ممانعت

حضرت عمران بن حصین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں سرخ و زرد رنگ کو استعمال نہیں کرتا۔ (مختصر مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مردوں کو زعفرانی رنگ سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۹)

مدارج النبوة میں ہے کہ زرد اور زعفرانی رنگ کی جو روایتیں ہیں وہ منسوخ ہیں۔ یعنی ان پر عمل درست نہیں۔ امام ذہبی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ عمامہ (وغیرہ) کے زرد رنگ کی جو روایتیں ہیں وہ ممانعت سے قبل کی ہیں۔ (سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۴۴۱)



## نام و نمود، شہرت اور دکھاوے کے لباس کی وعید

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایسا کوئی لباس پہنے جس سے وہ دوسرے پر بڑائی ظاہر کرے اور یہ کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں تو خداوند قدوس اس کی طرف نگاہ نہیں فرماتا تا وقتیکہ وہ اسے اتار نہ دے۔ (طبرانی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۵)

### شہرت کا لباس جہنم کا باعث ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شہرت (نام و نمود اور دکھاوے) کے لئے کوئی کپڑا پہنے گا تو اللہ تعالیٰ اس کپڑے کو قیامت کے دن پہنائے گا اور جہنم کی آگ اس میں لگا دے گا۔ (رزین، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۶)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شہرت کے لئے دنیا میں کوئی لباس پہنے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا پھر اس میں جہنم کی آگ لگا دے گا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۶)

### لباس شہرت اعراض خداوندی کا باعث ہے

حضرت ابوذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شہرت کے لئے لباس پہنتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرما لیتے ہیں تا وقتیکہ اسے نکال نہ دے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۶)

**فَاتِنًا لَا:** لباس شہرت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اچھایا امتیازی لباس اس لئے پہنے تاکہ لوگوں میں اس کے لباس کا چرچا ہو۔ لوگ اس کے پاس لباس کی تعریف کریں سو یہ نیت درست نہیں۔ خدا کے نزدیک ذلت و رسوائی و ناراضگی کا باعث ہے۔ لباس میں نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ستر چھپانے کو دیا ہے اور یہ اس کی تعمیل ہے اور یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور نظافت و جمال کو پسند کرتا ہے اس لئے نظیف و جمیل لباس پہنتا ہوں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہو اس نے ہمیں اظہار نعمت کا حکم دیا ہے۔ یہ قصد و ارادے محمود اور باعث ثواب ہیں۔

### امت کے بدترین لوگ

حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! میری امت کے بدترین لوگ وہ

ہوں گے جو ناز و نعمت میں ہوں گے، رنگ برنگ کے کھانے اور رنگ برنگ کے کپڑے میں لگے رہیں گے اور بات خوب بنائیں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۵)

### باعث شہرت لباس کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس سے منع فرمایا ہے ایک جو خوبی کی وجہ سے مشہور ہو جائے۔ دوسرا جو بدنمائی کی وجہ سے مشہور ہو جائے۔ (طبرانی، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۸) **فَانِكَأَ:** یعنی ایسا گراں یا عمدہ و خوبصورت زینت والا ہو کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو جائے کیونکہ یہ عجب اور کبر کا باعث ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس کا عکس بھی مذموم ہے کہ بے عزتی و انگشت نمائی کا باعث ہے۔

### لباس کیسا ہو؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ لباس کیسا ہو؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا ہو کہ نہ تو بے وقوف لوگ اسے حقارت سے دیکھیں اور نہ شریف لوگ اسے معیوب سمجھیں اور فرمایا کہ پانچ سے لے کر بیس درہم کے درمیان کا ہو۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۸)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کپڑا فخر و مباہات کے لئے پہنتا ہے کہ لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف ہوں، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرماتا تا وقتیکہ اسے اتار نہ دے۔

(کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۲۹)

### حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے زمانے میں دیکھا ہے کہ ان کے کپڑوں پر کندھے کے درمیان تین تین پیوند ایک دوسرے پر لگے ہوئے تھے۔

(ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۳)

### سادگی نور قلب کی علامت ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا مینڈھے کی کھال کا ٹپکا لگائے آرہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص کو دیکھو اللہ رب العزت نے اس کے دل کو ایمان سے منور کر رکھا ہے میں نے اس کا وہ عہد دیکھا ہے جب یہ والدین کے پاس تھے نہایت ہی خوشگوار کھانے اور پہننے میں تھے۔ میں نے دیکھا کہ اس کے لئے ایک جوڑا دوسو میں خریدا گیا تھا۔ اسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے اس حال میں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی تنعم اور عیش کو ایمان پر قربان کر دیا اور فقر میں مست ہو گئے۔

جب تک پیوند نہ لگا لے نہ اتارے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے عائشہ اگر تو آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو دنیا کے لئے اتنا سامان کافی ہونا چاہئے جتنا مسافر ساتھ لے کر چلتا ہے۔ خبردار مالدار کی مجلس سے پرہیز کرو اور کسی کپڑے کو پرانا ناقابل استعمال اس وقت تک نہ بناؤ جب تک کہ تم اس میں پیوند نہ لگاؤ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی جب پرانا ہو کر پھٹنے لگے تو اسے الگ نہ کرے تا وقتیکہ پیوند نہ لگا لے۔ اس سے خرچ میں اعتدال پیدا ہوگا، پیوند لگے کپڑے کا استعمال سنت ہے اسے برایا حقیر سمجھنا بڑے خطرے کی بات ہے۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا پھر اس کے بعد بغیر پیوند لگائے کپڑے کو ترک نہیں کرتی تھیں۔ کثیر بن عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا ٹھہر جاؤ! میں اپنا پیوند سی لوں چنانچہ میں ٹھہر گیا اور کہا اے ام المؤمنین اگر میں باہر جاؤں اور لوگوں کو اطلاع دوں تو لوگ اس بات کو آپ کے بخل میں شمار کریں گے۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا جو تیرے جی میں آئے کر۔ اسے نئے کپڑے کی کوئی قدر نہیں جس نے پرانا کپڑا نہ پہنا ہو۔ (حیاء الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۸۴۱)

پیوند دار کپڑے سے خشوع

حضرت عمر بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پوچھا گیا اے امیر المؤمنین آپ اپنے کرتے پر پیوند کس لئے لگاتے ہیں آپ نے جواب دیا تاکہ دل میں خشوع پیدا ہو اور مؤمن اس کی اقتداء کرے۔ (کنز العمال، حیاء الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی پیوند دار کپڑے سے تواضع و مسکنت پیدا ہوگی اور اس سے قلب میں خشوع پیدا ہوگا۔

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا پیوند دار کپڑا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو امیر المؤمنین ہونے کی حالت میں دیکھا کہ ان کے کپڑے پر یکے بعد دیگرے تین پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایک موقع پر حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خلیفہ ہونے کی حالت میں خطبہ دے رہے تھے اور ان کے کپڑے پر بارہ پیوند لگے تھے۔ (مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۰)

فَإِنَّكَ لَا: سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جیسا جلیل القدر خلیفہ تو پیوند کو محبوب سمجھے اور خلافت کی حالت میں بھی معیوب نہ سمجھے اور ہم اس کے متبعین اسے بری و ذلت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اللہ کی پناہ!

## بلا حساب جنت میں داخلہ

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو کہ دھونے کے بعد دوسرا کپڑا پہننے کے لئے نہ ہو۔

(حاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۷۴)

## لباس میں تواضع اور سادگی کی فضیلت

حضرت ایاس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ سادگی لباس ایمان کی علامت ہے، سادگی لباس ایمان کی علامت ہے! (ابوداؤد، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

حدیث پاک میں بذاتہ کو ایمان فرمایا گیا ہے جس کے معنی زینت اور خوشنمائی کو ترک کرتے ہوئے کم درجہ کا لباس اختیار کرنا ہے۔ (منذری صفحہ ۱۰۸)

## کون بندہ اللہ کو محبوب ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے سادہ مزاج کو پسند کرتا ہے جسے کوئی پرواہ نہیں کہ اس نے کیا پہنا ہے۔ (بیہقی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

فَائِدَةٌ: یعنی اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ اس نے کیا کپڑا پہنا ہے۔ اچھا خوشنما ہے یا نہیں بلکہ محض ستر پوشی میں سنت اور شریعت کی رعایت کرتا ہے۔

## سادگی لباس انبیاء عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام صوف (موٹے اون کا ارزاں لباس) پسند کرتے تھے خود بکریوں کا دودھ نکال لیتے تھے۔ اور گدھوں کی سواری کیا کرتے تھے۔

(حاکم، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

فَائِدَةٌ: یعنی لباس بھی سادہ اور ارزاں استعمال کرتے تھے اور کام میں عیب نہیں سمجھتے تھے۔ معمولی کام بھی خود کر لیتے تھے، سواری میں بھی سادگی تھی۔

## پیوند لگی چادر و تہبند

حضرت ابو بردہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے پیوند نما چادر اور موٹی تہبند دکھائیں اور کہا کہ انہی دونوں کپڑوں میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۵۰)

فَائِدَةٌ: باوجود وسعت کے آپ نے سادگی کو اختیار کیا جو فضیلت کی بات ہے۔

## ارزاں و کم قیمت لباس

حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ صوف کی ایسی چادر اوڑھ لیتے تھے جس کی قیمت چھ یا سات درہم ہوتی تھی۔ (نبہتی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

## لباس کی مقدار کفاف

حضرت ثوبان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا، دنیا کی کیا مقدار کافی ہے؟ آپ نے فرمایا خوراک کی وہ مقدار جو بھوک روک دے، ستر چھپا دے، اگر گھر ہو تو سایہ کا انتظام ہو جائے اور اگر سواری بھی ہو تو کیا کہنا! (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۵)

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ دنیا ضرورت کی جگہ ہے، مقام عیش آخرت ہے، اتنی مقدار دنیا گزارنے کے لئے کافی ہے۔

## لباس میں تنعم اور ترف کو چھوڑنا مستحب ہے

حضرت ابن ادرع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا سادگی اختیار کرو، موٹا پہنو، تیر اندازی سیکھو، ننگے پیر چلو (کبھی) نیز انہی کی روایت ہے، تیر اندازی سیکھو موٹا پہنو ننگے پیر چلو۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۹)

مواہب میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں غلام ہوں ایسا ہی لباس پہنتا ہوں جو ایک غلام پہنتا ہے۔

(مواہب جلد ۵ صفحہ ۱۷)

## حیثیت کے باوجود سادہ لباس کی فضیلت

حضرت معاذ بن احسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص عمدہ لباس کو خدا کے لئے تو اضعاف چھوڑ دے باوجود یکہ اسے حیثیت ہے تو قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا اور اسے اختیار دیا جائے گا کہ وہ ایمان کے جس جوڑے کو چاہے اختیار کرے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۷)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے باوجود قدرت و استطاعت کے خوبصورت اور عمدہ لباس چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ شانہ اسے اکرام و اعزاز کا لباس پہنائے گا۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۷)

ایک صحابی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے خوبصورت و عمدہ لباس اللہ کے لئے چھوڑ دیا باوجود وسعت کے، اللہ تعالیٰ اسے عزت کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اپنے سے کمتر (مسکین، غریب، یتیم) سے شادی کرے گا اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ اسے بادشاہوں کا تاج پہنائے گا۔ (ابوداؤد)

**فائدہ:** یا تو مراد اس سے آخرت میں اعزاز و اکرام کا معاملہ کرنا ہے یا یہ کہ اس تو اضع کی وجہ سے وہ لوگوں کے

دلوں میں مکرم و معظم ہو جائے گا۔

سادگی لباس کبر سے براءت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صوف کا لباس کبر سے براءت

ہے۔ (مختصر ایبھی، ترفیہ جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

عمدہ لباس کی اجازت ہے جب کہ فخر کے لئے نہ ہو

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور

جمال کو پسند کرتا ہے اسے پسند ہے کہ اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھے۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

وسعت کے باوجود گھٹیا لباس کی ممانعت

حضرت زہیر بن ابی علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو بری

ہیئت بنائے ہوئے تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے! مختلف قسم

کے اموال، آپ نے فرمایا تو اس نعمت کا اثر ظاہر ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ بندے پر اپنے انعام کا اثر

دیکھے۔ (مطالب جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

اظہار نعمت کی اجازت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کسی بندے پر

انعام ظاہر کرتا ہے تو وہ نعمت کے ظہور کو بندے پر دیکھنا پسند کرتا ہے۔

حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص پھٹی حالت میں آیا آپ

نے اس سے پوچھا ارے تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! اللہ کا دیا ہوا سب ہے۔ اونٹ ہے،

گائے ہے بکری ہے، آپ نے فرمایا جس کے پاس مال ہو چاہئے کہ وہ اس کا اثر ظاہر کرے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۶)

اچھا لباس پہننا کبر کی علامت نہیں

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبر کا ذکر ہوا آپ نے اس کی

بڑی وعید بیان کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ پس قوم کے ایک شخص نے پوچھا خدا کی قسم

اے اللہ کے رسول! میں کپڑے صاف دھوتا ہوں اس کی سفیدی مجھے خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ (یعنی صاف شفاف

پہنتا ہوں) میں اپنے جوتے کے تسے اور کوڑے کی رسی کو بھی اچھا پسند کرتا ہوں۔ (تو کیا یہ کبر ہے؟) آپ نے

فرمایا کہ نہیں، کبر تو یہ ہے کہ حق کو ذلیل کرے۔ لوگوں کی تحقیر کرے۔ (مجمع صفحہ ۱۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا میں عمدہ جوڑے پہنتا ہوں۔ کیا یہ کبر کی علامت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! پھر پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ کھانا بناؤں اور سب کی دعوت کروں۔ کیا یہ کبر ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں کبر تو یہ ہے کہ تو حق کو بھول جائے اور لوگوں کی تحقیر کرے۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۶)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ عمدہ لباس کبر نہیں ہے اس کا تعلق لباس یا کسی شے کی عمدگی اور خوشنمائی سے نہیں ہے بلکہ دل سے ہے اگر اس سے دوسروں کی تحقیر و تذلیل ہے تو یہ مذموم ہے۔

### عمدہ لباس خلاف سنت نہیں

حضرت عبداللہ بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ستائیس اونٹوں کے بدلے ایک جوڑا خریدا اور پہنا البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ ایک وقتی اور عارضی چیز تھی ورنہ عام لباس میرے آقا کا نہایت معمولی ہوتا تھا۔ (خصائل صفحہ ۵۵)

### میلا گندہ لباس ناپسندیدہ ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا اس پر گندے کپڑے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ کچھ نہیں پاتا کہ اس سے اپنے کپڑے دھولے۔

(آداب بیہقی صفحہ ۲۳۶)

فَإِنَّكَ لَا: آپ نے زجر فرمایا کہ اس کے پاس اتنی بھی گنجائش نہیں کہ کپڑے صاف کر لے۔ کیونکہ گندہ پہننا اچھی بات نہیں ہے۔

### حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے بھی عمدہ لباس پہنا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ لوگوں میں عمدہ کپڑے زیب تن کرنے والے اور عمدہ خوشبو استعمال کرنے والے تھے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۸)

حضرت سلیم ابو عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر ایک چادر دیکھی جس کی قیمت سو درہم ہوتی تھی۔ (ابن سعد، حیاة الصحابہ جلد ۵ صفحہ ۸۳۹)

حضرت سعد بن ابراہیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یمنی چادر یا یمنی جوڑا پہنتے تھے جس کی قیمت پانچ سو یا چار سو درہم ہوتی تھی۔ (ابن سعد، حیاة جلد ۲ صفحہ ۸۳۰)

حضرت عثمان بن ابی سلیمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک کپڑا ایک ہزار درہم کا خریدا اور اسے پہنا۔ (حیاة الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۸۳۰)



### وفد کی آمد پر عمدہ کپڑا

حضرت جناب بن مکیث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس جب وفد آتا تو آپ اپنے اچھے کپڑے زیب تن فرماتے اور اپنے بڑے اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے۔ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا جس دن کندہ کا وفد آیا تھا کہ آپ یمنی جوڑے میں ملبوس تھے اور حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر بھی اسی قسم کا حلتہ تھا۔ (ابن سعد، حیاة الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۸۳۴)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ تقریبات کے موقع پر باہر سے معزز ترین لوگوں کی آمد پر عمدہ لباس زیب تن کرنا درست ہی نہیں بلکہ بہتر اور مسنون ہے۔

### نیا کپڑا جمعہ کے دن پہننا مسنون ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب آپ نیا کپڑا پہنتے تو اسے جمعہ کے دن پہنتے۔

(سیرت خیر العباد جلد ۷ صفحہ ۴۲۵)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو کپڑے تھے جسے آپ زیب تن فرماتے تھے جب آپ واپس آتے تو ہم اسے اسی طرح لپیٹ کر رکھ دیتے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۹)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا آپ پر ایک عمدہ دھاری دار چادر تھی۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جمعہ وعیدین میں لال یمنی چادر زیب تن فرماتے تھے۔ (سیرت النبی جلد ۷ صفحہ ۴۹۱)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا سنت ہے۔ اگر عمدہ کپڑا ایک ہو تو اسے جمعہ کے لئے استعمال کیا جائے پھر رکھ دیا جائے یہ بھی بہتر ہے۔

### جمعہ کے دن عمدہ لباس کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن ہو غسل کرے، عمدہ خوشبو لگائے، کپڑوں میں عمدہ کپڑا پہنے، پھر نماز کو جائے اور کسی کی گردن نہ پھاندے، پھر خطبہ سنے تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ بلکہ تین سے زائد کے گناہ معاف کر دے گا۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۴۹۸)

### عید کے دن عمدہ لباس

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک عمدہ دھاری دار لال چادر تھی جسے عیدین میں زیب تن فرماتے تھے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۰۱)

فَإِنَّكَ لَا: معلوم ہوا کہ کوئی عمدہ لباس جو جمعہ و عیدین کے موقع پر استعمال کرے رکھنا سنت ہے۔

کپڑا تہ کر کے رکھا جائے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ شیطان تمہارے کپڑے استعمال کرتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی کپڑا اتارے تو اسے چاہئے کہ اسے لپیٹ کر تہ لگا کر رکھے۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۸)

تصویر دار کپڑے کی ممانعت

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک چادر خریدی جس میں تصویر تھی۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروغے پر ہی کھڑے رہے، اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے آپ کی ناراضگی کو سمجھ لیا میں نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں اپنی غلطی پر۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ چادر کیسی ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے اسے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں آپ نے فرمایا اصحاب تصاویر کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں روح ڈالو۔ آپ نے فرمایا وہ گھر جس میں تصاویر ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ تصویر دار کپڑے یا چٹائی یا بستر کا استعمال خلاف شرع ہے آج کل تصویر دار اشیاء کے استعمال کی بڑی کثرت ہو گئی ہے، اور بلا جھجک اس کا استعمال کیا جاتا ہے اور مکانوں اور دکانوں کو مزین کیا جاتا ہے، بڑی ہلاکت و بربادی کی بات ہے۔ ذرا بھی شریعت کا لحاظ نہیں، وہ گھر، مکان اور دکان فرشتہ رحمت کی آمد سے محروم رہتے ہیں جہاں یہ بد بخت تصویریں ہوتی ہیں۔

ملائکہ رحمت کی آمد میں رکاوٹ

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا حضرات ملائکہ اس گھر میں نہیں آتے جہاں کوئی تصویر ہو۔ (طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضرت جبرئیل عَلَيْنَا السَّلَام نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں ہم نہیں آتے۔ (طحاوی صفحہ ۳۶۳)

عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے کے لباس سے مشابہت پر وعید

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں سے اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۷، ابوداؤد)

ایک روایت میں ہے کہ آپ کے قریب سے ایک عورت گزری جو کمان اٹھائے ہوئے تھی (جنگی بہادر کی طرح) تو آپ نے فرمایا لعنت ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی ہیں اور ان مردوں پر جو

عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کے مشابہ لباس اختیار کرنے والے ہیں اور ان عورتوں پر جو لباس میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی ہیں۔

(ابوداؤد، ک جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں اور جو عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی ہیں وہ ہم سے نہیں ہیں۔ (مسند احمد صفحہ ۲۲۳، کنز)

### دنیا اور آخرت کی لعنت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار شخصوں پر دنیا اور آخرت کی لعنت ہے اور فرشتوں کی ان پر آمین ہے (یعنی لعنت پر) ان میں سے ایک تو وہ ہے جسے خدا نے مرد بنایا اور وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور اپنے کو مثل عورت کے بناتا ہے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۵)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے یہ معلوم ہوا کہ مردوں کو کسی بھی طرح عورت کے مثل بننا قابل لعنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

۱ والدین کا نافرمان۔

۲ دیوث جو عورتوں کے اجانب سے مخالفت میں ڈھیلا ہو۔

۳ عورتوں کی طرح لباس اختیار کرنے والا ہو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۰۶)

فَإِنَّكَ لَا: ان تمام وعیدی روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو لباس عرف میں مردوں یا عورتوں کیلئے خاص ہے ایک دوسرے کو اس کا استعمال ناجائز اور حرام ہوگا۔ چنانچہ مردوں کو پرنٹ کرتا یا عورتوں کو مردوں کا سا پاجامہ پتلون اور پوشت پہننا درست نہیں، باعث لعنت ہے، عموماً جدید تعلیم یافتہ اور شہری عورتیں اس سے احتیاط نہیں کرتیں اور مردوں کی مشابہت میں فخر محسوس کرتی ہیں اور لعنت میں گرفتار ہوتی ہیں وہ بھی ایسی لعنت جو مقبول ہو اللہ تعالیٰ ہی بچائے۔

حضرت ابوملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو جو تیاں پہنتی تھی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کے رسول نے ایسی عورت پر لعنت بھیجی ہے جو مردوں کے طور کو اختیار کرے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۳)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کی طرح عورتوں کو جو تیاں پہننی چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کو کسی

بھی طور و طریقہ میں نہ لباس میں نہ لباس کے علاوہ دیگر اشیاء میں مردوں کے طور طریقہ کو اپنانا چاہئے کیوں کہ یہ خدا کے رسول کی جانب سے لعنت کی بات ہے۔ عورتوں کو سائیکل، موٹر کار وغیرہ چلانا درست نہیں ہے کیوں کہ یہ مردوں کے لئے زیبا ہے۔ افسوس کہ آج جدید ملعون تہذیب و فیشن میں آکر جہنم اور غضب خداوندی والے اعمال ہی میں لطف اور مزہ محسوس کیا جاتا ہے اور ترقی کی بات سمجھی جاتی ہے۔

### غیروں کے لباس کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے میرے اوپر دو زرد رنگ کے کپڑے دیکھے تو آپ نے فرمایا یہ کافروں کا لباس ہے ان کو مت پہنو۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا میں ان (کے رنگ) کو دھو دوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ جلا دو۔ (مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے کہا اے اللہ کے رسول مشرکین پاجامہ تو پہنتے ہیں مگر تہبند نہیں باندھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم پاجامہ بھی پہنو اور تہبند بھی باندھو، حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے کہا اے اللہ کے رسول! مشرکین خف تو باندھتے ہیں مگر نعل نہیں پہنتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم خف و نعل یعنی موزہ جو تا دونوں پہنو۔ جہاں تک جس قدر ہو سکے شیطان کے دوستوں کی مخالفت کرو۔

**فَإِنَّكَ لَا:** اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو غیروں سے طور و طریقہ رہن سہن وغیرہ میں ممتاز رہنا چاہئے۔

حضرت ابو کریمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو کوفہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ سنا کہ وہ کہہ رہے تھے اے لوگو! (سنو) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے خبردار! راہبوں (عیسائی عبادت گزاروں) کے لباس کی مخالفت کرو، جو راہبانہ طریقہ اختیار کرے گا اس سے مشابہت اختیار کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے جس کی مشابہت اختیار کرے گا اسی کے گروہ سے ہوگا۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ شخص اسی قوم میں شمار ہوگا۔ (ابوداؤد جلد ۳ صفحہ ۵۵۹)

**فَإِنَّكَ لَا:** ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ مراد اس سے لباس اور ظاہری امور میں مشابہت اختیار کرنا ہے۔ غیر قوم سے تشبہ اختیار کرنا سخت وعید کی بات ہے۔ اس کا شمار انہی دشمنان اسلام کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ! کتنی بڑی وعید ہے آج ہمارا معاشرہ کس قدر بگڑ گیا کہ ہم غیروں سے خلط اور ان

کے اطوار کو اختیار کرنا باعث ذلت نہیں سمجھتے ہیں۔

### تشبہ اور اس کا مفہوم

اپنی ہیئت اور وضع تبدیل کر کے دوسری قوم کی وضع اور ہیئت اختیار کرنے کا نام تشبہ ہے۔

کافروں کا معاشرہ اور تمدن اور لباس اختیار کرنا اور پردہ ان کی سیادت اور برتری کو تسلیم کرنا ہے۔ کیا یہ صریح ظلم نہیں کہ دعویٰ تو ہو ایمان کا، اسلام کا، اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا اور صورت، ہیئت اور وضع قطع اور لباس اس کے دشمنان کا۔ (العیاذ باللہ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو فکر ہوئی کہ عجمیوں کے اختلاط سے اسلامی امتیازات میں کوئی فرق نہ آجائے تو ایک طرف مسلمانوں کو تاکید کی کہ اغیار کے تشبہ سے شدید پرہیز کریں۔ دوسری جانب غیروں کے لئے فرمان جاری کئے کہ وہ اپنے امتیاز میں نمایاں رہیں۔ اہل اسلام کی وضع قطع اختیار نہ کریں۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارس میں مقیم مسلمانوں کو یہ فرمان بھیجا کہ مشرکین اور کافروں کے لباس سے دور رہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ جامع فرمان ان کی جانب سے بھیجا گیا۔ اما بعد، اے مسلمانو! ازار اور چادر کا استعمال کرو، جوتے پہنو، جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لباس کو لازم پکڑو۔ عجمیوں کے لباس ان کی وضع قطع اور ہیئت سے دور رہو۔ موٹے، کھر درے پرانے کپڑے پہنو (جو تو وضع کا لباس ہے) مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ آذر بائجان میں امیر لشکر عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان پہنچا۔ اے عتبہ بن فرقد تم سب کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو عیش پرستی سے اور کافروں کے لباس سے اور ان کی وضع قطع و ہیئت کے اختیار سے بچاؤ اور ریشم سے پرہیز کرو۔

معلوم ہوا کہ ہمیں کفار کے لباس اور اس کے وضع و ہیئت کے اختیار کرنے سے سخت گریز کرنا چاہئے کہ اس میں اپنے شعائر کی توقیر و تعظیم ہے۔ لہذا کوٹ پتلون، انگریزی قمیص اور اسی طرح نصاریٰ کے لباس کو بالکل ترک کر دینا چاہئے۔ دھوتی، ساڑھی، یہ بھی مشرکین کے مخصوص لباس ہیں ان کو تو ترک کرنا از حد ضروری ہے کیونکہ مخالفین اسلام کے مذہبی لباس ہیں۔ جن علاقوں میں ساڑھی لہنگا کا استعمال اہل اسلام میں رائج ہے وہاں اس کی اصلاح کی شدید ضرورت ہے افسوس کہ ہم ظالم اور مغضوب کے راستے کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ کفار، اعداء اسلام کا لباس ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک کہ کفار کا لباس مت پہنو اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے (حسرتا و احسرتا) خود اہل علم و اصلاح کو اس معاشرے کی اصلاح کا ذہن نہیں۔ اس میں کئی خرابیاں ہیں۔ ایک یہ کہ دشمنان اسلام کا مخصوص لباس ہے جس کا اختیار کرنا ناراضگی خدا کا باعث ہے۔ دوسرے اس میں بے پردگی

ہوتی ہے کہ پیٹھ اور پیٹ کھلا رہتا ہے ذرا ساڑھی کا آنچل ہٹ جائے تو گلا، سینہ، پیٹ کی نمائش ہو جائے۔ عورتوں میں دھوتی کا شیوع نہ ہو سکا مگر ساڑھی کا شیوع ہو گیا جس کی وجہ سے پیٹ اور پیٹھ کی اچھی نمائش ہو گئی۔ مسلمان عورتوں کا شرعی لباس کرتا پاجامہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو پاجامہ کی ترغیب دی ہے اور اس پر رحمت کی دعا فرمائی ہے۔

### پاجامہ پہننے والی عورت کے لئے دعائے رحمت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے پاس بارش کے دنوں میں بقیع غرقہ کے مقام پر بیٹھا تھا۔ گدھے پر سوار ایک عورت گزری جس پر بوجھ تھا ایک نشیبی زمین پر پہنچی جہاں گڑھا تھا تو گر پڑی آپ نے (یہ دیکھ کر) اپنا چہرہ پھیر لیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے تو آپ نے فرمایا اے اللہ! میری امت کی ان عورتوں کی جو پاجامہ پہنتی ہیں مغفرت فرما، اے لوگو! پاجامہ کا استعمال کرو یہ تمہارے کپڑوں میں زیادہ پردہ کی چیز ہے اور اپنی عورتوں کو جب وہ باہر نکلیں اس کے پہننے کی ترغیب دو، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی (بزار، آداب، بیہقی صفحہ ۳۷۸، مجمع، کنز) **فَاِنَّكَ لَا**: بڑی خوش نصیبی کی بات ہے جو پاجامہ پہنتی ہیں وہ دعائے رحمت کی مستحق ہوتی ہیں۔ نیز عورتوں کا پاجامہ پہننا رحمت الہی کا باعث ہے۔ اس میں ترغیب ہے کہ وہ پاجامہ کے علاوہ دوسرا لباس نہ پہنیں کہ اس میں ستر پوشی بھی ہے اور دعاء رحمت بھی۔ جن علاقوں کے اندر عورتوں میں پاجامہ پہننے کا معاشرہ اور ماحول ختم ہو گیا وہاں جو عورت پاجامہ ماحول کے خلاف پہنے گی اسے سوشیڈوں کا ثواب ملے گا۔ مٹی ہوئی ایک سنت اور مشروع امر کے زندہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ اور عمل عطا فرمائے۔ آمین۔

### عورتوں کا لباس مسنون

عورتوں کا لباس مسنون و مشروع یہ ہے کہ ان کے لئے موٹا لباس ہو جس سے بدن کا رنگ اور بال نہ نظر آئے اور ڈھیلا ڈھالا ہو چست نہ ہو اور بدن کی ہیئت کو نمایاں اور ظاہر کرنے والا نہ ہو اور نہ مردوں کے مشابہ ہو، نہ غیروں کے لباس کی نقل ہو کیونکہ تشبہ بالکفار سخت منع ہے۔

### عورتوں کے لئے باریک لباس کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور ان کے جسم پر باریک کپڑا تھا۔ آپ نے بے رخی برتی اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کا جسم ایسا نہ ہو کہ نظر آ جائے مگر یہ اور یہ، اور آپ ﷺ نے چہرے اور ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک حلد (جوڑا) اور شامی کپڑا آیا۔ جوڑا تو آپ ﷺ نے مجھے پہنا دیا اور وہ کپڑا (باریک) تھا۔ حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دے دیا، میں جوڑے میں ملبوس ہو کر گیا تو آپ نے حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہا کہ تم نے کپڑا کیا کیا۔ حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جواب دیا میں نے بیوی کو پہنا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے کہو کہ اس کے نیچے کوئی موٹا کپڑا لگالے تاکہ اس کا حجم و ہیئت لوگوں پر ظاہر نہ ہو۔ (مسند احمد، مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۶۴)

**فَإِنَّكَ لَا:** اگر کپڑا باریک ہو تو اس کے نیچے استر لگانا ضروری ہے تاکہ جسم ظاہر نہ ہو۔

### باریک دوپٹے کی ممانعت

حضرت علقمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنی والدہ سے نقل کیا ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس آئی وہ باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے اسے پھاڑ ڈالا اور اسے گاڑھا دبیز دوپٹہ پہنا دیا۔ (موطماک، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

حضرت دجیہ بن خلیفہ (کلبی) رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک قبلی کپڑا آیا (جو کہ باریک سفید ہوتا تھا) آپ نے وہ کپڑا مجھے دے دیا اور فرمایا اسے دو ٹکڑے کر لو۔ ایک کا خود قمیص بنا لو، دوسرا اپنی بیوی کو دے دو تاکہ اس کا خمار (دوپٹہ) بنا لے، چنانچہ وہ چلے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ وہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا لگالے تاکہ بدن نہ معلوم ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۶)

### چادروں کا دوپٹہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اولین مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب آیت کریمہ ”وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ“ کو نازل فرمایا تو ان عورتوں نے اپنی (موٹی) چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنا لئے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۰)

**فَإِنَّكَ لَا:** کس قدر جذبہ اطاعت و فرمانبرداری کی بات تھی کہ موٹی موٹی چادر کو پھاڑ کر دوپٹہ بنا لیا اور اس میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کیا۔ ایام جاہلیت میں دوپٹوں سے پردہ کا اہتمام نہیں تھا صرف سر پر اس کا استعمال رائج تھا۔ سینہ پر رکھنے کی عادت نہیں تھی، اس آیت کے بعد موٹی چادروں کے دوپٹہ سے سر و سینہ اور گلہ کو ڈھانک لیا۔

اوپر کی تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ باریک دوپٹہ جس سے بدن کا رنگ نمایاں ہو، بال کھال نظر آئے درست نہیں۔ افسوس آج کل ایسے باریک دوپٹے کا رواج ہو گیا ہے جس سے رنگ، کھال، جسم نمایاں طور پر معلوم ہوتا ہے جیسے باریک جار جٹ وغیرہ یا ایسا چکنا دوپٹہ ہوتا ہے جو سر پر رکتا ہی نہیں۔ شرم اور بے حیائی کی بات ہے۔ ایسا کپڑا موجب لعنت ہے دوپٹہ، دبیز اور موٹا ہو جس سے پردہ اور ستر پوشی حاصل ہو، فیشن اور انگریزی

تہذیب میں آکر جسم اور جمال کو ظاہر کرنا لعنت اور غضب خداوندی کا باعث ہے۔ اسلامی طرز و لباس کو چھوڑ کر غیروں کے طور و طریقہ کا اپنانا ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔ اسی وجہ سے آج ہم خدا کی نظروں سے گر گئے، اس لئے کہ ہم نے احکام شریعہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

### باریک لباس والی مثل ننگی کے ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوزخیوں کے دو گروہوں کو میں نے اب تک نہیں دیکھا (یعنی اس وقت تک ظہور نہیں ہوا بعد میں ایسی جماعت پیدا ہوگی) ایک جماعت ان لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے ان سے لوگوں کو ظلما ماریں گے۔ دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو (ظاہر میں تو) کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر ننگی ہوں گی، مردوں کو مائل کرنے والی اور ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر مانند اونٹ کے کوبانوں کے جھکتے ہوئے ہوں گے یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہو سکیں گی اور نہ ہی جنت کی بو پا سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے (یعنی پانچ سو میل کی مسافت سے) آجاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، مسلم صفحہ ۲۰۵)

اس حدیث میں دو پیشین گوئیوں میں سے دوسری پیشین گوئی ایسی عورتوں کے پائے جانے کے متعلق ہے جن کی یہ صفات ہوں گی۔

① کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی یا تو اس وجہ سے کہ کپڑا باریک ہوگا یا یہ کہ پورا بدن ڈھانکا نہ گیا ہوگا جیسے بلاؤز کہ اس سے پیٹ و پیٹھ کا حصہ کھلا رہتا ہے یا کھل جاتا ہے۔ اسی طرح فراق اور جائگہ بھی۔ یا اس وجہ سے کہ لباس اتنا چست و تنگ ہوگا کہ بدن کی پوری ہیئت نمایاں ہو رہی ہوگی۔

② حسن و خوبصورتی اور فیشن کی وجہ سے مردوں کو اپنی طرف دیکھنے کی اور حظ (مزہ) لینے کی دعوت دیں گی۔

③ خود وہ بھی مردوں کے قریب جائیں گی ان کی طرف خواہش سے متوجہ ہوں گی۔ یعنی مائل کریں گی بھی اور مائل ہوں گی بھی۔

④ ان کے سر بختی اونٹوں کی کوبان کی طرح ہوں گے یعنی سر پر بالوں کو فیشن سے اونچا کریں گے جس سے سر اونچا اور خوبصورت ہو جائے گا۔

⑤ سر ہلا ہلا کر یعنی فیشن کی نمائش کرتی ہوئی مٹکتی ہوئی چال بناتی ہوئی چلیں گی۔ ایسی عورتیں جنت تو دور کی بات ہے اس کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔ چنانچہ ایسی عورتیں آج کل کے دور میں پائی جا رہی ہیں جن میں یہ علامتیں منطبق ہو رہی ہیں۔

اللہ کی پناہ کس قدر خسارے اور ہلاکت و بربادی کی باتیں ہیں جس فیشن پر ناز ہو رہا ہے۔ باریک دوپٹہ اور



کپڑوں کو فیشن میں آ کر اختیار کیا جا رہا ہے، پیٹھ و پیٹ، سینے اور پنڈلیوں وغیرہ کو دکھلا کر مردوں کو لبھایا جا رہا ہے گویا کہ زنا کی دعوت دی جا رہی ہے کل جب دوسری آنکھ کھلے گی اس وقت پتہ چلے گا کہ کتنے مزے کی بات تھی۔ جب جہنم کی آگ ان کے جسموں کو جلانے لگی، ان کے جسم میں آگ لگے گی تب احساس ہوگا۔ مگر افسوس کہ اس وقت افسوس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اے اسلام کا نام لینے والی عورتو! ایسا جہنمی لباس جو ایک گھڑی کے لئے مزہ پیدا کرے اور برسہا برس آگ میں دھونکے اور جلانے کوئی سی خوبی کی بات ہے؟ اسلامی لباس اختیار کرو کپڑا خواہ کتنا ہی عمدہ ہو مگر باریک نہ ہو، ایسا لباس اختیار کرو جس سے پورا بدن ڈھکتا ہو۔ ساڑھی، بلاؤز، فرائ، کشادہ گردن والے کرتے، چھوٹی آستین والے جمپر سے توبہ کرو! دنیا میں بھی راحت ملے گی اور آخرت میں مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی چین و سکون ملے گا۔ ہاں زیب و زینت شوہر کے لئے ہو، اسی طرح اچھا سے اچھا کپڑا منع نہیں اسے پہن سکتی ہو۔

### ریشمی لباس کی حرمت

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ریشمی لباس مت پہنو، جو اسے دنیا میں پہنے گا آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا دائیں ہاتھ میں ریشمی کپڑا اور بائیں ہاتھ میں سونا لئے فرما رہے تھے یہ دونوں حرام ہیں ہماری امت کے مردوں پر۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، جلد ۳ صفحہ ۹۶)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب میری امت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی یعنی اس کا ارتکاب کرنے لگے گی تو ان پر ہلاکت و بربادی آ جائے گی۔

① جب ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں۔

② شراب پینے لگ جائیں۔

③ ریشمی لباس استعمال کرنے لگیں۔

④ گانے والی بانڈیاں اختیار کی جانے لگیں۔

⑤ مرد اور عورت اپنے آپ کو کافی سمجھنے لگیں یعنی شادی کی ضرورت نہ سمجھیں۔

### مخلوط ریشمی لباس کی اجازت

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے گھٹے ہوئے ریشمی کپڑے سے (یعنی جس میں ریشم کی مقدار زائد ہو) بہر حال علم اور ریشمی آنے سے تو آپ ﷺ نے کوئی

حرج نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

فَائِدَةٌ: علم، یعنی تین یا چار انگلی کے برابر جو ریشم کنارے میں لگایا جاتا ہے، اسی طرح جس کپڑے میں تانا تو ریشم اور بانا ریشم کے علاوہ کا ہو، ایسے کپڑوں کا استعمال مردوں کے لئے جائز ہے۔ (مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

حضرت ابو جہاء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تشریف لائے اور ان پر ریشمی کناروں والی چادر تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل جلالہ وعم نوالہ جس پر انعام فرمائے (یعنی مال عطا فرمائے) تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر اس نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

وہب بن کیسان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص، ابو ہریرہ، عامر بن عبد اللہ، انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو دیکھا کہ وہ خز کا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ خز ریشم اور غیر ریشم سے مخلوط کپڑا ہوتا تھا۔

(طحاوی جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

### چند فقہی مسائل

مَسْئَلَةٌ: مردوں کے لئے ستر عورت کی مقدار، یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کوئی کپڑا پہننا اور بدن کا چھپانا فرض ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اس مقدار تک کپڑا پہننا جس کی وجہ سے سردی اور گرمی سے حفاظت اور اس کے نقصان سے بچ سکے واجب ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اظہار نعمت اور ادائے شکر کے لئے عمدہ لباس مستحسن ہے۔

مَسْئَلَةٌ: بڑائی جتانے کے لئے، لوگوں میں برتری و فوقیت ظاہر کرنے کے لئے، شہرت و دکھاوے کی نیت سے عمدہ لباس پہننا درست نہیں۔

مَسْئَلَةٌ: خوش حال لوگوں کے لئے جن کو عمدہ لباس کی قدرت ہو، سادہ و متواضعانہ لباس پہننا مستحب و باعث ثواب ہے۔

مَسْئَلَةٌ: ہاف پینٹ، جانگھیہ، اسی طرح ہر وہ لباس جس سے گھٹنے کھلے رہتے ہوں بالغ اور مراہق کے لئے ناجائز اور گناہ کی بات ہے۔

مَسْئَلَةٌ: ٹائی لگانا درست نہیں، یہ صلیب کی علامت و یادگار ہے جو عقیدہ اسلام کے خلاف ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ عَلَيْنَا السَّلَام کو سولی پر لٹکانے کی طرف اشارہ ہے۔

مَسْئَلَةٌ: مردوں کو ٹخنوں سے نیچا کرتا، لنگی، پاجامہ غرض کہ جو بھی لباس ہو مکروہ ہے۔

مَسْئَلَةٌ: دھوتی پہننا درست نہیں۔

- مَسْئَلَةٌ:** پینٹ، بوٹرت، کالر دار قمیص پہننا مکروہ ہے، ہاف قمیص ہو تو اس سے نماز میں الگ کراہت آئے گی۔
- مَسْئَلَةٌ:** عورتوں کو ساڑھی، لہنگا پہننا مکروہ ہے۔ یہ غیروں کا لباس ہے اور بے پردگی کا باعث ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** بلاؤز پہننا ناجائز ہے۔ اس کی وضع ہی بانہوں، پیٹھ اور پیٹ کی نمائش کے لئے ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نمائش شوہر کے غیر کے لئے حرام ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** ہر وہ لباس جو کفار اور فساق و فجار کے درمیان رائج ہو اس کا استعمال بے ستری نہ ہو تو خلاف اولیٰ ہے اور اگر بے ستری ہو تو ناجائز ہے جیسے مردوں کے لئے ہاف پینٹ۔
- مَسْئَلَةٌ:** پرنٹ اور گہرے رنگ کے کپڑے اسی طرح وہ کپڑے جو ماحول و عرف میں عورتوں کے درمیان جاری اور رائج ہوں مردوں کے لئے درست نہیں۔ لیکن اگر سرخ سبز دھاریاں ہوں تو مردوں کو درست ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** عورتوں کو باریک کپڑا جس سے بال، کھال اور اس کی رنگت نظر آئے حرام ہے۔ حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** عورتوں کو ایسا چست لباس پہننا جس سے بدن و کمر وغیرہ کی ہیئت نمایاں ہو درست نہیں ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** عورتوں کو ایسا جمپرو کرتا پہننا جس کی آستینیں چھوٹی ہوں، جیسا کہ آج کل بکثرت رائج ہے درست نہیں ہے کیونکہ اس سے بے پردگی اور نماز نہ ہونے کا بھی احتمال رہتا ہے البتہ بے پردگی نہ ہونے اور نماز کے نہ پڑھنے کی صورت میں کوئی قباحت نہیں۔
- مَسْئَلَةٌ:** اب تو بعض کرتوں اور جمپرو کی آستین صرف چار پانچ انگل ہوتی ہیں۔ بڑے گناہ کی بات ہے شوہر کے غیر کا نظر پڑنا دیکھنا دکھانا حرام ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** جمپرو اور کرتے کے آگے کا گلا اتنا بڑا رکھنا کہ سینے کی نمائش ہو، ناجائز ہے۔ اسی طرح پیچھے بھی بڑا رکھنا درست نہیں۔ گودو پٹہ سے پردہ ہو جاتا ہے مگر پھر بھی گھر میں اس کا اہتمام نہیں ہو پاتا اور جس سے پردہ ہوتا ہے اس سے ذرا بے احتیاطی میں بے پردگی ہوتی ہے۔ گلے کے بڑے رکھنے کا مقصد ہی نمائش ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** قریب البلوغ لڑکیوں کو دوپٹہ کا استعمال واجب ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** عورتوں کو پتلون اور شرٹ پہننا حرام ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** چست برقع اور جس سے پردے کے بجائے اظہار زینت و نمائش ہوتی ہو درست نہیں ہے۔ اس سے مقصد پردہ نہیں جسم اور کپڑے کی نمائش ہے۔
- مَسْئَلَةٌ:** جمعہ و عیدین اور اہم تقریبات اور مہمانوں کی آمد پر عمدہ لباس پہننا اولیٰ ہے۔

## نئے لباس پہننے پر پرانے کو صدقہ کرنے کی فضیلت

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ دعا پڑھی۔ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي“ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے تو وہ خداوند قدوس کی حفاظت اور اس کے پردے میں محفوظ ہو جاتا ہے خواہ زندہ رہے یا انتقال ہو جائے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷) **فَائِدَةٌ**: یعنی اس پرانے کپڑے کو صدقہ کر دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت و نگہبانی میں آ جاتا ہے کتنی بڑی فضیلت کی بات ہے۔

## کسی کو کپڑا پہنانے کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا مگر یہ کہ وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا جب تک کہ اس کے پاس اس کا چیتھڑا بھی باقی ہو۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۷، شعب الایمان صفحہ ۱۸۲)

## کپڑا پہنانے والے کو جنت کا سبز لباس

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مسلمان ضرورت مند کو کپڑا پہنایا خدائے پاک اسے جنت کا سبز لباس پہنائیں گے۔ جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا خدا اسے جنت کی خالص شراب پلائیں گے۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۷)

## کپڑا پہنانا افضل الاعمال ہے

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کسی مؤمن کو خوش کرنا یہ ہے کہ تم اسے کپڑا پہنا دو یا بھوک کی حالت میں کھانا کھلا دو یا اس کی ضرورت پوری کر دو۔ یہ افضل الاعمال ہیں۔ (ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۱۷)



## دعاؤں کا بیان

جب نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے

حضرت معاذ بن انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا

پڑھے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ كَسَانِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ“

ترجمہ: ”تمام تعریف اس ذات گرامی کی جس نے ہمیں یہ پہنایا اور بلا میری قوت و طاقت کے نوازا۔“

تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ترغیب صفحہ ۱۰۹۳، ابن سنی صفحہ ۲۳۹)

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جب نیا لباس زیب تن فرماتے تو اس کا

نام لیتے مثلاً کرتا یا تہبند یا عمامہ پھر یہ دعا پڑھتے:

”اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ“

ترجمہ: ”اے اللہ تیرے ہی واسطے تعریف ہے آپ نے ہمیں پہنایا، ہم آپ سے سوال کرتے ہیں اس کی بھلائی کا اور جس کے لئے بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا اور ہم پناہ مانگتے ہیں اس کی برائی سے

اور اس چیز کی برائی سے جس کے لئے بنایا گیا ہے۔“ (ترمذی، ابوداؤد، ابن سنی، آداب بیہقی صفحہ ۳۶۲)

نام لینے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ کہے اللہ تعالیٰ نے یہ قمیص دی یا یہ کرتا دیا۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۵)

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے تین درہم کا ایک کپڑا خریدا اسے پہنا اور یہ دعا پڑھی:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيشِ مَا اتَّجَمَلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي“

ترجمہ: ”تعریف اس اللہ کی جس نے عمدہ لباس ہمیں بخشا جس سے لوگوں میں آراستگی حاصل کرتا

ہوں اور اس سے ستر پوشی کرتا ہوں۔“

پھر کہا کہ میں نے یہ دعا آپ ﷺ سے سنی ہے۔ (مکلوۃ صفحہ ۳۷۷)

حضرت سالم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے والد (ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا) سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر ایک کپڑا دیکھا تو فرمایا دھلا ہوا ہے یا نیا؟ انہوں نے کہا دھلا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ دعا دی:

”الْبَسُ جَدِيدًا عِشْ حَمِيدًا مِتْ شَهِيدًا“  
 تَرْجَمًا: ”نیا کپڑا پہنو، خوشگوار زندگی نصیب ہو، شہادت کی موت ہو۔“

(ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱، ابن سنی صفحہ ۲۳۶)

حضرت ام خالد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کپڑے لے کر تشریف لائے جس میں کالی دھاری کا یا نقش کا ایک عمدہ چھوٹا کپڑا بھی تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا اپنے دست مبارک سے پہنایا اور یہ دعا دی:

”أَبْلِيْ أَخْلَقِيْ“

تَرْجَمًا: ”اے پرانا کرو، پرانا کرو۔“

یعنی اتنے دن استعمال کرو کہ بوسیدہ ہو جائے۔ (بخاری، ابن سنی صفحہ ۲۳۸)

دھونے کے لئے یا سونے کے لئے جب کپڑے اتارے

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنات کی آنکھوں اور انسان کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب مسلمان کپڑا اتارنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:

”بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ“

تَرْجَمًا: ”اس اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ (ابن سنی صفحہ ۲۳۰)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک دوسری روایت میں صرف بسم اللہ ہے۔ (ابن سنی صفحہ ۲۳۰، اذکار صفحہ ۱۸)

(تمت بعونہ وتوفيقہ)



# آيَاتِ حَافِظَاتِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَا يُؤَدُّهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ  
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۝ وَلَا تَصْرُوهَ شَيْئًا ۝ إِنَّ رَبِّي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
حَفِيفٌ ۝ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ لَهُ مَعْقَبَاتٌ  
مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهِ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا  
الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۝  
وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۝ وَكُنَّا لَهُمْ حَفِيفِينَ ۝ وَحَفِظْنَا مِنْ كُلِّ  
شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝ وَحَفِظْنَا ذَلِكَ تَقْدِيرَ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ  
شَيْءٍ حَفِيفٌ ۝ اللَّهُ حَفِيفٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ  
حَفِيفٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝  
إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝ إِنَّهُ هُوَ  
يُبْدِي وَيُعِيدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝ فَعَالٌ لِّمَا  
يُرِيدُ ۝ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا  
فِي تَكْذِيبٍ ۝ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝

فِي نَوْحٍ مَّحْفُوظٍ

جدید نظرانی ایڈیشن

محبوبِ خدا صلی علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں

اُسوہٗ حَسَنَہ

المعروف

# شَمَائِلُ كُبْرَى

جِلْدِ دَوِّم

سونے، بیدار ہونے، انگوٹھی، واڑھی، لب ناخن عصا وغیرہ

۱۴ رمضان پر مشتمل ہے

مؤلف

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی

استاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور

پسند فرمودہ

حضرت مفتی نظام الدین سامرنی رحمہ اللہ

استاذ عربیہ جامعہ العلوم اسلامیہ عتدرہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی



# جَامِعُ دُعَا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور، دعائیں تو آپ نے بہت سی بتادی ہیں اور ساری یاد رہتی نہیں، کوئی ایسی مختصر دعا بتا دیجیے جو سب اُغاؤں کو شامل ہو جائے۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا بتعلیم فرمائی۔ (ترمذی)

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلْنَاكَ  
مِنْهُ نَبِيَّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ  
نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ  
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

## فہرست مضامین

۲۴۴	..... سونے میں خرائے لینا	۲۱۷	..... عرض مؤلف
۲۴۴	..... چت سونا	۲۱۹	..... مقدمہ
۲۴۴	..... ایک پیر پر دوسرے پیر کو رکھ کر سونے کی ممانعت	۲۲۷	..... سونے کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
۲۴۴	..... پیٹ کے بل سونا خلاف سنت ناپسندیدہ ہے	۲۲۷	..... سونے سے قبل وضو کرنا مسنون ہے
۲۴۴	..... پیٹ کے بل سونا دوزخی کا سونا ہے	۲۲۷	..... با وضو سونے کا حکم
۲۴۴	..... سونے کی چار حالتیں ہیں	۲۲۷	..... با وضو سونے والا شہادت کا ثواب پائے گا
۲۴۴	..... لوگوں کے بیچ یا راستہ پر سونا ممنوع ہے	۲۲۸	..... با وضو سونے پر فرشتہ کی دعاء
۲۴۵	..... جنابت کے بعد کس طرح سونے	۲۲۸	..... با وضو سونے والا روزہ دار شب گزار کی طرح ہے
۲۴۵	..... رات میں پاخانہ سے فراغت کے بعد کس طرح سونے	۲۲۸	..... با وضو کا حشر
۲۴۵	..... رات میں پیشاب کرنا	۲۲۸	..... با وضو کی روح عرش پر سجدہ ریز
۲۴۶	..... مکان میں تنہا سونا منع ہے	۲۲۸	..... با وضو سونے کے فوائد
۲۴۶	..... بلا منڈیر کی چھت پر سونا منع ہے	۲۲۹	..... سونے سے قبل مسواک کرنا مسنون ہے
۲۴۶	..... ہر خطرہ کی جگہ سونا منع ہے	۲۲۹	..... سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا
۲۴۶	..... آلودہ ہاتھ بلا وضو سونا منع ہے	۲۲۹	..... آپ ﷺ کا مسواک سر ہانے ہوتا
۲۴۷	..... جس گھر میں چراغ جتی کا انتظام نہ ہو اس میں سونا	۲۳۰	..... سونے سے قبل چراغ روشنی وغیرہ گل کرنا
۲۴۷	..... کھانے کے بعد مصلیٰ نماز بہتر ہے	۲۳۰	..... سونے سے قبل چند کام انجام دینے کا حکم
۲۴۸	..... خلاف سنت (ممنوع) سونے کے اوقات	۲۳۰	..... رات میں دروازہ بند نہ کرنے پر شیطان
۲۴۸	..... عصر کے بعد سونا	۲۳۱	..... سونے سے قبل کنگھی کرنا
۲۴۸	..... صبح تک سونا تنگی رزق کا باعث ہے	۲۳۱	..... سونے سے قبل سرمہ لگانا
۲۴۹	..... صبح تک سونے سے شیطان کا پیشاب کان میں	۲۳۱	..... سونے سے قبل بستر جھاڑ لینا
۲۴۹	..... زیادہ سونا فقر قیامت کا باعث	۲۳۱	..... دوبارہ بستر پر جائے تو پھر جھاڑ لے
۲۴۹	..... مغرب کے بعد سونا منع ہے	۲۳۲	..... سونے کی مسنون ہیئت
۲۴۰	..... سونے کا تہ بند لگ رکھنا، اور کپڑے اتار کر سونا	۲۳۲	..... دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار پر رکھنا
۲۴۰	..... عشاء کے بعد مصلیٰ سونا مسنون ہے	۲۳۲	..... تکیہ سنت ہے
۲۴۱	..... عشاء کے بعد شعر و شاعری پر وعید	۲۳۳	..... چیزے کا تکیہ سنت ہے

۲۵۳	بوریا پر سونا.....	۲۳۱	حضرت عمر فاروق <small>رضی اللہ تعالیٰ عنہ</small> کی تاکید
۲۵۳	نرم بستر سے انکار.....	۲۳۲	عشاء کے بعد دینی گفتگو کی اجازت
۲۵۳	گدا پسند نہیں.....	۲۳۲	عشاء کے بعد اہل و عیال سے گفتگو
۲۵۳	نرم بستر کی درخواست مسترد.....	۲۳۳	سونے سے قبل پانی کا انتظام رکھنا مسنون ہے
۲۵۵	زائد بستر کی ممانعت.....	۲۳۳	سونے سے قبل پینے کا پانی رکھنا مسنون ہے
۲۵۵	آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے بستر مبارک کی تعداد.....	۲۳۴	بیدار ہونے کے بعد اولاً پاخانہ پیشاب سے فارغ ہونا.....
۲۵۶	سوتے وقت آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے قرآنی معمولات کا بیان.....	۲۳۴	رات میں کس وقت بیدار ہونا سنت ہے.....
۲۵۶	سوتے وقت المجدہ اور سورۃ ملک کا پڑھنا مسنون ہے.....	۲۳۴	رات میں کتنا سونا مسنون ہے.....
۲۵۶	حمجدہ اور سورۃ ملک کا پڑھنا بھی مسنون ہے.....	۲۳۴	رات میں سونے اور عبادت کا مسنون طریقہ.....
۲۵۶	سورۃ ملک کا پڑھنا سنت اور اس کے فوائد.....	۲۳۵	چار پائی پر سونا سنت ہے.....
۲۵۷	سورۃ زمر اور بنی اسرائیل.....	۲۳۵	آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی چار پائی کیسی تھی
۲۵۷	سمعات کی تلاوت.....	۲۳۶	کھجور کی چٹائی پر بلا بستر کے سونا.....
۲۵۷	آل عمران کی آخری آیتیں.....	۲۳۷	گرمی اور جاڑے میں سونے کا مسنون طریقہ.....
۲۵۷	سورۃ کافرون.....	۲۳۷	مسجد میں سونا اور لیٹنا.....
۲۵۸	معوذتین.....	۲۳۸	سفر کی حالت میں سونے کا مسنون طریقہ.....
۲۵۸	آیۃ الکرسی.....	۲۳۸	سونے والے کو بیدار نہ کیا جائے.....
۲۵۹	سوتے وقت قرآن پاک پڑھنے کی فضیلت و فوائد.....	۲۳۹	سونے والے کو سلام کس طرح کیا جائے.....
۲۵۹	تمام شر سے بچاؤ.....	۲۳۹	قیلولہ سنت ہے.....
۲۵۹	سوتے وقت تلاوت کی فضیلت.....	۲۳۹	جمعہ کے دن قیلولہ کا وقت.....
۲۵۹	سورۃ حشر کی آخری آیتیں.....	۲۳۹	قیلولہ کا حکم.....
۲۵۹	سورۃ بقرہ کی آیات سے شیطان سے حفاظت.....	۲۵۰	شیطان قیلولہ نہیں کرتا.....
۲۵۹	سورۃ اخلاص سے جنت میں داخلہ.....	۲۵۰	قیلولہ کا مفہوم.....
۲۶۰	ہر شر (چیز) سے حفاظت.....	۲۵۰	قیلولہ کے فوائد.....
۲۶۰	سورۃ بقرہ کی آخری تین آیتیں.....	۲۵۰	رسول پاک <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے سونے کے مختلف طریقوں کا بیان.....
۲۶۱	سوتے وقت ذکر اللہ کے فضائل.....	۲۵۲	بستر کے سلسلہ میں آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے اسوہ حسنہ کا بیان.....
۲۶۱	سوتے وقت ذکر کرنے والے کی دعا قبول.....	۲۵۲	کھجور کی چٹائی پر سونا سنت ہے.....
۲۶۱	ذکر کی حالت میں سونے پر فرشتے کی نگرانی.....	۲۵۲	کھجور کی چھالوں سے بنی چار پائی.....
		۲۵۲	چٹائی.....

۲۷۸ ..... جب دائیں بائیں کروٹ لے تو کیا پڑھے	۲۶۱ ..... سونے اور بیدار ہونے والے پر فرشتہ اور شیطان کا سابقہ
۲۷۹ ..... رات میں اٹھے آسمان کی جانب نظر کرے تو یہ پڑھے	۲۶۲ ..... ذکر اللہ سے بستر مسجد ہو جاتا ہے
۲۷۹ ..... جب نیند اچٹ جائے اور نہ آئے تو کیا پڑھے	۲۶۲ ..... ذکر کرتا ہو اسو جانا سنت ہے
۲۸۰ ..... جب نیند میں ڈر جائے تو کیا پڑھے	۲۶۲ ..... گناہ معاف اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر
۲۸۲ ..... بیدار ہونے کے بعد کی دعاؤں کا بیان	۲۶۳ ..... سوتے وقت کے اوراد کا بیان
۲۸۲ ..... بیدار ہونے کے بعد کی چند مسنون دعائیں	۲۶۳ ..... استغفار
۲۸۵ ..... خواب کی دعاؤں کے متعلق آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا بیان	۲۶۳ ..... تسبیح فاطمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا
۲۸۵ ..... پسندیدہ خواب دیکھے تو کیا پڑھے	۲۶۵ ..... سوتے وقت درود پاک کا ورد
۲۸۵ ..... برا خواب دیکھے تو کیا پڑھے	۲۶۵ ..... شبِ آخر میں دعاء و استغفار کی تاکید
۲۸۵ ..... ناپسندیدہ خواب کی دعائیں	۲۶۶ ..... شبِ آخر میں دعا کی تاکید
۲۸۶ ..... برے خواب سے بچنے کے لئے کیا دعا پڑھے	۲۶۶ ..... سونے کے مجموعی سنن و آداب کا بیان
۲۸۶ ..... تعبیر دینے کے وقت کیا دعا پڑھے	۲۶۸ ..... سونے کے متعلق خلاف سنت و ممنوع امور کا بیان
۲۸۷ ..... خواب کے متعلق آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا بیان	۲۶۹ ..... سوتے وقت دعاؤں کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے
۲۸۷ ..... خواب معلوم کرنا	۲۶۹ ..... سونے کے وقت کی مختلف مسنون دعائیں
۲۸۷ ..... خواب پیش کرنا	۲۷۲ ..... دعائے فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا
۲۸۷ ..... خواب پسند کرنا	۲۷۳ ..... صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دعاء نوم کی تعلیم
۲۸۸ ..... فجر کے بعد خواب معلوم کرنا	۲۷۳ ..... حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دعاء نوم کی تلقین
۲۸۸ ..... خواب کی تعبیر صبح کی نماز کے بعد دینا	۲۷۳ ..... جہنم سے خلاصی
۲۸۹ ..... پہلی تعبیر کا اعتبار	۲۷۴ ..... جس نے یہ دعا نوم پڑھی اس نے
۲۸۹ ..... خواب کے سننے یا تعبیر دیتے وقت کیا پڑھے	۲۷۴ ..... نیند نہ آنے پر یہ دعا پڑھ کر سوائے
۲۸۹ ..... مؤمن کا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے	۲۷۴ ..... حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ایک دعا نوم کی تلقین
۲۹۰ ..... خواب مؤمن بشارت ہے	۲۷۵ ..... سوتے وقت کی ایک اور دعا
۲۹۰ ..... اچھا خواب دیکھے تو کیا کرے	۲۷۶ ..... حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی دعا نوم
۲۹۰ ..... خواب کی نوعیت اور اس کی قسمیں	۲۷۶ ..... حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی دعا نوم
۲۹۱ ..... شیطانی خواب	۲۷۶ ..... جب رات میں نیند ٹوٹے تو کیا پڑھے
۲۹۲ ..... ناپسندیدہ خواب کسی سے بیان نہ کرے	۲۷۷ ..... جب دوبارہ سوائے تو کیا پڑھے
۲۹۲ ..... ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کیا کرے	۲۷۸ ..... نماز کے بعد بستر پر جب دوبارہ سونے جائے تو کیا دعا پڑھے

۳۰۵	بالوں والا تکیہ	۲۹۳	خواب سے بیماری
۳۰۶	چمڑے کا تکیہ سنت ہے	۲۹۴	صبح کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے
۳۰۶	تکیہ کا بھراؤ گھاس سے	۲۹۴	سچ بولنے والے کا خواب سچا
۳۰۶	سونے کے وقت تکیہ کا استعمال	۲۹۴	خواب کس سے بیان کرے
۳۰۶	مجلس میں تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا	۲۹۵	خواب اپنے خیر خواہ دوست سے بیان کرے
۳۰۶	تکیہ پیش کرنے کا ثواب	۲۹۵	ذکر خواب کے آداب
۳۰۷	چادر یا کسی کپڑے کا تکیہ بنا کر ٹیک لگانا	۲۹۵	تعبیر واقع ہوتی ہے
۳۰۷	مرض کی وجہ سے انسان کا سہارا لے کر چلنا	۲۹۵	تعبیر کے اصول
۳۰۷	مہمان کے سامنے تکیہ لگانا	۲۹۶	در بار نبوت کی چند تعبیریں
۳۰۸	سرمہ کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان	۲۹۶	چاند
۳۰۸	سونے سے قبل سرمہ لگانا مسنون ہے	۲۹۶	دودھ کی تعبیر
۳۰۸	ہر آنکھ میں تین سلائی مسنون ہے	۲۹۶	پھونک مار کر اڑانا یا اڑنا
۳۰۸	سرمہ طاق عدد میں لگائے	۲۹۷	شہد اور گھی
۳۰۸	بائیں آنکھ میں دو بھی مسنون ہے	۲۹۷	سر کٹنا
۳۰۹	ہر آنکھ میں دو دو سلائی اور ایک مشترک	۲۹۷	خواب گویا حقیقت
۳۰۹	سرمہ لگانے کے تین مسنون طریقے	۲۹۸	سفید لباس نجات کی علامت ہے
۳۰۹	آپ ﷺ کا پسندیدہ سرمہ	۲۹۸	اعضا و جوارح کی تعبیر
۳۱۰	سرمی دانی سنت ہے	۲۹۸	چند خوابوں کی تعبیریں
۳۱۰	سفر میں سرمہ کا اہتمام اور سرمہ دانی ساتھ رکھنا مسنون ہے	۳۰۰	نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان
۳۱۱	انگوٹھی کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان	۳۰۲	زیارت متبرک کے کچھ فوائد و تعبیرات
۳۱۱	انگوٹھی سنت ہے	۳۰۲	خواب میں زیارت نبوی ﷺ کے حصول کا بیان
۳۱۱	آپ ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی	۳۰۳	خواب کے (سلسلے میں) چند آداب کا بیان
۳۱۱	حبشی کا مطلب	۳۰۵	تکیہ کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
۳۱۲	انگوٹھی کا حکم	۳۰۵	تکیہ کا استعمال سنت ہے
۳۱۲	انگوٹھی کے متعلق فقہاء کی رائے	۳۰۵	مہمان کو تکیہ پیش کرنا
۳۱۲	انگوٹھی پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نقش تھا	۳۰۵	گھر میں تکیہ لگا کر بیٹھنا
۳۱۳	آپ ﷺ نے انگوٹھی کیوں بنوائی	۳۰۵	کسی کو تکیہ پیش کرنا

- ۳۲۸ ..... سر کے بالوں کا قینچی سے تراشنا
- ۳۲۸ ..... بالوں کا اکرام کرنا
- ۳۲۹ ..... بالوں کو خشک اور پراگندہ رکھنا ممنوع ہے
- ۳۲۹ ..... کثرت سے تیل لگانا سنت ہے
- ۳۳۰ ..... تیل لگانے کا مسنون طریقہ
- ۳۳۰ ..... بغیر بسم اللہ پڑھے تیل لگانا
- ۳۳۰ ..... سر میں کنگھی کرنا
- ۳۳۰ ..... بیدار ہونے کے بعد وضو اور کنگھی کرنا
- ۳۳۱ ..... سونے سے قبل کنگھی کرنا
- ۳۳۱ ..... بالوں کے سنوارنے کی تاکید
- ۳۳۱ ..... ناخن کر کے کنگھی کرنا
- ۳۳۲ ..... تزیین کے لئے تیل و کنگھی کی کثرت سے ممانعت
- ۳۳۲ ..... سر میں کنگھی کرنے کا مسنون طریقہ
- ۳۳۲ ..... تیل، کنگھی، آئینہ پاس رکھنا مسنون ہے
- ۳۳۳ ..... اپنے پاس سفر اور حضر میں کیا رکھنا مسنون ہے
- ۳۳۳ ..... آپ ﷺ کی کنگھی کیسی تھی
- ۳۳۳ ..... ناخن اور بالوں کو دفن کرنا
- ۳۳۳ ..... بچوں کے بال مونڈنا سنت ہے
- ۳۳۳ ..... بچوں کے بالوں کو بڑا رکھنا ممنوع ہے
- ۳۳۳ ..... انگریزی یا ہندی بال رکھنا ممنوع ہے
- ۳۳۵ ..... بڑے بالوں کا رکھنا ممنوع ہے
- ۳۳۵ ..... گدی کے بالوں کا مونڈنا
- ۳۳۶ ..... مصنوعی بال لگانا حرام ہے
- ۳۳۶ ..... بیوہ یا بوڑھی عورت کے سر کے بالوں کا حکم
- ۳۳۷ ..... عورتوں کو سر کے بال کاٹنے اور تراشنے کی ممانعت
- ۳۳۸ ..... بال مبارک سے تبرک، اور امراض و نظیر میں شفا حاصل کرنا
- ۳۴۰ ..... موئے مبارک کی برکت سے فتوحات جنگ
- ۳۴۰ ..... ہند میں بال مبارک
- ۳۱۴ ..... انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننا سنت ہے
- ۳۱۵ ..... دائیں کے متعلق علماء کے اقوال
- ۳۱۵ ..... بائیں ہاتھ کے متعلق علماء کے اقوال
- ۳۱۵ ..... انگوٹھی کس انگلی میں سنت ہے
- ۳۱۶ ..... انگوٹھی کس انگلی میں خلاف سنت ہے
- ۳۱۷ ..... بیتل، اسٹیل اور لوہے کی انگوٹھی ممنوع ہے
- ۳۱۷ ..... نگینہ پر کندہ کرانا
- حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَمَا بَعَثَ اللهُ مِنْ بَعْدِهِمُ النَّبِيِّينَ كِيَانِ انگوٹھیوں پر کیا کندہ تھا
- ۳۱۸ ..... عقیق نگینہ کی خوبی
- ۳۱۹ ..... نگینہ کس طرف رکھے
- ۳۲۰ ..... پاخانہ جاتے وقت انگوٹھی نکال لے
- ۳۲۰ ..... سونے کی انگوٹھی مردوں کو حرام ہے
- ۳۲۰ ..... سونے کی انگوٹھی جہنم کی چنگاری ہے
- ۳۲۰ ..... آپ ﷺ کی انگوٹھی کے کنویں میں گرنے کا واقعہ
- ۳۲۳ ..... بالوں کے سلسلے میں آپ ﷺ کی پاکیزہ عادات کا بیان
- ۳۲۳ ..... آپ ﷺ کے بال مبارک کی کیفیت
- ۳۲۳ ..... آپ ﷺ کے بال گھسنے تھے
- ۳۲۵ ..... آپ ﷺ کے بال پیچیدہ گھنگریالے تھے
- ۳۲۵ ..... بالوں کی چوٹیاں
- ۳۲۵ ..... بالوں کو گوند وغیرہ سے چپکانا
- ۳۲۵ ..... بال منڈانے اور رکھنے کے سلسلے میں آپ کی عادات طیبہ
- ۳۲۶ ..... سر منڈانا
- ۳۲۶ ..... مانگ نکالنا
- ۳۲۷ ..... مانگ کا مفہوم
- ۳۲۷ ..... مانگ اور سدل میں کون بہتر ہے
- ۳۲۷ ..... سر منڈانے کا مسنون طریقہ

- ۳۴۰ ..... موئے مبارک کی برکت کا ایک واقعہ
- ۳۴۱ ..... چند فقہی مسائل
- ۳۴۲ ..... بالوں کے متعلق سنن و آداب کا بیان
- ۳۴۳ ..... بالوں کے متعلق خلاف سنت امور کا بیان
- ۳۴۴ ..... داڑھی کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
- ۳۴۵ ..... آپ کی داڑھی گھنی تھی
- ۳۴۵ ..... آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بڑی تھی
- ۳۴۵ ..... آپ ﷺ کی داڑھی کالی تھی
- ۳۴۶ ..... داڑھی میں کنگھی کرنا مسنون ہے
- ۳۴۶ ..... آپ ﷺ کی کنگھی کیسی تھی
- ۳۴۶ ..... آئینہ دیکھ کر داڑھی سنوارنا
- ۳۴۶ ..... کنگھی ہمیشہ پاس رکھنی سنت ہے
- ۳۴۶ ..... کنگھی کرنے کا مسنون طریقہ
- ۳۴۷ ..... داڑھی سنوارنے اور درست کرنے کا حکم
- ۳۴۷ ..... پانی لگا کر داڑھی سنوارنا
- ۳۴۷ ..... داڑھی میں خوشبو لگانا
- ۳۴۸ ..... داڑھی کو زعفران سے زرد کرنا
- ۳۴۸ ..... داڑھی میں تیل کس طرح لگائے
- ۳۴۸ ..... غم و رنج کے وقت داڑھی پکڑنا
- ۳۴۸ ..... ریش بچہ کا رکھنا سنت، منڈانا بدعت ہے
- ۳۴۹ ..... داڑھی کے بالوں کا زیادہ لمبا ہونا مذموم ہے
- ۳۴۹ ..... داڑھی کے بال زیادہ بڑھ جائیں تو کم کرنا مسنون ہے
- ۳۵۰ ..... لمبی داڑھی کے کم کرنے میں حضرات صحابہ و تابعین کا طرز عمل
- ۳۵۱ ..... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تمبیہ
- ۳۵۲ ..... زیادہ لمبی داڑھی کے متعلق
- ۳۵۲ ..... داڑھی کے سفید بالوں کو چننا
- ۳۵۲ ..... سفید بال وقار ہے
- ۳۵۳ ..... داڑھی کے چند مکر وہات
- ۳۵۳ ..... داڑھی کے بالوں کا شرعی حکم
- ۳۵۵ ..... داڑھی کے سلسلے میں دیگر ائمہ مجتہدین کے اقوال
- ۳۵۵ ..... شخص کی داڑھی ناجائز ہے
- ۳۵۶ ..... شخص کی داڑھی قوم لوط کی عادت تھی
- ۳۵۶ ..... شخص کی داڑھی قیامت کی علامت ہے
- ۳۵۶ ..... شخص کی داڑھی کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا
- ۳۵۷ ..... آئینہ دیکھنے کی دعا
- ۳۵۸ ..... لب اور ناخن کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
- ۳۵۸ ..... لب کا نایا تراشنا مسنون ہے
- ۳۵۸ ..... لب کا نایا تراشنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے
- ۳۵۸ ..... لب کا تراشنا سنت ہے موٹا نہیں
- ۳۵۹ ..... لب تراشنے کا ایک مسنون طریقہ
- ۳۵۹ ..... لبوں کے بال بڑھے ہوئے چھوڑ دینا درست نہیں
- ۳۵۹ ..... مونچھوں کا رکھنا جائز نہیں
- ۳۶۰ ..... مونچھ کا فروں کا طریق ہے
- ۳۶۰ ..... مونچھ رکھنا مذہب اسلام کے خلاف ہے
- ۳۶۰ ..... لب کے مختلف مسنون و مشروع طریقے
- ۳۶۱ ..... لب کے دونوں کناروں کا شرعی حکم
- ۳۶۱ ..... لب کا موٹا نا فضل ہے یا تراشنا
- ۳۶۳ ..... لب اور ناخن تراشنے کا مسنون وقت
- ۳۶۳ ..... ہر جمعہ کو لب اور ناخن تراشنا سنت ہے
- ۳۶۵ ..... نماز جمعہ سے قبل لب اور ناخن تراشنا سنت ہے
- ۳۶۵ ..... جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کی فضیلت
- ۳۶۵ ..... جمعرات کے دن ناخن تراشنا
- ۳۶۶ ..... پندرہ دن پر ناخن تراشنا
- ۳۶۶ ..... ناخن کاٹنے کا حکم
- ۳۶۶ ..... ناخن نہ کاٹنے پر وعید
- ۳۶۶ ..... بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان

- ۳۷۹ ..... سیاہ خضاب کرنے والے کا چہرہ قیامت کے دن سیاہ
- ۳۸۰ ..... سیاہ خضاب کا فر کا ہے
- ۳۸۰ ..... سیاہ خضاب فرعون کی ایجاد ہے
- ۳۸۰ ..... سیاہ خضاب کے متعلق
- ۳۸۰ ..... عورتوں کا خضاب مہندی ہے
- ۳۸۱ ..... عورتوں کا مہندی لگانا سنت ہے
- ۳۸۱ ..... عورتوں کو مہندی کی تاکید
- ۳۸۱ ..... بلا مہندی کے آپ ﷺ نے بیعت نہیں کی
- ۳۸۲ ..... عورتوں کا ہاتھ بلا مہندی کے پسندیدہ نہیں
- ۳۸۲ ..... مردوں کو مہندی حرام ہے
- ۳۸۲ ..... خضاب کا حکم
- ۳۸۳ ..... آپ ﷺ کے خضاب کی تفصیل
- ۳۸۳ ..... آپ ﷺ کے سفید بالوں کا ذکر
- ۳۸۶ ..... عطر کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
- ۳۸۶ ..... خوشبو اور عطر کا استعمال حضرات انبیاء کرام کی پسندیدہ عادت
- ۳۸۶ ..... آپ ﷺ عطر اور خوشبو کے ہدیہ کو واپس نہ فرماتے
- ۳۸۶ ..... عطر یا خوشبو سامنے رکھ دیا جائے تو انکار نہ کرے
- ۳۸۷ ..... شیرینی اور عطر کا ہدیہ واپس کرنا ممنوع ہے
- ۳۸۷ ..... عطر محبوب اور پسندیدہ ہے
- ۳۸۷ ..... آپ ﷺ بلا عطر لگائے سراپا عطر تھے
- ۳۸۸ ..... پسینہ مبارک مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار
- ۳۸۹ ..... پسینہ مبارک کے متعلق حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت
- ۳۹۰ ..... پاخانہ تک میں بدبو نہیں
- ۳۹۰ ..... وفات کے بعد بھی جسم اطہر سے خوشبو
- ۳۹۱ ..... دست مبارک خوشبو سے معطر
- ۳۹۱ ..... مصافحہ کرنے والے کے ہاتھ خوشبو سے معطر ہو جاتے
- ۳۹۲ ..... لعاب مبارک مشک سے زیادہ خوشبودار
- ۳۹۲ ..... خوشبو اور عطر سے آپ ﷺ کو محبت
- ۳۶۷ ..... ناخن کاٹنے کے بعد تراشہ کو فون کرنا مسنون ہے
- ۳۶۷ ..... ناخن کب کاٹے
- ۳۶۷ ..... ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ
- ۳۶۸ ..... ناخن کاٹنے کی ایک اور نفع بخش ترتیب
- ۳۶۸ ..... ناخن کے متعلق چند مسائل و آداب
- ۳۶۹ ..... لب و ناخن کے چند مسنون آداب کا بیان
- ۳۷۰ ..... زیر ناف بالوں کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
- ۳۷۰ ..... زیر ناف بال موٹنا
- ۳۷۱ ..... زیر ناف بال صاف کرنے کی حد
- ۳۷۱ ..... زیر ناف بال صاف نہ کرنے پر وعید
- ۳۷۲ ..... زیر ناف بال کی تفصیل اور اس کے آداب
- ۳۷۲ ..... فطرت اور زینت کے امور
- ۳۷۳ ..... بغل کے بال لینا
- ۳۷۳ ..... آپ ﷺ کے بغل مبارک کی کیفیت
- ۳۷۳ ..... ناک صاف کرنا
- ۳۷۳ ..... ناک کے بالوں کو اکھاڑنا
- ۳۷۳ ..... جوڑوں کو صاف کرنا
- ۳۷۶ ..... بالوں میں خضاب کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان
- ۳۷۶ ..... بالوں میں خضاب لگانا سنت ہے
- ۳۷۷ ..... مہندی کا خضاب
- ۳۷۷ ..... مہندی کے خضاب کے فوائد
- ۳۷۷ ..... مہندی اور کھم کا خضاب
- ۳۷۸ ..... بیری کے پتوں کا خضاب
- ۳۷۸ ..... زرد یا زعفرانی خضاب
- ۳۷۹ ..... سیاہ خضاب کی ممانعت
- ۳۷۹ ..... سیاہ خضاب لگانے والے نگاہ کرم سے محروم
- ۳۷۹ ..... سیاہ خضاب لگانے والے جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے



- ۳۰۱ ..... عصا کا استعمال سنت ہے ..... ۳۹۳ بکثرت آپ ﷺ عطر کا استعمال فرماتے ..... ۳۹۳ بیوی کا شوہر کو عطر لگانا ..... ۳۹۳ تہجد کے وقت عطر کا استعمال ..... ۳۹۳ روایت حدیث کے وقت عطر کا استعمال ..... ۳۹۳ وضو کے بعد عطر ..... ۳۹۳ اجتماع اور مجالس کے موقع پر عطر کا استعمال ..... ۳۹۳ مختلف مواقع پر عطر کا استعمال ..... ۳۹۳ جمعہ کے دن عطر کا اہتمام سنت ہے ..... ۳۹۳ غسل حیض میں خوشبو کا استعمال ..... ۳۹۵ عطر مجموعہ و مرکب سنت ہے ..... ۳۹۶ بندی خوشبو آپ ﷺ کا پسندیدہ ..... ۳۹۶ عود اور کافور کی دھونی سنت ہے ..... ۳۹۶ مشک آپ ﷺ کا پسندیدہ عطر ..... ۳۹۶ عود آپ ﷺ کا محبوب و پسندیدہ ..... ۳۹۷ مردوں کے لئے کون سی خوشبو بہتر ہے ..... ۳۹۷ عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نکلنا منع ہے ..... ۳۹۷ مردوں کو زعفران ممنوع ..... ۳۹۷ عطر حنا کی فضیلت ..... ۳۹۸ حنا خوشبوؤں کا سردار ہے ..... ۳۹۸ خوشبو اور عطر جنت سے ہے ..... ۳۹۸ لوگوں کا اکرام عطر سے کرنا سنت ہے ..... ۳۹۸ عطر دان سنت ہے ..... ۳۹۹ مشک و عنبر ..... ۳۹۹ مشک بہترین خوشبو ہے ..... ۳۹۹ سر اور داڑھی میں عطر لگانا مسنون ہے ..... ۴۰۰ مانگ میں خوشبو ..... ۴۰۰ آپ ﷺ کا محبوب اور پسندیدہ عطر ..... ۴۰۰ عصا کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان ..... ۴۰۱

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عرض مؤلف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خداوند قدوس وحدہ لاشریک کا بے پایاں فضل واحسان ہے کہ ”شمائِل کبریٰ“ کی جلد اول قبول ہوئی، اور اہل علم و فضل نے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا، قلیل عرصے میں اس کے دواڈیشن طبع ہوئے۔ مزید دیگر اداروں سے اس کی طباعت ہو رہی ہے۔ ”فللّٰہ الحمد والمّنة“

عرصہ دراز سے تمنا تھی کہ زندگی کے تمام گوشوں پر شمائل و خصائل کا کوئی ذخیرہ مرتب ہو جائے اور آپ ﷺ کی پوری حیات طیبہ کے احوال و افعال جو اس امت کے لئے اسوہ حسنہ ہے، امت مرحومہ کے سامنے مفصل طور پر آجائے۔

اس امت پر یہ خصوصی فضل واحسان ہے کہ اس کے مقتدا اور پیشوا کے تمام احوال خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا عادات و طبائع سے، ذخیرہ، احادیث میں محفوظ ہیں۔ امم ماضیہ کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔ اس کی پہلی جلد میں کھانے، پینے، لباس، کے متعلق آپ ﷺ کے پاکیزہ حالات کا مفصل بیان ہے۔ سنتوں کے متلاشیوں، اسوہ رسول ﷺ کے شیدائیوں کے لئے نہایت ہی قیمتی ذخیرہ ہے۔ جو ہر اہل ایمان کا مقصد حیات سعادت دنیا کے ساتھ عقبی کی بیش بہا دولت، کشتی نجات ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں سنتوں کا خیال اور اس کی رعایت، تقرب خداوندی ولایت و مقبولیت کی علامت ہے۔ ”اللہم وفقنا“

اخذ، ترتیب کے اصول ملحوظ:

اہل مطالعہ پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ شمائل کی ترتیب میں اولاً فعلی اور اسوہ سے متعلق احادیث لی گئی ہیں، پھر تشریحاً و تائیداً قولی احادیث لی گئی ہیں۔ چونکہ سنت اور اسوہ کے مفہوم سے یہ خارج نہیں۔ اسی وجہ سے ارباب حدیث نے شمائل میں سنت کے مفہوم کی رعایت کرتے ہوئے، قولی احادیث بھی لی ہیں۔ چنانچہ شمائل کی مشہور و معروف کتاب میں امام ترمذی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کا طرز ایسا ہی ہے۔

حوالے اور ماخذ کے متعلق:

پیش نظر کتاب ”شمائِل کبریٰ“ خصائل و اسوہ حسنہ نبی کریم ﷺ پر نہایت ہی مفصل و جامع ذخیرہ ہے۔ اس کی ترتیب و تالیف میں احادیث کرام اور ان کے متعلق دیگر علوم بکثرت کتابیں پیش نظر رہی ہیں۔ ترتیب میں، صحاح ستہ، اور مشہور کتب حدیث کے علاوہ دیگر ایسی کمیاب و نادر کتابوں سے استفادہ کیا گیا

ہے جو عام طور پر بسہولت دستیاب نہیں۔ جس کا اندازہ اہل مطالعہ کو حوالوں اور ماخذ سے ہو سکتا ہے۔ فن کی ان اہم کتابوں سے مدد لی گئی ہے جو ماخذ اور اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حوالے اور ماخذ کی نشاندہی اہل علم حضرات کے لئے ہے کہ وہ حسب ضرورت تحقیق و تفتیش کے لئے ماخذ کی طرف رجوع کر سکیں، اسی وجہ سے حوالوں میں بسا اوقات اختصار کر دیا گیا ہے، جسے اہل علم حضرات بسہولت یا معمولی توجہ سے سمجھ سکتے ہیں، مثلاً مجمع سے مجمع الزوائد۔ جمع سے جمع الوسائل۔ فتح سے فتح الباری وغیرہ۔

مراجع کے سلسلے میں چند قابل لحاظ امور:

- ① تالیف و ترتیب کے دوران فن حدیث اور دیگر متعلقہ فنون کی کثیر کتابیں پیش نظر رہی ہیں، مگر حوالے میں رائج اور متداول کتابوں کی رعایت رکھی گئی ہے۔
  - ② صحاح ستہ کے وہ حوالے درج ہیں جو ہندی مطبوعات کے ہیں، چونکہ یہی بسہولت دستیاب بھی ہیں اور مدارس و کتب خانوں میں رائج بھی ہیں۔
  - ③ صحاح ستہ کے علاوہ باقی کتب احادیث وغیرہ کے مصری یا بیروتی حوالے درج ہیں کہ عموماً وہ انہیں نسخوں میں دستیاب ہیں۔
  - ④ حوالے جلد بقید صفحات ہیں ابواب ملحوظ نہیں ہیں، تاکہ مراجعت میں آسانی ہو، البتہ کہیں کہیں نمبر شمار بھی ہیں، عموماً یہ دعاؤں میں ہے۔
  - ⑤ طباعت کے اعتبار سے بعض کتابوں کے کئی نسخے ہو جاتے ہیں اگر حوالے میں موافقت نہ پائیں تو ہو سکتا ہے کہ نسخوں کا اختلاف اس کا سبب ہو۔
  - ⑥ اکثر حوالے آپ ”سبل الہدی والرشاد“ کے پائیں گے۔ سیرت کی یہ بڑی اہم معرکہ الاراء کتاب ہے، جس کے مؤلف ابوصالح الشامی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى ہیں۔ کبھی سیرت خیر العباد سے، کبھی سیرت الشامی، اور کبھی سیرة سے موسوم کیا گیا ہے۔
- دعا ہے کہ مولیٰ کریم اسے پایہ تکمیل کو پہنچائے اور امت کے ہر طبقہ خواص و عوام کو مستفید فرمائے، عاجز کے لئے باعث رضا و ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

طالب خیر

محمد ارشاد بھاگلپوری

استاد جدید مدرسہ ریاض العلوم گورینی جوینور

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ اکتوبر ۱۹۹۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ

اتباع سنت کی تاکید و اہمیت کلام الہی میں

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ﴾ ❶

(انفال: آیت ۳۰)

تَرْجَمًا: ”اے ایمان والو! اللہ کا کہنا مانو اور رسول کی اتباع کرو۔ ان سے روگردانی مت کرو۔“  
فَإِنَّكَ لَا: روگردانی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قول و فعل کے خلاف چلا جائے کہ جس چیز میں ان کی ناخوشی و ناراضگی ہو اسے اختیار کیا جائے۔ ان کے طور طریقہ کے خلاف راستہ اختیار کیا جائے۔

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ (آل عمران: آیت ۳۲) ❷

تَرْجَمًا: ”آپ کہہ دیں کہ خدا کی اور اس کے رسول کی بات مانیں۔“

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (آل عمران: آیت ۱۳۲) ❸

تَرْجَمًا: ”(اہل ایمان) خدا کی اطاعت کریں اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔“

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا

حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (نور: آیت ۵۴) ❹

تَرْجَمًا: ”آپ ان سے کہئے اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ (اطاعت

سے) روگردانی کرو گے تو سمجھ رکھو کہ رسول کا ضرر نہیں کیونکہ رسول کے ذمہ تو تبلیغ ہی کا کام ہے۔

جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے جس کو تم نہیں بجالائے تو پس تمہارا ہی ضرر ہوگا۔ اگر روگردانی نہ کی بلکہ تم

نے ان کی اطاعت کر لی جو عین اطاعت اللہ ہی ہے تو راہ پر جا لگو گے۔“

فَإِنَّكَ لَا: مطلب یہ ہے کہ رسول کی اتباع اور نقش قدم پر چلنے سے تم درست راہ پر جا لگو گے۔

چونکہ ان کا راستہ خدا کی رضا اور جنت کا راستہ ہے۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (انساء: آیت ۸۰) ❺

تَرْجَمًا: ”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔“

فَإِنَّكَ لَا: چونکہ رسول کا ہر قول و فعل خدا کے حکم اور اس کی مرضی کے موافق ہوتا ہے۔

﴿۶۷﴾ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿۶۸﴾ (النساء: آیت ۶۹)

ترجمہ: ”جس نے خدا اور رسول کی اطاعت کی تو یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام کیا یعنی حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی اچھی ہے۔“

فَإِنَّكَ لَا: خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کرنے والے ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور مقبول ہیں جن کے چار درجے بتلائے گئے ہیں۔ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ (معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۶۷)

﴿۶۹﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ ﴿۷۰﴾ (سورہ نساء: آیت ۶۴)

ترجمہ: ”ہم نے رسول کو نہیں بھیجا مگر اس لئے تاکہ ان کی اتباع کی جائے۔“

فَإِنَّكَ لَا: اس آیت کریمہ میں رسول کے بھیجنے اور ان کے تشریف لانے کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ مقصد بعثت ان کے نقش قدم، نقشہ زندگی کی اتباع ہے۔ زندگی کے تمام احوال خواہ اقوال ہوں یا افعال تمام امور میں ان کی اتباع کی جائے گی۔

﴿۷۱﴾ يَا لَيْتَنَّا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ﴿۷۲﴾ (احزاب آیت ۶۶)

ترجمہ: ”کاش کہ ہم لوگ خدا کی اطاعت کرتے اور اس کے رسول کی اتباع کرتے (تو آج یہ برا انجام دیکھنا نہ پڑتا)۔“

﴿۷۳﴾ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿۷۴﴾ (احزاب آیت ۷۱)

ترجمہ: ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔“

﴿۷۵﴾ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ﴿۷۶﴾ (عمران ۳۱)

ترجمہ: ”آپ فرمادیتے ہیں اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ پاک تم سے محبت فرمائے گا۔“

محبت ایک مخفی چیز ہے، کسی کو کسی سے محبت ہے یا نہیں اور کم ہے یا زیادہ ہے اس کا کوئی پیمانہ بجز اس کے نہیں کہ حالات اور معاملات سے اندازہ کیا جائے، محبت کے کچھ آثار اور علامات ہوتی ہیں کہ ان سے پہچانا جائے۔ یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعویدار اور محبوبیت کے متمنی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان آیات میں اپنی محبت کا

معیار بتلایا ہے۔ یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدی ﷺ کی کسوٹی پر آزما کر دیکھ لے سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا جو شخص جتنا سچا ہوگا اتنا ہی حضور اکرم ﷺ کی اتباع کا زیادہ اہتمام کرے گا۔

## اتباع سنت کی تاکید و اہمیت کلام رسول ﷺ میں

سنت کی اتباع نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا:

مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم سب جنت میں داخل ہو گے سوائے اس کے جس نے میرا انکار کیا۔ صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے پوچھا کہ کس نے آپ کا انکار کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا۔ (اور جس نے میرا انکار کیا یعنی میری سنت کی اتباع نہیں کی جنت میں داخل نہ ہوگا)۔

(سریہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۴)

فَإِنَّكَ لَا: جس نے آپ کی سنت کا انکار کیا اور بالقصد اس پر عمل کرنے سے گریز کیا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ داخلہ جنت کی کنجی اتباع سنت ہے۔

حضرت عرباض رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پر میری سنت کی اتباع لازم ہے۔ (مسلم ۱۰، ابن ماجہ صفحہ ۵)

مٹی ہوئی سنت کو زندہ کرنے کا ثواب:

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری سنت کے مٹنے کے وقت میری سنت کو زندہ کرنے والے کو سوشہیدوں کا ثواب ملتا رہے گا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۰، بل جلد ۱۱ صفحہ ۴۳۶)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی جس وقت سنتوں کو لوگ چھوڑ چکے ہوں سنت کا رواج نہ ہو اس سنت سے غافل ہوں۔ اس سنت کو سنت نہ سمجھ رہے ہوں اس سے غفلت برت رہے ہوں۔ تو ایسی صورت میں اور ایسے وقت میں جو آپ ﷺ کی کسی بھی سنت کو رائج کرے گا یعنی خود عمل کرے گا دوسروں کو اس کی ترغیب دے گا اسے سوشہیدوں کا ثواب ملے گا۔ مثلاً اس وقت سنت کے مطابق شادی بیاہ متروک ہے۔ عوام کیا خواص بلکہ اہل علم و فضل کے زمرہ میں رہنے والے اشخاص بھی اس سنت سے غافل اور تارک ہیں۔ ایسی حالت میں مثلاً خالص مسنون طوریتہ سے نکاح اور رخصتی اور ولیمہ کرنے والا اس عظیم ثواب کا حامل ہوگا۔

اتباع سنت محبت رسول ﷺ کی علامت:

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی کہ وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (سیرة جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۶)

فَإِنَّكَ لَا: معلوم ہوا کہ اصل محبت کی علامت اتباع سنت ہے۔ جو حضرات محبت رسول کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے احوال و اعمال سنتوں کے خلاف ہوں ان کا دعویٰ محبت سچا نہیں۔

اس لئے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کے احوال و اعمال اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

سنت ہی نجات کا ذریعہ ہے:

ابن شہاب زہری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہمیں اہل علم (حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ) سے یہ بات پہنچی ہے کہ سنتوں کو مضبوطی سے پکڑنا باعث نجات ہے۔ (بل جلد ۱۱ صفحہ ۵۲۷)

جس نے سنت سے اعراض کیا تو وہ مجھ سے نہیں:

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت سے اعراض کیا (یعنی چھوڑ دیا اور غفلت برتی تو وہ) ہم میں سے نہیں۔ (بخاری ۷۵۷، بل جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۸)

جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ کون؟:

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ سے محبت کرے گا میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (بل جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۰)

ترمذی نے روایت کی ہے حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو میری سنت کو زندہ کرے گا اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(جلد ۲ صفحہ ۹۲)

قرب قیامت میں سنت کا مقام:

حضرت حذیفہ بن یمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں تین چیزوں کے علاوہ کوئی چیز قابل اختیار نہ ہوگی۔

① حلال روپیہ۔

② مخلص دوست جس سے وہ انس حاصل کرے۔

③ اور سنت جس پر وہ عمل کرے۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

سنت کی اتباع نہ کرنا گمراہی ہے:

حضرت عمران بن حصین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک (کے احکام) کو خدائے پاک نے اتارا۔ سنتوں کو نبی پاک ﷺ نے متعین کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری اتباع کرو۔ قسم خدا کی اگر تم میری اتباع نہ کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۷۸)

**فَإِنَّكَ لَا:** اسلام دو امور کے مجموعہ کا نام ہے۔ حکم خداوندی۔ تعلیم رسول۔ کوئی شخص ان میں سے اگر کسی ایک کو چھوڑ دے گا تو وہ جادہ اور طریق مستقیم سے دور ہو جائے گا۔ لہذا اسلامی زندگی حضور پاک ﷺ کی سنتوں سے ہی مکمل ہو سکتی ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ اور تمام امور میں سنت کی اتباع ہدایت اور اس کے خلاف گمراہی ہے۔ اس حدیث سے سنت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

جنت میں داخلہ:

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے حلال کھایا۔ سنتوں پر عمل کیا، لوگوں کو اپنی تکلیف اور اذیت سے محفوظ رکھا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۸۱)

**فَإِنَّكَ لَا:** جس کی زندگی میں ان تین امور کا اہتمام ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا اہتمام سنت:

زید ابن اسلم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھا کھلے بٹن نماز پڑھ رہے تھے، اس کا سبب پوچھا انہوں نے فرمایا میں نے رسول پاک ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۱۸۲)

حضرت عروہ نے کہا کہ حضرت معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مجھ سے کہا کہ میں رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے کرتے کا بٹن کھلا تھا۔ اس پر حضرت عروہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خواہ گرمی رہے یا جاڑا ہمیشہ کھلے بٹن میں دیکھا۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۸۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام شجرہ میں قیلولہ کرتے اور کہتے کہ حضور پاک ﷺ نے یہاں پر قیلولہ فرمایا ہے۔

**فَإِنَّكَ لَا:** دیکھئے حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ عبادت کے علاوہ امور میں بھی سنتوں کا کس قدر اہتمام کرتے تھے۔ بٹن کا کھلا رکھنا۔ شجرہ مقام پر قیلولہ کرنا۔ عبادت اور قرب کے راستے نہیں ہیں۔

مگر چونکہ آپ ﷺ نے ایسا کیا اس وجہ سے حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے بھی اہتمام کیا، یہ ہے



محبت کی علامت اور اتباع کا کمال۔

معلوم ہوا کہ ہر امر میں آپ ﷺ کی اتباع مطلوب اور تقرب خدا کا باعث ہے۔

تارک سنت پر خدا اور رسول ﷺ کی لعنت:

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان چھ پر لعنت کی ہے اور خدا

نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔ اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے (لہذا میری لعنت مقبول ہے)۔

① خدا کی کتاب پر زیادتی کرنے والا۔

② خدا کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔

③ ہماری امت پر مسلط ہو کر ظلم کرنے والا کہ اللہ کے معزز بندوں کو ذلیل کرے اور اللہ کے ذلیل بندوں کو

عزت دے۔

④ اللہ کے حرام کو حلال کرنے والا۔

⑤ میرے اہل بیت کی بے حرمتی کرنے والا جسے اللہ نے حرام قرار دیا۔

⑥ سنتوں کو ترک کرنے والا۔ (ترغیب جلد ۱ صفحہ ۸۳)

فَإِنَّكَ لَا: ترک سنت کی وعید پر یہ حدیث بہت اہم اور روگنٹے کھڑے کر دینے والی ہے۔ کہ آپ نے اور خدائے

پاک نے جن چھ افراد پر لعنت فرمائی ہے ان میں ایک آپ ﷺ کی سنتوں کا تارک ہے۔ سنتوں کی رعایت نہ

کرنے والا۔ اپنی زندگی اور اپنے رہن سہن کے اسلامی امور میں سنتوں سے غفلت اور سستی کرنے والا بھی ہے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا محرومی ہوگی۔

سنتوں کو رائج کرنے والے کا ثواب:

حضرت عمر بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے بعد کسی

ایک سنت کو میری ان سنتوں میں سے زندہ کیا جو مرچکی تھیں بس اس زندہ کرنے والے کے لئے ان تمام لوگوں

جیسا ثواب ہے۔ جو اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی آئے۔

(مختصر ترغیب جلد ۱ صفحہ ۸۷)

سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والا:

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سنتوں کو مضبوطی سے پکڑے رہے

گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (کنز جلد ۱ صفحہ ۱۶۳)

**فَائِدَة:** مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اہتمام اور پابندی سے اس پر عمل کرے۔ جستجو اور تلاش کر کے اس پر تاکید سے عمل کرے فرض واجب نہ ہونے کی غفلت نہ کرے جیسا کہ بعض لوگ سنت کا لفظ سن کر عملاً بے توجہی اور غفلت برتتے ہیں۔

سنت کو پکڑنے والا گمراہ نہ ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا میں تم میں دو چیزوں کو چھوڑے جا رہا ہوں۔ جس کی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ ① اللہ کی کتاب ② اور میری سنت۔

(حاکم، کنز جلد ۱ صفحہ ۱۵۴)

**فَائِدَة:** مطلب یہ ہے کہ میرے بعد جو کتاب اللہ کو اور میری سنت کو پکڑے رہے گا گمراہ نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا سنت پر پابندی سے عمل کرنے والا گمراہ نہ ہوگا۔ خصوصاً آخر زمانہ میں جب کہ گمراہی عام ہو جائے گی سنتوں پر اہتمام و تاکید سے عمل کرنے والا گمراہی سے محفوظ رہے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ اے لوگو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے میں تم میں کتاب اللہ اور سنت کو چھوڑے جا رہا ہوں۔ (کنز جلد ۱ صفحہ ۱۶۶)

**فَائِدَة:** کتنی بڑی دولت ہے کہ سنتوں پر عمل کرنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ افسوس کہ آج لوگ سنتوں سے کس قدر غافل ہیں، اس عظیم دولت کی قدر نہیں کرتے جس سے آخرت کی نجات وابستہ ہے۔

کوئی شخص ہدایت حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اس کی زندگی میں رسول پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنتوں پر عمل نہ ہو۔

بددینی کے زمانہ میں سنتوں پر عمل کرنے والا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ اختلاف امت کے وقت میری سنتوں پر عمل کرنے والا ایسا ہوگا جیسا کہ ہاتھ میں چنگاری لئے رہنے والا۔ (کنز جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

**فَائِدَة:** مطلب یہ ہے کہ جب لوگ دینی امور میں اختلاف پیدا کریں گے خواہشات کے تابع ہوں گے۔ دینی امور سے ہٹ کر بددینی کو اختیار کر رہے ہوں گے۔ ایسے وقت سنتوں پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔ ماحول کے خلاف ہونے کی وجہ سے شدید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کہ بسا اوقات زندگی دشوار ہو جائے گی۔

چنانچہ آج جہاں پردے کا ماحول نہیں بے پردگی حد درجہ رائج ہے۔ وہاں پردہ کا اختیار کرنا بسا اوقات پریشانیوں کا باعث ہو جاتا ہے۔ جہاں خلاف سنت لباس کا ماحول ہو وہاں مسنون و مشروع لباس پر قائم رہنا کس

قدر دشوار ہو جاتا ہے۔ جو حضرات ایسے ماحول میں سنت و شریعت پر باقی ہیں ان کو اس کا تجربہ اور احساس ہوگا۔  
شہری زندگی میں تو آج یہ پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے۔

آج سنت کے مطابق شادی کس قدر مشکل ہے، اگر کوئی کرنا چاہے تو ماحول سے وہ کس درجہ مقابلہ کر کے پریشان ہو جاتا ہے۔ کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کتنے خلاف طبع امور کو برداشت کرنا پڑتا ہے صاحب عمل ہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حیرت و افسوس ہے ماحول بالکل الٹ گیا ہے، ایسے حضرات کو سہولت و آسانی اور راحت ہونی چاہئے کہ صحیح اور درست اور محمود راستہ پر چل رہے ہیں۔ خدا ہی ایسے ماحول بد سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سونے کے سلسلے میں آپ ﷺ

کے اسوۂ حسنہ کا بیان

سونے سے قبل وضو کرنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کی طرح وضو فرماتے۔

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رات میں جب بستر پر تشریف لاتے تو مسواک فرماتے اور کنگھی کرتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۵)

باوضو سونے کا حکم

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم بستر پر جاؤ تو نماز کی طرح وضو کرو۔ پھر دائیں کروٹ لیٹو۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸)

فَإِنَّكَ لَا: آپ ﷺ کی عادت طیبہ باوضو آرام کرنے / فرمانے کی تھی اور آپ ﷺ نے باوضو آرام کرنے کو فرمایا بھی ہے۔ اسی وجہ سے باوضو سونا سنت ہے۔ حافظ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ باوضو سونا سنت ہے۔ اگر باوضو ہے مثلاً عشاء کی نماز کا وضو باقی ہے تو یہ وضو کافی ہے الگ سے کرنے کی ضرورت نہیں۔

(فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱)

باوضو سونے والا شہادت کا ثواب پائے گا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص طہارت (وضو) کی حالت میں رات گزارے۔ پھر اسی رات انتقال کر جائے تو وہ شہید ہوگا۔ یعنی ثواب شہادت پائے گا۔

(ابن سنی، کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۷۳۳)

### باوضو سونے پر فرشتہ کی دعاء

حضرت عمر بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طہارت کی حالت میں رات گزارتا ہے تو اس کے ساتھ بستر میں ایک فرشتہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ شخص کروٹ لیتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ اپنے اس بندہ کی مغفرت فرما کہ رات اس نے باوضو گزاری ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۲۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پاکی کی حالت میں رات بسر کی اس کے بستر میں ایک فرشتہ بھی رات گزارتا ہے۔ جب وہ اٹھتا ہے تو یہ فرشتہ کہتا ہے اے اللہ اس بندہ کی مغفرت فرما۔ (ابن حبان، فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۹)

### باوضو سونے والا روزہ دار شب گزار کی طرح ہے

حضرت عمر بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت (وضو) کے ساتھ سونے والا روزہ دار شب گزار کی طرح ہے۔ (فیض القدر جلد ۶ صفحہ ۲۹۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو مرایہ العجلی کے طریق سے ذکر کیا ہے کہ جو شخص پاکی کی حالت میں بستر پر آتا ہے اور ذکر کرتا ہوا سو جاتا ہے تو اس کا بستر مسجد بن جاتا ہے۔ اور وہ نماز و ذکر کی حالت میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ بیدار ہو جائے۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

### باوضو کا حشر

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بلا وضو مت سوؤ روحوں کا اٹھنا اسی حالت میں ہوگا جس حالت میں اسے قبض کیا جائے گا۔

(بیہقی فی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۷۶، فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

**فائدہ:** حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ طہارت میں رات گزارے تاکہ اگر موت ہو جائے تو ہیئت کمال پر موت آجائے (ایضاً) اس سے معلوم ہوا کہ باوضو سونے پر انتقال ہوگا تو روح باوضو رہے گی

### باوضو کی روح عرش پر سجدہ ریز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ روحمیں نیند کی حالت میں عالم بالا کی طرف جاتی ہیں جو باوضو ہوتی ہیں عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۷۶)

### باوضو سونے کے فوائد

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ باوضو سونے سے انسانوں سے شیاطین کھلتے نہیں (یعنی ان کو پریشان نہیں کرتے) اور اس سے خواب سچے ہوتے ہیں۔ (فتح الباری جلد ۵ صفحہ ۱۷۶)

باوضو سونے سے شیاطین و جنات کے حملے نہیں ہوتے ان سے حفاظت رہتی ہے۔ آسیب اور خواہائے پریشان سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ خصوصاً جو نیند میں ڈرتے ہوں ان کے لئے وضو حفاظت کا ذریعہ ہے۔

سونے سے قبل مسواک کرنا مسنون ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اس وقت تک نہ آرام فرماتے جب تک کہ مسواک نہ فرمالیتے۔ (شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۶۸، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۹)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں بستر پر تشریف لے جاتے (یعنی بانے کا ارادہ فرماتے) تو مسواک فرماتے وضو فرماتے۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۳۵)

نَائِذٌ لَا: سونے سے قبل مسواک دانتوں کی صفائی، اور صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔ اسی وجہ سے اطباء سونے سے قبل دانتوں کی صفائی کی خصوصاً مرض پائریا کی صورت میں تاکید کرتے ہیں۔

دانتوں کی صفائی معدہ کی صحت و قوت کا باعث ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصول صحت کا خیال رکھنا سنون ہے۔

سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا

حضرت حذیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں بیدار ہوتے تو مسواک فرماتے۔ (ابوداؤد صفحہ ۸، بخاری صفحہ ۳۸)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رات دن میں جب بھی بیدار ہوتے تو وضو سے قبل مسواک فرماتے۔ (ابوداؤد صفحہ ۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ میں ایک شب آپ ﷺ کے پاس رہا آپ ب نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے پانی لیا اور مسواک کیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۸)

آپ ﷺ کا مسواک سرہانے ہوتا

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سوتے تو مسواک آپ کے سرہانے دتا۔ بیدار ہوتے تو اولاً آپ مسواک فرماتے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۱، کنز جلد ۷ صفحہ ۶۹)

نَائِذٌ لَا: سونے کے بعد مسواک اور دانتوں کی صفائی نہایت ہی اہم ہے، سونے کی حالت میں معدے کے غلیظ لندے بخارات پیٹ سے منہ کی جانب آتے ہیں۔ ان بخارات سے دانت اور مسوڑھے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ رمنہ کی صفائی نہ ہو تو ایسی صورت میں دانت بھی خراب ہوتے ہیں اور بخارات معدے کی جانب جا کر پیٹ کے لئے نہایت مضر ثابت ہوتے ہیں۔

نظافت ہی نہیں صحت کے بنیادی اصولوں میں سونے کے بعد دانت اور منہ کی صفائی کے لئے مسواک کرنا ہے۔ مسواک نہ ہونے کی صورت میں منجن اور نوتھ پیسٹ سے نظافت و طہارت کا ثواب تو مل سکتا ہے مگر مسواک کی سنت کا ثواب نہیں ہوگا یہ مسواک کے ساتھ ہے۔

### سونے سے قبل چراغ روشنی وغیرہ گل کرنا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو دروازہ بند فرما لیتے، مشکیزہ کا منہ باندھ دیتے پیالہ، پلیٹ ڈھانک دیتے چراغ گل کر دیتے۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

### سونے سے قبل چند کام انجام دینے کا حکم

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم سونے کا ارادہ کرو تو چراغ بجھا دو۔ دروازہ بند کر دو مشکیزہ کا منہ باندھ دو۔ کھانا پینا چھپا دو۔ (بخاری صفحہ ۹۳۱)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا رات کو سوتے وقت دروازہ بند کر دو۔ مشکیزہ کا منہ باندھ دو (پانی کا برتن ڈھانک دو)۔ برتن اوندھا کر دیا کرو۔ یا برتنوں پر ڈھکن رکھ دیا کرو اور چراغ گل کر دیا کرو۔ کیونکہ شیطان نہ تو بند دروازے کھولتا ہے نہ بندھن ڈھیلے کرتا ہے۔ نہ برتن کے ڈھکن اٹھاتا ہے۔ (البتہ) چوہا (کبھی) گھر جلا دیتا (تیل کی بتی کو لے کر بھاگتا ہے اس سے آگ پکڑ لیتی) ہے اور گھر جل جاتا ہے۔ (آداب منہ صفحہ ۳۵)

**فَائِدَة:** سونے سے قبل پانی اور کھانے کے برتن کھلے نہ چھوڑنے چاہئیں۔ اس سے شیطانی تصرفات کے علاوہ حشرات الارض زہریلے کیڑے وغیرہ سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ چوہے اکثر کھانے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان امور میں ثواب سنت کے ساتھ صحت کے اصولوں کی بھی حفاظت ہے۔

### رات میں دروازہ بند نہ کرنے پر شیطان

حضرت وحشی بن حرب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رات کو نبی پاک ﷺ کسی ضرورت (پاخانہ وغیرہ) کے لئے نکلے اور گھر کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو اہلیس کو بیچ گھر میں کھڑا دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا اے خبیث ہمارے گھر سے ذلیل ہو کر نکل۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تم گھر یا کمرہ سے رات کو نکلو تو دروازہ بند کر لو۔ (مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۱۱)

**فَائِدَة:** دیکھا آپ نے شیطان خبیث نے آپ ﷺ تک کونہ چھوڑا۔ چونکہ آپ ﷺ محفوظ تھے اس لئے آپ کو ضرر نہیں پہنچا سکا۔ دروازہ بند رہنے سے جنات و شیاطین کے علاوہ انسانوں سے بھی حفاظت رہتی ہے، دروازہ کھلا دیکھ کر ان کو موقعہ لگ سکتا ہے ہمت ہو سکتی ہے جو بند پانے میں نہ ہوگی، یہ سنت کی برکات ہیں۔

## سونے سے قبل کنگھی کرنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے (سونے سے قبل) سواک فرماتے وضو فرماتے اور کنگھی فرماتے۔ (سیرۃ النبی جلد ۷ صفحہ ۵۴۵)

فَائِدَةٌ: یعنی بال سنوار لیتے چونکہ آپ کے گیسو تھے۔ بسا اوقات بال پراگندہ ہوتے ہیں تو سر بھاری معلوم ہوتا ہے اور نیند میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ یہ آپ کی لطافت طبع تھی کہ آپ سونے سے قبل بالوں میں کنگھی فرما لیتے۔

## سونے سے قبل سرمہ لگانا

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سونے سے قبل ہر آنکھ میں اٹم (سرمہ کی ایک قسم ہے) کی تین تین سلائی ڈالا کرتے تھے۔ (شامل صفحہ ۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اس سے آپ ﷺ سوتے وقت میں سلائی لگاتے تھے۔ (ترمذی، سل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۴۸)

حضرت محمد بن سیرین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ کے سرمہ لگانے کے متعلق حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ دائیں اور بائیں میں دو دو سلائی لگاتے پھر ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگاتے۔ (سل الہدی جلد ۷ صفحہ ۱۱)

ابن قیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ دائیں میں تین اور بائیں میں دو سلائی لگاتے تھے۔

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دائیں میں تین بائیں میں دو سلائی لگاتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۴۱۱)

## سونے سے قبل بستر جھاڑ لینا

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے اپنے ازار کے اندرونی حصے سے جھاڑے۔ اسے نہیں معلوم کہ اس میں کیا ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۸۸)

فَائِدَةٌ: بستر کے اندر بسا اوقات کیڑے مکوڑے چھپے رہتے ہیں کہیں یہ باعث تکلیف نہ ہو جائیں اس لئے حفظ ما تقدم کے طور پر اسے جھاڑ لینا بہتر ہے۔

## دوبارہ بستر پر جائے تو پھر جھاڑ لے

امام بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ادب المفرد میں باب قائم کرتے ہوئے لکھا ہے بستر سے اٹھ کر دوبارہ



آئے تو اسے جھاڑ لے اور یہ حدیث پیش کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلے سے جھاڑ لے اور بسم اللہ کہے اسے نہیں معلوم کہ وہ اپنے بعد کیا چھوڑ گیا ہے۔  
(ادب مفرد مترجم صفحہ ۵۲۸)

### سونے کی مسنون ہیئت

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو دائیں کروٹ پر آرام فرماتے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم بستر پر آؤ تو دائیں کروٹ پر سوؤ۔

(ابوداؤد صفحہ ۶۸۸)

**فَائِدَةٌ:** دائیں کروٹ پر سونا صحت کے اعتبار سے بھی مفید ہے۔

حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حالت بیدار ہونے میں زیادہ معین ہے۔ اس صورت میں چونکہ قلب لٹکا رہتا ہے۔

لہذا نیند سے ثقل پیدا نہیں ہوتا (غفلت کی نیند نہیں آتی) اطباء نے اس ہیئت کو جسم کے لئے صحیح کہا ہے۔ اطباء نے کہا کہ اولاً دائیں کروٹ سوئے پھر کچھ دیر کے بعد بائیں کروٹ ہو جائے۔ بائیں کروٹ سے کھانا ہضم ہوتا ہے یہ ہضم کے لئے معین ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ بائیں کروٹ لیٹنا قلب کے لئے نقصان دہ ہے۔ اور دائیں میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ یہ ہیئت قبر کی ہے گویا کہ قبر کی یاد ہے۔ (جمع صفحہ ۶۰)

دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار پر رکھنا

حضرت حذیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب آپ بستر پر تشریف لاتے تو اپنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ لیتے۔ (ترمذی صفحہ ۱۷۶، بخاری صفحہ ۹۳۳)

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیتے۔ (شمائل صفحہ ۱۸)

تکیہ سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بستر کا تکیہ جس پر آپ ﷺ سوتے تھے۔ چمڑے کا تھا جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (سیرۃ صفحہ ۵۶۸)

حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے منقول ہے کہ آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے آپ ﷺ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)

فائدہ: آپ ﷺ عموماً سوتے وقت تکیہ استعمال فرماتے۔ کبھی ہاتھ سے بھی تکیہ کا کام لیتے۔ خصوصاً سفر میں۔ (زاد صفحہ ۱۷۰)

### چمڑے کا تکیہ سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا تکیہ جس پر آپ ٹیک لگاتے تھے چمڑے کا تھا۔ جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (ابن ابی شیبہ، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۸)

فائدہ: اس زمانہ میں عربوں میں چمڑے کا تکیہ رائج تھا جس میں کھجور کی چھال ہوتی تھی۔ آپ نے چمڑے کا ایسا تکیہ استعمال فرمایا ہے کہ جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ عموماً ایسا ہی تکیہ اور بستر تمام لوگوں میں رائج تھا۔

### سونے میں خراٹے لینا

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سوتے اور خراٹے لینے لگتے۔ (شہادۂ کبریٰ صفحہ ۱۹)

فائدہ: یعنی سوتے وقت ہلکی آواز آتی تھی کہ سونے کا علم لوگوں کو ہو جاتا تھا۔

### چت سونا

حضرت عبداللہ بن زید المازنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو مسجد میں چت سوتے ہوئے ایک پیر پر دوسرے پیر کو رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم صفحہ ۶۸، ادب المفرد، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۶۸)

فائدہ: چت لیٹنا خلاف سنت نہیں البتہ دائیں کروٹ آپ زیادہ سوتے تھے عمومی عادت یہی تھی۔

ایک پیر پر دوسرے پیر کو رکھ کر سونے کی ممانعت

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ چت کی حالت میں اس طرح سونے کہ ایک پیر دوسرے پیر پر رکھے۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۶۹)

فائدہ: اصل ممانعت کی وجہ بے پردگی ہے۔ اگر لنگی سلی ہوئی نہ ہو جیسا کہ عربوں میں رائج تھی تو اس میں بے ستری ہونے کا پورا اندیشہ ہے۔ اس وجہ سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر بے ستری نہ ہو اجازت ہے چنانچہ آپ نے اس طرح بھی آرام فرمایا ہے۔ طبی شارح مشکوٰۃ نے لکھا ہے کہ بے ستری کا جب اندیشہ ہو تب ممنوع ہے۔

پیٹ کے بل سونا خلاف سنت ناپسندیدہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو پیٹ کے بل سویا ہوا تھا آپ نے فرمایا اس طرح سونا اللہ پاک کو پسند نہیں۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)

پیٹ کے بل سونا دوزخی کا سونا ہے

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ مسجد میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو پیٹ کے بل سویا ہوا تھا آپ نے اسے پیر سے ٹھوکر دی اور فرمایا اٹھو یہ جہنمی کا سونا ہے۔

(ابن ماجہ، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۶۹)

طلحہ بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ میں پیٹ کے بل سویا ہوا تھا۔ اچانک ایک آدمی نے پیر سے مجھے حرکت دی اور کہا کہ یہ سونا اللہ تبارک و تعالیٰ کو مبغوض ہے میں نے دیکھا تو رسول پاک ﷺ تھے۔

(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۴۳۰)

**فَائِدَةٌ:** پیٹ کے بل سونا صورتاً بھی قبیح ہے اور طب اور صحت کے اعتبار سے انتہائی مضر ہے۔ دوزخی اسی طرح لیں گے۔

### سونے کی چار حالتیں ہیں

- ① چت سونا، یہ حضرات انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ کا طریقہ ہے۔ یہ حضرات اس ہیئت میں لیٹ کر آسمان وزمین کی پیدائش اور حکمت پر تفکر فرماتے تھے۔
- ② داہنی کروٹ پر سونا۔ عبادت (سنت نبوی) ہے علماء کا طریقہ ہے۔
- ③ بائیں کروٹ سونا۔ یہ طریقہ بادشاہوں اور اہل تنعم کا ہے۔ کھانا ہضم کرنے کے لئے معین ہے۔
- ④ منہ کے بل سونا یعنی اوندھے منہ سونا۔ یہ طریقہ شیطان کا ہے۔ (اور دوزخی کا سونا ہے)۔ (اسوۃ صفحہ ۳۴)

لوگوں کے بیچ یا راستہ پر سونا ممنوع ہے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کے درمیان اور راستہ پر سونے سے منع فرمایا ہے۔ (جمع جلد ۷ صفحہ ۱۰۰)

**فَائِدَةٌ:** لوگوں کے درمیان سونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بیٹھے ہوں اور یہ ان کے بیچ میں سو جائے۔ ظاہر ہے کہ اس میں ہر ایک کو پریشانی ہے۔ ذرا کنارے جا کر سونا چاہئے تاکہ ہر ایک کو سہولت ہو۔ راستہ پر سونا ممنوع ہے آمد و رفت کرنے والوں کو پریشانی ہوگی۔ بسا اوقات سونے میں بے ستری ہوتی ہے گزرنے والوں کی نگاہ پڑ سکتی ہے جو حیا و شرم کے خلاف ہے۔

## جنابت کے بعد کس طرح سوئے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جنابت کے بعد جب آرام فرماتے تو اولاً اپنے مقام کو دھوتے نماز کی طرح وضو فرماتے۔ اور سنن بیہقی میں ہے کہ (اگر گرم پانی نہ ہوتا تو) تیمم فرماتے۔

(بخاری صفحہ ۳۹۲)

اسی طرح آپ جنابت کی حالت میں کھانا چاہتے تو وضو فرماتے پھر کھاتے۔ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۹۲)

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہم جنابت کی حالت میں کس طرح سو سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اپنے مقام (پیشاب کی جگہ) کو دھولو اور نماز کی طرح وضو کر لو۔ (ترمذی و نسائی جلد ۲ صفحہ ۵۳)

حضرت ابو سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے آپ ﷺ کی جنابت کی حالت میں سونے کے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے کہا اس وقت تک نہ سوتے جب تک کہ مقام کو دھونہ لیتے اور نماز کی طرح وضو نہ فرما لیتے۔ (کنز جلد ۲ صفحہ ۵۳)

**فَائِدَةٌ ۱:** جنابت اور ناپاکی کی حالت میں با وضو سونا مستحب ہے۔ اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ شیطان خبیث کا حملہ نہیں ہوتا۔ ورنہ ناپاکی کی حالت میں عموماً ڈراؤنے خواب سے پریشان کرتا رہتا ہے۔ مجاہد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ رات مت گزارو مگر پاکی کے ساتھ جس حالت میں موت آئے گی اسی حالت میں اٹھائے جاؤ گے۔ (فتح جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

## رات میں پاخانہ سے فراغت کے بعد کس طرح سوئے

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ایک رات بیدار ہوئے۔ بیت الخلاء تشریف لے گئے پھر آپ نے ہاتھ منہ دھویا اور آرام فرمانے لگے۔ (ابن ماجہ، سیرة جلد ۷ صفحہ ۳۹۲)

**فَائِدَةٌ ۲:** رات میں پاخانہ کرنے کے بعد ہاتھ منہ وغیرہ دھو کر سوتے کہ اس میں نفاقت ہے۔

## رات میں پیشاب کرنا

امیمہ بنت رقیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے یہاں لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں رات میں پیشاب فرماتے تھے۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۷۰، ابوداؤد صفحہ ۶۸، نسائی صفحہ ۱۴)

چونکہ اس عہد میں پاخانہ اور پیشاب خانے گھروں میں نہیں ہوتے تھے۔ باہر جانے میں تعب اور پریشانی کی وجہ سے آپ پیالہ میں رفع حاجت فرما لیتے تھے۔ چونکہ آپ کے پیشاب میں ذرہ برابر بدبو نہیں تھی اس لئے دوسروں کو اذیت بھی نہیں ہوتی تھی۔

مکان میں تنہا سونا منع ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے گھر میں اکیلے سونے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد و کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۸)

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ کوئی تنہا سفر نہ کرے، نہ کوئی گھر میں اکیلے سوئے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۱)

**فَائِدَة:** گھر میں اکیلے سونا منع ہے اس میں بہت سے مصالِح ہیں۔ خدا نخواستہ خوف یا ڈر لاحق ہو گیا۔ اچانک کوئی حادثہ یا طبیعت خراب ہو جائے تو کون مدد اور دیکھ بال کرے گا۔ کم از کم تنہائی کی وحشت تو محسوس کرے گا۔ جو نیند میں خلل کا باعث ہوگا۔

بلا منڈیر کی چھت پر سونا منع ہے

ابن شیبانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو ایسی چھت پر رات گزارے جس پر منڈیر نہ ہو تو میں اس سے بیزار ہوں۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۸)

طیبی نے لکھا ہے ہر ایسی چھت جس میں کوئی روک وغیرہ نہ ہو ایسا سونے والا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ جو خود کو ہلاکت میں ڈالے اس سے اللہ کی حفاظت کا عہد ٹوٹ جاتا ہے یعنی حفظ کے اسباب کی رعایت بندوں پر ضروری ہے۔ (جلد ۹ صفحہ ۵۲)

ہر خطرہ کی جگہ سونا منع ہے

حضرت زہیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اگر کوئی چمپانی پر سو جائے اور گر کر مر جائے تو اس کی کسی پر ذمہ داری نہیں اسی طرح طوفان اور تلاطم کے وقت دریائی سفر کرے اور اس میں ڈوب جائے تو اس کی بھی ذمہ داری اٹھالی گئی ہے۔ (ادب مفرد صفحہ ۵۱)

مطلب یہ ہے کہ ایسا خطرناک کام کرنا جس سے بظاہر خطرے کا اندیشہ ہو اختیار کرنا منع ہے کہ اپنے آپ کو نقصان اور ہلاکت میں لے جانا درست نہیں۔

بلا منڈیر کی چھت میں خطرہ یہ ہے کہ کروٹ لینے میں رات کو دھوکا ہو جائے یا نیند وغنودگی کی حالت میں اٹھ کر چلنے لگ جائے۔ شارع نے ہر خطرہ کے موقع سے احتیاط کا حکم دیا ہے اپنے آپ کو خطرہ اور ہلاکت میں ڈالنا اور توکل کرنا یہ ممنوع ہے۔ ظاہر کی موافقت کرتے ہوئے ہمیں توکل کا حکم دیا ہے۔

آلودہ ہاتھ بلا دھوئے سونا منع ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نبی پاک سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو چکنائی (وغیرہ)

سے آلودہ ہاتھ سو جائے اور دھوئے نہیں اور اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے (مثلاً کوئی جانور انگلی وغیرہ کاٹ لے) تو خود ہی کو ملامت کرے (کہ اس کی حرکت سے ایسا ہوا)۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۳۸)

فَائِدَةٌ: لہذا جھوٹے ہاتھ نہیں سونا چاہئے کہ کوئی اذیت نہ ہو۔

جس گھر میں چراغ بتی کا انتظام نہ ہو اس میں سونا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ اندھیرے گھر میں بیٹھتے بھی نہ تھے تا وقتیکہ اس میں چراغ روشن نہ کر دیا جائے۔ (بزار جلد ۲ صفحہ ۴۲۳، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۲)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے گھر میں نہ سوئے جہاں روشنی کا انتظام نہ ہو، کہ رات میں کوئی تکلیف دہ بات پیش آجائے تو اس کا ازالہ نہ کر سکے۔ اسی طرح اس گھر میں بھی سونا نہیں چاہئے جہاں کبھی چراغ بتی اور روشنی نہ جلی ہو کہ عموماً ویران مکانوں میں تکلیف دہ چیزوں کا بسیرا ہوتا ہے۔ یہ مفہوم نہیں کہ اندھیرے میں نہ سوتے کہ آپ ﷺ نے سوتے وقت گل کرنے کی تاکید کی ہے۔

کھانے کے بعد متصلاً نماز بہتر ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کو ذکر و نماز کے ذریعہ سے ہضم کرو۔ کھانے کے بعد (متصلاً) مت سوؤ کہ دل سخت ہو جائے۔ (طبرانی، جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۶۱)

فَائِدَةٌ: علامہ مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ کھانے کے بعد نماز پڑھ لو۔ مگر سوؤ مت تا وقت کہ ہضم ہو کر عالی معدہ سے نہ اتر جائے۔ چنانچہ کھانے کے بعد متصلاً سونا طبعاً بھی مضر ہے۔ (فیض القدر صفحہ ۴۵۸)



## خلافِ سنت (ممنوع) سونے کے اوقات

### عصر کے بعد سونا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل میں فتور ہو جائے تو اپنے سوا کسی دوسرے پر ملامت نہ کرے۔ (مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

سعید بن جبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ دن کے اول میں سونا غیر معمولی بات ہے وسط (دوپہر) میں سونا اچھی عادت ہے۔ اور آخر میں سونا حماقت ہے۔ (ادب مفرد مترجم صفحہ ۵۳۷، آداب بیہی صفحہ ۴۴۴)

چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ جو شخص بعد عصر سوئے اور اس کی عقل میں فتور پڑ جائے تو وہ اپنے ہی اوپر ملامت کرے۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۶۹)

### صبح تک سونا تنگی رزق کا باعث ہے

حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا صبح تک سونا رزق کو روک دیتا ہے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۳۰)

حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں صبح کے وقت سوئی تھی آپ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو پیر سے حرکت دیتے ہوئے فرمایا اے بیٹی اپنے رب کی تقسیم رزق کے وقت تم حاضر (جاگی) رہو، غافلین میں مت ہوؤ۔ طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس کے درمیان اللہ تعالیٰ لوگوں کو رزق تقسیم کرتا ہے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۳۰)

**فَائِدَةٌ:** یہ وقت نہایت ہی قیمتی ہے ذکر تلاوت کے علاوہ کسی اور مشغلہ میں حتیٰ کہ سونے میں بھی گزارنا بہتر نہیں کہ تقسیم رزق کے وقت سونا محرومی کی علامت ہے۔

حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے گھر کے چھوٹے اور بڑے کی نگرانی کرتے تھے کہ کوئی طلوع شمس تک نہ سوئے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۹ صفحہ ۳۶)

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث ہے نبی پاک طلوع شمس سے قبل سونے سے منع فرمایا ہے (کہ یہ تقسیم رزق کا وقت ہے سونا غفلت ہے جو اچھی بات نہیں)۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک شخص کے پاس سے نماز صبح کے بعد گزرے جو سو رہا تھا۔ آپ نے پیر سے حرکت دی وہ بیدار ہوا آپ نے فرمایا تمہیں نہیں معلوم اللہ تعالیٰ اس وقت بندہ پر متوجہ ہوتا ہے۔ اپنے فضل سے ایک جماعت کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

### صبح تک سونے سے شیطان کا پیشاب کان میں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا جو صبح تک سوتا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔ (بخاری صفحہ ۱۵۳)

**فائدہ:** شیطان کے پیشاب کرنے کا مطلب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ واقعہ وہ پیشاب کر دیتا ہے۔ اس کا کھانا پینا تو حدیث پاک سے ثابت ہے۔ یا ذلت اور استخفاف مراد ہے۔ یہ ایسا قبیح فعل ہے کہ اس لائق ہے کہ ایسا کیا جائے۔ یہ بھی مراد ہے کہ شیطان اس کے کان میں باطل اشیاء بھر دیتا ہے جس سے وہ ذکر خداوندی سے غافل رہتا ہے۔ (فتح جلد ۲ صفحہ ۲۸)

آج کل صبح دن نکلنے تک سونا جو نہایت ہی قبیح اور منکر فعل ہے عام ہو گیا پورا کا پورا گھر سویا ہوا ملتا ہے۔ کیا جوان کیا بوڑھے۔ کوئی نماز کا پابند ہوا تو اٹھا اور نہ عورتیں بچے سوئے رہتے ہیں، خصوصاً جوان مرد عورتیں، بڑے ہی خسارہ کی بات ہے۔ نماز اور جماعت کا ترک کبیرہ گناہوں میں سے ہے جس کا آخرت میں شدید وبال تو ہوگا ہی دنیا میں اس دیر گئے تک سونے کی نحوست سے رزق میں تنگی ہوتی ہے۔ تنگی معیشت اور مالی خسارہ کا سبب یہ ہے۔ مسلم گھرانوں کی شان اور علامت یہ ہے کہ صبح کو سب اٹھے ہوئے ذکر تلاوت میں مشغول ہوں ان کے گھرانوں سے بھینی بھینی ذکر تلاوت کی آواز گونج رہی ہو۔ افسوس در افسوس کہ رات گئے دیر تک وہی تباہی امور میں وقت ضائع کر کے دیر سے سوتے ہیں اور دیر سے اٹھتے ہیں اور دونوں جہاں کی بدبختی مفت لیتے ہیں۔

### زیادہ سونا فقر قیامت کا باعث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا اے بیٹے رات میں زیادہ سویا مت کرو۔ رات میں زیادہ سونا سونے والے کو قیامت میں فقیر بنا کر چھوڑتا ہے۔ (آداب بیہی صفحہ ۲۲۵)

یعنی ساری رات سونے میں نہ گزارے بلکہ کچھ حصہ یا خداوندی میں گزارے۔

### مغرب کے بعد سونا منع ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ عشاء سے قبل (مغرب کے بعد) سونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (بخاری صفحہ ۸۴)



**فَائِدَةٌ:** مغرب کے بعد سوئے تو عشاء کی جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس وجہ سے بھی آپ نے منع فرمایا ہے۔ لیکن اگر نیند کا غلبہ ہو یا سفر سے تھکا ماندہ ہو تو سونا درست ہے۔ اور کسی سے اٹھانے کو کہہ دے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غلبہ نیند سے سونے کی اجازت چاہی تو آپ نے مغرب کے بعد سونے کی اجازت دے دی۔ (کنز العمال جلد ۲۰ صفحہ ۷۴)

اسی طرح امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے "بَابُ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غَلَبَ الْخ" سے ایسی حالت میں سونے کو جائز قرار دیا ہے کہ کسی کو مقرر کر دے کہ وہ اس کو بیدار کر دے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اسی طرح سوتے تھے۔ (فتح جلد ۲ صفحہ ۵۰)

### سونے کا تہ بند الگ رکھنا، اور کپڑے اتار کر سونا

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی ایک حدیث میں ہے کہ میں اپنی خالہ کے پاس ایک رات رہا، حضرت میمونہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کے لئے بستر بچھایا اور بستر کے سرہانے ایک کپڑا رکھ دیا آپ ﷺ تشریف لائے، اور آپ عشاء سے فارغ ہو چکے تھے بستر پر تشریف لائے سرہانے رکھے کپڑے کی لنگی بنا لی اور (پہنے ہوئے) کپڑے کو اتار کر لٹکایا۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۷۰)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ اس کپڑے میں نماز نہ پڑھتے جسے پہن کر اہل کے پاس آرام فرماتے۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے کپڑے سونے کے کپڑے کے علاوہ رکھے تاکہ نماز میں طہارت کا اہتمام ہو۔ عموماً سونے کے کپڑے میں نجاست کا احتمال و اشتباہ رہتا ہے۔ خصوصاً نئی عمر یا اہل و عیال میں رہنے والوں کو اس سے احتیاط چاہئے۔

### عشاء کے بعد متصل سونا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ عشاء سے قبل نہیں سوئے اور عشاء کے بعد گفتگو نہیں فرماتے (بلکہ سو جاتے)۔ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۲۶۳، مسند طیالسی جلد ۱ صفحہ ۷۳، سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۳۹۴)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ شروع رات میں سو جاتے اور آخر رات میں بیدار رہتے (عبادت فرماتے)۔ (بخاری مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۳، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۶۷)

حضرت ابو بزرہ اسلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ عشاء سے قبل سونے کو اور عشاء کے بعد گفتگو کو ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔ (مختصر)

حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ عشاء کے بعد آپ ﷺ گفتگو اور بات کی مذمت

فرماتے۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۷۳، ۳۸۹، بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۲)

### عشاء کے بعد شعر و شاعری پر وعید

حضرت شداد بن اوس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عشاء کے بعد قرض شعر (شعر کا مشغلہ) اختیار کیا اللہ پاک اس کی رات کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ یہاں تک کہ صبح کا وقت آجائے۔ (کنز جلد ۷ صفحہ ۵۷۱)

### حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی تاکید

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ لوگوں کو عشاء کے بعد گفتگو پر مارا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ابھی باتوں میں لگو گے اور آخر رات میں سوؤ گے۔ (قرطبی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۸)

فَائِدَةٌ: آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ آپ عشاء کے بعد متصل سو جاتے۔ (شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۶۷)

عشاء سے قبل تو سونے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ عشاء کی جماعت نہ چھوٹ جائے۔ اور عشاء کے بعد گفتگو کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ شب آخر کی بیداری بلکہ فجر کی نماز اور جماعت کی شرکت میں یہ خارج اور مخل ہے۔ دیر سے سوئے گا تو وہ دیر سے اٹھے گا۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ یہ قیمتی وقت غفلت میں گزر جائے نماز و جماعت سب سے محروم رہے۔

آج پوری امت کا مزاج اور عمومی عادت یہی ہے کہ عشاء کے بعد باتوں میں، لایعنی امور میں مشغول رہتے ہیں۔ گفتگو اور مجلسوں میں بلکہ لہو لعب میں گزارتے ہیں خدا کی پناہ وقت ضائع کرتے ہیں اور شب آخر کی بیداری تو کیا نماز جماعت سب چھوڑ کر دن چڑھے تک سوئے رہتے ہیں۔ آج عشاء کے بعد متصل سونے کی عادت ڈالیں تاکہ شب آخر کی عبادت جو ایک بیش قیمت چیز ہے حاصل ہو جائے اس سے غافل ہیں سردی ہو یا گرمی بے کار باتوں میں رہ کر اس عظیم دولت سے محروم رہنا بڑے خسارے کی بات ہے، آج عوام و خواص سب اس عظیم دولت کے نسخے سے غفلت میں ہیں۔ رات گئے دیر تک جاگنے کی خلاف سنت عادت رائج ہے۔ شب آخر کی بیداری کا اہم سبب عشاء کے بعد متصل سونا ہے۔ دن کا قیلولہ اسی سبب سے تھا۔ قیلولہ تو موجود ہے مگر مقصد فوت۔ دن کا قیلولہ رات کے جاگنے کے لئے نہیں بلکہ شب آخر کی عبادت میں اعانت کے لئے ہے۔ اس لئے آپ عموماً عشاء کے بعد متصل سو جاتے تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ عشاء کے بعد عبادت میں لگ جاتے بعد میں آرام فرماتے۔

مسنون اور باعث خیر و برکت طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد سو جائے اور شب آخر میں جاگ کر کچھ ذکر و عبادت میں یہ وقت لگا دے۔ یا عملی شغل میں مصروف رہے۔ یہ اسلاف کا طریقہ تھا جلد سونے کا کم از کم اہم

فائدہ یہ ہوگا کہ صبح کو نیند ٹوٹ جائے گی ضرورت سے فارغ ہو کر سنت اور فرض کو باحسن وجوہ ادا کر سکیں گے اور چستی رہے گی نیند کا خمار نہ رہے گا۔

مدارس میں یہ طریقہ رائج ہو جائے کہ عشاء کے بعد سو جایا کریں اور اذان سے قبل بیدار کر دیا جائے تو اس کا اہم ترین مضبوط و مستحکم فائدہ یہ ہوگا کہ صبح کو بیدار ہونے کی عادت ہو جائے گی، اور اذان کے بعد غفلت کی عادت جو صبح کی نماز تک کے ترک کا باعث ہو جاتی ہے نہیں ہوگی۔ تاہم عشاء کے بعد علمی دینی گفتگو کی اجازت ہے۔

چنانچہ امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ”بَابُ الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ“ اور ”بَابُ السَّمْرِ بِالْعِلْمِ“ قائم کر کے اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۴)

### عشاء کے بعد دینی گفتگو کی اجازت

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مسلمانوں کے دینی معاملات میں گفتگو فرماتے اور میں بھی ہوتا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۱، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۵، فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۷۴)

### عشاء کے بعد اہل و عیال سے گفتگو

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی پاک ﷺ نے (عشاء کے بعد) بیویوں کو ایک قصہ سنایا۔ ایک عورت نے کہا یہ قصہ (حیرت اور تعجب میں) بالکل خرافہ کے قصوں جیسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جانتی ہو خرافہ کا اصل قصہ کیا ہے۔ خرافہ بنو عذرہ (قبیلہ کا نام) کا ایک شخص تھا جنات اسے پکڑ کر لے گئے۔ ایک عرصہ تک انہوں نے اسے اپنے پاس رکھا پھر لوگوں میں چھوڑ گئے۔ پس وہ لوگوں سے وہاں کے عجائبات بیان کیا کرتا۔ پس لوگ ایسے قصوں کو قصہ خرافہ کہنے لگے۔ (مسند احمد، شامل ترمذی صفحہ ۱۸)

فَإِنَّكَ لَا: آپ رات میں کبھی بیوی اور بچوں کے سامنے قصہ اور واقعات سناتے اسی میں سے یہ بھی ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ گھر میں بیوی بچوں سے اس قسم کی باتوں کا کرنا ان سے خوش طبعی کرنا مذموم نہیں بلکہ حسن معاشرت میں داخل ہے۔ ایسی گفتگو جو ان کی تفریح طبع کا باعث ہو مذموم نہیں۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۸)

اسی طرح اگر کوئی مہمان ہو تو اس سے بھی گفتگو کی اجازت ہے۔ چنانچہ امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ”بَابُ السَّمْرِ مَعَ الْأَهْلِ وَالضَّيْفِ“ قائم کیا ہے جس سے اس کے جائز ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

خیال رہے کہ آپ کی گفتگو کوئی ایسی لایعنی اور طویل تھوڑے ہی ہوتی تھی۔ حکمت پر مبنی مصالح سے پُر

ہوتی۔ ممنوع وہ ہے جو آج کل رائج ہے جس کا سلسلہ گھنٹوں چلتا ہے۔ اسی لئے شہر میں عموماً ۱۲ بجے رات سے قبل سونا نہیں ہوتا۔ آج کل ٹی وی کی لعنت اور نحوست نے تو اور تباہی مچا رکھی ہے۔ کہ جہنم کے اژدھوں کا پٹلہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور گناہ کبیرہ کا سلسلہ رات گئے دیر تک چلتا رہتا ہے۔ جس کا حرام اور لعنت و غضب الہی کا باعث ہونے میں ذرہ برابر شبہ نہیں۔ (ٹی وی کی قباحتوں کی مفصل جانکاری کے لئے راقم الحروف کا رسالہ فتنہ ٹی وی کا شرعی و عقلی جائزہ ضرور دیکھئے)۔

### سونے سے قبل پانی کا انتظام رکھنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ کے لئے وضو کا پانی اور مسواک رکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپ بیدار ہوتے تو قضاء حاجت سے فارغ ہونے پر مسواک فرماتے (اور وضو کرتے)۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۸)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج مطہرات) آپ ﷺ کے لئے رات ہی سے مسواک اور وضو (طہات وغیرہ کا پانی) رکھ دیتے تھے۔ جب اللہ پاک آپ کو بیدار فرماتا آپ بیدار ہوتے مسواک فرماتے۔ وضو کرتے پھر سات رکعت نماز (تہجد) ادا فرماتے۔

(مسند ابی عوانہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۳، ابن حبان جلد ۴ صفحہ ۷۲)

**فَائِدَةٌ:** سونے سے قبل وضو اور طہارت یعنی استنجا پاخانہ وغیرہ کے پانی کا انتظام رکھنا مسنون ہے۔ تاکہ بیدار ہونے کے بعد تلاش اور انتظام کی زحمت نہ ہو۔ اور کم وقت ہو تب بھی عبادت کا موقع مل جائے۔ ورنہ بسا اوقات پانی کے حاصل کرنے میں شدید پریشانی ہوتی ہے۔ یہ حسن انتظام کی بات ہے۔

### سونے سے قبل پینے کا پانی رکھنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے لئے رات میں تین ڈھکے ہوئے برتنوں کا انتظام رکھتی تھی۔

۱ وضو کے پانی کا برتن۔

۲ مسواک کا برتن۔

۳ پینے کے پانی کا برتن۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۰)

**فَائِدَةٌ:** اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور مسواک کے علاوہ رات میں پینے کے لئے بھی کسی برتن گلاس وغیرہ میں پانی رکھ دیتی تھیں اور ان تینوں کو ڈھک کر رکھتی تھیں تاکہ کیڑوں مکوڑوں اور چوہوں وغیرہ سے حفاظت رہے یہ حسن انتظام سے متعلق امور ہیں کہ رات میں جس چیز کی ضرورت پڑ سکتی ہے اس کا انتظام سونے سے قبل ہی کر لیا

جائے۔ کہ عین وقت پر دقت ہوتی ہے۔ دوسروں کو بھی پریشانی ہوتی ہے۔ لہذا سونے سے قبل وضو اور طہارت وغیرہ کا پانی، پینے کا پانی شاید رات میں پیاس لگ جائے اور اور مسواک کا انتظام رکھنا مسنون ہے۔

بیدار ہونے کے بعد اولاً پاخانہ پیشاب سے فارغ ہونا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو قضاء حاجت فرماتے پھر

مسواک (وضو) فرماتے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۸)

فَائِدَةٌ: وضو نماز سے قبل پاخانہ پیشاب سے فارغ ہو جانا بہتر ہے تاکہ نماز اور عبادت میں اطمینان رہے۔ اگر عادت نہ ہو تو بیداری کے بعد پاخانہ کی حاجت بنالینا بہتر ہے یہ صحت کے اعتبار سے بھی مفید ہے۔

رات میں کس وقت بیدار ہونا سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اس وقت بیدار ہو جاتے جس وقت مرغ بانگ

دیتا۔ (بخاری صفحہ ۱۵۲)

حافظ ابن حجر اور علامہ قسطلانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مرغ آدھی رات (گزرنے کے بعد) بانگ

دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کا یہی قول ہے۔ ابن بطلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا ثلث لیل میں

یعنی آدھی رات کے بعد جب دو حصہ رات گزر جائے تب بانگ دیتا ہے۔ (فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۱۷)

ابن قیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نصف رات یا اس سے کچھ قبل یا اس کے کچھ بعد آرام

فرما کر بیدار ہو جاتے۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)

محدث زرقانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ شروع آدھی رات میں بیدار ہو کر عبادت میں

لگ جاتے۔ (شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۶۷)

رات میں کتنا سونا مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نصف رات آرام فرماتے تہائی رات

میں بیدار ہو جاتے۔ پھر چھٹا حصہ (صبح صادق سے کچھ قبل) آرام فرماتے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ آدھی رات سوتے۔ تہائی رات میں بیدار ہو

جاتے کبھی آدھی رات سے بھی کم سوتے اور بیدار ہو جاتے۔ (جلد ۴ صفحہ ۱۷)

رات میں سونے اور عبادت کا مسنون طریقہ

حضرت اسود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے معلوم کیا کہ رات کی

عبادت کے متعلق آپ ﷺ کا کیا معمول تھا حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا۔ آپ ﷺ شروع رات میں تو سو جاتے پھر جب سحر کا وقت (ثلث لیل کے قریب) ہوتا تو (بیدار ہو کر) طاق رکعت میں نماز ادا کرتے (چونکہ وتر بھی پڑھتے تھے) پھر بستر پر تشریف لاتے اگر بیوی سے کچھ ضرورت ہوتی تو اسے پورا فرماتے پھر سو جاتے۔ پھر جیسے ہی اذان سنتے بڑی تیزی سے اٹھتے اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کو تشریف لے جاتے۔ (مسند طیالی جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

فائدہ کا: اہل بصیرت جان سکتے ہیں کہ اس طریقہ میں کتنی مصلحت ہے۔ اولاً عبادت پھر انسانی ضرورت ہے کہ آپ نے دیگر انسانی ضرورتوں پر عبادت کو مقدم فرمایا۔ (جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۶۷)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ شروع رات میں آرام فرماتے اور آخر شب کو زندہ فرماتے یعنی عبادت و ذکر میں گزارتے۔ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۰۹، شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۶۷)

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت میں ہے کہ جس مقدار پر آپ ﷺ سوتے اسی مقدار عبادت کرتے (مثلاً نصف رات سوتے تو نصف رات عبادت کرتے)۔ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۲۹۴)

عموماً آپ ﷺ کی عادت یہی تھی کہ متصل آرام فرما کر آخری شب میں تہجد ادا فرماتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ عشاء کی نماز مسجد میں ادا فرما کر گھر تشریف لاتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے پھر آرام فرماتے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما کی روایت میں اس کا ذکر ہے۔ (مسند طیالی جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

آپ ﷺ شب بیداری کو ترک نہ فرماتے اگر تکلیف ہوتی یا سستی محسوس کرتے تو بیٹھ کر ادا فرماتے۔

(طیالی جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

### چار پائی پر سونا سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک چار پائی تھی جس کے پائے ساگوان لکڑی کے تھے۔ آپ اسی پر آرام فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۶۴)

آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں بھی مسجد میں چار پائی پر آرام فرماتے۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۴۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو اسطوانہ توبہ کے سامنے آپ کی چار پائی بچھادی جاتی اور بستر لگا دیا جاتا۔ (صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

### آپ ﷺ کی چار پائی کیسی تھی

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایسی

چارپائی پر تھے جو کھجور کے پتوں اور شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ (ادب المفرد، سیر الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۶۳)

مسند ابویعلیٰ اور سنن بیہقی میں حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کو میں نے چارپائی پر دیکھا جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور آپ کے سر ہانے چمڑے کا ایسا تکیہ تھا جس کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا۔ (سیر الشامی جلد ۷ صفحہ ۱۲۵)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ قریش کو چارپائی پر سونا بڑا پسند تھا جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابویوب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے یہاں آپ نے قیام کیا آپ نے ابویوب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پوچھا کہ تمہارے پاس چارپائی نہیں ہے؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم نہیں ہے۔ اسد بن زرارہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو یہ خبر معلوم ہوئی (اہل قریش کا چارپائی پر سونا اور ابویوب کے یہاں چارپائی کا نہ ہونا اور آپ کا ان سے چارپائی کے بارے میں معلوم کرنا) تو انہوں نے ایک چارپائی بنا کر بھجوا دی جس کے پائے ساگوان کے تھے۔ آپ تا وفات اسی پر سوتے رہے اور اسی پر نماز بھی پڑھتے (آپ کی وفات کے بعد لوگ تبرکاً اس پر اپنے مردوں کو لے جاتے۔ صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بھی برکت اسی چارپائی پر (دفن کرنے کے لئے) لے گئے۔ (سیر الشامی صفحہ ۵۶۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ چارپائی پر سونا مسنون ہے۔ اور یہ کہ آپ کی چارپائی کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی جو نہایت ہی کھردری تھی۔ راوی کا مقصد ”وہو علی سریر مرمول بشریط“ سے یہی ہے کہ کھجور کی شاخوں کی بنی چارپائی جو نہایت ہی کھردری ہوتی ہے اس پر بلا بستر کے آپ ﷺ آرام فرماتے تھے۔ کس قدر تواضع و مسکنت اور زہد عن دنیا کی بات ہے آج ہم چارپائی پر بلا شاندار غالیچہ کے بیٹھنا اور سونا شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ آپ کی عادت طیبہ تھی۔ تاہم کبھی آپ بستر بھی بچھاتے جو زیادہ موٹا اور گہرا نہ ہوتا تھا جس کی تفصیل آ رہی ہے۔ کبھی چارپائی پر چادر بھی ہوتی جو کالے رنگ کی ہوتی۔ چنانچہ طبرانی میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے کہ آپ کی چارپائی چھالوں سے بنی تھی اور اس پر کالی چادر ہوتی۔

(سیر الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۶۳)

### کھجور کی چٹائی پر بلا بستر کے سونا

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ (کھجور کی) چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس کے نشانات پہلو پر نمایاں ہو گئے تھے۔ (مسند احمد، سیر الشامی جلد ۷ صفحہ ۱۲۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ وہ حضور پاک ﷺ کے پاس تشریف لائے

آپ کھجور کی چٹائی پر تھے اور کھجور کی بناوٹ کا اثر آپ کے پہلو پر نمایاں ہو رہا تھا۔ (ترمذی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۱۲۸)

### گرمی اور جاڑے میں سونے کا مسنون طریقہ

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ جب گرمی آتی تو شب جمعہ سے باہر سونا اور جب سردی آتی تو شب جمعہ سے گھر میں سونا پسند فرماتے۔

(ابو نعیم فی الطب، کنز صفحہ ۷۱، جامع صغیر صفحہ ۳۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ موسم کی تبدیلی سے سونے کی جگہ جاڑے اور گرمی میں بدلے تو شب جمعہ سے شروع کرے کہ اس میں برکت ہے۔

### مسجد میں سونا اور لیٹنا

حضرت عباد بن تمیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا کہ آپ ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھے ہوئے تھے۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۶۸)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ ﷺ کو مسجد میں کروٹ لیٹے دیکھا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں عہد نبوی میں غیر شادی شدہ نوجوان تھا مسجد میں سوتا تھا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

حضرت ابوذر غفاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی پاک ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی خدمت سے فارغ ہوتے تو مسجد میں چلے آتے اور لیٹتے (ان کا مکان مکہ میں نہیں تھا مسافر کی حیثیت سے تھے اور آپ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ (مجمع جلد ۲ صفحہ ۲۵)

فَائِدَاتُ لَا: حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ رات کو نماز بہت پڑھا کرتے تھے، چنانچہ امام بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان مبارک کے بعد کہ عبداللہ نیک شخص ہے۔ کاش یہ رات کو نمازیں زیادہ پڑھا کرے چنانچہ حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ رات کو کثرت سے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

مسجد میں سہولت آرام و راحت کی وجہ سے سونا اور اس کی عادت بنا لینا مکروہ ہے۔ بعض لوگ مسجد میں صرف اس وجہ سے سوتے ہیں کہ گھر میں ان کو سہولت میسر نہیں۔ مسجد کو سونے کی جگہ بنانا ناجائز ہے درست نہیں۔ لبتہ مسافر کو مسجد میں سونا درست ہے۔ جیسے اہل تبلیغ حضرات۔ اسی طرح ان حضرات کو بھی اجازت ہے۔ جو اتوں کو اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں اور رات میں نماز پڑھنے کے عادی ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر



رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی عادت تھی۔ چنانچہ اصحاب صفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو جو آپ ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور ان کے گھر مدینہ میں نہیں تھے مسجد میں سونے کی اجازت دی چنانچہ ابن ماجہ میں ابن قیس سے مروی ہے کہ اصحاب صفہ سے آپ ﷺ نے کھانے کے بعد فرمایا کہ خواہ یہاں سو جاؤ یا مسجد میں سو جاؤ چنانچہ وہ لوگ مسجد میں سونے گئے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۵۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں۔ جو شخص مسجد میں نماز کے ارادہ سے نہ سوتا ہو اس کا سونا مکروہ ہے۔ یعنی اس ارادہ سے سوئے کہ نماز میں سہولت ہو۔ محض سونے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے فرمایا مسجد کو سونے کا اڈہ نہ بناؤ۔ (عمدة جلد ۲ صفحہ ۱۹۸)

فقہاء کرام نے بھی مسجد میں سونے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ درمختار میں ہے معتکف اور مسافر کے علاوہ کو سونا مسجد میں درست نہیں۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۸۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مسجد میں اس وجہ سے سوتے ہیں کہ کشادہ اور آرام دہ باعث سکون جگہ ہے ان کا سونا یقیناً از روئے شرع مسجد کی حرمت کے خلاف ہے اور درست نہیں۔ ارباب انتظام ایسے سونے والوں کو سختی سے منع کریں۔

### سفر کی حالت میں سونے کا مسنون طریقہ

حضرت ابوقنادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ (سفر کی حالت میں) رات کو سوتے (حسب معمول) دائیں کروٹ سوتے۔ اور اگر صبح کے قریب کسی مقام پر قیام فرماتے اور آرام فرماتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور ہاتھ پر سر رکھ کر آرام فرماتے۔ (شأنل صفحہ ۱۹)

فَائِدَةٌ: مطلب یہ ہے کہ وسیع وقت ہوتا۔ وقت کی گنجائش ہوتی تو حسب معمول سوتے۔ ورنہ دائیں ہاتھ کو کھڑا کر کے سوتے تاکہ گہری نیند نہ آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے قریب وقت میں اس طرح نہ سوئے کہ گہری نیند آجائے اور نماز یا جماعت کا وقت فوت ہو جائے۔ دراصل یہ مذکورہ طریقہ نیند آنے کی شکل نہیں بلکہ آرام اور تعب دور کرنے کی شکل ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے ذرا کمر سیدھی کر لیں۔ (شرح مناوی، جمع صفحہ ۶۵)

### سونے والے کو بیدار نہ کیا جائے

حضرت عمران بن حصین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب سوتے تو ہم لوگ آپ کو بیدار نہیں کرتے (جگاتے) تھے آپ ﷺ خود ہی اٹھتے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ جب سو جاتے تو آپ کو جگایا نہیں جاتا تھا آپ خود ہی اٹھتے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۵۸)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ بہتر ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ کے کسی کو نہ جگایا جائے۔ بسا اوقات دوبارہ نیند نہیں آتی جو باعث کلفت ہے۔ لیکن خیال رہے کہ نماز اور جماعت کا وقت اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس وقت اٹھانا ضروری ہے۔

### سونے والے کو سلام کس طرح کیا جائے

حضرت مقداد بن اسود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ جاگنے والا تو سن لیتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا۔ (ادب المفرد صفحہ ۳۰۳)

فَإِنَّكَ لَا: سونے والے کی رعایت لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی نیند ٹوٹ جائے اور خلل ہو اگر کسی کے متعلق علم نہیں کہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے تو اسی طرح سلام کرے۔

### قیلولہ سنت ہے

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب قبا تشریف لاتے تو ام حرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے مکان تشریف لے جاتے۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے۔ انہوں نے کھانا کھلایا آپ اس کے بعد آرام فرمانے لگے یعنی قیلولہ فرمایا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۲۹)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا آپ کے چمڑے کا بستر بچھا دیتیں آپ اس پر قیلولہ ادا فرماتے۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۳)

### جمعہ کے دن قیلولہ کا وقت

حضرت سہیل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی پاک ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے پھر قیلولہ کرتے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

فَإِنَّكَ لَا: جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد کھانا پھر قیلولہ کرنا سنت ہے۔

### قیلولہ کا حکم

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ دن کے سونے سے رات کی عبادت پر قوت حاصل کرو۔ (کنز جلد ۷ صفحہ ۵۷۱، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

حضرت طاؤس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا دن کے سونے سے رات کی عبادت میں مدد حاصل کرو۔ (آداب بیہقی صفحہ ۴۴۳، کنز جلد ۷ صفحہ ۵۷۱)

سائب ابن یزید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب دوپہر کو ہمارے پاس

سے گزرتے تو فرماتے اٹھو جاؤ قیلولہ کرو۔ (بیہی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

### شیطان قیلولہ نہیں کرتا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیلولہ کرو شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔

(ابو نعیم، کنز جلد ۷ صفحہ ۵۷۰)

حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ایک گورنر کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ قیلولہ نہیں کرتے تو ان کو فرمان لکھا کہ قیلولہ کرو میں تم سے بیان کر چکا ہوں شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ (کنز جلد ۲۰ صفحہ ۶۶)

حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو ہمیشہ قیلولہ کی عادت تھی۔

(جلد ۱۱ صفحہ ۷۰، فتح)

### قیلولہ کا مفہوم

اس کے معنی ہیں دوپہر کو کھانے سے فراغت پر لیٹنا اور آرام کرنا ہے۔ خواہ نیند آئے یا نہ آئے۔

(عمدة القاری جلد ۳ صفحہ ۲۲)

### قیلولہ کے فوائد

دوپہر کو سونا زیادتی عقل اور ہنرم طعام کا باعث ہے اس سے چستی رہتی ہے۔ خصوصاً رات کے قیام اور عبادت میں یہ معین ہے۔ ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ دوپہر کو سونا اچھی عادت ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۶۹)

حضرت سعید ابن جبیر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے موقوفاً مروی ہے کہ دوپہر کو سونا اچھی خصلت ہے۔

(فتح جلد ۱۱ صفحہ ۷۰)

مشہور مقولہ ہے ”تَعَدَّ تَمَدَّ تَعَشَّ تَمَشَّ“ دوپہر کو کھاؤ پھر سوؤ، شام کو کھاؤ اور چہل قدمی کرو۔ افسوس کہ دوپہر کو سونے کی حکمت یہ تھی کہ شب کی عبادت میں معین ہو۔ مگر دوپہر کا سونا تو راحت کی وجہ سے رہ گیا اور شب کی عبادت جاتی رہی۔

### رسول پاک ﷺ کے سونے کے مختلف طریقوں کا بیان

نبی پاک ﷺ کے آرام راحت فرمانے کی کوئی ہمیشہ ایک ہی شکل و حالت متعین نہیں تھی۔ آپ کبھی کھجور کی چھالوں سے بنی ہوئی چارپائی پر بلا بستر آرام فرماتے۔ کبھی بستر پر آرام فرماتے۔ مگر بستر نرم اور گدے دار پسند نہ فرماتے، کبھی چمڑے کے ٹکڑے پر آرام فرماتے، کبھی چٹائی پر جو کھجور سے بنی ہوتی۔ کبھی صرف زمین پر بلا بستر کے آرام فرماتے کبھی ریت ہی میں لیٹ جاتے۔ کبھی سیاہ چادر پر کبھی کسبل پر۔ البتہ آپ زیادہ تر چارپائی پر

بلا کسی بستر اور چادر کے آرام فرماتے۔ جس سے جسم اطہر پر چٹائی کی بنائی کے نشانات پڑ جاتے۔  
 گدے دار یا نرم بستر آپ کو بالکل گوارا نہ تھا۔ نہ آپ اسے پسند فرماتے۔ آپ کے بستر کی نوعیت یہ تھی کہ  
 ایک کیڑا تھا اسے دو تہہ کر کے بچھا دیا جاتا۔ ایک مرتبہ اسے چار تہہ کر دیا تو آپ نے پسند نہ فرمایا۔ یہ آپ کے  
 تواضع مسکنت اور زہد کے اعلیٰ شان پر ہونے کی وجہ سے تھی۔ سادہ زندگی کو آپ نے پسند کیا تنعم اور تعیش کی  
 شکلوں سے اپنے آپ کو باوجود وسعت و فراوانی کے محفوظ رکھا۔ آج امت کے اہم افراد اس سنت والی زندگی کو  
 چھوڑ کر مباح طریقے کو اختیار کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے زاہدانہ زندگی آج مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ عیش و  
 تنعم کی شکلوں کو جسے آپ نے چھوڑ دیا امت آج اسی میں فخر و وقار اور عزت محسوس کر رہی ہے اسی وجہ سے ہم  
 سنت کی برکات سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ ”اللَّهُمَّ وَفَّقْنَا“ (زاد المعاد، شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۶۹)



## بستر کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے

### اسوہ حسنہ کا بیان

#### کھجور کی چٹائی پر سونا سنت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چٹائی پر (بلا بستر و چادر کے) آرام فرمایا۔ آپ کے جسم اطہر پر چٹائی کے نشانات ابھر آئے آپ جب بیدار ہوئے تو میں ہاتھ پھیرنے لگا (نشانات کو مٹانے لگا) میں نے کہا آپ سونے سے قبل بتا دیتے تو میں آپ کے لئے بستر بچھا دیتا تاکہ یہ نشانات نہ ہوتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے دنیا سے کیا مطلب میری مثال تو اس راہ گیر کی طرح ہے جو کسی درخت کے سایہ میں رک گیا ہو اور آرام کر کے چل دے (ظاہر ہے کہ ایسا آدمی کیا انتظام کرے گا)۔

(ابن ماجہ، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۰)

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں رسول پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو کھجور کی بنی ہوئی چارپائی پر آرام کرتے پایا، جس کے نشانات پہلو پر نمایاں تھے، پھر میں نے گھر کی جانب نظر دوڑائی قسم خدا کی کوئی ایسی چیز ہی نہ تھی کہ جس پر میری نگاہ پڑتی، مگر مشکیزے لٹکے تھے، اور تھوڑا سا جو رکھا تھا۔ (بخاری، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۱۲۳)

#### کھجور کی چھالوں سے بنی چارپائی

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں رسول پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو کھجور کی چھالوں سے بنی ہوئی چارپائی پر آرام فرماتے ہوئے دیکھا، اور آپ کے سر ہانے چمڑے کا تکیہ تھا، جس کا بھراؤ بھی چھالوں سے تھا۔

#### چٹائی

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک بوریا تھا، جس پر آپ رات میں نماز

پڑھتے تھے (اور آرام فرماتے تھے) اور دن میں بچھا دیا جاتا تو آپ اس پر تشریف فرما ہوتے۔

(بخاری، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔ جس کے نشان جسم اطہر پر آگئے تھے، اور سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس کا بھراؤ چمڑے کا تھا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)

### بوریا پر سونا

حضور اقدس ﷺ کا بستر کبھی چمڑے کا ہوتا، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا، اور کبھی صرف ٹاٹ کا، کبھی بوریا ہوتا۔ (خصائل صفحہ ۲۷۸)

حضرت حفصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا بستر ٹاٹ کا تھا۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۷۰)

فَائِدَةٌ: یعنی صرف ٹاٹ ہی پر سوتے، اس پر کوئی چادر وغیرہ نہ بچھاتے۔ کس قدر سادگی کی بات ہے، آج اس پر سونا اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا۔ ہم لوگ عیش و تنعم میں پڑ کر غفلت میں زندگی گزار رہے ہیں، دراصل یہ دنیا ایک گزرگاہ ہے، جائے قیام و راحت و تنعم نہیں، اصل منزل و مکان تو جنت ہے۔ دنیا کا تنعم بسا اوقات آخرت سے غفلت کا باعث ہوتا ہے۔

### نرم بستر سے انکار

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے آپ ﷺ کے بستر مبارک کو دیکھا کہ بہت ہی کھر درا اور موٹا ہے، چنانچہ وہ گئی اور ایک بستر جس کا بھراؤ اون سے تھا بھیج دیا (یہ اس کے مقابلہ میں نرم ہوتا ہے) رسول پاک ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے پوچھا عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! فلاں انصاری خاتون آئی تھیں اس نے آپ کے بستر کو دیکھا واپس گئی تو یہ بستر بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے واپس کر دو۔ حضرت عائشہ نے فرمایا میں واپس کرنا نہیں چاہتی تھی چونکہ اس بستر کا گھر میں رہنا مجھے اچھا معلوم ہوا۔ چنانچہ آپ نے کئی مرتبہ کہا واپس کرو۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو یہ سونے چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کریں۔ (سیرت جلد ۷ صفحہ ۱۲۷)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا بستر مبارک پرانا اور موٹا (کھر درا) تھا میں نے چاہا کہ ایک دوسرا جو اس سے نرم ہو آپ کے لئے تیار کر دوں۔ تو میں نے کر دیا۔ آپ نے (دیکھا تو) فرمایا کیا ہے عائشہ۔ حضرت عائشہ نے کہا موٹا اور پرانا دیکھ کر میں نے یہ نرم بنا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے

ہٹاؤ۔ قسم خدا کی میں اس پر بیٹھوں گا بھی نہیں تا وقتیکہ تم اسے اٹھانہ لو چنانچہ جو اوپر بچھایا تھا اٹھالیا۔

(سنن سعید بن منصور جلد ۷ صفحہ ۱۲۸)

## گدا پسند نہیں

حضرت جعفر بن محمد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے معلوم کیا کہ آپ کے گھر میں حضور پاک ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا چمڑے کا تھا جس میں بھراؤ کھجور کی چھال کا تھا۔ اور میں نے حصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے پوچھا کہ آپ ﷺ کا بستر کیسا تھا انہوں نے کہا ٹاٹ کا تھا۔ جس کی میں دوہری تہ کر دیا کرتی تھی آپ اس پر سوتے تھے ایک رات میں نے کہا اگر میں اس کی چار تہہ کر دوں تو آپ کے لئے زیادہ آرام دہ ہوگا، چنانچہ میں نے اس کی چار تہہ کر دی، جب صبح بیدار ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا آج رات تم نے میرے لئے کیا بچھا دیا۔ حضرت حصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی ہیں میں نے کہا وہی آپ کا بستر تھا جس کی میں نے چار تہہ کر دی تھی آپ کے لئے یہ ذرا مزہ ہو جائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پہلی حالت پر کر دو۔ اس لئے کہ اس کی نرمی نے مجھے رات کی نماز (تہجد) سے روک دیا۔ (ترمذی، سیرۃ صفحہ ۵۷، حیا الصحابہ صفحہ ۸۳۶)

اسی قسم کی روایت حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے بھی ہے۔

فَاِنَّكَ لَا: یعنی تہجد کے لئے آنکھ نہیں کھلی یا معمول کے لحاظ سے دیر میں کھلی کہ نرم بستر پر نیند گہری آتی ہے اور زیادہ آتی ہے۔ (اور آنکھ جلد کھلتی نہیں) اگر کھر دری چار پائی ہو اول نیند ہی غفلت سے نہیں آتی دوسرے آتی بھی ہے آنکھ جلد کھل جاتی ہے۔ (خصائل صفحہ ۲۸)

## نرم بستر کی درخواست مسترد

متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور اکرم ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے مجھے دنیاوی آرام و راحت سے کیا کام میری مثال تو اس راہ گیر جیسی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو، اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔ (خصائل صفحہ ۲۸)

ظاہر ہے کہ ایسا مسافر کیا سامان کا بوجھ لادے گا۔ حتی الامکان ہلکا پھلکا منزل مقصود کی جانب چلے گا۔ دنیا مؤمن کے لئے رہ گزر درمیان سفر ہے۔ جس قدر دنیاوی بھینچھٹوں سے پاک ہوگا اسی قدر آخرت میں صاف

مگر اب امت کا مزاج خصوصاً خواص کا بھی بدل چکا ہے۔ عیش تنعم کا سامان زائد سے زائد اختیار کیا جاتا ہے۔ گو یہ ناجائز نہیں تاہم افضل و اولیٰ نہیں۔ سادہ زندگی ایمان کی شان ہے اسی لئے حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کے بندے عیش و تنعم میں نہیں پڑتے۔ اس وجہ سے کہ یہ حب دنیا کا اثر ہے اور اس کی علامت حب دنیا سے دوری ہے۔ اللہ پاک ہم سب ک سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور عمل خالصۃً لوجہ اللہ آسان فرمائے۔

### زائد بستر کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک بستر آدمی کے لئے ہے ایک بستر اس کی بیوی کے لئے ہے ایک بستر مہمان کے لئے اس سے زائد چوتھا بستر شیطان کے لئے ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا ضرورت سے زائد رکھنا جس کا استعمال نہ ہو یا نوبت کم آئے بہتر نہیں۔

آپ ﷺ کے بستر مبارک کی تعداد

آپ ﷺ کے پاس صرف ایک ہی بستر تھا۔ (موہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۵۲)

فائدہ: یہ کمال تقویٰ اور زہد میں مرتبہ علیا کی بات ہے۔ باوجود قدرت و اختیار کے آپ نے توسع اختیار نہیں فرمایا۔





# سوتے وقت آپ ﷺ کے قرآنی معمولات کا بیان

سوتے وقت الم سجدہ اور سورۃ ملک کا پڑھنا مسنون ہے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک کہ سورۃ الم سجدہ اور سورۃ ملک نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی صفحہ ۱۷۶، الدعاء، للطبرانی صفحہ ۲۶۸)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ہر رات الم سجدہ پڑھتے۔

(مسند ابویعلیٰ، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۵)

حم سجدہ اور سورۃ ملک کا پڑھنا بھی مسنون ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام نے مجھے حکم دیا کہ اس وقت تک نہ سوؤں جب تک کہ حم سجدہ اور تبارک الذی نہ پڑھ لوں۔

(بیہقی فی شعب الایمان، درمنثور جلد ۷ صفحہ ۲۳۳، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۹)

سورۃ ملک کا پڑھنا سنت اور اس کے فوائد

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن شریف میں ایک سورۃ ایسی ہے جو تیس آیتوں والی ہے۔ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی مغفرت کروادیتی ہے وہ سورۃ تبارک الذی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسے عذاب قبر سے روکنے والی سورۃ قرار دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۷)

بیہقی نے دلائل النبوة میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے عذاب قبر سے روکنے والی فرمایا ہے۔

(جلد ۷ صفحہ ۲۳۱، درمنثور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے نقل ہے کہ عہد نبوی میں اسے مانع (عذاب قبر سے روکنے والی)

کہا جاتا تھا۔ (مجمع جلد ۷ صفحہ ۱۳۱)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا عذاب قبر کے فرشتے اس کے سرہانے آئے تو کہا کہ اُسے عذاب دینے کا کوئی راستہ نہیں کہ یہ سورہ ملک پڑھتا تھا۔

خالد بن معدان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ یہ سورہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو میری شفاعت قبول کرو ورنہ مجھے کتاب سے نکال دے۔

(دارمی جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ بعض صحابہ نے ایک جگہ خیمہ لگایا۔ ان کو علم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے۔ اچانک خیمہ لگانے والوں نے اس جگہ سے کسی کو تبارک الذی پڑھتے ہوئے سنا۔ نبی اکرم ﷺ سے آکر عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورہ خدا کے عذاب سے روکنے والی اور نجات دینے والی ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۸)

### سورہ زمر اور بنی اسرائیل

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ، سورہ زمر اور سورہ بنی اسرائیل جب تک نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ (ابن سنی نمبر ۶۷۸، اذکار نبوی صفحہ ۱۷۷)

### مسجات کی تلاوت

حضرت عرباض بن ساریہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سوتے نہ تھے جب تک کہ مسجات کی تلاوت نہ فرماتے تھے کہ اس میں ایک آیت ہے جو ہزار آیات سے افضل ہے۔

(ابوداؤد، صفحہ ۶۸۹، ترمذی، اذکار صفحہ ۷۷)

قَائِلًا: مسجات ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کی ابتدا تسبیح سے ہو مثلاً ”سَبِّحْ“ یا ”يُسَبِّحُ سَبِّحْ“ وہ یہ سورتیں ہیں ① سورہ حدید ② سورہ حشر ③ سورہ صف ④ سورہ جمعہ ⑤ سورہ تغابن ⑥ سورہ اعلیٰ۔ اور آیت سے مراد سورہ حشر کی آخری آیت ہے۔

### آل عمران کی آخری آیتیں

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر رات آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھتے تھے۔ (ابن سنی صفحہ ۶۸۸)

### سورہ کافرون

حضرت خباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ بستر پر تشریف لاتے تو سورہ کافرون

پڑھتے۔ (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۱)

نوفل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالَى نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان کے والد سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ہر رات سورہ کافرون پڑھ کر سوؤ۔ شرک سے براءت ہوگی۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۵)

### معوذتین

حضرت عائشہ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر رات جب بستر پر تشریف لاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے اور سورہ قل ہو اللہ۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم کرتے پھر جہاں تک ہاتھ جاتا وہاں تک پھیر لیتے اولاً سر اور چہرے سے شروع فرماتے پھر جسم کا اگلا حصہ، تین مرتبہ اسی طرح کرتے۔ (بخاری صفحہ ۹۳۵، ابوداؤد صفحہ ۶۸۹، ترمذی صفحہ ۳۳۲)

قَائِلًا: سوتے وقت کا یہ عمل مسنون بڑی افادیت رکھتا ہے۔ بلاء سماوی اور ارضی کا دافع ہے۔ آسیب سحر کرتب۔ خوف و دہشت۔ وساوس شیطانی اور ڈراؤنے خواب کے ازالہ کے لئے نفع بخش ہے۔ خصوصاً ایسے مواقع میں جہاں آسیب و سحر و کرتب۔ خوف و دہشت کا اندیشہ ہو اور اسی طرح جسے آسیب و سحر کی شکایت، اس کا معمول اس کے حملہ کو روکتا ہے۔ اور اس کی طاقت کو ختم کرتا ہے۔

### آیۃ الکرسی

حضرت حسن رَحِمَہُ اللہُ تَعَالَى سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَامُ تشریف لائے اور کہہ رہے تھے کہ ایک خبیث جن آپ کی ایذاء کے لئے پھیر میں ہے۔ جب آپ بستر پر تشریف لائیں تو آیۃ الکرسی پڑھ لیں۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۶)

آیۃ الکرسی سے متعلق حضرت علی رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان عاقل کو نہیں سمجھتا کہ وہ بغیر آیۃ الکرسی پڑھے سوئے۔ (اذکار صفحہ ۸۰)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس نے سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہو جاتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے پاس نہیں آتا۔ اور جو بستر پر لیٹ کر اسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہمسایہ اور ارد گرد کے کئی گھروں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (حاشیہ حصین اردو صفحہ ۱۳۹)

قَائِلًا: سوتے وقت آیۃ الکرسی کا ورد شیاطین کے وساوس و حملے اور جمیع آسیب وغیرہ کی حفاظت کا نہایت ہی مضبوط حصار ہے۔

عورتوں اور بچوں کو شیاطین بسا اوقات پریشان کرتے ہیں۔ ان کی حفاظت کے لئے یہ آیت معوذتین کے ساتھ نہایت ہی مضبوط و مجرب دافع ہے۔

سوتے وقت قرآن پاک پڑھنے کی فضیلت و فوائد

تمام شر سے بچاؤ

حضرت شداد بن اوس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کی سورتوں میں سے کوئی سورت سوتے وقت پڑھے گا اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو اس کا محافظ اور نگہبان بنا دے گا جو اس کی حفاظت کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اٹھ جائے۔ (کتاب الدعاء، صفحہ ۲۷۵، فتح جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۵)

سوتے وقت تلاوت کی فضیلت

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص رات میں چالیس آیتوں کی تلاوت کرے گا وہ غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔ اور جو ایک سو آیتوں کو پڑھے گا وہ قانتین (عبادت گزاروں) میں لکھا جائے گا۔ (ابن سنی صفحہ ۶۷۲)

مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ جو دس آیتیں (کسی بھی مقام سے) پڑھے گا غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔ (ابن سنی نمبر ۷۰۲)

سورۂ حشر کی آخری آیتیں

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو وصیت کی کہ جب وہ بستر پر جائے تو سورۂ حشر کی آخری آیتیں پڑھے۔ اگر موت آئے گی تو شہید ہوگا یا آپ نے فرمایا اہل جنت سے ہوگا۔ (ابن سنی صفحہ ۷۱۸)

سورۂ بقرہ کی آیات سے شیطان سے حفاظت

شععی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ جو سورۂ بقرہ کی یہ آیتیں پڑھے گا۔ تین دن تک اس کے گھر میں شیطان داخل نہ ہوگا۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔ آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں۔ اور آخر کی تین آیتیں۔ (دارمی صفحہ ۴۳۸)

ایک دوسری روایت میں حضرت عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے یہ منقول ہے کہ جو ان آیتوں کو سوتے وقت پڑھے گا۔ قرآن پاک نہ بھولے گا۔ (دارمی صفحہ ۴۳۹)

سورۂ اخلاص سے جنت میں داخلہ

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو سونے کا ارادہ کرے۔ دائیں کروٹ سو جائے۔ اور سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا اے میرے

بندے! دائیں کروٹ یعنی دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (کنز العمال جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۹)  
 ویلی کی ایک روایت میں ہے کہ انسان و جنات ہر ایک کی برائی سے حفاظت ہو جائے گی۔

(بزار، حصن صفحہ ۱۳۷)

### ہر شر (چیز) سے حفاظت

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم نے اپنے پہلو کو بستر پر رکھ لیا سورہ فاتحہ اور  
 اخلاص کو پڑھ لیا تو موت کے علاوہ ہر شے سے مامون ہو گئے۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۱)

### سورہ بقرہ کی آخری تین آیتیں

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ میں کسی عقل مند کے متعلق یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ سورہ بقرہ کی  
 آخری تین آیتوں کے پڑھے بغیر سو جائے۔ (اذکار صفحہ ۸۰)  
**فَإِنَّكَ لَا:** سورہ بقرہ کی آخری تین آیتیں، ”آمن الرسول“ سے آخر سورہ تک ہیں۔ ان کے بڑے فضائل و  
 فوائد ہیں۔

اسی طرح معوذتین کی بھی فضیلتیں اور فوائد ہیں، برے خواب اور برے وساوس اور ان کی اذیتوں سے  
 حفاظت رہتی ہے۔



## سوتے وقت ذکر اللہ کے فضائل

سوتے وقت ذکر کرنے والے کی دعا قبول

حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَبِيْ پاك ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ رات کو ذکر کرتا ہو بحالت طہارت سویا ہو پھر رات اٹھا ہو اور دنیا یا آخرت کا سوال کیا ہو مگر یہ کہ اللہ پاک اسے عطا فرمادیتے ہیں۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۳۵)

ذکر کی حالت میں سونے پر فرشتے کی نگرانی

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی بستر پر آتا ہے تو فرشتہ اور شیطان دونوں اس کی طرف دوڑتے ہیں فرشتہ کہتا ہے۔ اچھائی پر خاتمہ ہو۔ شیطان کہتا ہے برائی پر خاتمہ ہو۔ پس اگر سونے والا خدا کا ذکر کرتا ہو اسو جاتا ہے تو فرشتہ اس کی نگہبانی کرتا ہے۔ (الدعاء للطہرانی صفحہ ۲۲۰)

سونے اور بیدار ہونے والے پر فرشتہ اور شیطان کا مسابقہ

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ گھر میں داخل ہوتا ہے اور بستر کی طرف جاتا ہے تو فرشتہ اور شیطان دونوں اس کی طرف لپکتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے اس کا اختتام شر پر ہو۔ فرشتہ کہتا ہے اس کا اختتام نیکی پر ہو۔ پس اگر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کی حمد و ثناء کرتا ہے تو فرشتہ شیطان کو بھگا دیتا ہے اور فرشتہ اس کی نگہبانی کرتا ہے۔ اسی طرح جب وہ بیدار ہوتا ہے تو شیطان اور فرشتہ دونوں اس کی طرف تیزی سے لپکتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے شر کے ساتھ بیدار ہو۔ فرشتہ کہتا بھلائی کے ساتھ یہ بیدار ہو پس اگر وہ (اٹھنے والا) یہ دعا پڑھ لیتا ہے اور (اسی رات) انتقال کر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے۔ (کنز جلد ۲۰ صفحہ ۵۳، ابن سنی نمبر ۱۲) اور مجمع الزوائد میں ہے اگر مر جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۰)

وہ دعا یہ ہے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِي بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتِّهَا فِي مَنَامِهَا الْحَمْدُ لِلَّهِ  
الَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَكِنَّ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ  
مَنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا.“

تَرْجَمًا: ”تعریف اس اللہ کی جس نے نیند کے بعد میری روح کو واپس کیا اور موت نہ دی نیند میں،  
تعریف اس اللہ کی جس نے آسمان اور زمین کو گرنے سے روک رکھا ہے اگر وہ گر جائے تو کوئی  
اسے روک نہیں سکتا یقیناً وہ بردبار معاف کرنے والا ہے۔“

یا یہ دعا پڑھ لے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ  
لَرءُوفٌ رَحِيمٌ“

تَرْجَمًا: ”اس اللہ کی تعریف جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے ہاں مگر اس کا حکم  
ہو جائے۔ یقیناً اللہ لوگوں پر شفیق و مہربان ہے۔“

ذکر اللہ سے بستر مسجد ہو جاتا ہے

ابومرہ عجلی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے طریق سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر پاکی کی حالت میں آئے اور  
ذکر کرتا ہوا سو جائے تو اس کا بستر مسجد ہو جاتا ہے اور وہ نماز و ذکر کی حالت میں ہوتا ہے۔ یعنی تا وقتیکہ بیدار نہ ہو  
جائے۔ (فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۰)

فَائِدَةٌ: یعنی ذکر کی حالت میں سونے سے بیدار ہونے تک ذکر کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

ذکر کرتا ہوا سو جانا سنت ہے

آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ ذکر کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ نیند آ جاتی چنانچہ آپ دائیں کروٹ ہو  
کر ذکر میں مشغول رہتے یہاں تک کہ نیند آ جاتی۔

سنت یہ ہے کہ ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ نیند آ جائے۔ اس سے رات بھر ذکر و عبادت کا ثواب ملتا ہے۔  
افسوس کہ آج امت کا یہ حال ہے کہ واہی تباہی گپ میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ نیند آ جاتی ہے یا  
خاموش فکر دنیا کی حالت میں نیند آ جاتی ہے۔ یہ بڑے خسارے کی بات ہے۔

گناہ معاف اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو اپنے بستر پر سونے آئے اور یہ  
دعا پڑھے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ

اَكْبَرُ ط“ (عمل الیوم للنسائی صفحہ ۸۱۱، ابن سنی صفحہ ۷۲۲)

تَرْجَمًا: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی سلطنت ہے اسی کے لئے تعریف ہے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے اللہ کے سوا نہ کسی کو کوئی قوت ہے اور نہ کوئی طاقت۔

پاک ہے اللہ اور اللہ کے لئے تعریف ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے۔“

کس قدر افسوس کی بات ہے۔ خدا کا بندہ اس کا غلام اس سے غافل ہو کر سو جائے بلکہ بندگی کا حق ہے دین و دنیا کی بھلائی اس میں ہے کہ اذکار مسنونہ پر نیند آئے خدا کی یاد پر سو جائے۔

حضرت ابوسعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں بیدار ہوتے تو تین مرتبہ ”لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پڑھتے۔ (الدعا صفحہ ۷۶۵)





## سوتے وقت کے اوراد کا بیان

### استغفار

حضرت ابو سعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو بستر پر جاتے وقت  
”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ“

تین مرتبہ پڑھ لے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ سمندر کے جھاگ یا درختوں کے پتے یا ریت کی  
تعداد یا ایام دنیا کے برابر ہوں۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں بارہ ہزار مرتبہ روزانہ استغفار پڑھتا ہوں اور ایک دھاگہ ان  
کے پاس تھا جس میں ایک ہزار گرہ لگی ہوئی تھی رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ اس کو سبحان اللہ  
کے ساتھ پورا نہ کر لیتے تھے۔ (فضائل ذکر صفحہ ۹۳)

### تسبیح فاطمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا

نبی پاک ﷺ نے حضرت علی و فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے فرمایا کہ تم کو خادم سے بہتر چیز (وظیفہ) نہ بتا  
دوں۔ جب تم دونوں بستر پر جاؤ تو ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تم  
دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۵)

ابوداؤد کی روایت میں ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ہے۔ اس طرح ۱۰۰ کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ (جلد ۲ صفحہ ۶۹۰)  
حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں جب سے آپ ﷺ نے فرمایا تب سے ہم نے کبھی اس کا ورد نہیں  
چھوڑا چنانچہ صفین کے موقع پر (جو ایک اہم تاریخی جنگ تھی) بھی نہیں چھوڑا اور آخر رات میں موقع ملا تو پڑھا۔  
(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۶۹۰)

فَائِدَةٌ: سوتے وقت تسبیح فاطمی کی بہت تاکید اور فضیلت آئی ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے یہ  
استنباط کیا ہے کہ جو شخص ان پر مداومت کرے گا اس کو مشقت کے کاموں میں تکان اور تعب نہ ہوگا۔ ملا علی قاری  
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ یہ عمل مجرب ہے۔ یعنی تجربہ سے بھی ثابت ہوا ہے کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت  
پڑھنا ازالہ تکان اور زیادتی قوت کا سبب ہوتا ہے۔

علامہ سیوطی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے مرقاة الصعود میں لکھا ہے کہ ان تسبیحوں کا خادم سے بہتر ہونا آخرت کے

اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے۔ تسبیحیں جتنی مفید اور کارآمد اور نافع ہوں گی دنیا میں خادم اتنا کارآمد اور نافع نہیں ہو سکتا اور دنیا کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان تسبیحوں کی وجہ سے کام پر جس قدر قدرت اور اہمیت ہو سکتی ہے خادم سے اتنا نہیں ہو سکتا۔ (فضائل ذکر صفحہ ۱۶۸)

### سوتے وقت درود پاک کا ورد

محدث ابوالشیخ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ابو قرق صافہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے جن کا نام حد رہ ہے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر آئے سورۃ تبارک الذی پڑھے۔ پھر یہ دعا ۴ مرتبہ پڑھے

”اللَّهُمَّ رَبَّ الْجِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِحَقِّ كُلِّ آيَةٍ أَنْزَلْتَهَا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ بَلِّغْ رُوحَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي تَحِيَّةً وَسَلَامًا“

ترجمہ: ”اے اللہ! جو رب ہے حل و حرم کا۔ اور رب ہے حرمت والے شہر کا۔ اور رب ہے رکن و مقام کا۔ اور رب ہے مشعر حرام کا۔ بحرمت ہر اس آیت کے جو آپ نے نازل کی ماہ رمضان میں میری طرف سے حضرت محمد ﷺ کی روح پاک کو تحیہ و سلام پہنچا دیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو متعین فرما دیتے ہیں وہ نبی پاک کے پاس تشریف لاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے محمد (ﷺ) فلاں بن فلاں نے آپ کو سلام پیش کیا ہے تو آپ فرماتے ہیں فلاں پر میری جانب سے بھی سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔“ (القول البدیع صفحہ ۲۰۷، جلاء الافہام صفحہ ۲۳۳)

شمس الدین سخاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے قول بدیع میں اور شمس الدین دمشقی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے جلاء الافہام میں سوتے وقت اور سو کر اٹھنے کے وقت کو درود شریف پڑھنے کے مقامات میں شمار کرایا ہے۔

جیسا کہ حدیث بالنا سے سونے کے وقت درود شریف کا ورد ثابت ہوا ہے۔

علامہ سخاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ان کو جن کو نیند کم آتی ہو درود شریف پڑھنا لکھا ہے۔ (القول البدیع صفحہ ۲۰۷)

### شب آخر میں دعاء و استغفار کی تاکید

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارا رب ہر رات جب کہ ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہے میں اسے معاف کروں۔ (بخاری صفحہ ۱۵۳)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر رات جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں بادشاہ ہوں۔ میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے میں اس کی مغفرت کروں اسی طرح سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

### شب آخر میں دعا کی تاکید

حضرت عمر بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے۔ اللہ سے سب سے زیادہ قریب بندہ شب کے آخر میں ہوتا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کو یاد کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۸)

فائدہ: احادیث و قرآن میں شب آخر کی بڑی اہمیت ہے۔ خدا کے برگزیدہ مقرب بندے اس وقت اللہ کی یاد میں رہتے ہیں۔ نماز ذکر تلاوت کی بڑی تاکید ہے۔ اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے تو کم از کم بیٹھ کر ذکر و استغفار ہی کر لے کہ کچھ فضیلت حاصل ہو جائے۔

## سونے کے مجموعی سنن و آداب کا بیان

- ۱ سونے سے قبل وضو کرنا۔
- ۲ سونے سے قبل مسواک کرنا۔
- ۳ مسواک سرہانے رکھنا۔
- ۴ بیدار ہونے کے بعد مسواک کرنا۔
- ۵ سونے سے قبل وضو کے پانی کا انتظام رکھنا۔
- ۶ سونے سے قبل چراغ بتی کو گل کر دینا (یا دھیمی کر دینا)۔
- ۷ گھر کا دروازہ بند کر دینا۔
- ۸ سونے سے قبل بال بکھرے ہوں تو سنوار لینا۔
- ۹ سرمہ لگانا۔
- ۱۰ سونے سے قبل بستر اچھی طرح جھاڑ لینا۔
- ۱۱ دائیں کروٹ سونا۔
- ۱۲ دائیں ہاتھ کو سر کے نیچے رکھنا۔

- ۱۳ تکبیر کا استعمال کرنا۔
- ۱۴ چمڑے کا تکبیر سنت ہے۔
- ۱۵ سونے سے قبل طہارت اور پینے کے پانی کا انتظام کر کے سونا۔
- ۱۶ جنابت، ناپاکی کی حالت میں سوائے تو پہلے وضو کر لینا۔
- ۱۷ پاخانہ پیشاب کے بعد سوائے تو ہاتھ منہ دھو کر سونا۔
- ۱۸ سونے کا تہبند الگ رکھنا اور اسے پہن کر سونا۔
- ۱۹ عشاء کے بعد متصل۔
- ۲۰ تہائی رات تک سونا۔
- ۲۱ مرغ کے اول بانگ کے وقت یا تہائی رات کے بعد بیدار ہونا۔
- ۲۲ بیدار ہونے کے بعد تہجد پڑھنا۔
- ۲۳ تہائی رات کے بعد استغفار و ذکر میں گزارنا۔
- ۲۴ چارپائی پر یا چٹائی پر سونا۔
- ۲۵ کھجور کی چٹائی پر سونا۔
- ۲۶ چٹائی پر بلا بستر کے سونا۔
- ۲۷ سونے سے قبل کسی دعاء ماثورہ کا پڑھنا۔
- ۲۸ سونے سے قبل کچھ تلاوت کلام پاک کر لینا۔
- ۲۹ سونے سے قبل سورۃ ملک کا پڑھنا۔
- ۳۰ سورۃ الم سجدہ کا پڑھ کر سونا۔
- ۳۱ سونے سے قبل تسبیح فاطمی کا پڑھ لینا۔
- ۳۲ سونے سے قبل استغفار پڑھنا۔
- ۳۳ سونے کے وقت درود شریف کا پڑھنا۔
- ۳۴ ذکر کرتے رہنا یہاں تک کہ نیند آجائے۔
- ۳۵ سوتے وقت اللہ کے انعامات اور قدرت پر غور کرنا۔
- ۳۶ دائیں بائیں کروٹ لیتے وقت ذکر کرنا۔
- ۳۷ رات میں بیدار ہونا تو ذکر کرتے ہوئے بیدار ہونا۔
- ۳۸ بیدار ہونے پر سو کر اٹھنے کے بعد کی دعاء ماثورہ کا پڑھنا۔

- ۳۹ بیدار ہونے پر اولاً پاخانہ پیشاب سے فارغ ہونا۔  
 ۴۰ اولاً نماز تہجد پڑھ لینا پھر انسانی ضرورت میں مشغول ہونا۔  
 ۴۱ گرمی میں آنکھ اور سردی میں صحن و کمرہ میں سونے کی ابتداء شب جمعہ سے کرنا۔

## سونے کے متعلق خلاف سنت و ممنوع امور کا بیان

- ۱ پیٹ کے بل سونا۔
- ۲ کھانے کے بعد متصل سونا۔
- ۳ ایسے لباس کو پہن کر سونا جس سے بے شرمی کا احتمال ہو جیسے جانیگہ۔
- ۴ راستہ پر سونا۔
- ۵ لوگوں کے بیچ میں سونا جس سے ہر ایک کو حرج ہو۔
- ۶ بلا منڈیر کی چھت پر سونا۔
- ۷ آلودہ ہاتھ بلا صاف کئے ہوئے سونا۔
- ۸ عصر کے بعد سونا۔
- ۹ مغرب کے بعد سونا۔
- ۱۰ عشاء کے بعد دیر تک باتوں میں لگے رہنا پھر سونا۔
- ۱۱ طہارت کے پانی کا انتظام کئے بغیر سونا۔
- ۱۲ رات کو اتنی تاخیر سے سونا کہ صبح اٹھنے میں کسل حرج ہو تو یہ مکروہ ہے۔
- ۱۳ رات کو اتنی تاخیر سے سونا کہ صبح کی جماعت چھوٹنے کا سبب ہو تو ناجائز ہے۔
- ۱۴ مسلسل صبح صادق تک سوئے رہنا خلاف سنت مگر جائز ہے۔
- ۱۵ صبح صادق کے بعد سوئے رہنا کہ فجر کی نماز کا وقت نکل جائے ناجائز ہے۔
- ۱۶ صبح تک سوئے رہنا بے برکتی رزق کا باعث ہے۔
- ۱۷ بلا ذکر و تلاوت و دعاء نوم کے سو جانا جیسا کہ آج کل رائج ہے۔ یہ خلاف سنت ہے۔
- ۱۸ لہو لعب، کھیل کود، لایعنی امور میں مشغول رہتے ہوئے سو جانا۔ خلاف سنت و مکروہ ہے۔
- ۱۹ نرم گداز گدوں پر سونا خلاف سنت مگر جائز ہے۔
- ۲۰ بیدار ہونے کے بعد بلا دعاء ماثورہ پڑھے کام میں مصروف ہو جانا۔ خلاف سنت ہے۔

# سوتے وقت دعاؤں کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## سونے کے وقت کی مختلف مسنون دعائیں

- ① حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول پاک ﷺ نے فرمایا جب تم بستر پر آؤ تو وضو کرو۔ دائیں کروٹ لیٹو۔ یہ دعا پڑھو اگر تمہارا انتقال ہو گیا تو فطرت اسلام پر ہوگا۔ (بخاری صفحہ ۹۳۳)
- ”اللَّهُمَّ أَسَلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ“
- ترجمہ: ”اے خدا میں نے اپنا رخ آپ کی طرف کیا اپنا کام آپ کے حوالہ کیا اپنی پیٹھ تیری طرف کی تیری رغبت اور تیرے خوف سے، تیرے سوا نہ کوئی ٹھکانہ، نہ جائے پناہ میں آپ کی نازل کردہ کتاب پر ایمان لایا اور اس نبی پر جسے تو نے بھیجا۔“

- ② حضرت براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی دوسری روایت میں یہ دعا اس طرح ہے
- ”اللَّهُمَّ أَسَلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَالْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ“
- یعنی ”الْجَأْتُ ظَهْرِي“ کے ساتھ ”وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ“ ہے یعنی اپنے رخ کو آپ کی طرف متوجہ کیا۔ (بخاری صفحہ ۹۳۵)

- ③ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بستر پر آئے تو اپنے بستر کے اندرونی اطراف کو جھاڑے، نہیں معلوم کہ اس میں کیا ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے:
- ”بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ“

أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ“

ترجمہ: ”اپنے رب کے نام سے اپنے پہلو کو رکھا اور تیرے ہی نام سے اٹھوں گا اگر میری روح کو روک لیں تو رحم فرمائیں اگر چھوڑ دیں تو اس کی حفاظت فرمائیں جس طرح کہ نیکوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔“ (بخاری صفحہ ۹۳۵)

۴ حضرت براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو ”اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيِيْ وَبِاسْمِكَ أَمُوتُ“ فرماتے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۸)

۵ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی پاک ﷺ سے یہ دعا نقل فرماتے ہیں۔ ابو صالح کہتے ہیں ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ جب ہم سونے جائیں تو یہ دعا دائیں کروٹ پر سوتے ہوئے پڑھیں

”اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى وَمُنزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ أَقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ“ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۸، ترمذی)

۶ حضرت حذیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے

”اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيِي“

ترجمہ: ”اے اللہ تیرے نام پر مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔“ (بخاری، مسلم، ترمذی، عمل الیوم، النسائی صفحہ ۷۷)

۷ حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سونے کا ارادہ فرماتے تو دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے

”اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ“

ترجمہ: ”اے اللہ ہمیں اس دن کے عذاب سے بچا جس دن اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔“

(عمل الیوم، النسائی نمبر ۷۶۰)

۸ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے ایک شخص سے کہا جب سونے جاؤ تو یہ دعا پڑھو

”اللَّهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَوْفَاهَا لَكَ مِمَّا تَهَا وَمَحْيَاهَا إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَإِنْ أَمَتَهَا فَاعْفِرْ لَهَا، اللَّهُمَّ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ“

تَرْجَمًا: ”اے اللہ آپ نے میری جان کو پیدا کیا آپ ہی اس کو وفات دینے والے ہیں۔ آپ ہی کے قبضے میں اس کی موت و حیات ہے۔ اگر آپ اسے زندہ رکھیں تو اس کی حفاظت کریں اور اگر موت دیں تو اس کی مغفرت فرمائیں۔ اے اللہ میں آپ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔“

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے کہا میں نے نبی پاک ﷺ سے یہ دعائی۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۸)

۹ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَأَوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوَى لَهُ“

تَرْجَمًا: ”تعریف اس اللہ کی جس نے کھلایا پلایا، کفایت کا ٹھکانہ دیا۔ کتنے ایسے ہیں جن کی کوئی

کفایت نہیں اور ٹھکانا نہیں۔“ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۹)

۱۰ حضرت حذیفہ بن یمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو

ہاتھ کو سر کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

”اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ (يَا) تَبَعْتُ عِبَادَكَ“

۱۱ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ آرام فرمانے کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَبِكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ

بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَائِمِ اللَّهُمَّ لَا يَهْزِمُ جُنْدَكَ وَلَا

يُخَلِّفُ وَعَدُّكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ“

تَرْجَمًا: ”اے اللہ میں آپ کی مفرد ذات اور کلمات تامہ کے وسیلے سے پناہ چاہتا ہوں ہر اس برائی

سے جو آپ کے قبضہ میں ہے۔ اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تاوان سے اور گناہ سے۔ اے اللہ تیرا

شکر ہزیمت نہیں پاسکتا۔ تیرا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا۔ تیرے قہر سے کسی دولت مند کو دولت فائدہ

نہیں دے سکتی تو پاک ہے تیرے لئے تعریف ہے۔“ (ابوداؤد صفحہ ۶۸۸، ابن سنی صفحہ ۷۱۳)

۱۲ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سونے کے لئے لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

”اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي فَاغْفِرْ ذَنْبِي“

تَرْجَمًا: ”اے اللہ تیرے نام کے ساتھ کہ تو میرا رب ہے اپنے پہلو کو رکھتا ہوں پس میری خطا کو

معاف فرما۔“ (ابن سنی صفحہ ۷۱۳)

۱۳ حضرت ابو ہریرہ انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَبِيُّ پَاك ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ جب سونے تشریف لے

جاتے تو یہ دعا پڑھتے:



”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَأَخْسَأْ شَيْطَانِي وَفَكَ رِهَانِي وَثَقِّلْ مِيزَانِي وَأَجْعَلْنِي فِي  
النَّدَى الْأَعْلَى“ (ابوداؤد صحیح ۶۸۹، ابن سنی صحیح ۳۱۶)

ترجمہ: ”اے اللہ میرے گناہ معاف فرما میرے شیطان کو ذلیل و رسوا فرما۔ مجھے آزاد فرما (جہنم سے) میرا ترازو وزنی فرما اور مجھے طبقہ اعلیٰ میں فرما۔“

۱۲ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانِي وَأَوَانِي وَأَطْعَمَنِي وَسَقَانِي وَالَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ  
وَالَّذِي أَعْطَانِي فَأَجْزَلَ اللَّهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى كُلِّ حَالٍ اللَّهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ  
وَمَلِيكَ كُلِّ شَيْءٍ أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ“ (ابن حبان صحیح ۲۳۵۷، ابن سنی صحیح ۷۲۳)

ترجمہ: ”تعریف اللہ کی جس نے میری کفایت کی، اور ٹھکانہ دیا مجھے کھلایا پلایا۔ جس نے مجھ پر احسان کیا اور خوب کیا اور جس نے مجھے دیا اور خوب دیا۔ اے اللہ پس تعریف تیرے لئے ہے ہر حال میں۔ اے اللہ ہر شے کے رب ہر ایک شے کے مالک عذاب دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔“

۱۵ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ ﷺ سے یہ روایت کی ہے کہ جو بستر پر جائے یہ دعا پڑھے:

”اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ اخِذُ بِنَاصِيَتِهِ  
أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ  
فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ أَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَأَقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ“ (حاکم وکنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۸)

دعاے فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا

۱۶ حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک دعا سکھائی اور فرمایا جب سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو یہ پڑھو:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الْكَافِي سُبْحَانَ اللَّهِ الْأَعْلَى حَسْبِيَ اللَّهُ وَكَفَى مَا شَاءَ اللَّهُ قَضَى  
سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ مِنَ اللَّهِ مَلْجَأٌ وَلَا وَرَاءَ اللَّهِ مَلْتَجًا تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ  
رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ،  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ  
وَلِيٌّ مِنَ الذَّلِيلِ وَكَبْرَهُ تَكْبِيرًا“ (ابن سنی نمبر ۷۳۵)

ترجمہ: ”تعریف اللہ کے لئے ہے جو محافظ ہے۔ اللہ پاک ہے اعلیٰ ہے، میرا کارساز اللہ ہے اور

وہ کافی ہے، اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے، اللہ ہر پکارنے والے کی سنتا ہے۔ اللہ کے علاوہ اور کوئی چارہ اور جائے پناہ نہیں۔ اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا اور تمہارا پالنے والا ہے۔ کوئی مخلوق نہیں مگر اسی کے قبضہ میں ہے۔ یقیناً میرا رب سیدھے راستہ پر ہے۔ اللہ ہی کے لئے تعریف جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا۔ نہ اس کا کوئی ملک میں شریک ہے اور نہ اس کا کوئی ذلت کے وقت مددگار ہے اس کی خوب بڑائی بیان کرو۔“

### صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كودعاء نوم کی تعلیم

۱۷ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نبی پاک ﷺ سے کہا کہ ایسی دعا بتا دیجئے جسے میں صبح و شام پڑھ لیا کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ جب تم صبح یا شام کرو یا سونے جاؤ:

”اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَالشَّيْطَانِ وَشَرِّكَه“ (ابن سنی صفحہ ۷۲۴، ابوداؤد صفحہ ۶۹۱)

ترجمہ: ”اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے ہر شے کے رب اور مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے نفس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور شیطان کی اور اس کے شرک کی برائی سے۔“

### حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كودعاء نوم کی تلقین

۱۸ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا کہ جب بستر پر جائیں تو یہ دعا پڑھیں:

”بِسْمِكَ اللَّهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَطَهَّرْتُ لِي قَلْبِي وَطَيَّبْتُ كَسْبِي وَأَغْفِرْ ذَنْبِي“  
(ابن سنی نمبر ۷۰۹)

ترجمہ: ”تیرے ہی نام سے میں نے پہلو رکھا۔ میرا دل پاک فرمادے میری کمائی پاک کر دے اور میرے گناہ معاف فرمادے۔“

### جہنم سے خلاصی

۱۹ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے گا اس کا ایک ربع، دو مرتبہ پڑھے گا اس کا نصف، تین مرتبہ پڑھے گا اس کا تین تہائی اور جو چار مرتبہ پڑھے گا وہ جہنم سے پورا خلاصی پائے گا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحَدِّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ“

ترجمہ: ”اے اللہ میں نے صبح کی، تجھ کو گواہ بناتا ہوں اور حاملین عرش کو اور تیرے فرشتوں کو اور تمام مخلوق کو۔ یقیناً تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) تیرے بندے اور رسول ہیں۔“ (ابن سنی صفحہ ۷۳۸)

جس نے یہ دعا نوم پڑھی اس نے.....

۲۰ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بستر پر سونے آئے اور یہ دعا پڑھے تو اس نے گویا تمام مخلوق کی تعریف کو شامل کر لیا:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانِي وَأَوَانِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي وَسَقَانِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ عَلَيَّ وَأَسْئَلُكَ بِعِزَّتِكَ أَنْ تُنَجِّنِي مِنَ النَّارِ“

ترجمہ: ”تعریف اس اللہ کی جس نے میری حفاظت کی اور مجھے ٹھکانا دیا۔ تعریف اس اللہ کی جس نے مجھ پر احسان کیا اور خوب کیا۔ سوال کرتا ہوں آپ کی عزت کے وسیلہ سے کہ تو مجھے (عذاب) دوزخ سے نجات دے۔“ (ابن سنی نمبر ۷۲۰)

نیند نہ آنے پر یہ دعا پڑھ کر سونے

۲۱ حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے آپ ﷺ نے فرمایا جب کہ (انہوں نے بے خوابی کی شکایت کی تھی) جب بستر پر سونے جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

”اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرْضِينَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ أَجْمَعِينَ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“

(ترمذی، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

ترجمہ: ”اے اللہ! رب ساتوں آسمانوں کے اور جو ان کے سایہ میں ہے اور رب زمینوں کے اور جو انہوں نے اٹھایا ہے۔ رب شیطانوں کے اور ان کے جن کو انہوں نے گمراہ کیا اپنی تمام مخلوق کی برائیوں سے مجھے بچا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر حملہ کرے یا ظلم و سرکشی کرے۔ غالب ہے تجھ سے پناہ چاہنا والا۔ بلند ہے تیری تعریف نہیں کوئی معبود تیرے سوا کوئی نہیں معبود مگر صرف تو۔“

## حضرت ابن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ایک دعاء نوم کی تلقین

۲۲ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ سونے کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

”اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ إِلَهَ كُلِّ شَيْءٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَهِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجْرَهُ عَلَى مُسْلِمٍ“ (الدعاء صفحہ ۲۶۳، مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۲)

ابو عبدالرحمن کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ اسے عبداللہ بن عمرو کو سکھلاتے تھے اور خود بھی سونے کے

وقت پڑھتے تھے:

تَرْجَمًا: ”اے اللہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے غیب و حاضر کے جاننے والے۔ ہر شے کے پالنے والے اور ہر شے کے معبود۔ گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ یکتا ہیں، آپ کا کوئی شریک نہیں۔ محمد (ﷺ) آپ کے بندے اور رسول ہیں اور فرشتے گواہ ہیں۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں شیطان سے اور اس کے شرک سے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے نفس پر کوئی برائی کروں یا کسی کے ذمہ لگاؤں۔“

## سوتے وقت کی ایک اور دعا

۲۳ حضرت ابومالک اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی سونے جائے

تو یہ دعا پڑھے:

”أَمِنْتُ بِاللَّهِ وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوتِ وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ“ (مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۳)

تَرْجَمًا: ”ایمان لایا میں اللہ پر۔ انکار کیا میں نے شیطان کا۔ اللہ کا وعدہ حق ہے۔ نبیوں نے اس کی تصدیق کی۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں رات کے آنے والے سے مگر یہ کہ رات کو بھلائی سے آئے (رحمت الہی)۔“

۲۴ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو

یہ دعا پڑھتے:

”اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي وَأَسْتُرْ عَوْرَتِي وَأَوْدِعْنِي أَمَانَتِي وَأَقْضِ عَنِّي دَيْنِي“

(ادب المفرد نمبر ۱۲۰۹، الدعاء للطمرانی نمبر ۲۶۵)

تَرْجَمًا: ”اے اللہ مجھے رزق عطا فرما۔ میرے گناہوں کو چھپا مجھے میری امانت سپرد فرما۔ میرے قرض کو ادا فرما۔“

### حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا كِي دَعَاءِ نَوْمِ

۲۵ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا كِي جب سونے کا ارادہ فرماتیں تو یہ دعا پڑھتیں:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ رُؤْيَا صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةً غَيْرَ ضَارَّةٍ“

تَرْجَمًا: ”اے اللہ میں آپ سے اچھے سچے خواب کی جو جھوٹا نہ ہو، نافع ہو نقصان دہ نہ ہو سوال کرتی ہوں۔“ (ازکار صفحہ ۷۹)

### حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كِي دَعَاءِ نَوْمِ

۲۶ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب تم بستر پر جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

”بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ“ (عمل ایوم نسائی صفحہ ۷۶۹)

تَرْجَمًا: ”اللہ کے نام سے۔ اللہ کے راستے میں اور ملت رسول اللہ پر۔“

جب رات میں نیند ٹوٹے تو کیا پڑھے

۱ حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جو شخص رات کو بیدار ہو اور یہ دعا پڑھے پھر مغفرت کی دعا مانگے یا اور دعا کرے تو قبول ہوتی ہے اور وضو کر کے اور نماز پڑھے تو نماز قبول کی جاتی ہے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ (الدعاء جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۳، بخاری ابوداؤد ۶۸۹)

تَرْجَمًا: ”نہیں کوئی معبود سوائے خدائے واحد کے اسی کے لئے بادشاہت اور تعریف ہے وہ ہر شے پر قادر ہے پاک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ بڑا ہے نہ کسی کی قوت اور نہ طاقت سوائے اللہ کے۔“

۲ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب رات میں بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ“ (تقریب ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۳۳۱، الدعاء جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۳، ابوداؤد صفحہ ۶۹۰)

تَرْجَمًا: ”کوئی معبود نہیں سوائے آپ کے، پاک ہیں آپ۔ اے اللہ میں آپ سے اپنے گناہ کی

مغفرت چاہتا ہوں آپ سے رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔ ہدایت کے بعد میرے قلب کو کج مت فرما۔ اپنی جانب سے رحمت عطا فرما۔ یقیناً آپ بخشنے والے ہیں۔“

۳ حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ رات میں بیدار ہوتے تو تین مرتبہ ”لا اله الا الله“ پڑھتے۔ (الدعاء نمبر ۷۶۵)

۴ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ“ (حاکم جلد ۱ صفحہ ۵۴۰، الدعاء صفحہ ۷۶۴)

تَرْجَمَةً: ”کوئی لائق عبادت نہیں سوائے اللہ کے جو واحد ہے، قہار ہے، زمین و آسمان اور اس کے درمیان کا رب ہے جو غالب، بخشنے والا ہے۔“

۵ حضرت ربیعہ بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں رات کو نبی کریم ﷺ کے دروازے کے قریب سے گزرتا تھا میں رات کے کسی حصہ میں ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ اور رات کے کسی حصہ میں ”سُبْحَانَ رَبِّيَ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھنا سنتا تھا۔ یعنی (آپ ﷺ جب بیدار ہوتے تو یہ پڑھتے)۔

(ادب المفرد صفحہ ۱۲۱۸، الدعاء نمبر ۷۶۹، بسند حسن)

۶ ایک دوسری روایت میں ہے کہ (دوبارہ نیند نہ آتی تو آپ ﷺ ”سُبْحَانَ رَبِّي“ پڑھتے رہتے یہاں تک کہ مجھے نیند آ جاتی تو میں نہ سنتا۔) (مجمع، الدعاء صفحہ ۷۷۴)

۷ حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں بیدار ہو جاتے تو یہ دعا رباتے:

”رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْ وَأَهْدِلِ لِسَبِيلِ الْأَقْوَمِ“ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۱۶، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۹)

تَرْجَمَةً: ”اے میرے رب میری مغفرت فرما رحم فرما اور سیدھا راستہ دکھا۔“

جب دوبارہ سوئے تو کیا پڑھے

۸ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رات میں ستر سے اٹھے (مثلاً پاخانہ پیشاب خانہ جائے) با وضو وغیرہ سے فارغ ہو پھر بستر پر آئے تو بستر کو اپنے کپڑے کے اندرونی حصہ سے جھاڑے اسے نہیں معلوم کہ اس نے اس میں کیا چھوڑا ہے پھر لیٹ جائے۔ پھر کہے: ”بِسْمِكَ اللَّهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَأَرْحَمَهَا وَإِنْ

رَدَدَتْهَا فَاَحْفَظُهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ اَحَدًا مِّنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ“

(حصن حصین صفحہ ۱۵۴، بخاری، ابوداؤد صفحہ ۶۸۸، ابن سنی نمبر ۷۱۰)

تَرْجَمًا: ”تیرے نام سے اے اللہ میں نے اپنے پہلو کو رکھا اور تیری ہی مدد سے اٹھوں گا۔ اگر میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما۔ اگر واپس کرے تو اس کی اس طرح حفاظت فرما جس طرح صالحین بندوں میں سے کسی کی حفاظت کرتا ہے۔“

نماز کے بعد بستر پر جب دوبارہ سونے جائے تو کیا دعا پڑھے

۹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نبی کریم ﷺ کے پاس رہا آپ تہجد سے فارغ ہونے کے بعد بستر پر تشریف لے گئے تو یہ دعا پڑھی:

”اللَّهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ  
وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اللَّهُمَّ لَا اَسْتَطِيعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَ لَوْ حَرَصْتُ وَ لَكِنْ اُثْنِيْ عَلَيْكَ  
كَمَا اُثْنِيَتْ عَلَيَّ نَفْسِكَ“ (ابن سنی نمبر ۷۶۶)

تَرْجَمًا: ”اے اللہ تیری سزا سے میں تیری معافی کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں اور تیری ناراضگی سے تیری رضا کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ کما حقہ آپ کی تعریف کی طاقت نہیں رکھتا خواہ خوب مبالغہ ہی کیوں نہ کروں ہاں تیری تعریف اس طرح کرتا ہوں جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی۔“

جب دائیں بائیں کروٹ لے تو کیا پڑھے

۱۰ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب بندہ بستر پر سوئے یا زمین پر دائیں بائیں کروٹ لے پھر یہ دعا پڑھے تو اللہ پاک ملائکہ سے فرماتے ہیں میرے بندے کو دیکھو اس وقت بھی مجھے نہیں بھولا تم گواہ رہو میں نے رحم کیا اور میں نے اس کی مغفرت کر دی:

”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ  
وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ (ابن سنی صفحہ ۷۵۵)

تَرْجَمًا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت اسی کے لئے تمام تعریف ہے۔ زندہ کرتا ہے مارتا ہے اسی کے قبضہ میں بھلائی ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔“

رات میں اٹھے آسمان کی جانب نظر کرے تو یہ پڑھے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ کچھ رات گزرنے کے بعد آپ ﷺ (بیدار ہوئے) باہر تشریف لائے آسمان کی جانب نگاہ کی اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾

سے آخر سورۃ تک۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ آسمان کی جانب نظر کرتے تو یہ پڑھتے: ”رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا“ سے ”إِنَّكَ لَا تُخَلِّفُ الْمِيعَادَ“ تک۔ (بخاری، مسلم، ابن سنی صفحہ ۷۶۳، مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۶)

جب نیندا چٹ جائے اور نہ آئے تو کیا پڑھے

① حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی نیندا چٹ جاتی تھی (تو آپ سے انہوں نے کہا) آپ ﷺ نے فرمایا ایسے کلمات نہ بتا دوں جب تم ان کو پڑھ لو تو نیندا آجائے:

”اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرْضَيْنِ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيْطَانِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ أَجْمَعِينَ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ أَوْ يَطْغَى عَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ“ (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۶)

ترجمہ: ”اے اللہ رب ساتوں آسمانوں کے اور جو ان کے سایہ میں ہے اور رب زمینوں کے اور جو انہوں نے اٹھایا ہے۔ رب شیطانوں کے اور ان کے جن کو انہوں نے گمراہ کیا اپنی تمام مخلوق کی برائیوں سے مجھ کو بچا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر حملہ کرے یا ظلم و سرکشی کرے۔ غالب ہے تجھ سے پناہ چاہنے والا اور بلند ہے تیرا نام۔“

② حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی یہی روایت سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ میں اس طرح ہے:

”وَمَا أَضَلَّتْ“

کے بعد:

”كُنْ لِي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ وَأَنْ يَبْغِيَ عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“

ترجمہ: ”اور اپنے تمام مخلوق سے پناہ دینے والا ہو جا۔ اس بات سے کہ کوئی ہم پر حملہ کرے یا ظلم و تشدد کرے۔ غالب ہے تیری پناہ لینے والے۔ بلند ہے تیری تعریف۔ نہیں کوئی معبود تیرے سوا کوئی نہیں معبود مگر صرف تو۔“ (اذکار صفحہ ۸۲، بند ضعیف)



۱۳ حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات میں نیند نہ آنے اور اچٹ جانے کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھو:

”اللَّهُمَّ غَارَتِ النُّجُومُ وَهَدَاتِ الْعِيُونَ وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ  
يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ اهْدِ لَيْلِي وَأَنْمِ عَيْنِي“ (اذکار، ابن سنی نمبر ۷۳۹، بسند ضعیف)

ترجمہ: ”اے اللہ ستارے چھپ گئے۔ آنکھیں بھی سکون پاگئیں اور آپ زندہ قائم ہیں۔ نہ آپ کو اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اے زندہ قائم رہنے والے، میری رات کو آرام دے دے۔ آنکھوں میں نیند عطا فرمادے۔“

۱۴ حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ ﷺ سے بے خوابی کی شکایت کی تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی:

”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ  
وَأَنْ يَحْضُرُونُ“ (ابن سنی صفحہ ۷۵۱)

ترجمہ: ”میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔“

(مجمع صفحہ ۱۲۳، بسند صحیح)

۱۵ خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں نیند کے اچٹنے کی شکایت پر آپ ﷺ کی تعلیم فرمودہ یہ دعا منقول ہے:

”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ  
الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونُ“ (مجمع جلد ۱ صفحہ ۱۲۳، برجال صحیح)

ترجمہ: ”میں اللہ کے کلمات تامہ کے واسطے سے اس کے غضب اور سزا سے اور اس کے بندوں کی برائی اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے پاس آنے سے (اللہ) کی پناہ مانگتا ہوں۔“

جب نیند میں ڈر جائے تو کیا پڑھے

۱۶ حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ خوف و ہراس کے وقت پڑھنے کو یہ دعا سکھاتے تھے:

”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ  
يَحْضُرُونُ“ (ابوداؤد صفحہ ۵۳۲، اذکار صفحہ ۸۲، بسند حسن)

تَرْجَمًا: ”میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ سے پناہ چاہتا ہوں اس کے غضب۔ اس کے بندوں کی برائی اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے۔“

۱۷ حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ سے شکایت کی کہ میں نیند میں ڈر جاتا ہوں تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی:

”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ اللَّيْلِ وَفِتْنِ النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ“ (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۶)

تَرْجَمًا: ”پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے کلمات تامہ کے واسطے سے جس سے کوئی نیک اور بد تجاوز نہیں کر سکتا اور اس کی برائی سے جو آسمان سے اترتا ہے اور آسمان میں چڑھتا ہے اور اس کی برائی سے جو زمین پر پھیلی ہے اور جو زمین سے نکلتی ہے اور فتنہ شب و روز کی برائی سے اور شب و روز کے حادثہ کی برائی سے ہاں مگر جو بھلائی لے کر آئے اے رحم کرنے والے۔“

۱۸ حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے ڈروہشت کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پڑھو:

”سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ رَبِّ الْمَلْبَكَةِ وَالرُّوحِ“ (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۸)

تَرْجَمًا: ”اس کی پاکی جس کی بادشاہت پاک ہے جو فرشتوں اور روح کا رب ہے۔“



## بیدار ہونے کے بعد کی دعاؤں کا بیان

### بیدار ہونے کے بعد کی چند مسنون دعائیں

۱ حضرت حذیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ“ (ابوداؤد صفحہ ۶۸۸)

ترجمہ: ”تعریف اس کی جس نے موت (نیند) کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف آنا ہے۔“

۲ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم بیدار ہو تو یہ دعا پڑھو:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ“

(عمل الیوم للنسائی صفحہ ۸۶۶، ترمذی صفحہ ۱۷۶)

ترجمہ: ”تعریف اللہ کی جس نے میرے جسم میں عافیت دی۔ میری روح واپس فرمائی اور اپنی یاد

کی توفیق دی۔“

۳ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا

پڑھے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ النَّوْمَ وَالْيَقْظَةَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَعَثَنِي سَالِمًا سَوِيًّا

أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (ابن سنی صفحہ ۱۳۷)

ترجمہ: ”تعریف اس کی جس نے نیند اور بیداری کو پیدا کیا تعریف اس کی جس نے صحیح سالم اٹھایا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی مردوں کو زندہ کرے گا وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں بندہ نے سچ کہا۔“

۴ حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِي لَمْ يَمْتَهَا فِي مَنَامِهَا الْحَمْدُ لِلَّهِ يُمْسِكُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ

حَلِيمًا غَفُورًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ

اللَّهِ بِالنَّاسِ لَرءٌ وَفٌ رَحِيمٌ“ (حاکم حسن حصین صفحہ ۱۵۲، ابن حبان جلد ۱۲ صفحہ ۵۵۳۳، سند صحیح)

تَرْجَمًا: ”تعریف اس خدا کی جس نے ہماری جان واپس کی اور نیند میں موت نہ دی۔ تعریف اس خدا کی جس نے آسمان و زمین کو گرنے سے روک رکھا ہے گر جائے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں یقیناً وہ بردبار اور معاف کرنے والا ہے۔ تعریف اس خدا کی جس نے آسمان کو روک رکھا ہے کہ زمین پر گرے (ہاں) مگر اس کی اجازت سے۔ یقیناً اللہ تمام لوگوں پر رحم کرنے والا مہربان ہے۔“

۵ حضرت ابو حنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ عَلَيْنَا رُوحَنَا بَعْدَ إِذْ كُنَّا أَمْوَاتًا“

(طبرانی، مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۵، سند ضعیف)

تَرْجَمًا: ”تعریف اس خدا کی جس نے ہماری روح کو ہم پر واپس کیا اس کے بعد کہ ہم مردہ تھے۔“

۶ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَلَا تَزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ“ (عمل ایوم للنسائی صفحہ ۸۶۵، ابن حبان مرتب جلد ۱۲ صفحہ ۵۵۳۱، حاکم جلد ۱ صفحہ ۵۳۰، سند صحیح)

تَرْجَمًا: ”نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ پاک ہے تو۔ اے اللہ میں استغفار کرتا ہوں اپنے گناہوں سے۔ سوال کرتا ہوں تیری رحمت کا۔ اے اللہ میرے علم میں زیادتی فرما اور ہدایت کے بعد میرے دل کو گم نہ فرما اپنی جانب سے رحمت کی بخشش عطا فرما یقیناً تو خوب بخشنے والا ہے۔“

۷ حضرت ابوسعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی نیند سے بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے:

”سُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي يُحْيِي الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“

تَرْجَمًا: ”پاک ہے وہ اللہ جو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اور شکر ادا کیا۔ اور پھر اس وقت یہ دعا پڑھ لے:

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي يَوْمَ تَبْعُنِي مِنْ قَبْرِي اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ

عِبَادَكَ“ (مکارم اخلاق خراطی صفحہ ۹۱۲)

تَرْجَمًا: ”اے اللہ میرے گناہ اس دن معاف فرما جس دن مجھے قبر سے اٹھائے گا اے اللہ مجھے قیامت کے دن عذاب سے بچا۔“

⑧ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ جو شخص نیند سے بیدار ہونے کے وقت یہ دعا پڑھ لے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے جنا ہو:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَى نَفْسِي بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“

(مکارم صفحہ ۹۱۴)

تَرْجَمًا: ”تعریف اس کی جس نے مجھے نیند کے بعد بیدار کیا میرا رب ہر شے پر قادر ہے۔“



# خواب کی دعاؤں کے متعلق آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا بیان

پسندیدہ خواب دیکھے تو کیا پڑھے

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی پسندیدہ بہترین خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے پس ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہے اور اسے ذکر کرے۔ (بخاری صفحہ ۱۰۳۳)

برا خواب دیکھے تو کیا پڑھے

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھو کے اور تین بار استغفار پڑھے۔ یعنی ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ تین بار پڑھے۔ (اذکار صفحہ ۸۳، مسلم صفحہ ۲۳۱)

ناپسندیدہ خواب کی دعائیں

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین بار بائیں جانب تھکتھکا دے اور پھر یہ دعا پڑھے کچھ نقصان نہ ہوگا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَسَيِّئَاتِ الْأَحْلَامِ“ (ابن سنی نمبر ۷۷۰)

تَرْجَمًا: ”اے اللہ میں شیطان کی حرکتوں اور برے خوابوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

ابن علان نے شرح اذکار میں خواب کے متعلق ایک دعا نقل کی ہے جو برے خواب کے دفاع اور اچھے خواب کے حصول کا ذریعہ ہے:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ سَيِّئِ الْأَحْلَامِ وَأَسْتَجِيرُكَ مِنْ تَلَاعِبِ الشَّيْطَانِ فِي الْيَقْظَةِ وَالْمَنَامِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رُؤْيَا صَادِقَةً نَافِعَةً صَالِحَةً حَافِظَةً غَيْرَ مَنْسِيَةٍ اللَّهُمَّ أَرِنِي فِي مَنَامِي مَا أَحِبُّ“ (الفتوحات الربانية جلد ۳ صفحہ ۱۹۲)

تَرْجَمًا: ”اے اللہ میں آپ کی برے خواب سے پناہ مانگتا ہوں اور نیند اور بیداری کی حالت میں شیطان کے کھیلنے سے پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اچھے سچے نفع بخش خوابوں کا

جو حافظہ میں محفوظ ہوں بھولیں نہیں۔ اے اللہ ہمیں پسندیدہ خواب نیند میں دکھا۔“  
ابراہیم نخعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے یہ دعا منقول ہے کہ جب صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ناپسندیدہ خواب دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

”أَعُوذُ بِمَا عَادَتْ بِهِ مَلَائِكَةُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ مِنْ شَرِّ رُؤْيَا هَذِهِ أَنْ يُصِيبَنِي فِيهَا مَا  
أَكْرَهُ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ“ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۷)

ترجمہ: ”میں خواب کی تکلیف دہ باتوں سے جس کا تعلق دین و دنیا سے ہو پناہ مانگتا ہوں جیسے کہ اللہ کے ملائکہ اور رسول نے پناہ مانگی ہے۔“

برے خواب سے بچنے کے لئے کیا دعا پڑھے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا جب سونے کا ارادہ کرتیں تو یہ دعا پڑھ لیتیں:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رُؤْيَا صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةٍ غَيْرَ ضَارَّةٍ“

(ابن سنی صفحہ ۷۳۳، ازکار صفحہ ۷۹)

ترجمہ: ”اے اللہ میں آپ سے اچھے خواب کا جو سچا ہو جھوٹا نہ ہو۔ نفع بخش ہو نقصان دہ نہ ہو سوال کرتی ہوں۔“

تعبیر دینے کے وقت کیا دعا پڑھے

حضرت ضحاک جہنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پوچھنے پر کہ کس نے خواب دیکھا تو میں نے کہا، میں نے دیکھا ہے تو آپ نے کہا:

”خَيْرٌ تَلَقَّاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ وَخَيْرٌ لَنَا وَشَرٌّ لَأَعْدَانِنَا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

(سبل الہدی صفحہ ۱۳۱۱، ابن سنی نمبر ۷۷۲)

ترجمہ: ”تم کو بھلائی حاصل ہو۔ برائی سے محفوظ رہو بھلائی ہمارے لئے برائی دوسروں کے لئے تعریف اللہ کی جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

امام نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ ایک روایت میں تعبیر دینے والے کے لئے خواب دیکھنے والے کے حق میں یہ دعا منقول ہے:

”خَيْرًا رَأَيْتَ وَخَيْرًا يَكُونُ“

ترجمہ: ”اچھا دیکھا، اچھا ہو۔“ (ازکار صفحہ ۱۳۰)

فائدہ: خواب دیکھنے والے کو یہ دعا دے تاکہ اس کے حق میں خیر ہو۔

# خواب کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## خواب معلوم کرنا

حضرت سرہ بن جناب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ اپنے اصحاب سے بکثرت یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے خواب میں کچھ دیکھا ہے۔ پس جو خواب دیکھتا وہ آپ کے سامنے خواب پیش کرتا۔ (مختصر بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

**فَائِدَةٌ:** چونکہ مؤمن کا خواب مبشرات الہی اور نبوت کا ایک جزء ہے۔ حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا کہ چونکہ آپ ﷺ خواب کی تعبیر بہت عمدہ دیا کرتے تھے اس لئے آپ پوچھا کرتے تھے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۰)

آپ ﷺ کا یہ پوچھنا فجر کی نماز کے بعد ہوتا تھا۔ اسی وقت آپ تعبیر دیتے تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

## خواب پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جو شخص خواب دیکھا کرتا تھا، وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی (اسی تمنا میں کہ کوئی خواب دیکھوں تو آپ کی خدمت میں پیش کروں) کہا اے اللہ کوئی خیر ہو تو ہمیں بھی خواب دکھاتا کہ اس کی تعبیر حضور پاک ﷺ سے معلوم کروں۔ چنانچہ میں سویا تو خواب دیکھا۔ (مختصر بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ عہد نبوت میں حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ میں سے کوئی خواب دیکھتا تو آپ ﷺ کی خدمت میں وہ خواب پیش کرتا تو آپ فرماتے ماشاء اللہ۔ میں نئی عمر کا جوان تھا نکاح سے قبل مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میں اپنے دل سے کہتا اگر تیرے اندر کوئی بھلائی ہوتی تو تو بھی خواب دیکھتا۔ ایک رات میں سویا تو کہا اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ مجھ میں کچھ اچھائی ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھائیے۔ (مسند طیاسی جلد ۱ صفحہ ۳۵۰، بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۱)

## خواب پسند کرنا

حضرت ابوبکرہ ثقفی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کو اچھے خواب بہت پسند تھے۔ آپ ﷺ لوگوں سے خواب کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ (پھر اس کی تعبیر دیتے تھے)۔

(ابوداؤد طیاسی جلد ۱ صفحہ ۳۵۰، صفحہ ۴۱۷)



## فجر کے بعد خواب معلوم کرنا

ابن زویل جہنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ صبح کی نماز پڑھ لیتے تو پیر نکال کر بیٹھ جاتے (یعنی آرام سے) اور "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا" ۷۰ مرتبہ پڑھتے۔ فرماتے کہ ۷۰ سات سو کے برابر ہے۔ اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ایک دن کے گناہ سات سو سے زائد ہوں۔ پھر لوگوں کی طرف رخ فرماتے۔ آپ ﷺ خواب کو بہت پسند فرماتے۔ آپ ﷺ پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ راوی ابن زویل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا خواب بیان کیا۔ (سیر صفحہ ۲۱۱، مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ اور فرماتے کہ میرے بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر اچھے خواب۔

(ابوداؤد صفحہ ۵۸۴)

**فَائِدَةٌ:** آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ فجر کی جماعت سے فارغ ہو کر لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر خواب معلوم فرماتے کبھی حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ خود بیان کرتے کبھی آپ ﷺ اپنا دیکھا خواب حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے سامنے بیان کرتے۔

## خواب کی تعبیر صبح کی نماز کے بعد دینا

حضرت سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بسا اوقات اپنے اصحاب سے پوچھتے کہ کوئی خواب دیکھا ہے۔ پس جس کے بارے میں اللہ پاک چاہتا (جس کو اللہ پاک خواب دکھاتا) خواب ذکر کرے وہ ذکر کرتا (اور آپ اس کی تعبیر دیتے)۔ (بخاری مختصر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

**فَائِدَةٌ:** آپ ﷺ یہ صبح کی نماز کے بعد پوچھا کرتے تھے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۰)

آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ آپ صبح کے بعد خواب پوچھتے اور اسی وقت تعبیر دیتے۔

صبح کے بعد ہی خواب کی تعبیر دینی سنت اور بہتر ہے۔ چنانچہ امام بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے۔ "تَعْبِيرُ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ" (صفحہ ۱۰۴۳)

علامہ عینی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عمدۃ القاری میں اور حافظ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ طلوع شمس سے قبل خواب کی تعبیر دینی مستحب ہے۔ نماز صبح کے وقت خواب اور اس کی تعبیر اس وجہ سے بہتر ہے کہ رات کے قریب ہونے کی وجہ سے خواب محفوظ ہوگا۔ تازہ ہونے کی وجہ سے ذہن سے خواب یا اس کے اجزاء

غائب نہ ہوں گے نیز اور بھی دوسرے مصالِح ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو خواب اور اس کی تعبیر دینی بہت پسندیدہ تھی۔

### پہلی تعبیر کا اعتبار

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو پہلی تعبیر دے اس کا اعتبار

ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹)

فَائِدَةٌ: جس کے پاس اولاً خواب بیان کرے اور تعبیر لے اسی تعبیر کا اعتبار ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ ہر ایک سے خواب بیان نہ کرے۔ حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ مسند عبد الرزاق میں ابو قلابہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول ہے کہ جیسی تعبیر دی جائے واقع ہوتی ہے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۲)

### خواب کے سننے یا تعبیر دیتے وقت کیا پڑھے

حضرت ضحاک جہنی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے خواب سننے کے وقت پڑھا:

”خَيْرٌ تَلَقَّاهُ شَرٌّ تَوَقَّاهُ خَيْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِّأَعْدَانِنَا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

(سیرة جلد ۷ صفحہ ۴۱۱)

تَرْجَمَةً: ”تم کو بھلائی حاصل ہو، برائی سے محفوظ رہو۔ بھلائی ہمارے لئے برائی دوسروں کے لئے تعریف اللہ کے لئے جو تمام عالموں کا رب ہے۔“

### مؤمن کا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے

حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اچھے

خواب نبوت کے چھیا لیسویں حصہ کا ایک حصہ ہے۔ (بخاری صفحہ ۱۰۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کا

چھیا لیسواں حصہ ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۵)

فَائِدَةٌ: حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے خطاب کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ نبوت کا چھیا لیسواں اس طرح ہے کہ

نبوت سے قبل چھ ماہ تک خواب اور منام کا سلسلہ چلا اس کے بعد ۲۳ سال تک وحی کے نزول کا سلسلہ چلا چھ ماہ تیس سال سے چھیا لیسواں حصہ حاصل ہے۔ اس طرح نبوت کا ۴۶ واں حصہ بن گیا۔ بعضوں نے اس کے مفہوم کو نہ واضح کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس کی حقیقت اور مطلب کا علم نہیں۔ خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا

ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۲)

## خواب مؤمن بشارت ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا نبوت میں مبشرات کے علاوہ کچھ باقی نہیں۔ پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھے خواب۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۵، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی نہ میرے بعد رسول ہے نہ نبی۔ البتہ مبشرات ہیں۔ پوچھا کہ وہ مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا اچھے خواب جسے نیک مؤمن دیکھتا ہے یا دکھایا جاتا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۱، ابوداؤد، احمد، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۰۸، ابن ماجہ صفحہ ۲۷۸)

عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ”لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا“ (ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے) کا کیا مطلب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اچھے خواب ہیں جن کو مؤمن دیکھتا ہے یا دکھایا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۸)

حضرت ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب مؤمن کے لئے دنیا میں بشارت ہیں۔ (طبرانی، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۳)

**فَائِدَةٌ:** خواب مؤمن مرد اور مؤمن عورت دونوں کے حق میں بشارت ہے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۳)

وحی کے ختم اور خواب کے باقی رہنے کا مطلب حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یہ ذکر کیا ہے کہ میری وفات سے وحی کا سلسلہ جس سے آئندہ ہونے والے امور کا علم ہو یہ تو منقطع ہو گیا البتہ سچے خواب جس سے ہونے والی باتوں کا علم ہو سکتا ہے باقی ہے۔ (صفحہ ۳۷۶)

## اچھا خواب دیکھے تو کیا کرے

ابوسعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ اس پر الحمد للہ کہے اور اسے بیان کرے۔ (بخاری صفحہ ۱۰۳۳)

یعنی اس نعمت پر شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نبوت کی ایک خیر سے نوازا۔

## خواب کی نوعیت اور اس کی قسمیں

حضرت ابوقادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خواب کی تین نوعیتیں ہیں۔

- ① اس کے نفس و ذہن کی باتیں۔ اس کی کچھ حقیقت (تعبیر) نہیں۔
- ② جو شیطان کی جانب سے ہو۔ پس جب ناپسندیدہ خواب دیکھے تو شیطان سے پناہ مانگے اور بائیں جانب تھکتھکائے۔ اس کے بعد کوئی نقصان نہ ہوگا۔

۳ وہ جو خدا تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہو۔ اور مؤمن کا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔ اسے کسی خیر خواہ صاحب الرائے کے سامنے پیش کرے کہ وہ اچھی تعبیر دے اور اچھی بات کہے۔

(ابو اسحق، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۰۷)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱ اللہ کی طرف سے بشارت۔

۲ خیالی باتیں۔

۳ شیطان کا خوفزدہ کرنا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹)

حضرت عوف بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ ﷺ سے نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خواب تین قسم کے ہوتے ہیں بعض وہ ہوتے ہیں جو شیاطین کی جانب سے خوف کنندہ ہوتے ہیں تاکہ وہ انسان کو رنجیدہ کریں۔ بعض وہ ہوتے ہیں جس کا انسان بیداری میں خیال کرتا ہے اور سوچتا ہے۔ اور بعض وہ ہیں جو نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔ (یہی خواب ہے جو خدا کی جانب سے ہے)۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹)

فَائِدَةٌ: بسا اوقات انسان بیداری میں جو کرتا ہے سوچتا ہے۔ اس کے ذہن میں رہتا ہے وہ بھی خواب میں آجاتا ہے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ وہ خیال کی ایک تصویر ہے۔ لہذا تعبیر کے وقت اس کا خیال ضروری ہے کہ وہ خواب کی کس قسم کے متعلق ہے۔ صرف ایک قسم کے خواب کی کچھ تعبیر ہو سکتی ہے۔ یہ وہی ہے جسے مبشرات کہا گیا ہے۔ ”لَهُمُ الْبُشْرَى“ سے قرآن میں اسی کی جانب اشارہ ہے۔ یہی نبوت کا چھیا لیسواں جز ہے۔

فَائِدَةٌ: حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ خواب کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ حدیث پاک میں تین قسمیں جو مذکور ہیں۔ یہ حصر کے لئے نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی خواب کی قسمیں ہیں۔ مثلاً بیداری کی باتیں بعینہ خواب میں دیکھنا جیسے کسی کی عادت ہے۔ فلاں وقت کھانے کی چنانچہ اسی وقت کھانے کو وہ خواب میں دیکھ رہا ہے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۸)

خواب کی ایک قسم اضغاث بھی ہے جسے خوابہائے پریشان بھی کہا جاتا ہے۔ (صفحہ ۲۰۸)

ادھر ادھر کا دیکھنا اس کا تعلق بھی خیالی امور سے ہوتا ہے اس کی بھی کوئی تعبیر نہیں۔

### شیطانی خواب

حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی جانب سے ہیں اور

برے (ڈراؤنے پریشان کن خواب) شیطان کی جانب سے ہوتے ہیں۔ (بخاری صفحہ ۱۰۳۷)

فَائِدَةٌ: شیطان پریشان کرنے کے لئے اور وہم میں مبتلا کرنے کے لئے ڈراؤنے خواب دکھاتا ہے۔

### ناپسندیدہ خواب کسی سے بیان نہ کرے

حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ جب تم کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھو تو اپنے دوستوں کے علاوہ کسی سے نہ بیان کرو اور جب ناپسندیدہ خواب دیکھو تو کسی سے بیان نہ کرو۔ اس سے کوئی ضرر نہ ہوگا۔

(مختصر البخاری صفحہ ۱۰۴۳)

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ناپسندیدہ خواب دیکھو تو یہ شیطان کی جانب سے ہے۔ اس کی برائی سے پناہ مانگو اور اسے کسی سے بیان نہ کرو تو نقصان نہ ہوگا۔

(مختصر البخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

**فَائِدَةٌ:** حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا مرا سر کٹ گیا ہے آپ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا جب تمہارے ساتھ خواب میں شیطان کھیلے تو کسی سے مت کہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۵)

**فَائِدَةٌ:** جو خواب اضغاث احلام ہوتے ہیں یعنی شیطان کی جانب سے پریشان کن ہوتے ہیں ان کی تعبیر نہیں ہوتی۔ شاید آپ کو اس کا علم بذریعہ وحی ہو گیا ہو کہ اس کی کوئی تعبیر نہیں ورنہ تو معجزین ایسے خواب کی تعبیر زوال سلطنت یا نعمتوں کے زوال سے دیتے ہیں۔ (طیبی، مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۵)

### ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کیا کرے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب ہو جائے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے اس کی برائی سے پناہ مانگے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۰۸)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تھکتھکا دے اور شیطان سے پناہ مانگے "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھے اور کروٹ بدل لے۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۰۵)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ابن ماجہ والی روایت میں ہے بائیں جانب تین مرتبہ تھکتھکا دے۔

حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب خدا کی جانب سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی جانب سے۔ اگر برا خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھکتھکا دے اور تین مرتبہ شیطان مردود سے پناہ مانگے "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھے اور جس کروٹ پر ہو اُسے بدل لے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۹)

## خواب سے بیماری

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں ایسا (ڈراؤنا) خواب دیکھتا ہوں کہ اسے دیکھنے کے بعد بیمار پڑ جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی جانب سے ہوتے ہیں اور برے شیطان کی جانب سے۔ اگر تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے تو بائیں جانب ۳ مرتبہ تھوک دے اور اعوذ باللہ پڑھے تو اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (مجمع جلد ۷ صفحہ ۱۷۶)

فَإِنَّكَ: اس سے معلوم ہوا کہ بعض شیطانی خواب ایسے بھی ہوتے ہیں جس سے انسان بیمار پڑ سکتا ہے۔ امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی ابو سلمہ اور قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے متعلق بیان کیا وہ خواب دیکھتے تو بیمار پڑ جاتے۔

(صفحہ ۱۰۴۳)

لہذا اگر اس قسم کے خواب کے بعد مذکورہ عمل کر لیا جائے تو ضرر سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

فَإِنَّكَ: امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ابن سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی روایت میں بیان کیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اٹھ جائے اور نماز پڑھے اور کسی سے بیان نہ کرے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۳)

حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ اگر برے خواب دیکھے تو اس کے یہ آداب ہیں۔

① اللہ سے پناہ مانگے مثلاً "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھے۔

② بائیں جانب تھکتھکا دے۔

③ کسی سے بیان نہ کرے۔

④ کروٹ بدل لے۔

⑤ اٹھ کر نماز پڑھ لے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۰)

بعضوں نے ایسے موقع پر آیۃ الکرسی بھی پڑھنے کو کہا ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۱)

علامہ قرطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ برے خواب کے بعد نماز پڑھنا سب آداب کو شامل اور

بامع ہے۔ (صفحہ ۳۷۱)

ابراہیم نخعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے ناپسندیدہ خواب کے بعد یہ دعا منقول ہے۔ اسے پڑھ لے:

"أَعُوذُ بِمَا عَادَتْ بِهِ مَلَائِكَةُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ مِنْ شَرِّ رُؤْيَا هَذِهِ أَنْ يُصِيبَنِي فِيهَا مَا

أَكْرَهُ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ" (سعید ابن منصور، فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۱)

تَرْجَمَةً: "میں اس خواب کے تکلیف دہ امور سے پناہ مانگتا ہوں جیسے کہ فرشتہ خدا اور اس کے رسول

نے پناہ مانگی ہے۔"

مزید دعائیں۔ دعاؤں کے ذیل میں مذکور ہیں۔

### صبح کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے

حضرت ابو سعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ سچا خواب صبح کے وقت کا ہوتا ہے۔ (ترمذی صفحہ ۳۹۷)

**فَائِدَةٌ:** حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ سحر کے وقت خواب کی تعبیر بہت جلد واقع ہوتی ہے۔ خاص کر کے صبح صادق کے وقت کی۔ دوپہر کے وقت کی بھی خواب کی تعبیر جلد واقع ہوتی ہے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۰)

دن اور رات مرد اور عورت کے خواب کا یکساں حکم ہے۔ (صفحہ ۳۹۲)

یعنی جس طرح مرد کا خواب صحیح اور قابل تعبیر ہوگا اسی طرح عورت کا بھی ہوگا۔

### سچ بولنے والے کا خواب سچا

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو سچ بولنے والا ہوتا ہے اس کا خواب سچا ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۸۰)

**فَائِدَةٌ:** جو آدمی جھوٹ بولتا ہے اس کا خواب بھی جھوٹا ہوتا ہے اس سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس کا خواب کیسا ہوگا۔ آج جھوٹ کی بیماری عام ہے کہ بسا اوقات آدمی بلا قصد و ارادہ کے بھی جھوٹ بول دیتا ہے۔ جو جتنا سچا ہوگا اس کا خواب اتنا ہی سچا ہوگا۔ اسی لئے حضرات انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ کا خواب سچا ہوتا تھا۔ جو لوگ نیکی اور صلاح میں کم ہیں اکثر ان کا خواب بے کار ہوتا ہے بہت کم سچا اور لائق تعبیر ہوتا ہے۔ (فتح الباری صفحہ ۳۶۳)

### خواب کس سے بیان کرے

ابو ذر بن عقیلی فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔ تا وقتیکہ نہ بیان کیا جائے معلق رہتا ہے۔ اسے اپنے دوست، سمجھدار کے علاوہ کسی سے نہ بیان کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ خواب کی جب تک تعبیر نہ دی جائے معلق رہتا ہے۔ جب تعبیر دے دی جائے تو واقع ہو جاتا ہے۔ خواب کو کسی خیر خواہ دوست اور صاحب الرائے کے علاوہ کسی سے نہ بیان کرو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ خواب کسی عالم یا خیر خواہ کے علاوہ کسی سے بیان مت کرو۔ (مجمع جلد ۷ صفحہ ۱۸۲)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے تو اسے کسی خیر خواہ یا صاحب علم سے بیان کرے۔ (کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۲)

**فَإِنَّكَ لَا:** مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے سامنے خواب نہ بیان کرے کہ ناپسندیدہ غلط تعبیر نہ دے دے بلکہ دیندار سمجھدار کے سامنے اسے پیش کرے اور اسی سے تعبیر لے کہ بسا اوقات جو تعبیر دی جاتی ہیں واقع ہو جاتی ہے۔ مزید یہ بھی خیال رہے کہ ہر خواب قابل تعبیر بھی نہیں کہ خواب کی تعبیر کے لئے پریشان ہو۔

**خواب اپنے خیر خواہ دوست سے بیان کرے**

حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو اسے اپنے دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے۔

**فَإِنَّكَ لَا:** حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے دوست کے علاوہ کسی اور سے اس وجہ سے منع کیا ہے کہ بسا اوقات دوسرا شخص بغض یا حسد کی وجہ سے ناپسندیدہ تعبیر نہ دے دے اور ایسا ہی واقع ہو جائے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۱)

آپ ﷺ سے متعدد احادیث میں منقول ہے کہ ہر شخص سے اپنا خواب نہ بیان کرے بلکہ عالم، خیر خواہ دوست ذی عقل صاحب الرائے سے بیان کرے۔ حافظ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ عالم جہاں تک ممکن ہوگا اچھی تعبیر نکالے گا۔ خیر خواہی کا رخ اختیار کرے گا۔ دوست اگر خیر سمجھے گا تو تعبیر دے گا اگر کچھ شک ہوگا تو خاموش ہو جائے گا۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۹)

### ذکر خواب کے آداب

احادیث پاک سے اچھے خواب کے ذکر کے تین آداب معلوم ہوئے۔

① الحمد للہ کہے۔ اس کی تعریف ثنا کرے۔

② اسے ذکر کرے۔

③ اس کی تعبیر کسی عالم خیر خواہ (واقف فن سے لے)۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۰)

### تعبیر واقع ہوتی ہے

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے فرمایا کہ جب تم تعبیر دو تو اچھی تعبیر دو خواب کی تعبیر دینے والے کے موافق واقع ہوتی ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۲)

### تعبیر کے اصول

**فَإِنَّكَ لَا:** اس سے معلوم ہوا کہ بلا سوچے سمجھے اور اصول تعبیر سے واقفیت کے بغیر تعبیر نہ دے۔ چونکہ تعبیر دینا ایک لطیف فن ہے۔ جو شخص عالم ربانی، متقی، پرہیزگار علوم اسلاف سے واقف عالم امثال کے نکات و اسرار کا عالم ہوگا وہی شخص اچھی تعبیر دے سکتا ہے۔ خصائل نبوی میں ہے۔ خواب کی تعبیر بھی ایک فیصلہ ہے۔ اس لئے اس



میں بھی اپنی رائے سے بود نہ کرنا چاہئے بلکہ اسلاف کی تعبیروں کو دیکھنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور تابعین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے بکثرت خوابوں کی تعبیر نقل کی گئی ہے۔ فن تعبیر کے علماء نے لکھا ہے کہ تعبیر دینے والا شخص ضروری ہے کہ سمجھدار متقی پرہیزگار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا واقف ہو۔ (صفحہ ۳۹۲)

## در بار نبوت کی چند تعبیریں

چاند

حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے پوچھا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے اس پر حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ تین چاند ہمارے حجرے میں گرے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تیرا خواب سچ ہے تو میرا خیال (اس کی تعبیر کے متعلق یہ ہے کہ) اس میں تین افضلین اہل جنت مدفون ہوں گے۔ (چنانچہ آپ ﷺ، حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس میں مدفون ہوئے)۔ (مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۱۸۵)

فَائِدَةٌ: چوتھی قبر اس میں حضرت عیسیٰ عَلِيْهِ السَّلَام کی ہوگی ان کی جگہ روضہ اطہر میں خالی ہے۔

### دودھ کی تعبیر

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک خواب بیان کیا کہ میرے سامنے دودھ لایا گیا۔ میں نے اسے پیا (اور پی کر اس قدر سیراب ہوا) کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اسی کی سیرابی ناخن سے نکل رہی ہے۔ پھر باقی ماندہ عمر کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا آپ نے کیا تعبیر دی آپ نے فرمایا علم ہے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۷)

فَائِدَةٌ: حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ دودھ کی تعبیر قرآن سنت کے علم سے ہوتی ہے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۳)

لہذا جس نے جتنا دودھ پیتا دیکھا اسی قدر وہ علم سے مستفیض ہوگا۔ بکری کا دودھ کمال صحت، خوشی کی طرف اشارہ ہے۔ گائے کا دودھ، ملک کی خوش حالی کی طرف اشارہ ہے۔ البتہ درندوں کا دودھ دیکھنا اچھا نہیں ہے۔

(فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۳)

### پھونک مار کر اڑانا یا اڑنا

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے روایت ہے کہ آپ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں سو رہا تھا دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن رکھ دیئے گئے جو مجھے بڑے گراں گزرے اور مجھے رنج میں ڈال دیا خواب ہی میں کہا گیا کہ میں اسے پھونکوں۔ چنانچہ میں نے پھونک مارا (تو دونوں اڑ گئے) میں نے

اس کی تعبیر دی کہ دو جھوٹے مدعی نبوت ظاہر ہوں گے۔ ایک غنسی جسے فیروز نے یمن میں مار ڈالا، دوسرا میلہ کذاب۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۱)

حافظ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے بیان کیا کہ جس نے دیکھا کہ وہ اڑ رہا ہے اگر آسمان کی طرف ہو اور بلا کسی سیڑھی وغیرہ کے ہو تو ضرر کی طرف اشارہ ہے۔ اگر دیکھا کہ آسمان کی طرف اڑا اور غائب ہو گیا تو موت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر لوٹ آیا تو مرض سے صحت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر چوڑائی میں اڑ رہا ہے تو سفر کی طرف اشارہ ہے۔

(جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۰)

حافظ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے بیان کیا کہ کسی شے کا پھونکنے سے اڑنا زوال کی طرف اشارہ ہے۔

(جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۳)

### شہد اور گھی

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ ان کی دو انگلیوں میں سے ایک انگلی میں شہد اور دوسری انگلی میں گھی ہے۔ دونوں کو چاٹ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے تعبیر دیتے ہوئے فرمایا اگر تم زندہ رہے تو دو کتابیں تورات اور قرآن پڑھو گے یعنی اس کے عالم ہو گے۔ چنانچہ دونوں کے عالم ہوئے۔ (ابو یعلیٰ سیر جلد ۷ صفحہ ۴۱۰)

فائدہ: شہد اور گھی کی تعبیر علم اور بھلائی سے ہوتی ہے۔

### سر کٹنا

حضرت ابو مجلذ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا جب تمہارا سر کاٹ دیا گیا تو تم کس آنکھ سے دیکھ رہے تھے۔ ابھی کچھ ہی دیر ہوئی کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ سر کٹنے کی تاویل آپ کی وفات سے دی اور دیکھنے کی تعبیر اتباع سنت سے ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۱۷)

### خواب..... گویا حقیقت

حضرت خزیمہ بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کی پیشانی مبارک پر سجدہ کیا۔ انہوں نے اس کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا آپ ﷺ لیٹ گئے انہوں نے آپ ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔ (مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۸۲)

فائدہ: خواب کو آپ ﷺ نے حقیقت میں پیش کر دیا۔ جس سے خواب کا سچا ہونا واضح ہو گیا۔ ملا علی قاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے اس حدیث پاک میں یہ مستنبط کیا ہے خواب میں کوئی نیک کام کرتا دیکھے تو بیداری میں کر لینا

سنت ہے۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۵۵۰)

### سفید لباس نجات کی علامت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ سے ورقہ بن نوفل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بارے میں معلوم کیا گیا۔ حضرت خدیجہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا کہ انہوں نے تو آپ ﷺ کی تصدیق کی تھی لیکن ظہور نبوت سے قبل ان کا وصال ہو گیا آپ نے فرمایا کہ خواب میں دکھائے گئے تو ان پر سفید لباس تھا۔ اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان کا لباس اس کے علاوہ ہوتا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۶)

سفید کپڑے میں ملبوس ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو ناجی میں شمار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو سفید لباس میں دیکھا جائے تو یہ نجات یافتہ کی علامت ہے۔

### اعضا و جوارح کی تعبیر

حضرت ام الفضل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے بیان کیا کہ میں اپنے گھر میں آپ ﷺ کے اعضاء میں سے کوئی عضو دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا خواب دیکھا۔ فاطمہ کی اولاد کو تم دودھ پلاؤ گی۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۸۰)

عضو سے اشارہ اولاد کی طرف ہے اور گھر میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے گھر میں اس کا رہنا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ بچہ کارہنا پرورش اور دودھ پلانے کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔

### چند خوابوں کی تعبیریں

حافظ ابن حجر عسقلانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے شرح بخاری میں احادیث سے ماخوذ چند تعبیریں بیان کی ہیں ان میں سے ہم چند تعبیریں نقل کرتے ہیں۔

- ۱ خواب میں محل کا دیکھنا۔ دیندار دیکھے تو عمل صالح کی طرف اشارہ ہے غیر دیندار دیکھے تو قید اور تنگی کی طرف اشارہ ہے۔ محل میں داخل ہونا شادی کی طرف اشارہ ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۶)
- ۲ خواب میں وضو کرتا ہوا دیکھنا کسی اہم کام کے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اگر وضو مکمل کیا ہے تو اس کی تکمیل اور ادھورا چھوڑا ہے تو اس کے ناقص ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (صفحہ ۴۱۷)
- ۳ خواب میں کعبہ کا طواف، حج اور نکاح کی طرف اشارہ ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۷)
- ۴ پیالہ کا دیکھنا عورت یا عورت کی جانب سے مال ملنے کی طرف اشارہ ہے۔ (صفحہ ۴۲۰)
- ۵ جس نے خواب میں کوئی بڑی تلوار دیکھی تو اندیشہ ہے کسی فتنہ میں پڑنے کا۔ تلوار پانے سے اشارہ ہے

حکومت یا ولایت اونچی ملازمت کی طرف۔ تلوار کو میان میں کر لینا اشارہ ہے شادی کی طرف۔

(جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۷)

⑥ خواب میں قمیص پہنے دیکھنا دین کی جانب اشارہ ہے۔ جس قدر قمیص لمبی اور بڑی دیکھے گا اسی قدر دین اور

عمل صالح کی زیادتی کی جانب اشارہ ہوگا۔ (جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۵)

⑦ شاداب باغیچے کی تعبیر بھی دین اسلام سے ہے کبھی ہرے بھرے باغ کی تعبیر علمی کتابوں سے بھی ہوتی

ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۷)

⑧ عورتوں کا دیکھنا حصول دنیا اور کبھی وسعت رزق کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۴۰۰)

بسا اوقات عورتوں کا دیکھنا اور اس سے لطف و حظ حاصل کرنا یہ شیطانی خواب ہوتا ہے اس کی کوئی تعبیر نہیں

جیسا کہ عموماً نئی عمر والوں کو ہوتا ہے۔



## نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا پس اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ (واری، کنز جلد ۱۹ صفحہ ۲۷۴)

ابو بکر اصغر ہانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ سعید بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو میری زیارت خواب میں کرے گا دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

(منتخب الکلام ابن سیرین جلد ۱ صفحہ ۵۷)

حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو روحوں میں محمد ﷺ کی روح پر جسموں میں محمد ﷺ کے جسم پر قبروں میں محمد ﷺ کی قبر پر درود پڑھے گا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا اور جو مجھے خواب میں دیکھے گا قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی سفارش کروں گا اور جس کی میں سفارش کروں گا وہ میری حوض سے پانی پئے گا اور اللہ جل شانہ اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرمادیں گے۔

(القول البدیع للسخاوی صفحہ ۴۳، فضائل درود صفحہ ۵۱)

فَائِدَةٌ: نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھنا بڑی مبارک بات ہے۔ ہر مؤمن بندہ کو اس امر عظیم کا اشتیاق رہتا ہے کتنے ایسے برگزیدہ بندے ہوئے جو تمنا لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کو یہ دولت میسر نہیں آئی۔ خیال رہے کہ خواب میں آپ ﷺ کا دیدار ہونا ضرور ایک اچھی اور قابل رشک و تعریف کی بات ہے مگر نہ ہونا دین کے نقص اور خلل کی بات نہیں۔

خواب میں اگر آپ ﷺ کو اس شکل مبارک میں دیکھا ہے جو احادیث پاک میں مذکور ہے تو حقیقتاً آپ ﷺ ہی کو دیکھا۔ اگر کچھ معمولی فرق کے ساتھ دیکھا ہے تو آپ ﷺ کا مثل ہے۔ ایسے خواب کو اضغاث خوابہائے پریشان میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۶)

اگر ایسی حالت میں دیکھا جو آپ ﷺ کے خلاف تھی تو یہ دیکھنے والے کا قصور ہے۔ مثلاً خلاف سنت لباس میں دیکھا۔ علامہ طیبی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا جس حالت میں بھی آپ ﷺ کو دیکھا بشارت خواب کا

مستحق ہوگا۔ (فتح صفحہ ۲۸۸)

اگر آپ ﷺ کو خلاف سنت و شرع حکم کرتے ہوئے دیکھا تو یہ دیکھنے والے کا قصور ہے اور خوابی حکم۔ ظاہری اصول شرع کے مطابق خلاف سنت یا خلاف شرع رہے گا۔ مثلاً حکم کرتا دیکھا کہ کوٹ پتلون یا فلاں کو قتل کر دو یا شراب پیو تو اس پر عمل کرنا درست نہ ہوگا۔ یہ دراصل اس کے خیالات کا آئینہ ہے جو متصور ہوا ہے۔

(فتح الباری صفحہ ۲۸۶)

خواب سے احکام شرعیہ ثابت نہیں ہوتے۔ (فتح جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۸)

مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کو غیر معروف صفت پر دیکھنے والا بھی آپ ہی کو دیکھنے والا ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۱)

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ بعد الموت آپ ﷺ کے مخصوص دیدار مبارک سے نوازا جائے گا۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۵)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو مسکراتا دیکھا اسے اتباع سنت کی توفیق ہوگی۔ (جمع صفحہ ۲۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے حقیقتاً مجھ ہی کو دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ (شائل صفحہ ۳۰)

فَائِدَةٌ: حق تعالیٰ جل شانہ نے جیسا کہ عالم حیات میں حضور اقدس ﷺ کو شیطان کے اثر سے محفوظ فرما دیا تھا ایسے ہی وصال کے بعد بھی شیطان کو یہ قدرت مرحمت نہیں فرمائی کہ وہ آپ ﷺ کی صورت بنا سکے۔

(خصائل صفحہ ۲۸۷)

کلیب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى یہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک سنایا جو مجھے خواب میں دیکھے وہ حقیقتاً مجھ ہی کو خواب میں دیکھتا ہے۔ اس لئے کہ شیطان میرا شبیہ نہیں بنا سکتا۔ کلیب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کہتے ہیں میں نے اس حدیث کا حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے تذکرہ کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے خواب میں زیارت ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا خیال آیا میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہا کہ میں نے اس خواب کی صورت کو حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی صورت کے بہت مشابہ پایا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس کی تصدیق فرمائی کہ واقعی حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ کے بہت مشابہ تھے۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۸۹)

علامہ مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی شکل میں شیطان

نہیں آسکتا۔ (جمع صفحہ ۲۳۳)

فائدہ: بعض روایات میں آیا ہے کہ سینہ اور اس کے اوپر کا حصہ بدن کا تو حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا حضور اقدس صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مشابہ تھا اور بدن کا نیچے کا حصہ حضرت امام حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا حضور اقدس صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مشابہ زیادہ تھا۔ (خصائل صفحہ ۳۸۸)

### زیارت متبرک کے کچھ فوائد و تعبیرات

جس نے آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھا اس کے صلاح و کمال دین کی علامت ہے۔

حضرات انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ کو خواب میں دیکھنا صلاح تقویٰ اور کمال مرتبہ اور فلاح کی علامت ہے۔

(فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۷)

جس نے آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خواب میں مسکراتا ہوا دیکھا اسے اتباع و احیاء سنت کی بیش بہا دولت ملے گی۔

جس نے آپ کو غصہ و غیظ کی حالت میں دیکھا اس کے دین میں نقصان یا اس سے دین میں نقصان کی علامت

ہے۔ ”اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ“ (جمع صفحہ ۲۳۲)

آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھنا اسلام پر موت اور آخرت میں ملاقات اور زیارت کی علامت ہے۔

(جمع صفحہ ۲۳۲)

جو آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھے گا مرنے کے بعد اسے خصوصی ملاقات زیارت کا شرف ملے گا۔

(فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۵)

آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زیارت قیامت میں شفاعت و سفارش کی علامت ہے۔ (القول البدیع صفحہ ۴۳)

اس سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا کہ اگر مدیون آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زیارت کرے گا تو قرضہ ادا ہوگا۔

مریض زیارت کرے گا تو مرض سے شفا پائے گا۔ اگر ظلم کے مقام میں دیکھے گا تو عدل و انصاف کا زمانہ آئے گا۔

اگر جنگ کے موقع پر دیکھے تو غلبہ کی علامت ہے۔ (منتخب الکلام جلد ۱ صفحہ ۵۷)

## خواب میں زیارت نبوی صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حصول کا بیان

شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ترغیب اہل السعادة میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو

رکعت نفل نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور سو بار درود شریف سلام کے

بعد پڑھے۔ انشاء اللہ تین جمعہ گزرنے نہ پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ درود شریف یہ ہے۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَإِلَيْهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ“

اسی طرح شیخ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد للہ کے بعد پچیس مرتبہ قل ہو اللہ اور سلام کے بعد یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے زیارت نصیب ہوگی وہ یہ ہے:

”صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ“

شیخ نے لکھا ہے ۷۰ مرتبہ سوتے وقت اس درود شریف کے پڑھنے کی وجہ سے زیارت نصیب ہوتی ہے۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِحَرِّ أَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ أَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرْوَسِ مَمْلَكَتِكَ وَإِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيقِ شَرِيعَتِكَ الْمُتَلَدِّذِ بِتَوْحِيدِكَ أَنْسَانَ عَيْنٍ وَجُودِكَ السَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ عَيْنٍ أَعْيَانَ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُورِ ضِيَاءِكَ صَلَوةً تَدْوُمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقَى بِبِقَاءِكَ لَا مُنْتَهَى لَهَا دُونَ عِلْمِكَ صَلَوةً تُرَضِّيكَ وَتُرَضِّيه وَتَرْضَى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ“ (فضائل درود صفحہ ۵۲)

علامہ دمیری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے حیاة الحیوان میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد با وضو ایک پرچہ پر محمد رسول اللہ احمد رسول اللہ پینتیس مرتبہ لکھے اور اس پرچہ کو اپنے ساتھ رکھے۔

اللہ جل شانہ اس کو طاعت پر قوت عطا فرماتے ہیں برکت میں مدد فرماتے ہیں۔ شیاطین کے وساوس سے حفاظت فرماتے ہیں اور اگر اس پرچہ کو روزانہ طلوع آفتاب کے بعد درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی پاک ﷺ کی زیارت خواب میں بکثرت ہوا کرے گی۔ (فضائل درود شریف صفحہ ۵۳)

علامہ سخاوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے قول بدیع میں بیان کیا ہے کہ جو اس درود شریف کو پڑھے گا خواب میں پیغمبر ﷺ کو دیکھے گا۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا أَمَرْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ أَهْلُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوحِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَجْسَادِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُورِ“ (صفحہ ۱۳۰)

## خواب کے (سلسلے میں) چند آداب کا بیان

- ① اچھے خوابوں کو پسند کرنا اور اس سے خوش ہونا۔
- ② بڑوں کا چھوٹے سے خواب معلوم کرنا۔



- ۳ مسجد میں خواب معلوم کرنا۔
- ۴ مسجد میں خواب کی تعبیر دینا۔
- ۵ تعبیر دیتے وقت دعاء ماثورہ کا پڑھنا۔
- ۶ فجر کے بعد خواب کی تعبیر دینا۔
- ۷ خواب کی کسی صالح صائب رائے اہل تعبیر سے تعبیر لینا۔
- ۸ خواب صالح یا اہل محبت سے ذکر کرنا۔
- ۹ اچھے خواب پر الحمد للہ کہنا۔
- ۱۰ برے خواب پر تعوذ پڑھنا۔
- ۱۱ پریشان کن خواب پر نماز پڑھنا۔
- ۱۲ پریشان کن اور برے خواب کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔



# تکیہ کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

تکیہ کا استعمال سنت ہے

حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو بائیں جانب تھا۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۱)

فَإِنَّكَ لَا تَكِيهَ دَائِمًا جَانِبًا يَابِئِينَ جَانِبًا هَرَّيْكَ صَوْرَتٌ جَائِزَةٌ هِيَ۔ (جمع الوسائل)

مہمان کو تکیہ پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں آپ ﷺ کے سامنے میرے روزہ کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ تشریف لائے میں نے آپ کو تکیہ پیش کیا۔ (مختصر البخاری صفحہ ۹۲۸)

فَإِنَّكَ لَا: علامہ طیبی نے بیان کیا ہے کہ مہمان کا اکرام تکیہ سے ہو۔ یعنی تکیہ پیش کرنا اس کی تکریم میں داخل ہے۔ (حاشیہ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

گھر میں تکیہ لگا کر بیٹھنا

حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں میں نبی پاک ﷺ کے گھر میں آیا تو آپ کو تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ گھر میں کبھی آرام کے لئے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے تھے۔

(اسوۂ رسول بحوالہ زاد المعاد صفحہ ۱۱۳، شعب الایمان صفحہ ۱۹۵)

کسی کو تکیہ پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تین چیزوں سے انکار نہیں کیا جاتا۔ ① تکیہ ② تیل ③ دودھ۔ بعض روایتوں میں تیل کے بجائے خوشبو ہے۔ (ترمذی جلد ۳ صفحہ ۱۰۲)

فَإِنَّكَ لَا: چونکہ ان اشیاء میں گرانی یا تکلیف کا احساس نہیں ہوتا اور عموماً رانج بھی ہیں اور اکرام کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ اس زمانہ میں دودھ کی چونکہ فراوانی تھی اس کا ہدیہ پیش کرنا رانج تھا اب اس زمانہ میں چائے کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

بالوں والا تکیہ

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے بالوں والے تکیہ پر ٹیک لگایا تھا جس کا بھراؤ

کھجور کی چھال سے تھا۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۷۳)

**فائدہ لا:** مطلب یہ ہے کہ کھال سے بالوں کو دور نہیں کیا گیا تھا ایسے ہی کھال کے تکیہ پر آپ آرام فرماتے۔

چمڑے کا تکیہ سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ حضور پاک ﷺ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس پر آپ لیٹے ہوئے تھے اور اس کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا۔

**فائدہ لا:** عرب میں روئی کے بجائے اسی کا بھراؤ ہوتا تھا جو سخت ہوتا تھا روئی کی طرح نرم آرام دہ نہیں ہوتا تھا۔  
(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۳)

تکیہ کا بھراؤ گھاس سے

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو جو آپ ﷺ نے تکیہ دیا تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس کا بھراؤ گھاس اذخر سے تھا۔ (مسند احمد بن حنبل)

**فائدہ لا:** کس قدر زہد اور سادگی کی بات ہے کہ آپ ﷺ نے لاڈلی بیٹی کو جو تکیہ دیا اس میں بجائے روئی یا اون کے گھاس تھا اس میں ترغیب ہے کہ امت عیش و تنعم میں نہ پڑے۔ دنیا ایک گزرگاہ ہے نہ کہ آرام گاہ کہ یہاں تنعم کی شکلوں میں پڑے۔

سونے کے وقت تکیہ کا استعمال

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں (میمونہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے) داخل ہوئے۔ اپنے سر مبارک کو تکیہ پر رکھا جس کا بھراؤ چھال سے تھا۔ (مسند احمد صفحہ ۳۶۹)  
**فائدہ لا:** سونے اور بیٹھنے کے وقت تکیہ کا استعمال آپ سے ثابت ہے۔

مجلس میں تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا

شہاب بن عباد العصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ وفد عبدالقیس کے بعض حاضرین کو انہوں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب ہم لوگ حاضر ہوئے آپ ﷺ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے مجلس میں تشریف فرما تھے اور اسی طرح ٹیک لگائے رہے۔ (ادب المفرد نمبر ۱۱۹۸)

**فائدہ لا:** عالم اور مقتداء کے لئے گنجائش ہے کہ مجلس میں ٹیک لگا کر بیٹھے یہ عجب و کبر کی بات نہیں۔ نبی پاک ﷺ سے جو طریقہ منقول ہے وہ اس سے محفوظ ہے

تکیہ پیش کرنے کا ثواب

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی

خدمت میں تشریف لائے۔ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تکیہ کا سہارا لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے تکیہ ان کی خدمت میں پیش کر دیا تو حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا۔ ”اللَّهُ أَكْبَرُ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ“ تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا اے ابو عبد اللہ حدیث پیش کرو۔ تو انہوں نے کہا میں حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ تکیہ کا سہارا لگائے تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے تکیہ میری جانب ڈال دیا۔ پھر فرمایا اے سلمان نہیں ہے یہ بات کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کے پاس داخل ہو اور اسے اکراماً تکیہ پیش کرے مگر یہ کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)

### چادر یا کسی کپڑے کا تکیہ بنا کر ٹیک لگانا

قبیلہ مراد کے ایک صاحب جن کو صفوان بن عسال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہا جاتا ہے وہ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ اپنی لال دھاری دار چار کا تکیہ بنائے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۲۴۱) حضرت خباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کے سایہ میں اپنی چادر پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ (ابن ابی شیبہ، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۲۴۱) فائدہ: اگر تکیہ نہ ہوتا تو آپ کبھی چادر وغیرہ کا بھی تکیہ بنا کر سہارا اور ٹیک لگا لیا کرتے۔ مزید یہ کہ ضرورت کی بناء پر مسجد میں بھی تکیہ یا کسی کپڑے کے سہارے ٹیک لگا کر بیٹھا جاسکتا ہے۔

### مرض کی وجہ سے انسان کا سہارا لے کر چلنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بیمار تھے۔ حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سہارے آپ باہر تشریف لائے۔ (شہان صفحہ ۱۰) فائدہ: ضعف اور نقاہت کی وجہ سے تنہا چلنے سے قاصر تھے اس لئے آپ ﷺ نے حضرت اسامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا سہارا لیا عذر کی وجہ سے آدمی کے سہارے آنا مسنون ہے۔

### مہمان کے سامنے تکیہ لگانا

حضرت عدی بن حاتم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ مجھے لے کر کھڑے ہوئے اور گھر تشریف لائے خادمہ نے آپ ﷺ کو تکیہ پیش کیا۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۶۹)



## سرمہ کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

سونے سے قبل سرمہ لگانا مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سونے سے قبل اشد کا سرمہ تین تین مرتبہ ہر آنکھ میں لگاتے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۵)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں آنکھوں میں تین تین مرتبہ سرمہ ڈالتے۔ (سیرۃ النبی جلد ۷ صفحہ ۵۳۸)

ہر آنکھ میں تین سلائی مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس سرمہ دانی تھی جس سے آپ ﷺ سونے کے وقت تین سلائی ایک آنکھ میں لگاتے تھے۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۵)

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ سونے سے قبل لگانا سنت ہے۔ دن میں نہیں کہ آنکھ کی حفاظت کے لئے ہے ترمین کے لئے نہیں ہے۔ اسی وجہ سے امام مالک نے سرمہ کو علاجا اور دواء کے علاوہ مکروہ قرار دیا ہے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۰۵)

اور دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سنت ہے۔

سرمہ طاق عدد میں لگائے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ طاق عدد میں سرمہ لگاتے تھے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۹۹)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو سرمہ لگائے وہ طاق عدد میں لگائے۔ ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں (یعنی واجب نہیں کہ گناہ ہو)۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۰)

فائدہ: ہر کام میں طاق کی رعایت بہتر اور مسنون ہے۔ اللہ طاق ہے۔ طاق کو پسند فرماتا ہے۔

بائیں آنکھ میں دو بھی مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سرمہ لگاتے تو دائیں آنکھ میں تین مرتبہ اور بائیں آنکھ میں دو مرتبہ لگاتے تاکہ طاق عدد ہو جائے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۹۹، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۹)

فَائِدَةٌ: کبھی ایسا بھی آپ کرتے دونوں آنکھوں کو ملا کر طاق کا لحاظ فرماتے۔ لہذا تین دائیں میں اور دو بائیں میں لگاتے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ اور کبھی ہر آنکھ میں ملحوظ رکھتے تو ہر ایک میں تین تین سلائی لگاتے۔ دونوں طریقے آپ سے منقول ہیں۔ البتہ اول طریقہ افضل ہے کہ وہ اکثر معمول رہا اور صحاح سے ثابت ہے۔

### ہر آنکھ میں دو دو سلائی اور ایک مشترک

ابن سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے آپ ﷺ کے سرمہ لگانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ دائیں میں دو سلائی پھر بائیں میں دو سلائی لگاتے پھر ایک سلائی دائیں اور بائیں دونوں میں مشترک لگاتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۹)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ طاق عدد میں سرمہ لگاتے اس کی تشریح میں ابن سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہر آنکھ میں دو دو سلائی لگاتے پھر ایک دونوں میں مشترک لگاتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۹)

### سرمہ لگانے کے تین مسنون طریقے

آپ ﷺ سے سرمہ لگانے کے متعلق تین طریقے منقول ہیں۔

① دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی لگائے۔

② دائیں میں تین اور بائیں میں دو سلائی۔

③ دونوں آنکھوں میں دو دو لگائے پھر ایک دونوں آنکھوں میں مشترک۔

اسی طرح اس کا بھی اختیار ہے۔ کہ پہلے ایک آنکھ میں مقدار مسنون لگائے پھر دوسری آنکھ میں لگائے۔ یا ایک مرتبہ دائیں میں لگائے پھر بائیں میں لگائے پھر دائیں میں پھر بائیں میں۔ علامہ مناوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ بہتر تیسرا طریقہ ہے کہ اس میں دائیں سے ابتدا و انتہا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴)

### آپ ﷺ کا پسندیدہ سرمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ اشد کا سرمہ آپ ﷺ سونے سے قبل تین سلائی ڈالا کرتے تھے۔ (شائل صفحہ ۵)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اشد کا سرمہ ضرور ڈالا کرو۔ نگاہ کو روشن کرتا ہے اور پلکیں بھی خوب اگاتا ہے۔ (شائل صفحہ ۵)

فَائِدَةٌ: حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہی کی روایت شائل میں ہے۔ اشد بہترین سرمہ ہے۔ اشد ایک

خاص سرمہ کا نام ہے۔ بعض اکابر اس سے اصفہانی سرمہ مراد لیتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تندرست آنکھوں والے اور وہ لوگ ہیں جن کو موافق آجائے۔ ورنہ مریض کی آنکھ اس سے زیادہ دکھنے لگتی ہے۔۔

(خصائل نبوی صفحہ ۲۵، شرح مناوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۵)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس کالا سرمہ ہوتا تھا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۸)

### سرمی دانی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ

ﷺ سوتے وقت تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔ (شائل صفحہ ۵)

سفر میں سرمہ کا اہتمام اور سرمہ دانی ساتھ رکھنا مسنون ہے

حضرت ام سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب سفر فرماتے تو سرمہ دانی اور آئینہ ساتھ رہتا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۶)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ پانچ چیزیں نبی پاک ﷺ نے سفر میں نہ حضر میں چھوڑتے

تھے۔ آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل، مسواک۔ (طبرانی، بیہقی، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۵)

فائدہ: سفر میں ان چیزوں کا ساتھ رکھنا مسنون ہے۔ ایک روایت میں قینچی اور ایک روایت میں کھجانے کی لکڑی بھی ہے۔



# انگوٹھی کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## انگوٹھی سنت ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش کرایا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۳)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول

اللہ (ﷺ) نقش کرایا۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس جیسا نقش کرانے سے منع فرمادیا تھا۔

(نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰)

فَائِدَةٌ: آپ ﷺ نے انگوٹھی صلح حدیبیہ کے بعد بنوائی تھی۔ منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کی مہر دوسروں سے مخلوط نہ ہو جائے۔

## آپ ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی

اسی سے تھا۔ (بخاری صفحہ ۸۷۲)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس چاندی کی انگوٹھی تھی جس کا نگینہ حبشی

تھا۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۷۹)

فَائِدَةٌ: ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح شمائل میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی متعدد انگوٹھیاں تھیں۔

(جمع صفحہ ۱۴)

یعنی ایک چاندی کی تھی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا اور ایک چاندی ہی کی تھی مگر اس کا نگینہ حبشی تھا۔

## حبشی کا مطلب

نگینہ کے حبشی ہونے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حبشی پتھر کا ہو جو یمن سے آتا تھا یا یہ کہ اس کا بنانے والا

حبشی ہو۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۲)



بعضوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ﷺ کی انگٹھی کا نگینہ عقیق پتھر کا تھا جو کالے رنگ کا تھا۔

(جمع الوسائل صفحہ ۱۳۸)

اس اعتبار سے چاندی کے حلقہ میں عقیق پتھر کا نگینہ مسنون ہوگا۔ عقیق پتھر کے بہت فوائد ہیں۔ حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی عقیق پتھر کی انگٹھی تھی۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۲۳)

### انگٹھی کا حکم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے انگٹھی اور جوتے کا حکم دیا

گیا ہے۔ (طبرانی، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۳۱)

فائدہ: یہ حکم وجوبی نہیں کہ اسے واجب سمجھا جائے بلکہ استحبابی طور پر تھا۔

### انگٹھی کے متعلق فقہاء کی رائے

انگٹھی کے متعلق محققین علماء کی رائے یہ ہے کہ قاضی اور جن کو مہر لگانے کی ضرورت ہو اس کو پہننے کی

اجازت ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۳۹)

بعضوں نے غیر سلطان کے لئے انگٹھی خلاف اولیٰ لکھا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۴۰)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے انگٹھی کو مندوب مانا ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اگر مہر لگانے کی ضرورت نہ ہو اور زینت کے طور پر پہننے تو نہیں

میں داخل نہ ہوگا۔ یعنی بلا مہر کی ضرورت کے محض زینت کے طور پر بھی اجازت ہے۔ (صفحہ ۱۳۸)

مگر حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے زینت کے طور پر پہننے کو خلاف اولیٰ لکھا ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۵)

خود حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو سلطان یا حکومت کے کسی عہدہ پر نہیں تھے ان سے انگٹھی ثابت

ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس سے معلوم ہوا کہ غیر حاکم کے لئے بھی اجازت ہے۔ چنانچہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود لکھا ہے کہ حضرات صحابہ و تابعین جو سلطنت اور حکومت کے عہدے پر نہیں

تھے انگٹھی پہنتے تھے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۵)

### انگٹھی پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نقش تھا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے چاندی کی ایک انگٹھی بنوائی اور اس پر محمد

رسول اللہ (ﷺ) نقش کرایا اور فرمایا کہ میں نے ایک انگٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ (ﷺ) نقش کرایا

ہے کوئی اس طرح نقش نہ کرائے۔ (بخاری صفحہ ۸۷۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بھی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس جیسا نقش کرانے سے

منع کرادیا تھا۔ (نسائی صفحہ ۲۹۰)

فَائِدَةٌ ۵: حافظ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) تین سطر میں لکھا تھا۔ نیچے اوپر کی کوئی تصریح منقول نہیں۔ ابن بطال کے حوالے سے حافظ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے لکھا ہے جس طرح سہولت ہو نقش کیا جا سکتا ہے۔ البتہ دو تین سطر میں ہونے سے مربع یا گول ہونا آسان ہوگا۔ محدث ابوالشیخ کی ایک روایت بواسطہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی انگٹھی کے جشی نگینہ پر "لا اله الا الله محمد رسول الله" کندہ تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹)

آپ ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو انگٹھی پر محمد رسول اللہ نقش کرانے سے منع فرمایا تھا۔ اس وجہ سے کہ آپ ﷺ اس انگٹھی سے خطوط و فرامین پر مہر لگاتے تھے۔ تاکہ آپ ﷺ کی مہر دوسروں کی مہر کے ساتھ مخلوط نہ ہو جائے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۵۳، خصائل صفحہ ۸۳)

احتمال تھا کہ حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کمال اتباع کے شوق میں یہی نقش اپنی اپنی انگٹھیوں پر کندہ نہ کرالیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے منع فرمادیا تھا۔ علامہ مناوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے شرح شمائل میں زین الدین عراقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى کا قول بیان کیا ہے کہ یہ ممانعت آپ ﷺ کی زندگی کے ساتھ خاص تھی۔ (جمع صفحہ ۱۵۳)

لہذا اس زمانہ میں محمد رسول اللہ کا نقش برکتہ درست ہوگا۔ البتہ علامہ قرطبی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے کہا ہے کہ جس کا نام محمد ہو وہ یہ نقش نہ کرائے۔ (جمع الوسائل)

ممکن ہے انہوں نے ایہام اور بے ادبی کے پیش نظر منع کیا ہو۔ البتہ اپنے نام کو نقش کرانا درست ہے۔ اسی طرح اپنے والد کے نام کو بھی نگینہ پر کھدوا سکتا ہے۔ (جمع جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

### آپ ﷺ نے انگٹھی کیوں بنوائی

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے غیر عرب (بادشاہوں اور قوم کے ذمہ داروں) کی جانب خطوط لکھنے کا ارادہ کیا تو کہا گیا کہ وہ کوئی خط جس پر مہر نہ ہو قبول نہیں کرتے تو آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگٹھی جس پر محمد رسول اللہ لکھا تھا بنوائی (حضرت انس فرماتے ہیں) گویا میں اس کی چمک (آج بھی) آپ ﷺ کی انگلی میں دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۲)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے اہل روم کو (دعوت اسلام کا) خط لکھنا چاہا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ کوئی خط جس پر مہر نہ ہو نہیں پڑھتے تو آپ نے چاندی کی ایک انگٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نقش تھا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۳)

عرب میں انگوٹھی کا رواج نہیں تھا اس لئے آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے انگوٹھی استعمال نہیں کی اس ضرورت کی وجہ سے آپ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اس کے بعد حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے بھی استعمال کرنا شروع کیا۔ اسی وجہ سے بعض حضرات نے صرف حاکم، سربراہ قوم جن کو خطوط و فرامین کے ارسال کی ضرورت پڑتی ہے اور حکومتی اور انتظامی طور پر جن کے فرامین کی اہمیت ہوتی ہے۔ انگوٹھی کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ ابوریحانہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے غیر حاکم کے لئے انگوٹھی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ (ابوداؤد، طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۵۳)

حافظ نے فتح الباری کے اس حکم کو منسوخ مانا ہے۔ چنانچہ حضرات صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے باوجودیکہ وہ سلطان یا حکومت کے عہدہ پر نہیں تھے انگوٹھی کا استعمال کیا ہے۔ چاندی کی انگوٹھی محض تزیین کے لئے پہنی جائے وہ نہیں داخل نہیں۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۵)

### انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننا سنت ہے

حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۸۰)

حماد بن مسلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن رافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ (شامل صفحہ ۸)

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ (شامل ترمذی صفحہ ۸)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ (شامل صفحہ ۸)

فائدہ: حضرت ابوبکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و تابعین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و اہل مدینہ کے ایک جم غفیر سے دائیں ہاتھ میں پہننا مروی ہے۔ اس کے مقابل بائیں ہاتھ میں پہننے کی بھی بکثرت روایات ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ (ابوداؤد شریف صفحہ ۵۸۰)

فائدہ: چونکہ آپ ﷺ سے دونوں ہاتھوں میں پہننا ثابت ہے اس لئے علماء نے دونوں طریقوں کو اختیار

کیا ہے۔

### دائیں کے متعلق علماء کے اقوال

حضرات شوافع رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے دائیں ہاتھ کو افضل اور رائج مانا ہے۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)  
امام بخاری رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے اسے صحیح مافی الباب، باب میں سب سے زیادہ صحیح اور رائج قرار دیا ہے۔  
(جمع صفحہ ۱۵۰)

امام ترمذی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى بھی اسے رائج قرار دیتے ہیں۔ (خصائل صفحہ ۸۲)  
حافظ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ اکثر احوال میں آپ ﷺ سے دایاں ثابت ہے۔  
ملا علی قاری رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے دائیں والے مذہب کو مختار مانا ہے۔ (جمع الوسائل)  
حافظ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے کہا کہ دائیں کو اس وجہ سے بھی ترجیح حاصل ہوگی کہ بایاں آلہ استنجاء ہے نجاست کے تلوٹ اور بے ادبی کا گمان نہ رہے گا۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۷)  
علامہ مناوی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے بھی کہا ہے کہ استنجاء وغیرہ سے تلوٹ کا احتمال نہیں رہتا۔ (جمع صفحہ ۱۵۰) لہذا دایاں بہتر ہے۔

### بائیں ہاتھ کے متعلق علماء کے اقوال

علامہ عینی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے اجناس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ احناف کے یہاں ہے کہ بائیں ہاتھ کی خنصر میں پہنے اور کسی میں نہ پہنے۔ (عمدة جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)  
امام مالک رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے بھی بائیں کو مستحب قرار دیا ہے۔ فقیہ ابواللیث رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے دونوں کو مساوی کہا ہے۔ (عمدة جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)  
علامہ شامی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے بھی یہی دونوں قول لکھے ہیں۔ علامہ نووی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے دونوں میں بلا کراہت جائز لکھا ہے۔ قہستانی میں ہے دایاں روافض کا شعار ہو گیا۔ علامہ شامی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى نے کہا کہ پہلے تھا اب نہیں ہے۔ (خصائل صفحہ ۸۰)  
اس سلسلے میں سب سے بہتر حافظ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى کی بات ہے اگر مہر لگانے کے لئے ہو تو بایاں، زینت کے طور پر ہو تو دایاں۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۷)

### انگوٹھی کس انگلی میں سنت ہے

حضرت صلت بن عبد اللہ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں پہنا کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کو اسی ہاتھ میں پہنتے دیکھا۔ مجھے یہ خیال ہے کہ وہ کہا

کرتے تھے کہ اسی طرح آپ ﷺ بھی پہنا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، شامل صفحہ ۸ فتح)

**فَائِدَة:** جس طرح یہ اختلاف ہے کہ آپ ﷺ دائیں میں پہنتے تھے یا بائیں ہاتھ میں اسی طرح یہ بھی اختلاف ہے کہ آپ ﷺ دائیں کی چھوٹی انگلی میں پہنا کرتے تھے یا بائیں کی چھوٹی انگلی میں۔ حضرت صلت بن عبداللہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی روایت سے دائیں کی چھوٹی انگلی میں پہننے کا پتا چلتا ہے۔ اور امام مسلم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ثابت کے واسطے سے جو حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت پیش کی ہے اس میں ہے کہ آپ ﷺ بائیں کی چھوٹی انگلی میں پہنا کرتے تھے۔ علامہ بغوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کی ایک توجیہ شرح السنہ میں یہ کی ہے جو گزری کہ اولاد دائیں میں پھر آپ نے بائیں میں اختیار کیا تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۷)

امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے الخاتم فی الخضر باب قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ انگوٹھی سب سے چھوٹی انگلی میں سنت ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے کہ خضر کے علاوہ میں مکروہ ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ کنارے میں رہنے کی وجہ سے تلوٹ نہ ہوگا۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۵)

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے مؤنتہ (صرفہ) بھی کم آئے گا۔ یعنی خرچ۔

### انگوٹھی کس انگلی میں خلاف سنت ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے پھر بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (نسائی صفحہ ۲۸۹)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں میں پہننا ممنوع ہے باقی ابہام میں موزوں نہیں۔ اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں منع بھی وارد ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۹)

خضر اور بنصر میں سے جس میں چاہے پہنے۔ تاہم دائیں کو اولیت اور راحتیت حاصل ہے جیسا کہ گزرا۔ البتہ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت جو ابن ماجہ میں ہے کہ مجھے رسول پاک ﷺ نے خضر اور ابہام میں پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب شارحین نے یہ دیا ہے کہ دونوں میں جمع کرنا مراد ہے یا کسی خاص سبب سے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو آپ نے منع فرمایا۔ (حاشیہ ابن ماجہ صفحہ ۲۵۹)

ورنہ تو خضر میں پہننا صحاح سے ثابت ہے۔

**فَائِدَة:** علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے عمدۃ القاری میں ذکر کیا ہے کہ خضر کے علاوہ میں مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)

## پیتل، اسٹیل اور لوہے کی انگٹھی ممنوع ہے

حضرت عبداللہ بن بریدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس پر پیتل کی انگٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے میں بت کی بوتم میں پاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اسے پھینک دیا پھر آیا اور اس پر لوہے کی انگٹھی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے تم پر میں جہنمیوں کا زیور پاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اسے بھی پھینک دیا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں کس کی انگٹھی بنواؤں۔ آپ نے فرمایا چاندی کی بنواؤ۔ سونا نہ شامل کرنا۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۸۰)

عبداللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سونے کی انگٹھی پہنے ہوئے تھے آپ ﷺ نے دیکھا تو کراہت محسوس کی انہوں نے نکال ڈالا۔ پھر انہوں نے لوہے کی انگٹھی پہنی آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو اور زیادہ خبیث ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بھی اتار ڈالا اور چاندی کی انگٹھی پہنی تو آپ خاموش رہے۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۲۳)

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کسی آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے نکال ڈالو۔ اس نے لوہے کی انگٹھی پہنی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو اس سے زیادہ برا ہے۔ چنانچہ اس نے چاندی کی پہنی تو آپ خاموش رہے۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۲۳)

فائدہ: قاضی خان رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ چاندی کے علاوہ کی انگٹھی مکروہ ہے۔ اسٹیل اور لوہے کی انگٹھی بھی مکروہ ہے کہ یہ دوزخیوں کا زیور ہے۔ (جمع صفحہ ۱۳۸)

بعض لوگ اسٹیل کی خوشنما انگٹھی پہنتے ہیں درست نہیں۔ چاندی کے علاوہ کی انگٹھی مطلقاً ناجائز ہے۔ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ پیتل لوہا اور رصاص (سیسہ دھات) سب مطلقاً حرام ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۷)

## نگینہ پر کندہ کرانا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک انگٹھی چاندی کی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نقش کرایا۔ (بخاری صفحہ ۸۷۳)

ابوالشیخ کی ایک روایت بواسطہ انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہے کہ آپ کی انگٹھی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی ایک انگٹھی پر شیر کی تصویر تھی جسے عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے رد کیا ہے۔ یا ممکن ہے کہ تصویر کی ممانعت سے قبل کی ہو۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۳)

اس سے معلوم ہوا کہ انگٹھی کے نگینہ پر ذکر اللہ وغیرہ کندہ کرانا درست ہے۔ چنانچہ حضرات صحابہ

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَتَابَعِينَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى سے بھی انگوٹھیوں پر کندہ کرانا منقول ہے۔

حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَتَابَعِينَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى کی انگوٹھیوں پر کیا کندہ تھا

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی انگوٹھی پر صدر الملک کندہ تھا۔ (ابن ابی شیبہ، جمع صفحہ ۱۴۸)

حضرت حذیفہ اور ابو عبیدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی انگوٹھیوں پر "الْحَمْدُ لِلَّهِ" کندہ تھا، حضرت مسروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی

انگوٹھی پر "بِسْمِ اللّٰهِ" حضرت جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی انگوٹھی پر "الْعِزَّةُ لِلّٰهِ" ابراہیم نخعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی

انگوٹھی پر "بِاللّٰهِ" کندہ تھا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۸)

حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی انگوٹھی پر "نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰهُ" لکھا تھا۔ (طحاوی صفحہ ۳۵۴)

ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اور قاسم بن محمد کی انگوٹھی پر

بھی کندہ تھا۔ (جلد ۱۴۸ صفحہ ۱۴۸، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۸)

ابن سیرین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا انگوٹھیوں پر "حَسْبِيَ اللّٰهُ" کا نقش ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(جمع الوسائل صفحہ ۱۸۴)

البتہ ابن سیرین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ایک دوسرا قول نقش کی کراہت کا بھی ہے۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۳۴)

ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ انگوٹھی پر اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام کندہ کرانا اور پہننا جائز

ہے۔ علامہ نووی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بھی جمہور کا قول جواز کا لکھا ہے۔ حافظ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فتح الباری میں

لکھا ہے کہ کراہت استنجاؤ وغیرہ کی صورت میں بے احتیاطی سے ہو سکتی ہے۔ ورنہ کوئی کراہت نہیں۔

(جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۸)

ویسے اس قسم کی انگوٹھیوں کو پاخانہ پیشاب سے پہلے اتار لینا چاہئے جیسا کہ حدیث پاک میں آپ ﷺ

سے منقول ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض انگوٹھیوں پر کچھ تعویذات لکھے ہوتے ہیں۔ مثلاً مقطعات قرآنیہ اور دیگر کلمات یا

دعائیں تو ان کا پہننا درست ہے اور ان کو ممنوع قرار دینا مطلقاً درست نہیں نہ اس میں کوئی قباحت ہے البتہ بے

ادبی سے بچانا لازمی ہے۔

طبری کے حوالہ سے عمدة القاری میں مرفوعاً عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت

سلیمان عَلَيْنَا السَّلَام کی انگوٹھی میں یہ کندہ تھا۔ "اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِي وَرَسُولِي" (جلد ۲۲ صفحہ ۲۸)

عقیقہ نمکینہ کی خوبی

حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا رسول پاک ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو عقیقہ کی

انگوٹھی بنائے گا وہ ہمیشہ بھلائی پائے گا۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۵۷، عن الطبرانی)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ خاندان جعفر سے کوئی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ اے اللہ کے رسول آپ میرے ساتھ کسی کو بھیج دیجئے جو چپل اور انگوٹھی خرید دے آپ ﷺ نے حضرت بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بلایا اور فرمایا بازار چلے جاؤ چپل خرید لو مگر کالا نہ ہو۔ انگوٹھی خرید لو جس کا نگینہ عقیق کا ہو۔ (مجمع صفحہ ۱۵۸)

فَائِدَةٌ: ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے حدیث مذکور کو غیر ثابت مانا ہے۔ جمع الوسائل میں ہے کہ ایک ضعیف روایت میں ہے کہ زرد یا قوت کا نگینہ طاعون سے روکتا ہے۔ (صفحہ ۱۳۹)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے عقیق کی انگوٹھی پہننا ثابت ہے۔ (صفحہ ۱۳۹)

شرعۃ الاسلام کے حوالہ سے ہے کہ چاندی اور عقیق کا نگینہ سنت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہنو۔ یہ مبارک پتھر ہے اس جیسا کوئی پتھر نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ حلقہ تو چاندی کا ہو اور نگینہ پتھر کا۔

(جمع الوسائل صفحہ ۱۴۰)

علامہ یعنی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس ایک انگوٹھی یا قوت پتھر کی تھی۔ قوت قلب کے لئے جس پر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ“ لکھا تھا۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۳)

### نگینہ کس طرف رکھے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنی انگوٹھی کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی اور اس کا نگینہ بنایا۔ (یعنی چاندی کا) اور اسے بائیں ہاتھ کی خنصر میں پہنتے تھے۔ (یعنی سب سے چھوٹی انگلی میں) اور اس کے نگینہ کو ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۱)

بذل میں مرقات الصعود کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نگینہ کا ہاتھ کے اندر کے حصہ میں یعنی ہتھیلی کی طرف رکھنا زیادہ صحیح ہے اور اکثر روایت میں وارد ہے۔ (خصائل صفحہ ۸۲)

علامہ مناوی اور ملا علی قاری رَحِمَهُما اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ عجب اور خوشنمائی سے بچنے اور نقش کی حفاظت کے پیش نظر یہی بہتر ہے۔ (جمع صفحہ ۱۵۲)

علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما کی ایک روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے نگینہ اوپر کی جانب ہوزین الدین عراقی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ کبھی آپ نے اس طرح کبھی اس طرح



پہنا ہے۔ لیکن اصح ہتھیلی ہی کی طرف ہے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۵۳)

### پاخانہ جاتے وقت انگٹھی نکال لے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو

انگٹھی اتار دیتے تھے۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۸۹، ابن حبان)

فَإِنَّكَ لَا: اگر انگٹھی میں کچھ لکھا ہو تو بیت الخلاء سے قبل اسے اتار دے۔ آپ ﷺ کی انگٹھی میں چونکہ کلمہ محمد

رسول اللہ لکھا ہوا تھا اس احترام کی وجہ سے آپ ﷺ اتار دیتے تھے۔ (حاشیہ نسائی صفحہ ۲۸۹)

### سونے کی انگٹھی مردوں کو حرام ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے سونے کی انگٹھی سے منع فرمایا ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۵۶)

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سونے کی انگٹھی بنوئی پھر اسے چھوڑ

دیا پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھا تھا اور آپ نے فرمایا میری

انگٹھی جیسا کوئی نقش نہ بنائے۔ اور جب پہنے تو نگیذہ کو اندرونی ہتھیلی رکھے۔

فَإِنَّكَ لَا: جب تک سونے کی حرمت نہیں آئی تھی تب تک آپ ﷺ نے استعمال کی۔ حرمت کے بعد آپ

ﷺ نے اسے چھوڑ کر چاندی کی بنوائی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷)

آپ ﷺ نے اپنے جیسے نقش کو اس وجہ سے منع کیا تھا۔ چونکہ آپ اس سے مہر لگاتے تھے اگر دوسروں کو

بھی اجازت ہوتی تو مہر کا خلط ہو جاتا۔ اسی وجہ سے منع فرمایا تھا۔

### سونے کی انگٹھی جہنم کی چنگاری ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے

کی انگٹھی دیکھی آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا تم جہنم کی چنگاری چاہتے ہو کہ اس (سونے) کو ہاتھ میں ڈالتے

ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۸)

فَإِنَّكَ لَا: سونے کی انگٹھی مردوں کو حرام ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے ہاتھوں سے لے کر پھینک دی۔ آج

بعض لوگ شادی بیاہ کے موقع پر سونے کی انگٹھی پہنتے ہیں۔ سو یہ باتفاق علماء حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ

عورتوں کے لئے بلا کراہت درست ہے۔

### آپ ﷺ کی انگٹھی کے کنویں میں گرنے کا واقعہ

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی انگٹھی (ان کی زندگی تک) ان کے

ہاتھ میں رہی اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ میں رہی۔ حضرت ابوبکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ میں رہی۔ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب بئر اریس پر بیٹھے تھے تو انگوٹھی سے کھیل رہے تھے۔ وہ گرگنی تین دن تک کنویں کا پانی الٹا پلٹا گیا مگر نہیں ملی۔ (بخاری صفحہ ۸۷۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی انگوٹھی حضور صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دست مبارک میں رہی پھر حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پھر حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پھر ان ہی کے زمانہ میں بئر اریس میں گرگنی اس کا نقش محمد رسول اللہ (صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تھا۔ (شامل صفحہ ۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک انگوٹھی چاندی کی بنوائی جس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رہتا تھا۔ یہ وہی انگوٹھی تھی جو حضرت معقب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے زمانہ میں بئر اریس میں گرگنی تھی۔ (شامل صفحہ ۸)

فائدہ: حضور پاک صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جو انگوٹھی خطوط پر مہر لگانے کے لئے بنوائی تھی۔ یہ آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حیات تک تو آپ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس رہی۔ اس کے بعد صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس سے حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تک پہنچی۔ آپ کے پاس یہ انگوٹھی ۶ سال تک رہی اس کے بعد اریس نامی کنویں میں گرگنی۔ کس سے گری کس طرح گری۔ روایتوں میں تھوڑا اختلاف ہے۔ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بئر اریس پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے حضرت معقب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے انگوٹھی مانگی کہ دستاویز پر مہر لگا لوں۔ کچھ سوچ رہے تھے اسی (غفلت) میں انگوٹھی گرگنی۔ (جمع صفحہ ۱۳۶)

ایک روایت میں ہے کہ خلافت عثمانی کے چھٹے سال کا واقعہ ہے۔ ہم لوگ اریس کے کنویں پر بیٹھے تھے حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ انگوٹھی ہاتھ سے نکال رہے تھے اور پہن رہے تھے اس طرح بار بار کر رہے تھے اور کنویں کے کنارے بیٹھے تھے کہ گرگنی بہت تلاش کیا مگر نہیں ملی۔ بعض روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے گری۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اس کی توجیہ میں لکھتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان کوئی چیز لینی دینی ہوتی ہے تو دونوں کے درمیان ہی سے گر جاتی ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہو۔

بئر اریس جس میں انگوٹھی گری مدینہ میں مسجد قبا کے پاس تھا۔ (جمع صفحہ ۱۳۶)

تین دن تک مسلسل تلاش کی گئی پانی نکالا گیا مگر نہیں ملی۔

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح شامل میں اور حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ تین دن تلاش کرنے کا صرف انگوٹھی کی قیمت سے بڑھ گیا۔ یہ صرف اس لئے برداشت کیا کہ انگوٹھی متبرک تھی اسلاف کی

یادگار تھی۔ اگر یہ پیش نظر نہ ہوتا تو ہرگز محنت اور صرفہ برداشت نہ کرتے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اور حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ اس انگٹھی میں لطائف، اسرار اور برکات تھے۔ جب تک یہ رہی کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو اور نہ چلا۔

چنانچہ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے چھ سال خلافت کے بہت عمدہ چلے۔ جب سے انگٹھی گری فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ خوارج کا فتنہ شروع ہوا یہاں تک کہ اس فتنہ میں حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ شہید ہو گئے۔

(جمع الوسائل صفحہ ۱۳۷)

معیقب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک صحابی ہیں جو حضور سرور کائنات کے زمانہ سے انگٹھی کے محافظ تھے۔

(نصائل صفحہ ۸۳)

اس واقعہ سے ارباب حدیث نے چند فوائد مستنبط کئے ہیں۔

- ① اسلاف کی یادگار چیزوں کی اہمیت کہ اس کی تلاش میں تین دن تک لگے رہے۔
- ② گمشدہ اشیاء کی تلاش میں اہتمام اور اس میں مال خرچ کرنا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا ہار جو غزوہ مرہ سیح میں گم ہو گیا تھا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا اس کی تلاش میں رکے رہے۔ مگر خیال یہ رہے کہ کسی اہم شے کے گم ہونے پر یہ ہے۔ کسی معمولی چیز کے گم ہونے پر یہ نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ اگر ایک پیسہ دو پیسہ یا ایک دو کھجور یا اس جیسی چیز گر جائے تو اس کی اتنی اہمیت نہیں ہوگی نہ اس کی تلاش میں کوشش کی جائے گی۔ ابن بطلال رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا ہے کہ کسی اہم شے کے گم ہونے پر تین دن تلاش کر لینے کے بعد اگر نہ ملے تو وہ اس کا ضائع کرنے والا نہ ہوگا۔ یعنی اس سے کم یا معمولی توجہ کرنا گویا اس کو ضائع کرنا ہے۔



# بالوں کے سلسلے میں آپ ﷺ کی پاکیزہ عادات کا بیان

آپ ﷺ کے بال مبارک کی کیفیت

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۸، دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۲۱)

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں۔ کہ نبی پاک ﷺ کے بال مبارک کان کی لوتک

ہوتے تھے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۵۷۶، بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۸، شامل صفحہ ۴)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں سے آگے نہیں بڑھتے

تھے۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ کانوں کی لو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔

(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر مبارک پر بال بکثرت تھے۔ اور خوش نما

تھے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بڑے سر بڑی آنکھوں والے تھے۔

(مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۸۹)

فَائِدَةٌ: ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ احادیث پاک میں آپ کے بال مبارک کی چھ کیفیتوں کا ذکر ہے۔

① نصف کانوں تک۔

② کانوں کی لوتک۔

③ کندھے اور کانوں کے درمیان۔

④ کندھے تک۔

۵ کدے کے قریب۔

۶ چار چوٹیوں کی شکل میں۔

حافظ ابوالفضل عراقی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے بالوں کی مقدار کے متعلق احادیث پاک میں تین الفاظ آتے ہیں۔ وفرہ۔ جمہ۔ لمہ۔ وفرہ وہ بال ہے جو کان کی لوتک ہو۔ جمہ وہ ہے جو مونڈھوں تک ہوں۔ لمہ وہ بال جو کان کی لو سے نیچے ہوں۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ عموماً بال کان اور مونڈھوں کے درمیان رہا کرتے تھے۔ اور بالوں کے سلسلے میں یہ مقدار کا اختلاف احوال اور زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۷۶)

علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا کہ جب بال تراش لیتے تھے تو کان کی لوتک ہوتے تھے اور جب چھوڑ دیتے تھے تو گردن تک آجاتے تھے۔ جس نے جیسا دیکھا روایت کر دی۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۵۳)

قاضی عیاض مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا کہ سر مبارک کے اگلے حصہ کے بال نصف کان تک پہنچتے تھے۔ اور وسط سر کے بال اس سے نیچے اور آخر سر مبارک کے بال کندھے تک آجاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو حضرات سر پر بال رکھتے ہیں ان کے بال کی مقدار مسنون کان کی لو اور اس کے قریب ہے۔ کندھے سے نیچے آجانا خلاف سنت ہے۔ چونکہ آپ ﷺ کے بال اگر بہت زیادہ لمبے ہو جاتے تھے تو کندھے تک ہوتے تھے اس سے آگے نہ بڑھتے تھے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۸۰)

روض النظیف کے مؤلف نے منظوم اس کی تعبیر کی ہے۔

”ولمة يبلغ الاذنين عاطرة. كالمسك لونا و عرفا حين منتشر“

ترجمہ: ”سر پر بال رکھتے تھے جو کانوں تک پہنچتے تھے۔ اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ میں اور

خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی۔“ (نشر الطیب صفحہ ۱۹۶)

آپ ﷺ کے بال گھنے تھے

حضرت جبیر بن مطعم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ ﷺ کے اوصاف مبارک بیان کرتے ہوئے فرمایا آپ کے سر کے بال گھنے تھے۔ (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ بکثرت اور خوشنما بالوں والے تھے۔

(مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

فَائِدَةٌ: اسی طرح آپ کی داڑھی بھی گھنی تھی۔ شرح احواء میں ہے کہ صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی داڑھی بھی گھنی تھی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی داڑھی تو اتنی گھنی کہ سینہ کے دونوں جانب چھائی ہوئی تھی۔ بالوں کا گھنا ہونا

قوت شجاعت پر دال ہے۔

آپ ﷺ کے بال پیچیدہ گھنگریالے تھے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے۔ (بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی اور گھنگریالہ پن تھا)۔ (شامل مختصر بخاری صفحہ ۸۷۰)

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ (مختصر شامل)

فائدہ: ایسے بال بڑے خوش نما اور دیدہ زیب ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کو قدرت نے حسن ظاہری سے بھی علی وجہ الاتم نوازا تھا۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بڑے سر اور خوبصورت بالوں والے تھے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

### بالوں کی چوٹیاں

حضرت ام ہانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کے بال مبارک کے چار حصے چوٹیوں کی شکل پر تھے۔ (شامل صفحہ ۴)

فائدہ: کبھی بال اتنے لمبے ہو جاتے کہ ان کی چوٹیاں (مینڈھیاں) بھی بن جاتیں۔ خیال رہے کہ یہ آپ ﷺ کی عمومی حالت نہ تھی۔ حافظ ابن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ سفر کی حالت میں ایسا ہو گیا تھا۔

(جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۰)

آپ ﷺ نے تو بالوں کے بڑھنے پر نکیر فرمائی ہے تو آپ ﷺ کس طرح رکھتے۔ چوٹیاں بھی ایسی نہ تھیں جیسی عورتوں کی ہوتی ہیں کہ مردوں کو عورتوں کی طرح چوٹیاں ممنوع ہیں۔ (خصائل صفحہ ۳۴)

### بالوں کو گوند وغیرہ سے چپکانا

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے بالوں کو چپکا ہوا دیکھا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۶)

فائدہ: حج کے موقع کی بات ہے گوند وغیرہ لگا کر چپکا دیا تھا تا کہ تیل کنگھی نہ لگنے کی وجہ سے بالوں کی گندگی اور خشکی باعث کلفت نہ ہو خیال رہے کہ تزئین کے لئے بالوں کو چپکانا اور اوپر چڑھانا ممنوع ہے۔ کہ یہ متکبرین کی خصلت ہے۔

بال منڈانے اور رکھنے کے سلسلے میں آپ کی عادات طیبہ کا بیان

آپ کی عادت طیبہ سر پر بال رکھنے کی تھی آپ ﷺ نے صرف عمرہ و حج کے موقع پر سر کے بال استرے

سے صاف کرائے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی موقع پر منڈانا ثابت نہیں۔ ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ سے صرف حج و عمرہ کے موقع پر بال منڈانا منقول ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

علامہ سخاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف ۴ مرتبہ سر منڈایا ہے۔ ① حدیبیہ ② عمرۃ القضاء ③ عمرۃ بعرانہ ④ حجۃ الوداع۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حلق کرایا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۳۳، مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۲۱)

شرح احیاء میں علامہ زبیدی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ حج و عمرہ کے علاوہ کسی موقع پر آپ سے سر منڈانا ثابت نہیں۔ یہی عادت صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ اور تابعین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى حضرات کی تھی۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)

### سر منڈانا

بعض علماء کی رائے ہے کہ سر نہ موٹنا بہتر ہے۔ سر منڈانا خوارج کی علامت ہے۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)  
حدیث پاک میں اسے خوارج کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ (اتحاف صفحہ ۴۰۷)  
محدث ابن عربی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا ہے کہ سر کے بال زینت ہیں۔ اس کا چھوڑنا سنت ہے اور حلق بدعت ہے اور مذموم ہے۔ (شرح شہانِ مناوی جلد ۱ صفحہ ۷۴)

اس سے معلوم ہوا کہ منڈانا اولیٰ نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں افضل یہ ہے کہ بال نہ موٹوائے سوائے حج اور عمرہ کے۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۵۹)

مگر حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جو اجلہ صحابہ میں تھے سر منڈایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد صفحہ ۴۳)  
علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ بال منڈانے میں کراہت نہیں جیسا کہ بعضوں نے سمجھا کہ یہ خوارج کی علامت ہے۔ (عمدة القاری جلد ۲ صفحہ ۵۸)

ظاہر ہے کہ اگر ممنوع ہوتا تو حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس پر مداومت نہ فرماتے طالب علموں کے حق میں بال بہتر نہیں۔ روایت میں ہے کہ آپ نے جعفر کے لڑکوں کے سر کے بالوں کو منڈوا دیا تھا۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۷۷)  
چنانچہ امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ جو شخص تنظیف کا ارادہ رکھے اسے سر منڈانے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تنظیفاً سر منڈایا کرتے تھے۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)

مرقات میں ہے حج و عمرہ کے علاوہ حلق کرانا جائز ہے۔ (صفحہ ۴۵۹)

### مانگ نکالنا

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اولاً بالوں کو بغیر مانگ نکالے ویسے ہی

چھوڑ دیتے تھے کہ مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے اور اہل کتاب نہیں نکالتے تھے۔ آپ اہل کتاب کی موافقت فرماتے تھے جب تک کہ اس کے بارے میں حکم نازل نہ ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ نے مانگ نکالنا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں جب رسول پاک ﷺ کی مانگ نکالتی تو بیچ سر سے بالوں کو پھاڑ دیتی اور پیشانی کے بالوں کو دونوں آنکھوں کے درمیان کر دیتی۔

(ابن ماجہ صفحہ ۳۶۳، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۳۰، ابوداؤد صفحہ ۵۷۷)

**فَائِدَةٌ:** شاہ عبدالحق صاحب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ بیچ سر سے دو حصے ہوتے ہیں نصف دائیں جانب نصف بائیں جانب۔ اور تالوں سے مانگ نکالتے۔ یعنی جسے ہمارے یہاں سیدھی مانگ کہتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۷۶)

**فَائِدَةٌ:** ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ ابتداءً بالوں کو یونہی چھوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر مانگ نکالا کرتے تھے۔ (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۸)

### مانگ کا مفہوم

وسط راس سے بالوں کو دو حصے میں کر دیا جائے اور سدل (چھوڑ دینے کا) مفہوم یہ ہے کہ پیچھے کی جانب بالوں کو ڈال دیا جائے۔ دو حصے نہ کئے جائیں۔ (جمع جلد ۱ صفحہ ۱۷۵)

### مانگ اور سدل میں کون بہتر ہے

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے مانگ کو سنت قرار دیا ہے۔ کہ آپ نے آخر میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ قرطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اسی کو مستحب قرار دیا ہے۔ قاضی عیاض مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے تو اسے واجب قرار دیا ہے کہ آپ نے سدل کو ترک فرما دیا۔ علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ہر ایک جائز قرار دیا ہے۔ حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے بھی دونوں معمول مروی ہیں۔ تاہم سنت مانگ نکالنا ہے گو سدل بھی درست ہے۔

(عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۵۶، جمع الوسائل صفحہ ۸۰)

### سر منڈانے کا مسنون طریقہ

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ جب آپ نے رمی جمرہ کی اور قربانی سے فارغ ہوئے تو سر منڈایا اور حجام کو آپ نے اپنا دایاں جانب پیش کیا اس نے بال مونڈے آپ نے ابوطلحہ انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بلایا (اور سر مبارک کے) بال دیئے۔ پھر آپ نے اپنا بائیں رخ اسے دیا۔ (یعنی سر کا بائیں جانب) اور فرمایا مونڈو حجام نے مونڈے۔ آپ نے بال ابوطلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیئے۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں تقسیم کر دو مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ام سلیم (حضرت انس کی والدہ ابوطلحہ کی بیوی کو دیئے)۔ اور



لوگوں میں ایک ایک دو دو بال تقسیم کر دیئے گئے۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۹۱)

**فَائِدَة:** علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے روایات مختلفہ کی توجیہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے دائیں جانب کے بال لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ اور بائیں جانب کے حضرت ابوطلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ام سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو دیئے۔ امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بواسطہ ابن سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى جو ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دائیں طرف کے بال ابوطلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیا۔ سب سے پہلے آپ کے بالوں کو ابوطلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً سر کا دایاں جانب مونڈا جائے پھر بائیں جانب۔ عموماً نائی سر کے بیچ سے شروع کرتا ہے یہ مسنون طریقے کے خلاف ہے۔ اور یہ بھی مسنون ہے کہ منڈانے والے کا رخ قبلہ کی جانب ہو۔

### سر کے بالوں کا قینچی سے تراشنا

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما فرماتے ہیں کہ حضرت ہاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے بالوں کو مروہ کے پاس قینچی سے تراشا ہے۔ (مسلم صفحہ ۴۰۸، طبرانی)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ قینچی کا استعمال اور اس سے بال تراشنا، کم کرنا خلاف سنت نہیں ہے مگر خیال رہے کہ کسی جگہ کم اور کسی جگہ زیادہ کا ثنا۔ جیسا کہ انگریزی بالوں میں ہوتا ہے یہ ناجائز ہے۔ ہر طرف کے بال یکساں کٹنے چاہئے۔

### بالوں کا اکرام کرنا

حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۲)

حضرت قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ میرے بال میں کیا میں ان میں کنگھی کروں آپ نے فرمایا ہاں ان کا اکرام کرو۔ (صفحہ ۲۸۲)

محمد بن منکدر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کہتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بال رکھے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ان کا اکرام کرو! اکرام کرو۔ چنانچہ وہ ہر دن بالوں میں کنگھی کیا کرتے تھے۔

(بیہقی فی شعب الایمان صفحہ ۲۲۵)

ایک روایت میں ہے کہ ہر دن دو مرتبہ کنگھی کیا کرتے تھے۔ (صفحہ ۲۲۳)

تاکہ آپ کے فرمان مبارک پر اچھی طرح عمل ہو۔ اور بال پراگندہ نہ رہیں۔

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ بالوں کے اکرام کا مطلب یہ ہے کہ انہیں صاف رکھے۔ دھوئے

تیل لگائے خشک اور پراگندہ نہ رکھے۔ چونکہ نظافت اور دیدہ زیب پسندیدہ ہے۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۴۶۷)۔  
لہذا حسب ضرورت کنگھی کرنا متعدد مرتبہ جائز ہے۔

### بالوں کو خشک اور پراگندہ رکھنا ممنوع ہے

عطا بن یسار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ پراگندہ اور بکھرے سر اور داڑھی کے بالوں والا ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے درست کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ درست کر کے آیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی آئے اور اس کے بال بکھرے ہوں گویا کہ وہ شیطان ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۴)

فَائِدَةٌ: بکھرے اور پراگندہ بالوں کی وجہ سے صورت بھدی معلوم ہوتی ہے۔ جو اچھی بات نہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو بال رکھے ان کا اکرام کرے تیل وغیرہ سے ان کو سنوار کر رکھے۔ جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پراگندہ بال والے ایک شخص کو دیکھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کوئی چیز (تیل) نہیں پاتا جس سے بال سنوارے۔ (نسائی صفحہ ۲۹۱)

### کثرت سے تیل لگانا سنت ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کثرت سے سر میں تیل لگاتے۔ اور پانی سے داڑھی سنوارتے تھے۔ (بیہقی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲۶)

حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کثرت سے کپڑے کا ٹکڑا (تیل سے بچنے کے لئے) استعمال فرماتے اور کثرت سے تیل سر میں لگاتے۔ اور داڑھی کو پانی سے سنوارتے۔

(شعب الایمان صفحہ ۲۲۶)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کثرت سے سر میں تیل لگاتے۔ اور داڑھی کو درست فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا کپڑا تیلی کے کپڑے کی طرح ہو جاتا۔ (شائل صفحہ ۴)  
فَائِدَةٌ: تیل سے عمامہ اور ٹوپی کو بچانے کے لئے آپ سر میں کپڑے کا ٹکڑا استعمال فرماتے۔ یہ کپڑا تیل سے تر رہتا جیسا کہ تیلی کا کپڑا رہتا ہے۔ (مرقات، شرح مناوی، جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۸۴)

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے وہ دن میں دو مرتبہ تیل لگاتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۹۲)  
فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ تیل کی کثرت خلاف سنت نہیں ہے البتہ کثرت سے بالوں کو سنوارنا۔ ہر وقت سر جھاڑے مزین رہنا ممنوع ہے۔ سر میں تیل کا استعمال خصوصاً علمی مشغلہ والوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس سے دماغ میں خشکی پیدا نہیں ہوتی۔ اور دماغ تر اور قوی رہتا ہے۔ اہل علم و فکر حضرات کے لئے تیل کا استعمال

بہت اہم ہے۔

### تیل لگانے کا مسنون طریقہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ جب آپ تیل لگاتے تو اسے بائیں ہاتھ میں رکھتے دونوں بھوؤں پر لگاتے پھر دونوں آنکھوں پر پھر سر پر لگاتے۔ (شیرازی کنز جلد ۷ صفحہ ۷۴)

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ جب آپ تیل وغیرہ لیتے تو اسے ہاتھ میں رکھتے پھر داڑھی (سر وغیرہ) میں لگاتے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۵)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی تم میں تیل لگائے تو بھنوؤں سے شروع کرے اس سے سر کا درد دور ہوتا ہے۔ (فیض القدر صفحہ ۲۵۲، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۰، ابن سنی صفحہ ۱۷۵)

حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ تیل کی ابتداء شروع سر (پیشانی کی جانب) سے کرتے۔ (سیرة جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

### بغیر بسم اللہ پڑھے تیل لگانا

نافع قریشی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو تیل لگائے بسم اللہ نہ پڑھے تو ستر شیاطین اس کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ (جامع صغیر صفحہ ۵۱۰، ابن سنی صفحہ ۱۷۴)

### سر میں کنگھی کرنا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اور حالت حیض میں ہوتی۔ (بخاری صفحہ ۸۷۸، شہان صفحہ ۴)

فَائِدَةٌ: بالوں میں کنگھی کرنا مستحب ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی ترغیب فرمائی ہے۔ اور خود بھی اپنے مبارک بالوں میں کنگھا کیا کرتے تھے۔ اس حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ حائضہ کو حالت حیض میں بھی مرد کی خدمت کرنی جائز ہے۔ (خصائل صفحہ ۳۶)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کی شان اور خوبی ہی نہیں بلکہ حق زوجیت ہے کہ اس کی خدمت کرے۔ اس کے لئے بستر بچھا دے پانی وضو اور غسل کا لا کر رکھ دے عطر لگا دے ضرورت اور استعمالی سامان لا کر اسے دے اسی طرح دسترخوان بچھا کر کھانا پانی اس کے سامنے پیش کرے۔ یہ عورتوں کے لئے جنت کے اعمال ہیں۔

### بیدار ہونے کے بعد وضو اور کنگھی کرنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے لئے سوتے وقت مسواک، وضو کا پانی اور



سنوارنے سے ہو کہ ہر دن تیل لگا کر کنگھی کی ضرورت نہیں۔ جن اوقات میں عموماً ٹوپی وغیرہ کے کھلنے سے بال بکھر جاتے ہیں۔ اس کے بعد کنگھی کرنا ممنوع نہیں ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ آپ سوتے وقت بیدار ہونے کے وقت وضو کے بعد کنگھی فرماتے ایک روایت میں ہے کہ آپ کثرت سے تیل لگاتے اور داڑھی سنوارتے۔ معلوم ہوا کہ زینت اور فیشن کے طور پر ممنوع ہے۔

ضرورت پر ممنوع نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے قاضی عیاض رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول اس حدیث کی شرح میں نقل کیا ہے کہ تزئین میں پڑنے اور اسی میں منہمک رہنے کی صورت میں ممانعت ہے۔

(جمع الوسائل صفحہ ۸۷)

### تزئین کے لئے تیل و کنگھی کی کثرت سے ممانعت

حضرت بریدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ نبی پاک ﷺ کے اصحاب میں ایک شخص تھے جو گورز تھے۔ جو کبھی ننگے پیر چل لیا کرتے تھے اور تیل کبھی کبھی لگایا کرتے تھے۔ ان سے (اس کا سبب) پوچھا گیا تو کہا کہ نبی پاک ﷺ نے زینت اور بن سنور کر رہنے کی کثرت سے منع فرمایا ہے۔ زینت میں ہر دن تیل لگانا (بھی) ہے۔ (شعب الایمان جلد ۵)

فَإِنَّكَ لَا: زینت اور تنعم کے طور پر تو ممنوع ہے۔ البتہ ضرورت کی وجہ سے یا تیل کی کثرت صحت و قوت دماغ کے لئے ممانعت میں داخل نہیں کہ روایات میں ہے کہ آپ سر مبارک میں بکثرت تیل لگایا کرتے تھے۔

### سر میں کنگھی کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ وضو اور کنگھی فرمانے میں اور جوتا پہننے میں دائیں کو اختیار کرتے۔ (بخاری صفحہ ۸۷، ۸۸، شامل)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی ہر زینت اور اچھے امور میں دایاں رخ اختیار فرماتے چنانچہ سر مبارک کے دائیں جانب پہلے کنگھی فرماتے پھر بائیں رخ میں فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کنگھی بیچ سے شروع کرتے ہیں۔ خلاف سنت ہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے سر کے دائیں حصہ کو پہلے کر لے۔

### تیل، کنگھی، آئینہ پاس رکھنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ پانچ چیزوں کو آپ ﷺ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ نہ سفر نہ حضر میں چھوڑتے تھے۔ آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل، مسواک۔ (بیہقی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۵)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ مسواک اور کنگھی کو اپنے سے الگ نہیں

کرتے تھے (ساتھ رکھتے تھے)۔ (طبرانی، جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۸۴)

**فائدہ ۱۰:** ان چیزوں کے پاس میں رکھنے کے بڑے فوائد ہیں اور سنت سمجھ کر رکھنے سے ثواب بھی ہے۔

اپنے پاس سفر اور حضر میں کیا رکھنا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں آپ کے لئے سفر میں ان چیزوں کا انتظام رکھتی تھی۔ تیل، کنگھی، آئینہ، قینچی، سرمہ دانی، اور مسواک۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

حضرت ام سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب سفر فرماتے تو سرمہ دانی، اور آئینہ ساتھ رکھتے۔ (ابو سعید سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مصلیٰ، مسواک اور کنگھی سفر میں ضرور ساتھ رکھتے۔ (طبرانی، اتحاف صفحہ ۳۹۶)

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے یہ چیزیں بیان کی ہیں۔ آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، کھجانے کی لکڑی اور مسواک۔ (شعب الایمان صفحہ ۲۳۳)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ہمیشہ مسواک اور کنگھی ساتھ رکھتے تھے۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۷)

**فائدہ ۱۱:** یعنی آپ ان چیزوں کو اکثر ساتھ رکھتے تھے۔ گو یہ چیزیں معمولی ہیں۔ لیکن بسا اوقات ان کے نہ ہونے سے شدید پریشانی ہوتی ہے اور کوئی بوجھ بھی نہیں کہ ساتھ رکھنے میں کلفت ہو۔

**آپ ﷺ کی کنگھی کیسی تھی**

خالد بن معدان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرسل مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جو کنگھی تھی وہ ہاتھی دانت سے بنی تھی۔ اسی طرح حضرت جریر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بھی آپ کی کنگھی کے متعلق کہا کہ آپ کی کنگھی ہاتھی دانت کی تھی۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

**فائدہ ۱۲:** کنگھی مطلقاً سنت ہے۔ اگر ہاتھی دانت کی سنت سمجھ کر رکھے گا تو مزید ثواب کا باعث ہوگا۔

**ناخن اور بالوں کو دفن کرنا**

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے ناخنوں اور بالوں کو دفن کرو۔ تاکہ جادو گر اس سے نہ کھلیں۔ (فردوس، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۳)

حضرت وائل بن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بال اور ناخن کو دفن کرنے کا حکم دیتے

تھے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

اور فتح الباری میں یہ اضافہ ہے کہ تاکہ جادو گر اس سے نہ کھلیں یعنی تکلیف نہ پہنچا سکیں۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۶)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ ناخن، بال اور خون آدمی کو زمین میں دفن کر دینا چاہئے۔ یہ مستحب ہے اور ناپاک مقام میں ڈالنا یہ مکروہ ہے۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۳۵۶)

### بچوں کے بال مونڈنا سنت ہے

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے سر مونڈنے والے کو بلایا اور حکم فرمایا کہ ہمارا سر مونڈ دے۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۷، نسائی صفحہ ۲۹۱)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے سر میں بال بہتر نہیں۔ ان کا مونڈنا بہتر ہے۔ بچوں کے سر میں بال رکھنا اور انہیں جھاڑنا جیسا کہ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں رائج ہے درست نہیں اسلامی شعائر کے خلاف ہے۔ نصاب الاحساب میں ہے کہ بچوں کے سر پر بڑے بالوں کا رکھنا حرام ہے۔ (صفحہ ۳۹۰)

### بچوں کے بالوں کو بڑھانا ممنوع ہے

(حجاج کی) روایت ہے کہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تشریف لائے اور میرا بچپنا تھا۔ ہمارے بالوں کی دو چوٹیاں تھیں۔ تو انہوں نے فرمایا، ان دونوں کو مونڈ دیا چھوٹے کرو۔ کیونکہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۴)

فَائِدَةٌ: مطلب یہ ہے کہ یہودی بچوں کے بال بڑے رکھتے ہیں۔ اس مشابہت سے بچو۔ بچوں کو بڑے بال کی اجازت نہیں۔ چنانچہ نصاب الاحساب میں ہے کہ بچوں کے سر پر بڑے بال رکھنا حرام ہے۔ (صفحہ ۲۹۰)

بچوں کے سر کے بال اتنے بڑے ہوں کہ اس سے مانگ نکل سکے درست نہیں۔ بچوں کو جو نابالغ ہوں بال رکھنا مانگ نکالنا ہرگز درست نہیں اگر کچھ بھی گنجائش ہوتی تو آپ ابن جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بال نہ منڈواتے۔ ہمارے دیار میں یہ فساق بے دین اور نصاریٰ کی عادت ہے عموماً اسکول میں پڑھنے والے بچے ایسے بال رکھتے ہیں جس سے احتراز ضروری ہے۔ ان کے والدین پر اس کا گناہ ہوگا۔

### انگریزی یا ہندی بال رکھنا ممنوع ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے قزح سے منع فرمایا ہے۔ حضرت نافع نے (جو راوی ہیں) معلوم کیا قزح کیا ہے تو انہوں نے کہا بچے کے سر کے بعض بالوں کو مونڈ دیا جائے اور بعض کو چھوڑ دیا جائے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو قزح سے منع فرماتے ہوئے سنا، راوی حدیث عبید اللہ نے

پوچھا قزع کیا ہے۔ تو فرمایا کہ بچوں کے بال کسی جگہ سے مونڈ دیئے جائیں۔ اور پیشانی اور سر کے دونوں جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ادھر ادھر کے بال چھوڑ دیئے جائیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۷)

علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ سر کے کسی حصے سے بال تراشے جائیں اور کسی حصے سے مونڈے جائیں۔ جیسا کہ آج کل سر کے دائیں اور بائیں تو استرہ استعمال کیا جاتا ہے اور پیچھے کے بالوں کو تراشا جاتا ہے۔ اور آگے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بالعموم ہند میں رائج ہے جو ناجائز ہے۔ حکم ہے کہ پورے بال بنا دیئے جائیں خواہ قینچی یا استرہ یا مشین سے کہ ہر جانب یکساں ہو۔ قزع کی مزید تشریح کرتے ہوئے علماء نے مختلف صورتیں ذکر کی ہیں۔

① سر کے چاروں طرف بال بنوانا اور وسط کا چھوڑ دینا۔

② باہری بال بنوانا۔ سر کے ہر سہ جانب بالوں کو چھوڑ دینا اور وسط سے پیشانی کی طرف تالی سا کھول دینا۔

③ پیشانی کے ارد گرد بال بنوانا باقی چھوڑ دینا۔ (تنویر الشعور صفحہ ۱۲، ۱۱)

④ پیشانی کے طرف بالوں کو چھوڑ دیا جائے۔ (انصاب الاحساب صفحہ ۳۹۲)

بڑے بالوں کا رکھنا ممنوع ہے

وائل بن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ مجھے نبی پاک ﷺ نے منع فرمایا کہ میرے بال لمبے تھے۔

(ابن ابی شیبہ ۲۶۷)

سہل بن حنظلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے منع فرمایا ہے خریم کیا ہی اچھا آدمی ہے کاش اس کے بال لمبے اور اس کے ازار نہ لٹکتے۔ خریم کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے بالوں کو کاٹ کر کان کے اوپر، اور ازار کو نصف ساق کر لیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۶۵، آداب، بیہقی صفحہ ۳۸۶)

فَائِدَةٌ: مردوں کا کندھوں سے نیچے بال رکھنا ممنوع ہے کندھے سے نیچے آپ ﷺ کے بال نہ ہوتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى جمعہ کے دن محافظ دستوں کو بھیجا کرتے تھے۔ تاکہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے رہیں۔ اور جن کے بال لمبے ہوں ان کو کاٹ دیں۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۲۶۷)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ پی پی اور البرٹ بال درست نہیں فساق فجار اور ملحدین یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔

گدی کے بالوں کا مونڈنا

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ بلا کچھنے (گدی) کے بال مونڈنا مجوسیت ہے۔

(کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۷۶)



طبرانی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حجامت کے علاوہ آپ ﷺ نے گدی کے بال مونڈنے سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۷۶)

**فَائِدَةٌ:** اس سے معلوم ہوا کہ گدی کے بالوں کا مونڈنا مکروہ ہے البتہ پچھنا لگانے کی صورت میں ضرورتاً اس کی اجازت ہے۔

### مصنوعی بال لگانا حرام ہے

حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے کہا آج ہماری لڑکی کی شادی ہے۔ اس کے سر کے بال بیماری کی وجہ سے جھڑ گئے ہیں۔ کیا دوسرے بال اس میں جوڑ دوں (یعنی دوسری عورت کے بالوں سے کام چلا لوں تاکہ بالوں کے جھڑنے کی بد صورتی ختم ہو جائے) آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی لعنت ہے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر۔ (نسائی صفحہ ۲۹۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بال جوڑنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (صفحہ ۲۹۲)

**فَائِدَةٌ:** بعض عورتوں کے سر کے بال کم لانے یا کم ہوتے ہیں۔ حسن اور خوشنمائی کی وجہ سے دوسری عورتوں کے بال جوڑ کر لگاتی ہیں۔ یہ حرام ہے۔ آج کل بازار میں ایسے بال ملتے ہیں اس کا لگانا اور لگوانا حرام ہے۔ اگر سر کے بال بیماری سے جھڑ گئے ہوں یا چھوٹے ہوں۔ جس سے سر کا حسن جاتا رہتا تب بھی دوسرے کے بالوں کو لگانا حرام ہے۔ اور ایسی عورت پر خدا اور رسول کی لعنت ہے اسی طرح عورتوں کو خود اپنے بال جو کنگھی اور جھاڑنے کے درمیان گر جائیں ان کو دوبارہ اپنے سر میں جوڑ کر لگانا حرام ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۳۳۸)

البتہ ایسی تراکیب و دوا جس سے بال زیادہ بڑے ہوتے ہوں درست ہے۔

### بیوہ یا بوڑھی عورت کے سر کے بالوں کا حکم

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں اپنے سر کے بالوں کو کاٹی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ گردن کے قریب ہو جائیں تھیں۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۳۸، مسند ابی عوانہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۲، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۷)

**فَائِدَةٌ:** خیال رہے کہ ازواج مطہرات کا بالوں کو کاٹنا نبی ﷺ کی وفات کے بعد تھا۔ اس وجہ سے تھا کہ بالوں کا طول عورتوں میں حسن کا سبب ہے وہ نہ رہے۔ یہ کاٹنا زینت اور خوشنمائی کے طور پر نہ تھا۔ چنانچہ علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کاٹنے کا سبب لکھتے ہیں۔ یہ ترک زینت اور خوشنمانہ لگنے اور بالوں کے طول کی ضرورت نہ سمجھنے کی بنیاد پر تھا۔ چونکہ آپ کی وفات ہو چکی تھی۔ زینت کی ضرورت باقی نہ تھی۔

(جلد ۱ صفحہ ۱۳۸، حاشیہ مسند ابی عوانہ صفحہ ۲۹۵، فتح الملہم جلد ۱ صفحہ ۳۷۲)

اس سے معلوم ہوا کہ عورت بوڑھی ضعیفہ بیوہ ہو تو زینت اور خوشنمائی کم کرنے کی وجہ سے کچھ بال تراش لے تو اس کی اجازت ہو سکتی ہے جیسا کہ قاضی عیاض مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، امام نووی شافعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، علامہ شبیر احمد عثمانی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اجازت دی ہے۔ مگر شادی شدہ عورتوں کو یا نوجوان عورتوں کو فیشن یا زینت کے طور پر جیسا کہ مغربی طرز کے بالوں میں کاٹا جاتا ہے بالکل اجازت نہیں ہو سکتی کہ ممنوع اور حرام کا ارتکاب ہوگا۔ خیال رہے کہ بال بڑھنے کی نیت سے بھی کاٹنا درست نہیں۔ دراصل عورتوں کو بال کاٹنے کی بالکل اجازت نہیں مطلقاً ممنوع ہے۔ یہ حدیث پاک اس اطلاق میں مخصوص ہے لہذا اسی دائرہ تک محدود رہے گی کہ ضعیفہ بیوہ کو کچھ کاٹنے کی اجازت ہو سکتی ہے اس کے علاوہ کسی کو مطلقاً اجازت نہ ہوگی نیز یہ کہ معمولی اجازت دیگر مفاسد کا سبب بن سکتی ہے۔

مردوں کو بھی اگر داڑھی کے بال تھوڑے نکلے ہوں زیادہ نکلنے کی نیت سے استرہ لگانا جائز نہیں۔

(کذافی فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۹)

اسی طرح عورتوں کو بھی بڑھنے کی نیت سے یا برابر کرنے کی نیت سے کاٹنا بالکل درست نہیں۔

### عورتوں کو سر کے بال کاٹنے اور تراشنے کی ممانعت

حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنے سر کے بال

منڈوائے۔ (مشکوٰۃ، بزار، جمع جلد ۳ صفحہ ۲۶۶)

فَائِدَةٌ: عورتوں کے سر کے بال کم کرنا۔ کٹانا، تراشنا، بالکل جائز نہیں البتہ سر میں زخم ہو یا شدید درد ہو اور بالوں کے دور کرنے سے اس میں خفت ہو سکتی ہو تو ایسی صورت میں منڈانا درست ہے۔ باقی مرض کے علاوہ کسی بھی صورت میں بالوں کا تراشنا درست نہ ہوگا۔ پیچھے کے بال برابر کرنے کے لئے بھی کاٹنا درست نہیں۔ عورتوں کے لئے بال خلفی زینت ہیں۔ اس میں کمی بیشی کرنا تغیر لخلق اللہ اور قطع زینت ہے۔ جس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ تکملہ بحر الرائق میں ہے۔

آسمانوں پر ملائکہ کی تسبیح ہے۔ "سُبْحَانَ مَنْ زَيْنَ الرَّجَالِ بِاللُّحَى وَالنِّسَاءِ بِالذَّوَانِبِ" پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی۔ (جلد ۸ صفحہ ۳۳۱)

نصاب الاحساب میں علامہ سنائی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لکھتے ہیں۔ عورتوں کو بال کاٹنا یا چھوٹے کرنا اور تراشنا جائز نہیں۔ (صفحہ ۱۳۳)

چنانچہ حدیث پاک میں بھی اس کی صراحت ممانعت منقول ہے۔ عبد اللہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے آزاد عورتوں کو جمہ (مونڈھے تک) رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (جمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۲)

**فَائِدَة:** حدیث پاک سے صراحتاً کدھے تک بال رکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

شوہر جس کی اطاعت بیوی پر واجب ہے۔ اگر شوہر بھی بال کاٹنے کا حکم دے یعنی ترمین کے لئے تو بھی اس کی فرمائش پر عمل کرنا درست نہیں۔ کہ خدا اور رسول کی نافرمانی میں شوہر کی بات یا اس کا حکم قابل اتباع نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو مغربی فیشن سے متاثر ہو کر پیچھے کے بالوں کو کاٹتی اور تراشتی ہیں۔ حرام اور ناجائز ہے مردوں کی مشابہت کی وجہ سے از روئے حدیث لعنت کا باعث ہے۔  
پیچھے کے بالوں کو برابر کرنے کے لئے بھی یا بڑا ہونے کی نیت سے بھی کاٹنا درست نہیں ہے۔ البتہ چھوٹی پچی کے بال مونڈنا درست ہے۔ (تنویر الشکور مؤلف مفتی سعد اللہ صاحب صفحہ ۱۴)

### بال مبارک سے تبرک، اور امراض و نظر میں شفا حاصل کرنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا حجام آپ کا سر مبارک مونڈ رہا ہے۔ (حجۃ الوداع کے موقع پر) اور حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں چاہ رہے تھے مگر یہ کہ آپ کے سر مبارک سے جو بال گریں وہ کسی نہ کسی ہاتھ میں پڑیں (یعنی گریں نہیں اور وہ ان کو تبرکاً رکھ لیں)۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

**فَائِدَة:** علامہ نووی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث پاک سے بال مبارک سے برکت حاصل کرنے اور اس کے اکرام و احترام کا علم ہوتا ہے۔ اس سے صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

حضرت عثمان بن مویب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ مجھے گھر والوں نے پانی کا پیالہ لے کر حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس بھیج دیا وہ چاندی کی نلکی لے کر آئیں جس میں آپ ﷺ کے بال مبارک تھے۔ جب کوئی بیمار ہو جاتا یا اسے نظر لگ جاتی تو لوگ پانی لے جاتے وہ پانی ڈال کر ہلا دیتیں وہ پلا دیا جاتا۔ میں نے اس نلکی میں غور کیا تو وہ بال لال تھے (خضاب یا عطر لگانے کی وجہ سے)۔ (بخاری صفحہ ۸۷۵، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۰)

ابو عقیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کے بال مبارک کو مہندی سے خضاب زدہ دیکھا اور کہا کہ ہم لوگ پانی میں ڈال کر ہلا دیتے تھے اور اس پانی کو پی لیتے تھے۔ (خواہ تبرکاً یا امراض وغیرہ کے دفاع کے لئے)۔ (مطالب عالیہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۵)

عثمان بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس چاندی کی ایک نلکی تھی جس میں نبی پاک ﷺ کے بال مبارک تھے جب کوئی بخار زدہ ہو جاتا تو ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس بھیج

دیا جاتا وہ اس بال کو (پانی میں ڈال کر) ہلا دیتیں پھر وہ پانی اس کے چہرے پر ڈال دیا جاتا۔

(دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

فَائِدَةٌ: ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے آپ ﷺ کے بال مبارک کو چاندی کی ایک نلکی میں رکھا تھا۔ کوئی بیمار ہوتا یا کسی کو نظر لگ جاتی تو اس کے دفاع کے لئے بال مبارک کا پانی بہت مجرب تھا۔ چنانچہ ایسے شخص کے لئے نلکی میں پانی ڈال کر ہلا دیا جاتا اور وہ پانی مریض کو خواہ پلا دیا جاتا یا اس کا چھینٹا مارا جاتا تو وہ شفا یاب ہو جاتا۔ یہ بال مبارک کی برکت تھی۔ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے عمدة القاری میں لکھا ہے کہ لوگ اس بال مبارک کے پانی سے برکت حاصل کرتے اور مریض شفا یاب ہوتے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۹)

ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس کسی برتن میں پانی بھیج دیا جاتا، وہ بال مبارک اس پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور نکال لیتیں اور لوگوں کے پاس بھجوا دیتیں۔ چنانچہ اس پانی سے سینکڑوں مریض شفا یاب ہوئے۔ سینکڑوں نظر زدہ بچوں کی نظر دور ہوئی۔ ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا اور حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ بال مبارک سے برکت حاصل کرنا، اور شفاء امراض و نظر میں اس سے نفع حاصل کرنا جائز اور درست ہے بلکہ برکت و سعادت کی بات ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی فتح الباری میں لکھا ہے کہ مریض حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس بھیج دیئے جاتے وہ موئے مبارک سے مغسول پانی مریضوں کو پلا دیتیں یا اس سے غسل دیا جاتا جس سے وہ شفا یاب ہو جاتے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۳)

حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و تابعین رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى کے نزدیک موئے مبارک کی بڑی اہمیت اور وقعت تھی۔

چنانچہ امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ”بَابُ الْمَاءِ الَّذِي يُغَسَّلُ“ کے تحت امام تابعین ابن سرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی موئے مبارک سے محبت کا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابن سرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے حضرت ابو عبیدہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے ذکر کیا کہ ہمارے پاس نبی پاک ﷺ کا موئے مبارک ہے۔ جو ہمیں حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یا ان کے اہل و عیال سے حاصل ہوا ہے۔ تو انہوں نے کہا موئے مبارک کا ہونا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ (جلد ۲۹ صفحہ ۲۹)

خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بھی موئے مبارک جو ان کو حاصل ہوا تھا برکت کے لئے ٹوپی میں رکھا تھا۔ اور اسی کی برکت سے وہ جنگوں میں کامیاب ہوتے تھے۔

کسی جنگ کے موقع پر وہ ٹوپی گر گئی تو خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس ٹوپی کے حاصل کرنے میں کہ بے حرمتی نہ ہو۔ اور اپنے پاس سے برکت نہ جائے جنگ کر کے حاصل کیا۔

لوگوں نے سمجھا کہ ٹوپی کی وجہ سے پریشان ہیں تو حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا۔ مہرا حملہ ٹوپی کے واسطے نہ تھا بلکہ حضور ﷺ کے موئے مبارک کے واسطے تھا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی برکت مجھ سے چھین جائے اور مشرکین کے ہاتھوں اس کی بے حرمتی ہو۔ (شفاء جلد ۱ صفحہ ۹۸)

### موئے مبارک کی برکت سے فتوحات جنگ

چنانچہ خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے عمرہ کیا اور سر منڈوایا لوگ آپ کے بال کی جانب دوڑ پڑے۔ میں نے پیشانی کے بال کو حاصل کیا اور اسے اپنی ٹوپی میں سی لیا۔ کسی بھی جنگ میں حاضر نہ ہوا مگر یہ کہ بال مبارک کی برکت سے فتح یاب ہو کر لوٹا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸)

### ہند میں بال مبارک

ہند وغیرہ کے بعض علاقوں میں بال مبارک کے پائے جانے کی خبر ہے۔ لوگ ان کی حسب موقع زیارت کراتے ہیں اور لوگ عقیدتاً و برکتاً ان کی زیارت بھی کرتے ہیں ان میں بیشتر وہ ہیں جن کی کوئی معتبر سند نہیں۔ محض مسموعات کے قبیلہ سے ہیں۔ تاہم قصبہ پھلت ضلع مظفرنگر (جائے ولادت مسند الہند شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز میں شاہ ولی اللہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے خاندان کے پاس جو بال مبارک ہے وہ سنداً معتبر ہے۔ جس کی سند مسلسلات میں صفحہ ۵۹ پر مذکور ہے۔

### موئے مبارک کی برکت کا ایک واقعہ

ابو حفص سمرقندی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اپنی کتاب رونق المجالس میں لکھتے ہیں کہ بلخ میں ایک تاجر تھا جو بہت زیادہ مالدار تھا۔ اس کا انتقال ہو اس کے دو بیٹے تھے۔ میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہو گیا۔ لیکن ترکہ میں تین بال بھی حضور ﷺ کے موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا اس کو آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم حضور ﷺ کا موئے مبارک نہیں کاٹا جاسکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تولے لے اور یہ سارا مال میرے حصہ میں لگا دے۔ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا۔ اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لئے۔ وہ ان کو اپنی جیب میں ہر وقت رکھتا اور بار بار نکالتا، ان کی زیارت کرتا۔ اور درود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا۔ اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہو گیا۔ جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کیا کرے۔

نزہۃ المجالس میں بھی یہ واقعہ مختصراً نقل کیا ہے۔ لیکن اتنا اس میں اضافہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے سارا مال لے لیا تھا بعد میں فقیر ہو گیا تو اس نے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور حضور ﷺ سے اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے خواب میں فرمایا ”او محروم تو نے میرے بالوں میں بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے ان کو لے لیا۔ اور وہ جب ان کو دیکھتا ہے مجھے درود بھیجتا ہے۔ اللہ جس شانہ نے اس کو دنیا اور آخرت میں سعید بنا دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو آ کر چھوٹے بھائی کے خادموں میں داخل ہو گیا۔“

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

(فضائل درود شریف صفحہ ۱۰۰، القول المبدع صفحہ ۱۲۳)

### چند فقہی مسائل

**مَسْئَلَةٌ:** کنپٹی کے نیچے داڑھی کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں استرہ لگانا، اور کاٹنا درست نہیں۔

(تنویر، داڑھی اور انبیاء)

**مَسْئَلَةٌ:** خشکی داڑھی جو بمشکل ایک آدھ انچ لمبی ہوتی ہے۔ جائز نہیں۔ (مالا بدمنہ، درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

مالا بد میں ہے ایک مشت سے کم داڑھی کا کاٹنا حرام ہے۔ (صفحہ ۱۳۰)

**مَسْئَلَةٌ:** داڑھی میں گرہ لگانا۔ داڑھی کے بالوں کو اندر گھسانا درست نہیں۔ (جیسا کہ سکھ کرتے ہیں)۔

(داڑھی اور انبیاء صفحہ ۷۰)

**مَسْئَلَةٌ:** داڑھی کے اس حصہ میں جہاں بال نہیں بھی آئے ہوں استرہ پھیرنا درست نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۲۶۹)

**مَسْئَلَةٌ:** داڑھی کے جو بال رخسار کی طرف بڑھ جاتے ہیں۔ ان کو برابر کر دینے میں خط بنوانے میں (مونڈ

دینے پر) کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۲۶۸)

**مَسْئَلَةٌ:** داڑھی کے بال جو ہاتھ لگانے سے یا کنگھا کرنے سے گر جائیں تو ان کو توڑ دیا جائے۔ (تنویر اشعور)

**مَسْئَلَةٌ:** رخسار۔ گال کے ابھرے ہوئے حصہ کے بال لینا جائز ہے۔ گو بہتر نہیں۔ (فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۳۸۰)

**مَسْئَلَةٌ:** بے ریش بچہ کے دائیں بائیں کنارہ کی جانب جو بال ہوتے ہیں ان کا دور کرنا اور مونڈنا درست ہے۔

(تنویر صفحہ ۲۱)

**مَسْئَلَةٌ:** اگر سر منڈوائے تو پورا سر منڈوائے۔ اور اگر کتروائے تو پورے سر کے بال مساوی برابر کٹائے کمی بیشی

جائز نہیں۔

مَسْئَلَةٌ: پورے سر کو مشین سے برابر کاٹنا بھی درست ہے۔

مَسْئَلَةٌ: ناک کے بال کاٹنا اور اکھاڑنا دونوں جائز ہے۔ (تنویر اشعور صفحہ ۲۵)

مَسْئَلَةٌ: بھوؤں کے بال درست کرنا۔ اور زیادہ بڑھ جائے تو کاٹ دینا درست ہے۔ (خزانہ تنویر اشعور صفحہ ۲۶)

آنکھ سے دیکھنے میں پریشانی ہو تو بھوؤں کے بالوں کو تراشنا جائز ہے۔ (تنویر صفحہ ۲۶)

مَسْئَلَةٌ: سینہ، پیٹ، پیٹھ ہاتھوں اور پیروں کے بال مونڈنا خلاف ادب ہے۔ (تنویر صفحہ ۲۷)

مَسْئَلَةٌ: حلق کے بال مونڈنا بہتر نہیں۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۴۰۷)

مَسْئَلَةٌ: سر کے بالوں میں تیل کنگھانا کرنا، جس سے جٹے پڑ جائیں جیسا کہ ہنود کے سادھو کرتے ہیں جائز

نہیں۔ (نصاب الاحساب صفحہ ۱۲۷)

مَسْئَلَةٌ: کان کے بال کاٹنا، تراشنا سب درست ہے۔ (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں صفحہ ۱۰۰)

مَسْئَلَةٌ: سینہ اور پنڈلی کے بال صاف کرنا درست ہے۔ (۱۰۰)

عورت کو اپنے گرے ہوئے بالوں کو چوٹی میں لگا کر باندھنا درست نہیں۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۲۸)

مَسْئَلَةٌ: عورتوں کا بال کاٹنا اور تراشنا جائز ہے۔ (نصاب الاحساب صفحہ ۱۴۳)

مَسْئَلَةٌ: چھوٹی بچی کا سر مونڈنا۔ اور بال کاٹنا درست ہے۔ (تنویر صفحہ ۱۴)

مَسْئَلَةٌ: مردوں کو اتنی مقدار بال کہ چوٹی بندھ جائے درست نہیں۔

مَسْئَلَةٌ: مردوں کو چوٹی باندھنا درست نہیں۔ البتہ اگر مختلف حصے کر کے الگ الگ کر دیئے جائیں تو درست

ہے۔ (داڑھی الخ صفحہ ۹۵)

مَسْئَلَةٌ: عورتوں کو اگر داڑھی کے بال خواہ ایک دو ہی نکل جائیں تو اس کا کاٹنا مستحب ہے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

مردوں اور عورتوں دونوں کو مانگ بیچ سے نکالنا سنت ہے۔ آپ ﷺ ناک کی سیدھ سے مانگ نکالا

کرتے تھے۔

مَسْئَلَةٌ: ٹیڑھی مانگ خلاف سنت ہے دائیں بائیں جانب سے مانگ نکالنا اسلامی طریقہ کے خلاف ہے۔

(داڑھی اور انبیاء کی سنتیں صفحہ ۹۴)

مَسْئَلَةٌ: چھوٹے بچوں کو اتنی مقدار بال رکھنا کہ مانگ نکال کر جھاڑنے کی ضرورت پڑ جائے درست نہیں۔

(نصاب صفحہ ۳۹۰)

مَسْئَلَةٌ: اسکولی بچے جو بال رکھتے ہیں یہ انگریزی بال ہیں۔ ان کا رکھنا جائز نہیں۔ اس کا گناہ والدین کو ہوگا۔

(نصاب صفحہ ۳۹۰)

- مَسْئَلَةٌ: گردن سے نیچے بالوں کا رکھنا خلاف سنت اور ممنوع ہے۔ جیسا کہ بعض درویش رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے بال کندھے سے باہر نہیں ہوئے ہیں۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)
- مَسْئَلَةٌ: حجام اور نائی کو داڑھی کا مونڈنا جائز نہیں۔ کہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہے۔
- مَسْئَلَةٌ: سر کے سفید بال نور اور باعث وقار ہیں ان کا چننا، توڑنا مکروہ ہے۔ (تنویر اشعور صفحہ ۳۳)
- البتہ ایک آدھ بال دور کر دیئے جائیں تو گنجائش ہے۔ (بزاز یہ صفحہ ۳۷۱)
- مَسْئَلَةٌ: بالوں میں گوند وغیرہ لگا کر چپکانا کہ بال نہ بکھریں درست ہے۔ (تنویر اشعور صفحہ ۱۸)
- مَسْئَلَةٌ: بالوں کو چھوڑے رکھنا تیل وغیرہ نہ لگانا۔ مکروہ خلاف سنت ہے۔ (تنویر اشعور صفحہ ۱۸)
- مَسْئَلَةٌ: عورتوں کے بال چوٹی کی شکل میں گندھے ہوئے ہوں تو ان کا کھولنا ضروری نہیں صرف جڑ میں پانی پہنچا دینا کافی ہے۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۱۵۳)

### بالوں کے متعلق سنن و آداب کا بیان

- بالوں کا رکھنا۔
- بالوں کا کان کی لویا کندھے تک رکھنا۔
- بالوں کا کندھے تک آنے کے بعد چھوٹے کرالینا۔
- ضرورت کی وجہ سے بالوں کا گوند سے چپکانا۔
- مانگ نکالنا۔
- ناک کی سیدھ سے مانگ نکالنا، یعنی سیدھی نکالنا۔
- قینچی سے پورے سر کو ہر جگہ سے برابر تراشنا۔
- بالوں میں تیل لگانا۔
- کنگھا کرنا۔
- سونے سے قبل اور بعد میں پراگندہ بالوں کو سنوارنا۔
- کنگھی پاس رکھنا۔
- آئینہ دیکھ کر بالوں کو سنوارنا۔
- دائیں جانب سے دائیں ہاتھ سے کنگھی کرنا۔
- گرے اور جھڑے بالوں کا دفن کرنا۔



## بالوں کے متعلق خلاف سنت امور کا بیان

بالوں کو کسی مقام سے چھوٹا اور کسی مقام سے بڑا رکھنا۔

بالوں کو کندھے سے آگے بڑھنے دینا۔

کنگھی اور تیل نہ کرنا۔

بالوں کا خشک اور پراگندہ رکھنا۔

مرد یا عورت کا ٹیڑھی مانگ نکالنا۔

بچوں کے سر پر بال رکھنا۔



# داڑھی کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## آپ کی داڑھی گھنی تھی

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔ حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی کے بال گھنے تھے۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۹، نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

## آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بڑی تھی

حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا۔ اور داڑھی مبارک بڑی تھی۔

(ترمذی فی المناقب، دلائل النبوة صفحہ ۲۱۶)

فائدہ: حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بھی داڑھی گھنی تھی۔ اور حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی داڑھی تو اس قدر گھنی تھی کہ سینہ کے دونوں طرف کو گھیرے ہوئے تھی۔ البتہ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی گھنی نہیں تھی۔

(شرح احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۴۳۳)

## آپ ﷺ کی داڑھی کالی تھی

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کالی تھی۔

(دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

فائدہ: یعنی مبارک بال سیاہ تھے۔ کیلے یا بھورے رنگ کے نہیں تھے۔ البتہ آخر عمر مبارک میں چند بال سفید ہو گئے تھے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵)

الروض النظيف میں ہے۔ ”ذُولْحِيَةِ كَثَّةٍ زَانَتْ مَحَاسِنُهُ كَمَا يَزِينُ عَيُونُ الْغَادِرَةِ الْحُورِ“ گنجان داڑھی والے تھے جس نے آپ کے حسن کو اور زینت دے دی۔ جیسا نازک اندام عورتوں کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی رونق دیتی ہے۔

## داڑھی میں کنگھی کرنا مسنون ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بہت کثرت سے سر میں تیل لگاتے اور داڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۱)

حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرسل مروی ہے کہ آپ ﷺ داڑھی مبارک کنگھی سے سنوارتے۔  
(بل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۳۶)

حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تیل لگاتے پھر کنگھی فرماتے تھے۔  
(بل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)

## آپ ﷺ کی کنگھی کیسی تھی

ابن جریر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے پاس ہاتھی کے دانت کی کنگھی تھی جس سے داڑھی میں کنگھی فرماتے۔ (ابن سعد، سیرۃ الشانی، جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)

## آئینہ دیکھ کر داڑھی سنوارنا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے۔ کہ آپ ﷺ آئینہ دیکھ کر داڑھی درست فرماتے۔  
(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۴، فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۷)

طبرانی میں حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت ہے کہ جب داڑھی میں کنگھی فرماتے تو آئینہ دیکھتے۔  
(جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۸۴)

## کنگھی ہمیشہ پاس رکھنی سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہمیشہ مسواک اور کنگھی پاس رکھا کرتے تھے۔  
(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۷، مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۶۴)

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ تیل اور کنگھی ہمیشہ رکھا کرتے تھے حتیٰ کہ سونے کے وقت بھی کنگھی رکھ دی جاتی تھی۔ سفر میں بھی آپ کنگھی رکھتے تھے۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۶۴)  
اس سے معلوم ہوا کہ جیب میں کنگھی رکھنا سنت ہے۔

## کنگھی کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو ہر چیز میں دایاں پسند تھا۔ طہارت میں، جوتا پہننے میں، جہاں تک ہو سکتا آپ ﷺ اس کی رعایت فرماتے۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

حضور اقدس ﷺ ہر چیز کو دائیں سے ابتداء کرنا پسند فرماتے تھے۔ اس کا اصل قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کا وجود زینت اور شرافت ہے اس کے پہننے میں دایاں مقدم ہوتا ہے۔ جیسے، کپڑا جوتا، اور نکالنے میں بایاں مقدم۔ اور جس چیز کا وجود زینت نہیں۔ اس کے کرنے میں بایاں مقدم کرنا چاہئے۔ جیسے پاخانہ جانا کہ اس میں جاتے وقت بایاں پاؤں مقدم ہونا چاہئے اور نکلنے کے وقت دایاں۔ برخلاف مسجد کے کہ اس کا قیام شرافت اور بزرگی ہے۔ اس لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اول داخل کرنا چاہئے۔ (خصائل صفحہ ۳۷)

### داڑھی سنوارنے اور درست کرنے کا حکم

عطاء بن یسار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر اور داڑھی کے بال منتشر اور پراگندہ تھے آپ نے ان کو سر اور داڑھی کے بالوں کو سنوارنے اور درست کرنے کا حکم دیا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۱)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ سر اور داڑھی کے بالوں سے بے پرواہی برتتے ہیں۔ غبار آلود، پراگندہ ہوئے چھوڑے رہتے ہیں۔ سنجیدگی کے خلاف ہے۔ اعتدال تو یہ ہے کہ نہ فیشن اور سنگار میں رہے۔ اور نہ بالکل بے پرواہ جانور کی شکل بنائے کہ لب کے بال ہونٹ سے بڑھ رہے ہیں، اسے خبر ہی نہیں، ایسی حالت اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ بعض فقراء اس کو زہد سمجھتے ہیں سوسن لیجئے خلاف سنت طریقہ سے زہد نہ مطلوب ہے نہ محمود ہے اور نہ باعث ثواب و نجات ہے۔

### پانی لگا کر داڑھی سنوارنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مبارک میں ہر دن پانی لگا کر سنوارا کرتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۶)

پانی لگا کر سنوارنے اور کنگھی کرنے میں بال کم ٹوٹتے ہیں۔ اور سہولت ہوتی ہے۔ اس لئے آپ نے ایسا کیا۔ حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بکثرت سر میں تیل لگاتے۔ اور داڑھی کو پانی سے سنوارتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲۶)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی میں پانی اور سر میں تیل لگا کر سنوارے۔

### داڑھی میں خوشبو لگانا

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مشک سر اور داڑھی میں لگاتے۔

(ابویعلیٰ، مرقات صفحہ ۴۶۲)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ میں بہترین خوشبو آپ کو لگاتی یہاں تک کہ خوشبو کا نشان آپ

کے سر اور داڑھی میں ہوتا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۱)

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ جب آپ تیل یا زعفران داڑھی میں لگانا چاہتے تو اولاً ہاتھ پر رکھتے۔ پھر داڑھی پر لگاتے۔ (مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۶۵)

یعنی بائیں ہاتھ میں رکھ کر دائیں ہاتھ سے لگاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیل یا عطر وغیرہ داڑھی پر ملنا اور لگانا درست ہے۔ مگر خوشبو کو چہرے پر ملنے سے منع کیا گیا ہے کہ چونکہ اس میں تزیین ہے۔

### داڑھی کو زعفران سے زرد کرنا

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زعفران اور ورس سے داڑھی کو زرد فرماتے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۳ صفحہ ۵۴۲)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی میں زعفران لگا سکتے ہیں۔ مگر خیال رہے کہ صرف اس کی بو کا احساس ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ آپ نے مردوں کو زعفران سے منع فرمایا ہے۔ جس سے رنگین ہونے کا احساس ہو۔ خضاب کے طور پر ہلکی زردگی درست ہے۔

### داڑھی میں تیل کس طرح لگائے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب داڑھی میں تیل لگاتے تو اولاً ریش بچہ میں لگاتے۔ (نسائی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

فَإِنَّكَ لَا: ریش بچہ یعنی نچلے ہونٹے کے نیچے جو بال ہیں ان میں اولاً لگاتے۔ اور جب سر مبارک میں تیل لگاتے تو اولاً پیشانی کے مقابل وسط سر (تالو) میں لگاتے۔ (نسائی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

### غم ورنج کے وقت داڑھی پکڑنا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھوں سے پکڑتے۔ (مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۴۲)

فَإِنَّكَ لَا: آپ کے غمگین اور رنجیدہ ہونے کی علامت ہوتی کہ داڑھی مبارک کو دست مبارک سے پکڑ لیتے۔

### ریش بچہ کا رکھنا سنت، منڈانا بدعت ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ کے ریش بچہ کے کچھ بال سفید تھے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو ریش بچہ (ٹھوڑی) کے سفید بالوں کو شمار کر لوں (کم تھے کہ شمار کئے جاسکتے تھے)۔ (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۳۰)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ قریب ۲۰،۱۷ بال آپ کے ریش بچہ کے سفید تھے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۲۵۸)

یعنی نیچے کے ہونٹ کے بال یا ٹھوڑی اور نیچے کے ہونٹ کے درمیان کے بال ہیں۔

(حاشیہ، دلائل النبوة صفحہ ۲۳۲)

فَائِدَةٌ لَا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریش بچہ نیچے کے ہونٹ کے بال کا کاٹنا اور مونڈنا، خلاف سنت ہے۔ شاہ عبدالحق دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى صراط مستقیم میں فرماتے ہیں حضرت امیر المؤمنین ریش بچہ منڈانے والے کو مردود الشہادۃ قرار دیتے تھے۔ (تنویر اشعور صفحہ ۲۱)

علامہ انور شاہ کشمیری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی فیض الباری میں ہے۔ اس کا مونڈنا بدعت ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۲۸۰) اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ریش بچہ کو مونڈ دیتے ہیں وہ خلاف شرع کرتے ہیں۔ یہ داڑھی میں داخل ہے اس کا مونڈنا داڑھی کے ایک جز کا مونڈنا ہے۔ جو ناجائز اور حرام ہے۔

داڑھی کے بالوں کا زیادہ لمبا ہونا مذموم ہے

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک شخص کو دیکھا۔ جس نے داڑھی چھوڑ رکھی تھی کہ اچھی لمبی ہو گئی آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مٹھی سے جو نیچے ہوا سے کاٹ دے۔ اس نے کاٹ دیا آپ نے فرمایا۔ اس طرح کیوں چھوڑ دیتے ہو کہ درندے کی طرح ہو جاؤ۔ (عمدہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

یعنی جس طرح درندے بال کاٹتے اور تراشتے نہیں اسی طرح تم نے یہ شکل کیوں اختیار کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کی لمبائی مذموم ہے۔ اور ایک مشت سے زیادہ کاٹا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کاٹنا خلاف سنت ہوتا تو حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہرگز نہ کٹواتے۔ لہذا جو لوگ ایک مشت سے زائد کو کاٹنا ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اعفاء کے خلاف ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ خود حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بھی ایک مشت سے زائد کاٹنا صحیح سے ثابت ہے۔

داڑھی کے بال زیادہ بڑھ جائیں تو کم کرنا مسنون ہے

حضرت عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ آپ ﷺ داڑھی مبارک کو طول و عرض سے کم کیا کرتے تھے۔

(ترمذی صفحہ ۱۰۰، مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۱، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲)

داڑھی کے بال جب زیادہ لمبے اور بڑھ جاتے تو آپ ﷺ اسے طول اور عرض سے کم کر دیتے تھے اگر کم کرنا اعفاء کے خلاف ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے۔

اس کی حد کہ جس مقدار سے زائد کاٹا جائے ایک مشت ہے جو حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور ابو ہریرہ

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر مشمت کی حد نہیں ہوتی تو حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ا سے اختیار نہ کرتے حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ایک مشمت سے جو بڑا ہوتا اسے کاٹ دیتے حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کا قبیح و شیدائے سنت ہونا مشہور اور معلوم ہے اسی سے احناف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نے ایک مشمت کو معیار مانا ہے۔ اور اس سے کم کو ناجائز قرار دیا ہے۔

لمبی داڑھی کے کم کرنے میں حضرات صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و

تابعین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا طرز عمل

لمبی داڑھی کا چھوٹا کرنا رسول اللہ ﷺ و حضرات صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و تابعین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا حج و عمرہ کے موقع پر سر کا حلق کراتے تو داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے پھر ہر چہار جانب سے برابر کرنے کا حکم دیتے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے اور جو مقدار زائد ہوتی اسے کاٹنے کا حکم دیتے۔ داڑھی کو ہر طرف سے برابر کرتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ داڑھی کو پکڑ لیتے پھر جو مقدار مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے۔

(تہذیبی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے ”اعفاء لحيہ“ کی بھی روایت ہے اگر ایک مشمت سے زائد کا ثنا اعفاء کے خلاف ہوتا تو ہرگز ان سے یہ عمل نہ ہوتا۔ حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ایک مشمت سے زیادہ ہونے پر کا ثنا یہ علامت ہے کہ ایک مشمت سے کم پر کا ثنا درست نہیں۔ اور انہوں نے یہ نبی پاک ﷺ سے سمجھا ہوگا چونکہ ان حضرات کا کوئی فعل و عمل نبی پاک ﷺ کی سنت کے خلاف نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ حج و عمرہ کے موقع پر داڑھی کم کیا کرتے تھے۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مٹھی سے زائد لمبی داڑھی کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ چہرے کی جانب داڑھی کو کچھ کاٹ دیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت قاسم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب سر کا حلق کراتے تو داڑھی اور لبوں کو درست کراتے۔ (جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت ابراہیم نخعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہر جانب سے داڑھی کو کاٹ کر برابر کیا کرتے تھے۔

(شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲۰)

حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لِمَبَائِي اور چوڑائی سے داڑھی کو کاٹا کرتے تھے تاکہ زیادہ لمبی نہ ہو جائے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

حضرت سالم بن عبد اللہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى احرام سے قبل داڑھی اور لب درست فرماتے تھے۔ (موطا امام مالک رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى) حضرت عطاء رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے داڑھی کا کم کرنا منقول ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اور ابن سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے مروی ہے کہ داڑھی کو لمبائی سے کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (جلد ۸ صفحہ ۳۷۶)

### حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک تشبیہ

حضرت فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک شخص کی داڑھی بڑھی دیکھی تو اسے کھینچنے لگے اور حکم دیا کہ مشت سے جو زائد ہو اسے کاٹ دو۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

فَائِدَةٌ: قاضی عیاضی مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے نقل کیا ہے کہ اگر داڑھی بڑی لمبی ہو جائے تو طول اور عرض سے کم کر دینا مستحسن ہے۔ اگر اس مقدار میں بڑی ہو جائے کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے تو مکروہ ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ داڑھی اگر قبضہ سے زائد ہو جائے تو اس کا کاٹنا کم کرنا اعفا (جس کا آپ نے حکم دیا ہے) کے خلاف نہیں۔

آپ نے اس طرح کم کرنے اور کاٹنے سے منع کیا ہے جو عجیبوں کا طریقہ ہے۔ یعنی خشکی کرنے سے داڑھی ایک مٹھی سے زائد ہو جائے یا اتنی لمبی ہو جائے کہ اس کی لمبائی لوگوں میں مسہور ہو جائے تو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۴۶۳)

حضرت عطاء رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ طول و عرض میں جب کہ زیادہ لمبی ہو جائے تو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

اس کے برخلاف نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی رائے یہ ہے کہ داڑھی چھوڑ دی جائے جتنی بھی بڑھے کہ کاٹنا اعفاء کے خلاف ہے۔ اسی کا جواب ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے دیا ہے کہ کم کرنا اعفاء کے خلاف نہیں۔

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ خود آپ ﷺ سے داڑھی کا کم کرنا ثابت ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کا کاٹنا اور ایک مٹھی سے کم کرنا دلیل ہے کہ ضرور آپ سے یہ ثابت ہے، اور سنت ہے۔ اگر خلاف سنت ہوتا تو حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا جو شیدائے سنت تھے اور ان کا اہتمام سنت اہل علم کے نزدیک مشہور ہے ہرگز مٹھی سے زائد نہ کاٹتے۔



## زیادہ لمبی داڑھی کے متعلق

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ داڑھی کا زیادہ لمبی ہونا خفت اور نقصان عقل کی بات ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ”كُلَّمَا طَالَتْ لِحْيَتُهُ نَقَصَ عَقْلُهُ“ داڑھی جس قدر لمبی ہوگی اسی قدر عقل کم ہوگی۔

(جلد ۲ صفحہ ۴۶۳)

یعنی ایک مشیت سے زائد پر۔

احیاء میں ہے کہ ابو عمر بن عبد العلاء رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کہا کہ جس کو تم لمبے قد اور سر والا اور بڑی داڑھی والا دیکھو تو اس پر بے وقوفی کا حکم لگاؤ۔ حضرت معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے نقل ہے کہ آدمی بھی لمبا ہو اور اس کی داڑھی بھی لمبی ہو تو اس کی حماقت ظاہر ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کو چھوڑ دینا کہ وہ بڑی اور لمبی ہو جائے بہتر نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ طول و عرض میں بڑی ہو جائے تو کاٹنا، کم کرنا مستحسن ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

شرح احیاء میں امام مالک رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی داڑھی کے زائد لمبی ہونے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

(جلد ۳ صفحہ ۴۱۹)

## داڑھی کے سفید بالوں کو چننا

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید بال مت چنویہ مسلمان کا نور ہے حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن کا نور ہے۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۸۶)

عمر بن شعیب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بال مت چنویہ مسلمان کا نور ہے جس کے بال اسلام کی حالت میں سفید ہوئے ہوں خدائے پاک اس کی وجہ سے نیکی لکھے گا گناہ معاف فرمائے گا درجہ بلند کرے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۲)

## سفید بال وقار ہے

حضرت سعید بن مسیب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فرمایا سب سے پہلے جس نے داڑھی میں سفید بال دیکھا وہ حضرت ابراہیم عَلِيْهِ السَّلَام ہیں۔ دیکھا تو خدائے تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ یہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ میرے وقار میں زیادتی فرما۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۵)

فَائِدَةٌ: شرح احیاء میں ہے کہ حضرت ابراہیم عَلِيْهِ السَّلَام کی داڑھی کے سفید بال پر فرشتے نے کہا اللہ پاک نے آپ کو زمین و آسمان والوں پر عظمت بخش دی ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۴۲۵)

ان فضائل مذکورہ کے پیش نظر داڑھی سے سفید بالوں کا چننا مکروہ قرار دیا ہے کہ نور اسلام ضائع کرنا ہے آپ

نے اسے پسند نہیں کیا۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو چننا مکروہ سمجھتے تھے۔ (مرقات جلد ۳ صفحہ ۳۶۹)

خوش نمائی اور اچھا لگنے کے لئے سفید بالوں کا چننا جیسا کہ آج کل بعض لوگوں کا مزاج اور عادت ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اسے مکروہ اور ناپسندیدہ کہا ہے۔ چونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ ایک آدھ بال کبھی اتفاقاً چن لئے جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ (ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۲۲۸)

### داڑھی کے چند مکروہات

- ۱ سیاہ خضاب کا استعمال۔ (البتہ غازی اور مجاہد کے لئے فقہاء کرام نے اجازت دی ہے) (شامی صفحہ ۲۹۵)
- ۲ بزرگ بننے اور ظاہر کرنے کی نیت سے زرد یا سرخ خضاب کرنا تاکہ لوگ نیک سمجھیں ہاں اگر اتباع سنت کے پیش ہو تو پھر قباحت نہیں۔
- ۳ گندھک یا اور کسی چیز سے بالوں کو سفید کرنا تاکہ معمر اور بزرگ معلوم ہو۔ پیری کی وجہ سے لوگوں میں اعزاز ہو۔
- ۴ شروع عمر میں جب داڑھی کے بال اگنے لگیں تو بالوں کو اکھاڑنا تاکہ جلد داڑھی والے نہ ہو جائیں۔ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور قاضی ابن ابی لیلی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ایسے شخص کی گواہی رد فرمادی جو داڑھی کے بال اکھاڑا کرتا تھا۔ شرح احياء میں ہے کہ یہ کبار منکرات میں سے ہے۔
- ۵ سفید بالوں کو چننا اس سے قبل سفید بالوں کی اہمیت اور افضلیت معلوم ہو چکی ہے۔ یہ زینت اور وقار ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام نے اس کے اضافہ کی دعا فرمائی حدیث پاک میں اسے نور فرمایا گیا ہے۔ شرح احياء میں ہے کہ سفید بالوں کا چننا نور خداوندی سے اعراض کرنا ہے۔
- ۶ داڑھی کو اس طرح کترنا کہ تہ بہ تہ معلوم ہو اور عورتوں کو بھلا لگے مکروہ ہے۔
- ۷ داڑھی کو کترنا اور خشکی کرنا۔
- ۸ نمائش اور تفاخر کے طور پر اچھا معلوم ہونے کے لئے کنگھی کرنا۔
- ۹ زہد تقویٰ اور بزرگی ظاہر ہونے کے لئے بالوں میں کنگھی نہ کرنا بالوں کو پراگندہ چھوڑ دینا (جیسا کہ سادھو لوگ کرتے ہیں)
- ۱۰ داڑھی کی سیاہی یا سفیدی کو فخر یا غرور کے طور پر دیکھنا۔
- ۱۱ داڑھی باندھنا یا گوندھنا تاکہ خوبصورت معلوم ہو۔

ان امور کو حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۳۵۰ علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح مسلم

جلد ۱۲۹ صفحہ ۱۲۹ علامہ زبیدی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۲۶ میں ذکر کیا ہے۔

### داڑھی کے بالوں کا شرعی حکم

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت (حضرات انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ) کی سنت ہیں۔ ① لبوں کو کتر وانا ② داڑھی کا چھوڑ دینا اور بڑھنے دینا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹) **فَأَيْنَ لَا:** فطرت حضرات انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ کی سنت کو بھی کہتے ہیں اور دین کو بھی کہتے ہیں اسی وجہ سے بعض روایات میں فطرت کے بجائے سنت کا لفظ ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۹)

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو۔ ڈاڑھیاں بڑھاؤ (اسے بڑھنے دو کا ثبوت) (بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۵۷)

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میرے رب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

**فَأَيْنَ لَا:** تمام انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ نے خواہ نسل ابراہیمی سے ہوں یا اس سے قبل کے، ڈاڑھیاں رکھی ہیں کسی نبی نے نہ داڑھی منڈائی ہے نہ خشکی داڑھی رکھی ہے جیسا کہ بعض اہل عرب رکھتے ہیں۔

تمام ائمہ محدثین، فقہاء مجتہدین ائمہ اربعہ اور غیر اربعہ داڑھی کو واجب قرار دیتے ہیں۔ کسی نے بھی نہ مونڈنے کی، نہ خشکی رکھنے کی اجازت دی ہے۔

داڑھی مرد کے لئے باعث زینت ہے۔ (جس طرح بالوں کی چوٹیاں عورتوں کے لئے باعث زینت ہیں)

(ہدایہ جلد ۴ صفحہ ۵۷۱)

داڑھی کا بڑھنے دینا یہ فطرت ہے اور اس کا مونڈنا تخلیق خداوندی کو بگاڑنا ہے اور خدا کی پیدا کردہ صورت کو بگاڑنا درست نہیں۔ چنانچہ مردود اہلسنی نے گمراہ کرنے کے متعلق کہا ہم ان کو حکم دیں گے کہ وہ خلقت خداوندی کو بگاڑ کریں۔ "وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ" (سورۃ النساء)

افسوس کہ آج لوگوں کو مردود مغربی اور مشرکانہ تہذیب کی وجہ سے خدا کے خلقی جمال و زینت سے نفرت ہو گئی ہے۔ حضرات انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَامُ کی موکد سنت کو چھوڑ رہے ہیں۔ داڑھی شعائر اسلام میں سے ہے شعائر اسلام سے ہٹ کر شعائر کفر اختیار کر رہے ہیں جو بالکل درست نہیں۔

بڑے خوف و خطرہ کی بات ہے۔ ایک محبوب سنت اور شرعی حکم کو چھوڑ کر آپ ﷺ کی شفاعت جو ہر مؤمن کے لئے واجب ہے اور قیامت کے دہشت ناک خوف ناک وقت میں عظیم دولت ہوگی اس سے محروم

ہونے کا سبب اختیار کر رہے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔

### داڑھی کے سلسلے میں دیگر ائمہ مجتہدین کے اقوال

اہل حدیث علماء ظاہر کا مسلک: ان کے یہاں بھی داڑھی کا رکھنا فرض ہے۔ ابن حزم صاحب محلی لکھتے ہیں

”فَرِيضَ قَصِّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءِ اللَّحْيَةِ“ (جلد ۲ صفحہ ۳۲۰)

تَرْجَمًا: ”لب کترنا، داڑھی بڑھانا فرض ہے۔“

علامہ شوکانی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نیل الاوطار میں لکھتے ہیں

”وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْفُرْسِ قَصُّ اللَّحْيَةِ فَنَهَى الشَّارِعُ مِنْ ذَلِكَ وَأَمَرَنَا إِعْفَانَهَا“

تَرْجَمًا: ”مجوسی داڑھی کترتے تھے اسی وجہ سے آپ نے منع کیا اور اس کے چھوڑے رکھنے کا حکم

دیا۔“ (جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

حنبلی مسلک: حنبلی مسلک میں بھی داڑھی مونڈنا اور کترنا حرام لکھا ہے۔ ان کی مشہور کتاب الاقناع میں ہے

”وَيُحْرَمُ حَلْقُهَا“

تَرْجَمًا: ”داڑھی مونڈنا حرام ہے۔“

شیخ تقی الدین حنبلی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى بھی مونڈنا حرام قرار دیتے ہیں۔ ان کا معتمد مسلک یہ ہے کہ مونڈنا حرام

ہے۔ (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

شافعی مسلک: امام شافعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے کتاب الام میں مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے۔ (جواہر الفقہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۸)

داڑھی مونڈنا بالا جماع ناجائز اور حرام ہے۔ علامہ محمود رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لکھتے ہیں

”حَلْقُ اللَّحْيَةِ مُحَرَّمًا عِنْدَ أئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ الْمُجْتَهِدِينَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ

وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَغَيْرِهِمْ“ (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی مونڈنا تمام انبیاء کرام عَلَيهِمُ السَّلَامُ اور ائمہ عظام اور اولیاء کرام کے خلاف

ہے۔ خدائے پاک ایسی مخالفت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

### شخصی داڑھی ناجائز ہے

آپ ﷺ نے داڑھی کے بالوں کے متعلق حکم دیا کہ اسے چھوڑے رکھو۔ خود آپ کی داڑھی مبارک اتنی

گھنی تھی کہ سینے مبارک پر آجاتی تھی جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ مبارک داڑھی میں خلال فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت

ابوداؤد میں ہے۔ آپ وضو فرماتے تو ہتھیلی میں پانی لیتے اور خلال فرماتے۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۹)

ظاہر ہے کہ خشکی داڑھی میں یہ بات نہیں ہو سکتی اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی چھوٹی ایک مشت سے کم نہیں ہوتی تھی۔ آپ داڑھی مبارک کو ایک مشت سے زائد پر بھی کاٹ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ترمذی میں بروایت عمرو یہ حدیث گزری کہ آپ داڑھی کو طول و عرض سے کم کیا کرتے تھے۔ اسی سنت پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو عاشق سنت تھے عمل پیرا تھے۔ چنانچہ بخاری شریف کی یہ روایت بھی گزری کہ حج و عمرہ کے موقع پر اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے جو حصہ زائد ہوتا اس کو کاٹ دیتے۔ (جلد ۱ صفحہ ۸۷۵)

اسی طرح مختلف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہ عمل تھا جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ داڑھی کے بالوں کو ایک مٹھی سے کم کرنا درست نہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور کتاب کتاب الآثار میں لکھتے ہیں سنت ایک مٹھی کی مقدار ہے۔ اس طرح کہ داڑھی مٹھی میں لے اور جو زائد ہو اسے کاٹ دے۔

(شامی جلد ۶ صفحہ ۳۰۷)

### خشکی داڑھی قوم لوط کی عادت تھی

حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم لوط میں دس عادتیں تھیں جس کی وجہ سے وہ ہلاک کئے گئے اس میں سے ایک ”قَصُّ اللَّحْيَةِ“ داڑھی کا کاٹنا اور تراشنا بھی تھا۔

(درمنثور جلد ۵ صفحہ ۶۳۳)

### خشکی داڑھی قیامت کی علامت ہے

حضرت کعب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایک جماعت ظاہر ہوگی جو داڑھی کو کبوتر کی دم کی طرح چھانے گی یعنی چھوٹی کرے گی۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)

### خشکی داڑھی کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا

ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ داڑھی کو ایک مٹھی سے کم جیسا کہ بعض مغربی علاقے کے لوگ کرتے ہیں۔ اس کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک مشت سے کم پر داڑھی کاٹنے کو حرام قرار دیا

ہے۔ (صفحہ ۱۲۲)

علامہ سنائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی لکھا ہے کہ ایک مشت جو مقدار مسنون ہے۔ اس سے داڑھی کم نہ

کرائے۔ (نصاب الاحساب صفحہ ۱۲۲)

اس سے معلوم ہو گیا کہ خشکی داڑھی شرعی ڈاڑھی نہیں ہے اور جو بعض اہل عرب میں راجح ہے سو یہ شرع اور سنت سے ثابت نہیں ہے اور خلاف سنت و شریعت رواج کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

### آئینہ دیکھنے کی دعا

۱ حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا فرماتے  
 ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي حَسَّنَ خَلْقِي وَخَلَقِي وَزَانَ مِثْقَالَ مِثْقَالٍ مِنْ غَيْرِي“  
 ترجمہ: ”تعریف اس اللہ کی جس نے صورت و سیرت کو بہتر بنایا اور مزین کیا جس سے دوسروں کو مزین نہیں کیا۔“

۲ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ آئینہ دیکھتے تو یہ فرماتے  
 ”اللَّهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي وَأَوْسِعْ عَلَيَّ رِزْقِي“ (سیرة جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)  
 ترجمہ: ”اے اللہ آپ نے مجھے اچھا پیدا کیا پس میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے اور میرے رزق کو وسیع بنا دے۔“

۳ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا آئینہ دیکھتے وقت پڑھتے  
 ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَوَّى خَلْقِي فَعَدَّ لَهُ وَكْرَمَ صُورَةَ وَجْهِهِ فَحَسَّنَهَا وَجَعَلَنِي مِنْ الْمُسْلِمِينَ“ (ابن سنی صفحہ ۱۶۵، مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)  
 ترجمہ: ”تعریف اس خدا کی جس نے پیدا کیا اور معتدل بنایا اور میرے چہرے کی صورت کو قابل اکرام بنایا، اور اسے خوبصورت بنایا اور بنایا مجھے مسلمانوں میں سے۔“

۴ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ جب چہرہ مبارک آئینہ میں دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے  
 ”الْحَمْدُ لِلَّهِ اللَّهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي“ (ابن سنی صفحہ ۱۶۳)  
 ترجمہ: ”تعریف اللہ کی، اے اللہ! جس طرح آپ نے عمدہ پیدا کیا میرے اخلاق کو بھی عمدہ بنا دے۔“



# لب اور ناخن کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## لب کا ثنایا تراشنا مسنون ہے

ام عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ لب مبارک کو خوب مبالغہ سے کٹایا کرتے تھے۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۹)

حضرت عبداللہ بن بشیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ اپنے لب مبارک کو خوب مبالغہ سے اچھی طرح کٹوا رہے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۱، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ﷺ لب کو خوب مبالغہ سے کاٹ رہے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ وہ اپنے لبوں کو خوب مبالغہ سے کاٹا کرتے تھے یہاں تک کہ کھال کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۴، طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

## لب کا ثنایا حضرت ابراہیم عَلَيْنَا السَّلَام کی سنت ہے

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ لب مبارک کو کاٹتے تھے اور حضرت ابراہیم عَلَيْنَا السَّلَام بھی کاٹتے تھے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۰۱، طبرانی جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۷)

حضرت سعید بن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَيْنَا السَّلَام پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے لب تراشایا کاٹا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۵، موطا امام مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ)

## لب کا کاٹنا سنت ہے مونڈنا نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لب کا ٹنا سنت ہے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۴)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا پانچ امور فطرت میں سے ہیں۔

ختہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، لب کا ثنا، ناخن کا ثنا، بغل کے بال اکھاڑنا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ لب کو کا ثنا، ڈاڑھی کو بڑھانا فطرت (سنت) ہے۔

(ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۸۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پوچھا گیا کہ لب کے بالوں میں سنت کیا ہے تو انہوں نے کہا کا ثنا۔ اس طرح کہ ہونٹ کے کنارے نظر آ جائیں۔ (ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۷۸)

فَائِدَةٌ: یعنی لب کے کنارے کے بالوں کو اس طرح کاٹنے کہ ہونٹ کے اوپر کا حصہ نمایاں ہو جائے۔

احادیث میں قص اور احناء کا مفہوم ہے۔ قص کے معنی کاٹنے کے ہیں احناء کے معنی مبالغہ سے کاٹنے کے ہیں۔ علامہ نووی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا ہے کہ قص کا مطلب یہ ہے کہ کاٹنے بالکل جڑ سے ختم کرے۔

(فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۷)

فطرت سے مراد انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَام کی سنت ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۹)

معلوم ہوا کہ لبوں پر استرا پھیرنا۔ مونڈنا خلاف سنت ہے۔ (مزید تحقیق آگے آرہی ہے)۔

### لب تراشنے کا ایک مسنون طریقہ

حکم بن عمر شمالی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لب کو ہونٹ تک تراشو۔

(طبرانی جلد ۳ صفحہ ۲۱۹)

### لبوں کے بال بڑھے ہوئے چھوڑ دینا درست نہیں

حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے لب بڑھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے مسواک اور قینچی منگوائی اور اسے کاٹ ڈالا۔

(مسند طیالسی جلد ۱ صفحہ ۳۶۰، بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۲۲۲)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے لب بڑھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قینچی اور مسواک لاؤ۔ آپ ﷺ نے ہونٹ کے کنارے مسواک رکھ کر زائد لب کو کاٹ ڈالا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۷)

فَائِدَةٌ: اس سے معلوم ہوا کہ لب کو بڑھائے رکھنا مذموم اور قبیح فعل ہے تاہون اور سستی سے اگر کسی شخص نے بڑھنے دیا ہے تو کسی بڑے کو کاٹ دینے کا اختیار ہے کہ یہ مسنون ہے۔ بشرطیکہ کوئی فتنہ نہ ہو۔

### موچھوں کا رکھنا جائز نہیں

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا موچھیں کٹاؤ، داڑھی بڑھاؤ



مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (کہ وہ مونچھ بڑھاتے اور داڑھی کٹاتے ہیں) (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۲)

زید بن ارقم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو لب نہ تراشے وہ ہم میں سے

نہیں۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۰، بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۲۲۲)

### مونچھ کافروں کا طریق ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بت پرستوں کی مخالفت کرو

(کہ وہ داڑھی مونڈتے اور مونچھ بڑھاتے ہیں) تم داڑھی بڑھاؤ اور مونچھ کاٹو۔ (بخاری شریف صفحہ ۸۷۵)

### مونچھ رکھنا مذہب اسلام کے خلاف ہے

حضرت عبداللہ بن عتبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ مجوسی (آتش پرست) آپ کی خدمت میں آئے تو ان

کی داڑھی مونڈی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا ہمارا یہی

مذہب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارا مذہب یہ ہے کہ مونچھ کاٹیں، داڑھی بڑھائیں۔

(ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۹)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے جواب دیا ہمارے رب کسری نے اسی طرح کہا ہے۔ آپ

ﷺ نے فرمایا، ہمارے رب نے مونچھ کاٹنے اور داڑھی بڑھانے کو کہا ہے۔

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول اہل

کتاب اپنی داڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں لمبی کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی مونچھیں کاٹو داڑھیاں

بڑھاؤ۔ (مسند احمد مرتب جلد ۱۴ صفحہ ۳۱۴)

صحاح کی بکثرت روایات ہیں جن میں مونچھ رکھنے کی ممانعت اور اس کو کاٹنے اور تراشنے کا حکم ہے۔ جس کا

واضح مطلب یہ ہے کہ مونچھ رکھنا اور اس کو بڑھانا ناجائز ہے اور مذہب اسلام کے خلاف ہے۔ افسوس کہ جس کو

آپ ﷺ نے شدت سے روکا آج بعض اسی کو عزت و وقار خیال کرتے ہیں، خدا کی پناہ۔

### لب کے مختلف مسنون و مشروع طریقے

احادیث کی روشنی سے علماء محققین اور فقہائے کرام نے تین طریقے اخذ کئے ہیں۔

① لب کے بالوں کو قینچی وغیرہ سے اس مبالغہ سے کاٹنے کہ کھال نظر آ جائے احناف کا یہی مفہوم ہے۔

② لب کے بالوں کو اس قدر کاٹنے کہ اوپر کے ہونٹ کی سرخی ظاہر ہو جائے۔

(عمدہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۴، فتح جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۷)

③ بالوں کو اس طرح تراشے کہ وہ بھوؤں کی مانند ہو جائیں۔ (حاشیہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۷۵)

## لب کے دونوں کناروں کا شرعی حکم

لب کے دونوں کنارے جسے سبائین کہا جاتا ہے۔ محققین علماء و فقہاء کرام کی دونوں رائے ہے۔

(فتح صفحہ ۳۲۶)

اسے باقی رکھا جائے۔ اس کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے احیاء العلوم میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ شامی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ بعض اسلاف سبائین کو چھوڑ دیتے تھے۔

(رد المحتار جلد ۵ صفحہ ۲۸۹)

حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور بیشتر صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و تابعین عظام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى کا یہی معمول تھا اس کے برخلاف بعضوں نے اس کے باقی رکھنے کو مذموم قرار دیا ہے، چنانچہ ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی حدیث سے یہی استفاد ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے سامنے مجوس کے متعلق ذکر کیا گیا کہ وہ سبائین چھوڑتے ہیں اور ڈاڑھی مونڈتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی مخالفت کرو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سبائین کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ (اتحاف شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۰۹، بیہقی فی الشعب جلد ۵ صفحہ ۲۲۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ لبوں کے دونوں کنارے چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اس زمانہ میں معتمد علماء کا عمل اسی پر ہے کہ لبوں کے دونوں کنارے باقی رکھتے ہیں۔

(اشعۃ الممعات جلد ۱ صفحہ ۲۱۲، تنویر اشعور صفحہ ۲۳)

## لب کا مونڈنا افضل ہے یا تراشنا

لب کے سلسلے میں احادیث پاک میں جو الفاظ آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

- ① "أَحْفُوا الشَّوَارِبَ"
- ② "قَصُّ الشَّارِبِ"
- ③ "جَزُوا الشَّوَارِبَ"
- ④ "أَنهَكُوا الشَّوَارِبَ"
- ⑤ "أَخَذُ الشَّارِبِ"

اکثر احادیث میں قص کا لفظ ہے۔

جز اور انہاک دونوں کے معنی مبالغہ کے ساتھ کاٹنا کم کرنا ہے جو قص کا مفہوم ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۷)

احادیث میں وارد شدہ الفاظ کا مفہوم تراشنا یا کام کرنا جو مبالغہ کے ساتھ ہو مستنبط ہوتا ہے۔ حلق کسی حدیث

میں نہیں آیا ہے۔ جو بعض روایات میں ہے وہ غیر محفوظ ہے۔

البتہ سر کے سلسلہ میں آپ سے حلق کا لفظ متعدد روایتوں میں محفوظ ہے۔ آپ ﷺ نے کبھی لب کا حلق

نہیں کرایا ہے۔ قص ہی کا ذکر آتا ہے۔ ترمذی میں ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی حدیث ہے۔ آپ ﷺ لب کا قص کراتے تھے۔ اور کسی دوسرے کا لب کم کرایا ہے تو قص ہی کرایا ہے۔ بیہقی میں ہے مسواک رکھ کر قص کرایا ہے۔ آپ ﷺ کے اصحاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا عمل بھی اسی پر تھا۔ بیہقی و طبرانی میں ہے اور مجن نے بھی نقل کیا ہے۔ جلیل القدر صحابہ ابوسعید، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عمر، رافع بن خدیج، ابوسید، سلمہ بن اکوع اور ابو رافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ لب کو اس مبالغہ کے ساتھ کاٹتے تھے کہ مانند حلق کے ہو جاتا تھا احادیث کے الفاظ سے مبالغہ کے ساتھ تراشنا کم کرنا معلوم ہوتا ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۹)

اسی وجہ سے حلق کو ایک کثیر جماعت نے بدعت اور ممنوع قرار دیا ہے عمدۃ القاری میں ہے اکثر لوگ حلق اور استیصال کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۴)

شارح بخاری علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا حج کے موقع پر سر کا تو حلق کراتے داڑھی اور لب کا قص کراتے اگر لب کا بھی حلق ہوتا تو ضرور حلق کراتے۔ حلق اور قصر دونوں کو انہوں نے جمع کیا۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

جہاں حلق افضل تھا وہاں حلق جہاں قصر افضل تھا وہاں قصر کرایا اس سے معلوم ہوا کہ حلق سنت ہوتا تو ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا نہ چھوڑتے کیونکہ وہ سنت کے شیدائی تھے۔

احناف کے یہاں ایک قول خود بدعت کا ہے۔ مجتبیٰ میں اسے بدعت کہا ہے۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۴۰۷)

البتہ احناف کے علاوہ مالکیہ کے یہاں تو بالکل بدعت ہے۔ (فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۳۸۰)

امام مالک رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اسے مثلہ قرار دیتے ہیں۔ (عمدۃ القاری صفحہ ۴۴)

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عمدۃ القاری میں امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا مسلک احناف لکھتے ہیں اسی طرح صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی ایک جم غفیر جماعت احناف کی قائل ہے۔ جن میں اہل کوفہ ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، جابر بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، مکحول رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى محمد بن سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، نافع رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، ابوسعید رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، رافع مسلمہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى، ابوسید رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى۔ اور احناف کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس طرح صاف کرنا کہ حلق کی طرح ہو جائے یعنی قص میں مبالغہ کرنا۔ تو یہ احناف حلق نہ ہوگا بلکہ حلق کی مانند ہوگا۔ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی تحقیق کے مطابق احناف ہی کی تعبیر امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے حلق سے کی ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۴)

اسی وجہ سے تمام شراح حضرات احناف کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اتنا کاٹا جائے کہ کھال نظر آنے لگے اور حلق کے مانند ہو جائے تو اس سے امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا مسلک علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے

نزدیک حلق نہ ہوا بلکہ قص مبالغ ثابت ہوتا ہے لیکن فقہاء کے یہاں تو امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا مسلک صاف حلق لکھا ہے۔ یعنی استرے سے مونڈنا۔ فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے یہاں احناف کا مفہوم حلق ہے۔ اور دیگر حضرات کے یہاں احناف کا مفہوم مثل حلق مبالغہ کے ساتھ کم کرنا ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلق کو افضل قرار دینا درست نہیں۔ انہوں نے حلق لب کو حلق راس پر قیاس کیا ہے۔ حلق کو ترجیح دیتے ہوئے۔ ”مُحَلِّقِينَ رَأً وَسُكْمًا وَمُقَصِّرِينَ“ کو پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح اس حدیث کو جس میں حلق پر دعا بمقابلہ قصر کے زائد ہے۔ یہ افضلیت تو حلق راس فی الحج والعمرة ہے۔ جس کی جمہور افضلیت کے قائل ہیں۔ اور اس کی افضلیت کے دلائل قوی و عملی دونوں ہیں۔ مگر لب کو اس پر منطبق کرنا درست نہیں۔ محل نظر ضرور ہے۔ اسی وجہ سے ائمہ اربعہ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى میں کوئی حلق کو افضل قرار نہیں دیتا۔ جو ہے وہ امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى یا امام طحاوی کی زبانی ائمہ احناف رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى ہیں۔

چنانچہ فقہاء احناف رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى کے علاوہ محدثین احناف رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى احناف مبالغہ کے ساتھ لب کٹوانے کو سنت قرار دیتے ہیں۔ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عمدة القاری میں لکھتے ہیں سنت یہ ہے کہ ہونٹ کے بال کاٹنے میں اس قدر مبالغہ کرے کہ ہونٹ کے کنارے نظر آجائیں۔ (عمدة جلد ۲۲ صفحہ ۴۴)

علامہ انور شاہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی فیض الباری شرح بخاری میں ہے۔ ”وَلِهَذَا أَمْنَعُ عَنِ الْحَلْقِ وَأُفْتِي بِقَصِّهَا مِنْ مَقْرَاضٍ“ (جلد ۴ صفحہ ۲۸۰)

اسی وجہ سے حلق سے روکتا ہوں اور قص یعنی کاٹنے کا فتویٰ دیتا ہوں۔

شارح مشکوٰۃ بھی اسی کو مستحب قرار دیتے ہیں۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۶)

حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى شارح مسلم کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مختار لب کٹوانے میں یہ ہے کہ ہونٹ ظاہر ہو جائیں بالکل جڑ سے ختم نہ کرے۔ جیسا کہ حلق میں ہوتا ہے۔

ائمہ اربعہ میں امام مالک رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى تو حلق سے اتنے ناراض ہیں کہ ان کی پٹائی کے قائل ہیں۔ اور فرماتے ہیں بدعت ہے جو لوگوں میں جاری ہوگئی۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۲)

مگر محدثین احناف حلق کو نہ بدعت نہ ممنوع قرار دیتے ہیں بلکہ جائز قرار دیتے ہیں۔

علامہ عبدالحی فرنگی محلی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى بھی حلق شارح کو بدعت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ متاخرین نے قص کو مختار مانا ہے۔ (نفع المفتی صفحہ ۴۰)

اسی وجہ سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے حلق کو مکروہ قرار دیا ہے۔ خزائنہ الروایات میں ہے کہ لبوں کا مونڈنا بدعت ہے۔ اور تراشنا سنت ہے۔ یہی مذہب ہے اسی کو متاخرین نے اختیار کیا ہے۔ فتاویٰ

جمادیہ میں ہے کہ حلق اس میں مکروہ ہے یہی صحیح ہے اور امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے قول حلق کی تضعیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ قول صحیح نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى صراط مستقیم کی شرح میں فرماتے ہیں حلق کا افضل ہونا مذہب حنفی میں محل نظر ہے ظاہر سنت ہے۔ (تنویر اشعور صفحہ ۲۴)

علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لب کے سلسلہ میں قص قینچی سے تراشنے اور کاٹنے کا مسلک متعدد اسلاف سے نقل کیا ہے۔ جن میں سالم، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، جعفر بن زبیر، عبد اللہ بن عبد اللہ، ابوبکر بن عبد الرحمن، حمید بن ہلال، حسن بصری، ابن سیرین، عطاء بن رباح، امام مالک، قاضی عیاض مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اور بیشتر اکابرین اسلاف شامل ہیں۔ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۴)

خیال رہے کہ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے قول حلق سے مراد احناف لیا ہے۔ چنانچہ احناف کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”الاحفاء، اذا استاصله حتى يصير كالحلق ولكون احفاء الشارب افضل من قصه عبر الطحاوی بقوله باب حلق الشارب“ (عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۴)

یعنی احناف کے مفہوم کی تعبیر امام طحاوی نے حلق سے کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بالوں کی جڑوں کو اس طرح کاٹا جائے کہ مانند حلق ہو جائے۔ علامہ عینی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی اس تحقیق کے اعتبار سے امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا مذہب بھی یہ ہوگا ایسا کاٹنا جو حلق کی مانند ہو جائے، تو حلق کا قول ہی ختم ہو جائے گا چونکہ جو حضرات حلق کے قائل ہیں وہ امام طحاوی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى ہی کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔

## لب اور ناخن تراشنے کا مسنون وقت

ہر جمعہ کو لب اور ناخن تراشنا سنت ہے

حضرت ابو عبد اللہ الاعرج رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن لب اور ناخن تراشتے تھے۔

(شرح السنۃ، مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

ابورمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جمعہ کے دن لب تراشتے اور ناخن کاٹتے تھے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۱)

ابو جعفر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے مرسل مروی ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کو پسند فرماتے تھے۔

(عمدة القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۶)

فَائِدَةٌ: حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن تنظیف کا حکم ہے اس لئے بہتر ہے کہ جمعہ کے دن کاٹے۔

ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ نہ ہونے دے۔ اگر بڑے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کیا جائے کہ ضرورت اصل ہے۔  
(فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۶)

### نماز جمعہ سے قبل لب اور ناخن تراشنا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے قبل لب تراشتے اور ناخن کاٹتے تھے۔ (بزار، طبرانی، مجمع جلد ۲ صفحہ ۱۷۳، کنز جلد ۷ صفحہ ۷۶)

محمد بن حاطب نے بھی بیان کیا کہ آپ جمعہ کے دن لب اور ناخن تراشتے تھے۔ (ابونعیم، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۷)

### جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو جمعہ کے دن ناخن کاٹے گا۔ وہ دوسرے جمعہ تک مصائب سے محفوظ رہے گا۔ (طبرانی مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۷۴، بسند ضعیف کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۲)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن لب کاٹے گا ہر بال جو گرے گا اس کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔ (دیلمی کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۳)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک مرفوع روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن ناخن کاٹنا شفاء دلاتا ہے بیماری دور کرتا ہے۔ (ابوالشیخ کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۳)

**فَائِدَةٌ:** ہر دن کے تعلق جو ناخن کاٹنے کی فضیلت بعض کتابوں میں مرقوم ہے۔ علامہ عینی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے اربع الموضوعات قرار دیا ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۳۶)

جمعہ کے دن کی فضیلت تو کسی حد تک ثابت ہے۔

### جمعرات کے دن ناخن تراشنا

حافظ عراقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حدیث مسلسل جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کے متعلق لکھی ہے جس میں لکھا ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعرات کو ناخن تراش رہے ہیں اور یہ کہا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعرات کے دن ناخن کاٹتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جمعرات کے دن ناخن تراشو بغل کے بال اکھاڑو اور زیر ناف بال لو اور غسل کرو خوشبو اور (عمدہ) لباس جمعہ کے دن استعمال کرو۔ (شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۱۴)

علامہ زبیدی شارح احیاء نے متعدد اکابرین و مشائخ کا معمول جمعرات کے دن ناخن تراشنے کا نقل کیا ہے۔ مثلاً عبداللہ بن سالم بصری رحمہم اللہ تعالیٰ، حافظ ولی الدین عراقی رحمہم اللہ تعالیٰ، شیخ عبدالرؤف مناوی رحمہم اللہ تعالیٰ جمعرات کو ناخن تراشتے تھے۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۱۴)

مگر محققین علماء و محدثین کے یہاں جمعرات کے دن ناخن تراشنے کی حدیث ثابت نہیں اس حدیث مسلسل کی سند میں شدید ضعف ہے۔ چنانچہ حافظ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے فتح الباری میں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۶) اور ملا علی قاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے مرقات میں لکھا ہے کہ جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کے سلسلے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔

(جلد ۳ صفحہ ۳۵۶)

لہذا سنت یہ ہے کہ جمعہ ہی کے دن لب اور ناخن وغیرہ تراشے تاکہ سنت کا ثواب پائے۔ حافظ ابن حجر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن نظافت کا حکم ہے اسی دن کاٹے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۶) صاحب درمختار اور علامہ طحاوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ لب اور ناخن وغیرہ جمعہ کے دن تراشنا مستحب ہے۔ (جلد ۵ صفحہ ۲۸۸)

### پندرہ دن پر ناخن تراشنا

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پندرہ دن میں ناخن تراشا کرتے تھے۔ ابن عساکر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک ماہ میں زیر ناف بال لیا کرتے اور پندرہ دن میں ناخن تراشا کرتے تھے۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۷)

### ناخن کاٹنے کا حکم

عبداللہ بن کثیر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى سے مرفوعاً روایت ہے فرمایا کہ اپنے ناخن کاٹو اور اس کے تراشے کو دفن کرو۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۲)

### ناخن نہ کاٹنے پر وعید

ایک غفاری صحابی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو زیر ناف بال نہ لے ناخن نہ کاٹے لب نہ تراشے ہم میں سے نہیں۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۱)

### بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ناخن تراشو کہ ناخن اور گوشت کے درمیان شیطان دوڑتا ہے۔ (خطیب فی الجامع، اتحاف جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان بیٹھتا ہے۔

(جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ ناخن کو نہ تراشنا چھوڑے رکھنا درست نہیں ہے۔ بعض لوگ ہاتھ کی کسی ایک انگلی مثلاً سب سے چھوٹی انگلی کے ناخن کو چھوڑے رکھتے ہیں یہ مکروہ ہے درست نہیں۔ نہایت ہی مذموم اور فتنج عادت

ہے یہ انسانی خصلت نہیں درندوں کی صفت ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ ناخن نہ کاٹنا بڑھے ہوئے رکھنا تنگی رزق کا باعث ہے۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۴۵۷)

### ناخن کاٹنے کے بعد تراشہ کو دفن کرنا مسنون ہے

مسر ج اشعریہ نے یہ بیان کیا کہ ہمارے والد جو اصحاب نبی پاک ﷺ میں سے تھے انہوں نے ناخن کاٹے اور اس کے تراشہ کو جمع کر کے دفن کر دیا۔ اور پھر کہا کہ میں نے اسی طرح (آپ کو ناخن کے تراشے کو دفن) کرتے ہوئے دیکھا۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

حافظ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ناخن کاٹنے کے بعد اسے دفن کر دینا چاہئے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۶)

### ناخن کب کاٹے

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ اس کا کوئی وقت نہیں جب بھی ناخن اور لب بڑھ جائیں۔ تراش لے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۶)

شرح مسلم میں نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اور حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس کی کوئی حد متعین نہیں۔ جب بڑھ جائیں کاٹ لے۔ جمعہ کے دن کاٹ لیا کرے کہ اس دن تنظیف کا حکم ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۶)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح مشکوٰۃ میں حد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لب کے بال اور ناخن جب بڑھ جائیں کاٹ لے البتہ زیر ناف بال اور بغل کے بال کو (ہفتہ عشرہ سے) مؤخر کر سکتے ہیں مگر لب ناخن کو نہیں کہ یہ دونوں ہفتہ میں بڑھ جاتے ہیں اسی وجہ سے روایت میں ہے کہ آپ لب اور ناخن ہفتہ میں جمعہ کے دن بناتے تھے۔ افضل یہ ہے کہ ہر جمعہ کو ہر قسم کی صفائی کرے اگر ہفتہ میں نہ کر سکے تو پندرہ دن میں اور چالیس دن کے بعد گناہ اور وعید کا مستحق ہوگا۔ ہفتہ افضل ہے پندرہ دن متوسط ہے۔ چالیس دن انتہائی مدت ہے۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۴۵۷)

شاہ عبدالحق صاحب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے جمعہ کے دن کاٹنا مستحب قرار دیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۳۱۳)

### ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ

علامہ نووی نے شرح مسلم میں عینی نے عمدہ میں اور حافظ بن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ناخن کاٹنے کی یہ ترتیب مستحب ہے کہ اولاً دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اس کے بعد بیچ والی اس کے بعد اس کے بغل والی پھر سب سے چھوٹی انگلی پھر آخر میں انگوٹھا۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی پھر اس کے بغل والی پھر اس کے بعد والی اس کے بعد انگوٹھے کے بغل والی پھر آخر میں انگوٹھا۔



امام غزالی نے احیاء میں لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو باقی رکھے بائیں انگوٹھے کے بعد دائیں انگوٹھے کو کاٹے (گویا یہ ایک دوسرا طریقہ ہوا) لیکن حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ دائیں کو بائیں سے قبل ہی کاٹ لے۔ (جیسا کہ اوپر کے طریقہ میں مذکور ہے)

حافظ نے ایک اور ناخن کاٹنے کا طریقہ لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

پیر کے ناخن کاٹنے کی ترتیب میں حافظ نے لکھا ہے کہ دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پیر کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳)

خلاصہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں مقدم ہوں گی پیر کی انگلی پر اور ہر ایک کا دایاں رخ پہلے ہوگا بائیں پر۔ شرح احیاء میں ہے کہ کسی طرح بھی کاٹے گا تو ناخن کاٹنے کی سنت ادا ہو جائے گی۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۱۲) البتہ مستحب طریقہ سے کاٹنا بہتر ہے۔

### ناخن کاٹنے کی ایک اور نفع بخش ترتیب

حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فتح الباری میں علامہ زبیدی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى شارح احیاء نے اتحاف السادة میں اور علامہ شامی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے رد المحتار میں ناخن کاٹنے کی ایک ترتیب لکھی ہے جو آشوب چشم کے لئے مجرب ہے وہ یہ ہے اولاً دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کے ناخن کاٹے پھر چھوٹی انگلی کے بغل والی پھر انگوٹھا پھر بیچ کی انگلی پھر چھوٹی انگلی اس کے بعد بائیں ہاتھ کی اس طرح پہلے انگشت شہادت پھر چھوٹی انگلی کے بغل والی پھر انگوٹھا پھر بیچ کی انگلی آخر میں سب سے چھوٹی انگلی اور پیر کی اس طرح اولاً دائیں پیر کی چھوٹی انگلی پھر بیچ کی انگلی اس کے بعد انگوٹھا پھر چھوٹی انگلی کے بغل والی پھر انگوٹھے کے بغل والی اس کے بعد بائیں پیر کی اس طرح اولاً انگوٹھا پھر اس کے بعد بیچ والی پھر چھوٹی انگلی پھر انگوٹھے کے بغل والی اس کے بعد چھوٹی انگلی کے بغل والی۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ جس کو آنکھ آنے کی شکایت رہتی ہو آشوب چشم کی بیماری ہو مجرب ہے کہ دور ہو جائے گی۔

(فتح، اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)

علامہ شامی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بھی مجرب لکھا ہے امام احمد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس طریقہ کو مستحب قرار دیا

ہے۔ (شامی صفحہ ۲۸۷)

خیال رہے کہ یہ طریقہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

### ناخن کے متعلق چند مسائل و آداب

ناخن جمعہ کے دن تراشنا بہتر ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۶)

- ناخن کاٹنے کے بعد اسے دفن کر دینا مستحب ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶)
- غسل خانے اور ناپاک جگہوں میں ڈالنا مکروہ ہے۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۴۵۶)
- ناپاک جگہوں میں ڈالنے سے بیماری کا خطرہ رہتا ہے۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۴۰۵)
- ناخن کے تراشے کو ادھر ادھر نہ کرے تاکہ اس سے کوئی جادو نہ کر سکے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶)
- دانت سے ناخن کاٹنا مکروہ ہے تنگی رزق اور غربت کا باعث ہے۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)
- دانت سے ناخن نہ کاٹے کہ اس سے برص کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)
- رات میں ناخن کاٹنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)
- ناخن خود بھی کاٹ سکتا ہے اور دوسرے سے بھی کٹوا سکتا ہے۔ (شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)
- مجاہدین کو دارالحرب میں ناخن بڑھانے کی اجازت ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

### لب و ناخن کے چند مسنون آداب کا بیان

- ۱۔ مونچھوں کا رکھنا ناجائز ہے اور اسلامی طریقہ نہیں۔
- ۲۔ لب کا کاٹنا اور تراشنا۔
- ۳۔ جب بھی زیادہ بڑھ جائے فوراً کاٹنا اور تراشنا۔
- ۴۔ قینچی سے کاٹنا یا تراشنا۔
- ۵۔ اس مقدار کاٹنا کہ کھال نظر آجائے۔
- ۶۔ اس طرح کاٹنا کہ ہونٹوں کے کنارے ظاہر ہو جائیں۔
- ۷۔ ہر جمعہ کو کاٹنا۔
- ۸۔ پندرہ دن میں کاٹنا۔
- ۹۔ سبالتیس چھوڑ دینا۔
- ۱۰۔ مسنون ترتیب سے ناخن تراشنا۔
- ۱۱۔ ناخن کے تراشے کو دفن کرنا ادھر ادھر نہ ڈالنا۔
- ۱۲۔ تمام انگلیوں کے ناخن کو کاٹنا کسی انگلی کو نہ چھوڑنا جیسا کہ بعض لوگ چھوٹی انگلی کے ناخن کو نہیں کاٹتے یہ درست نہیں اور اسلامی طریقہ کے خلاف ہے۔
- ۱۳۔ ناخن دائیں جانب سے شروع کرنا۔

# زیر ناف بالوں کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نورہ (ہڑتال وغیرہ) سے زیر ناف بال خود دور کرتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۲۶، کنز صفحہ ۷۵)

حضرت ثوبان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خادم رسول ﷺ کہتے ہیں کہ آپ ہڑتال استعمال فرماتے تھے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۸)

فَائِدَةٌ: یعنی ہڑتال وغیرہ سے زیر ناف بال دور کیا کرتے تھے۔

زیاد بن کلیب نے بیان کیا کہ ایک شخص نے آپ کے بدن پر ہڑتال لگا یا زیر ناف آپ نے خود ہڑتال لگا کر دور کئے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۸)

فَائِدَةٌ: کبھی کبھی آپ پورے بدن پر ہڑتال وغیرہ لگاتے ممکن ہے کہ آپ کے بدن مبارک پر بالوں کی کثرت ہو اور آپ اس کو دور کرنا پسند فرماتے ہوں اس لئے پورے بدن پر ہڑتال لگاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ ہر ماہ ہڑتال وغیرہ سے بال دور فرماتے اور پندرہ دن میں ناخن تراشتے تھے۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۷، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۸)

فَائِدَةٌ: ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا کہ اولاً جس نے زیر ناف بال کا حلق کیا حضرت ابراہیم عَلِيهِ السَّلَام تھے۔ (مرقات جلد ۳ صفحہ ۲۵۷)

## زیر ناف بال مونڈنا

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہڑتال وغیرہ کا استعمال نہ فرماتے (کبھی نہ فرماتے) بال جب بڑے ہو جاتے تو مونڈتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۵۸)

امام بیہقی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا کہ آپ زیر ناف بال اکثر مونڈتے ”حلق“ فرماتے تھے اور کبھی ہڑتال وغیرہ سے بھی دور فرماتے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۵۸)

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منقول ہے کہ مونڈنے کو پسند فرماتے تھے۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۸)  
حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فتح میں لکھا ہے کہ سنت مرد اور عورت کے حق میں یہ ہے کہ استرے وغیرہ سے  
بال صاف کرے۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۳۴)

علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ مردوں کے حق میں استرہ بہتر ہے اور عورتوں کے حق میں  
اکھاڑنا۔

ابن دینق العید رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اور حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کے حق میں بہتر ہڑتال  
وغیرہ سے دور کرنا ہے۔ (جیسا کہ سہولت اور رائج بھی ہے) (جلد ۱ صفحہ ۳۳۴)

### زیر ناف بال صاف کرنے کی حد

اس بارے میں آپ ﷺ سے دو طریقے منقول ہیں

① ہر بیس دن پر زیر ناف بال صاف فرماتے تھے جیسا کہ ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ  
آپ ﷺ ہر جمعہ کو لب اور ناخن تراشتے بیس دن پر زیر ناف بال لیتے بغل کے چالیس دن میں لیتے۔  
(مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

② ماہ میں ایک مرتبہ صاف فرماتے تھے جیسا کہ ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث جو ما قبل میں گزری۔ چالیس  
دن گزر جانے پر زیر ناف بالوں کا صاف نہ کرنا گناہ کا باعث ہے۔ جیسا حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی  
روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لب تراشنے ناخن کاٹنے بغل کا بال صاف کرنے اور زیر ناف بال لینے  
کے متعلق چالیس دن کی تحدید فرمادی ہے کہ چالیس دن سے زائد نہ چھوڑے رکھے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)  
چالیس دن گزرنے پر بال صاف نہ کرنے کی صورت میں ایسے شخص کی نماز مکروہ ہوگی۔

(داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

مستحب یہ ہے کہ ہر جمعہ کو زیر ناف بال صاف کر لے اور لب و ناخن بھی تراشے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو پندرہ  
دن پر ورنہ چالیس دن پر جو آخری حد ہے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

### زیر ناف بال صاف نہ کرنے پر وعید

بنی غفار کے ایک شخص سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص زیر ناف بال نہ لے ناخن نہ کاٹے لب نہ تراشے وہ  
ہم میں سے نہیں۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)

## زیر ناف بال کی تفصیل اور اس کے آداب

زیر ناف بال سے مراد مرد عورت کے پیشاب گاہ کے ارد گرد (جو بال بلوغت کے بعد) اگتے ہیں وہ مراد ہیں۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۲۵۶)

پیشاب گاہ اور پاخانے کے مقام دونوں کا دور کرنا مستحب ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳)

مردوں اور عورتوں کے پیشاب گاہ کے اوپری حصہ کے بال بھی شامل ہیں۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳)

مردوں اور عورتوں کو زیر ناف بالوں کا دور کرنا ضروری ہے۔ چالیس دن گزرنے پر گناہ اور وعید کا استحقاق ہوگا۔ (مرقات صفحہ ۲۵۷)

پاخانے کے ارد گرد کے بال دور کرنا مستحب ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳، جلد ۲ صفحہ ۴۱۰)

قینچی سے کاٹنا بھی درست ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۳)

سنت کا ثواب حلق (مونڈ) کر صاف کرنے سے ہوگا۔ (مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۲۵۷)

زیر ناف بال دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بال مونڈنے کی ابتداء ناف کے نیچے سے کرے۔

(شامی جلد ۵ صفحہ ۲۸۸)

زیر ناف بال کو کسی دوسرے کا دیکھنا جائز نہیں۔ اس لئے غسل خانہ وغیرہ میں اس طرح نہ چھوڑے کہ

دوسرے کی نگاہ پڑے۔ (نفع المفتی صفحہ ۱۱۶)

## فطرت اور زینت کے امور

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ امور فطرت (خصائل

حسنہ) میں سے ہیں ① ختنہ کرنا ② زیر ناف بال لینا ③ بغل کے بال اکھاڑنا ④ ناخن کاٹنا ⑤ لب تراشنا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دس امور فطرت کی باتیں ہیں۔

① لب تراشنا۔

② داڑھی چھوڑنا۔

③ مسواک کرنا۔

④ ناک صاف کرنا۔

⑤ ناخن تراشنا۔

۶ جوڑوں کو صاف کرنا۔

۷ ناک کے بال اکھاڑنا۔

۸ زیر ناف بال لینا۔

۹ انتقاص الماء۔

۱۰ دسویں چیز شاید کلی کرنا۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۳۹)

فَائِدَةٌ: فطرت سے مراد حضرات انبیاء کرام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَالصَّلَاةُ وَالصَّلَاةُ کی سنت ہے۔ (شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

فطرت کے امور انہی دس پانچ میں منحصر نہیں اس سے زائد بھی ہیں۔ حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ابن

عربی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول لکھا ہے کہ قریب ۳۰ بلکہ اس سے بھی زائد ہیں۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۳۷)

مختصر تشریح: ختنہ، سنت مؤکدہ (واجب) ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ختنہ ساتویں دن ہو

جائے۔ (شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حدیث ہے کہ آپ نے حسن اور حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کا ختنہ ساتویں دن

کرا دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ ساتویں دن ختنہ کرا دے یہ سنت ہے۔ حافظ

رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ ختنہ جلد کرا دیا جائے کہ جلد نرم رہتی ہے اس میں بڑے فوائد ہیں۔

(جلد ۱ صفحہ ۳۳۳)

فیض الباری میں ہے کہ سن شعور سے قبل کرا لیا جائے کہ اس میں سہولت ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۱۳)

بعض لوگ ختنہ میں تاخیر کرتے ہیں سن شعور اور بڑے ہونے پر سخت تکلیف ہوتی ہے۔

### بغل کے بال لینا

احادیث میں اس کے متعلق لفظ نشف آیا ہے۔ جس کے معنی اکھاڑنا ہے۔

اکھاڑنے میں بمقابلہ حلق کے زیادہ فائدہ ہے۔ مثلاً بدبو کا نہ ہونا بال کا نرم رہنا۔ بخلاف مونڈنے کے اس

میں بال سخت ہو جاتے ہیں۔ مونڈنا بھی کافی ہے۔۔۔ چونکہ نظافت مقصود ہے۔ اس سے بھی سنت ادا ہو جائے گی

اگر اکھاڑنے کی عادت نہ ہو اور پریشانی ہو تو مونڈنا لینا چاہئے۔ یونس بن عبدالاعلی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى امام شافعی کے

پاس ایک مرتبہ گئے تو دیکھا بغل کے بال مونڈوا رہے تھے تو آپ نے فرمایا معلوم تو ہے کہ سنت اکھاڑنا ہے مگر

اکھاڑنے کی طاقت نہیں پاتا۔ (فتح جلد ۱ صفحہ ۳۳۳)

مستحب طریقہ: دائیں طرف کے اول مونڈنا سنت ہے۔ بائیں ہاتھ سے دائیں جانب کے بال اولاً لے۔ پھر اسی

طرح بائیں ہاتھ سے بائیں جانب کے لے۔ اگر بائیں سے نہ کر سکے تو دائیں ہاتھ سے لے۔ (فتح جلد ۱ صفحہ ۳۳۳)

## آپ ﷺ کے بغل مبارک کی کیفیت

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو بغل کی سفیدی نظر آتی۔ (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۴۷)

حضرات شوافع نے اس حدیث پاک سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کے بغل مبارک میں بال نہیں تھے۔ بعضوں نے اسے قبول نہ کرتے ہوئے کہا کہ بال تھے مگر بالکل صاف رہتے تھے۔ شارح احیاء نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بغل مبارک میں ناپسندیدہ بو نہیں تھی جو عموماً اس مقام پر ہوتی ہے۔ (اتحاف السادة جلد ۲ صفحہ ۴۱۰)

## ناک صاف کرنا

بدن کے ہر عضو کی نظافت مطلوب ہے بعض لوگ ناک میں ریش رکھے ہوئے سُرد سُرد کرتے رہتے ہیں یہ منع ہے انہیں چاہئے کہ ناک صاف کر لیں۔ ناک میں پانی ڈال کر یعنی چڑھا کر صاف کرنے میں سہولت ہے۔ ناک کی ریش کو بلا پانی چڑھائے یونہی چلتے پھرتے ہاتھ سے صاف کرنا اور ہاتھ کو بدن کے پہنے کپڑے وغیرہ میں پوچھ لینا نظافت کے خلاف ہے کوئی رومال وغیرہ ہو تو بہتر ہے۔ ناک میں پانی ڈالنے کے لئے دایاں ہاتھ اور ناک جھاڑنے میں بائیں ہاتھ استعمال کرے۔

روزہ کی حالت میں ناک میں پانی چڑھانا درست نہیں کہ روزہ فاسد ہونے کا احتمال رہتا ہے۔

## ناک کے بالوں کو اکھاڑنا

حضرت عمرو بن شعیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ناک کے بالوں کو اکھاڑو۔ (بیہقی، فیض القدر جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۹)

حضرت عبداللہ بن بشیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ناک کے بال مت اکھاڑو کہ اس سے مرض آکله پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اسے قینچی سے کاٹو۔ (مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۴۵۶)

علامہ مناوی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فیض القدر میں اکھاڑنا اور کاٹنا دونوں کو درست قرار دیا ہے ناک کے بالوں کا دورر کرنا مستحب ہے۔ (فیض جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ ناک کے بال زائل ہو جائیں درست نہیں کہ حدیث پاک میں ہے کہ ناک کے بال کا ہونا جذام سے حفظ کا ذریعہ ہے۔ (فیض جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۹)

## جوڑوں کو صاف کرنا

اعضاء انسانی کے وہ جوڑ جہاں عموماً میل جمع ہو جاتے ہیں۔ گرد و غبار جمع ہو جاتے ہیں۔ کان کے سوراخ

اور اس کے میل کو بھی صاف کرے۔ (شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۳۹۴)

امام نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ جس مقام پر بھی میل اور غبار جمع ہو جائے اس کی نظافت کا حکم ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

فطرت کے امور حدیث عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا میں سے ایک فطرۃ: انتقاص الماء ہے، اس کی تشریح میں محدثین و فقہاء نے اس کے دو مفہوم لئے ہیں۔

۱ پیشاب کے بعد رومال کے مقام پر پھینکیں ماریں تاکہ قطرہ و سوسہ پریشان نہ کرے۔

۲ پانی سے استنجاء کرنا۔ علامہ نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح مسلم میں اسے ذکر کیا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

امام ترمذی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے حدیث فطرت میں اس کی تشریح استنجاء بالماء سے کی ہے یعنی پانی سے استنجاء کرنا مراد لیا ہے۔ (سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)





# بالوں میں خضاب کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## بالوں میں خضاب لگانا سنت ہے

حضرت عثمان بن مہب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے نبی پاک ﷺ کے بال مبارک دکھائے جو خضاب شدہ تھے۔ (بخاری صفحہ ۸۷۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے بال دکھائے جو سرخ تھے۔ (بخاری صفحہ ۸۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ڈاڑھی مبارک کو زرد فرماتے تھے۔ (یعنی زرد خضاب مثلاً ورس یا زعفران لگاتے تھے) (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۳)

فَائِدَةٌ: ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی اتباعاً ورس اور زعفران کا خضاب لگاتے تھے۔ (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

حضرت ابو مرثہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ دو سبز چادروں میں ملبوس ہیں اور آپ کے بال مہندی کے خضاب سے سرخ تھے۔

(دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)

حضرت ابن بريدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا نبی پاک ﷺ نے خضاب کیا ہے تو انہوں نے کہا ہاں۔ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی کپٹی کے بالوں میں مہندی کا اثر تھا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۱)

حضرت ابو جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال کچھ سفید تھے تو آپ نے مہندی اور کشم کا خضاب کیا تھا۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۳۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ خضاب کا ارادہ فرماتے تو تیل اور زعفران کو ہاتھ میں لیتے اور پھر ڈاڑھی مبارک میں لگا لیتے۔ (طبرانی سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۲)

فَائِدَةٌ: علامہ نووی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بھی بیان کیا کہ آپ نے خضاب کیا ہے۔ البتہ کم اور کبھی کبھی کیا ہے۔

بیشتر اوقات خضاب نہ فرماتے تھے۔ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

### مہندی کا خضاب

حضرت ابو رمثہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ پر دو سبز چادر تھیں اور آپ کے بالوں پر بڑھاپے کا اثر تھا آپ کے بال مہندی کے خضاب سے لال تھے۔

(سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۰، نسائی)

حضرت عثمان بن مویب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس گیا تو انہوں نے ایک برتن نکالا جس میں آپ ﷺ کے بال تھے جو مہندی سے خضاب شدہ تھے۔ (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)

### مہندی کے خضاب کے فوائد

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مہندی کا خضاب لگاؤ اس کی بو خوشگوار ہے اور درد سر کے لئے مفید ہے۔ (مطاب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

قَائِلًا: ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ درد سر کی وجہ سے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۰)

حضرت ابورافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر خضابوں کا سردار مہندی لازم ہے یہ خوشگوار جسم اور مقوی باہ ہے۔ (کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۱)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت ہے کہ مہندی کا خضاب کرو یہ تمہارے شباب جمال اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ (مسند بزار، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۹)

### مہندی اور کشم کا خضاب

ابن سیرین رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے پوچھا کہ کیا رسول پاک ﷺ نے خضاب لگایا ہے، انہوں نے کہا ہاں مہندی اور ورس کا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۸، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵)

اسی طرح حضرت ابوبکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بھی مہندی اور ورس کا خضاب لگایا ہے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے مہندی اور کشم کا خضاب کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ (مرقات جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

حضرت ابو رمثہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال فرماتے تھے۔ (دلائل النبوة جلد ۲ صفحہ ۲۳۸، مسند احمد، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۰)

موجب قریشی کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے نبی پاک ﷺ کے بال مبارک نکال کر دکھائے تو وہ لال تھے۔ مہندی اور کٹم سے رنگے ہوئے تھے۔

(دلائل السنہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

علامہ مناوی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا موطا امام مالک میں ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے بال مبارک کو مہندی کا خضاب کر دیا تھا تا کہ اس میں پائیداری آجائے۔ (شرح مناوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا بالوں کی سفیدی کو دور کرو سفیدی کے دور کرنے میں سب سے بہتر مہندی اور کٹم ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس آپ کی داڑھی مبارک کے جو بال تھے وہ مہندی اور کٹم سے خضاب زدہ تھے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۳)

کٹم یمن میں ایک پودہ ہوتا ہے جس سے سیاہی مائل سرخ رنگ تیار ہوتا ہے ان دونوں کے ذریعے سے سیاہی اور سرخی کے درمیان کا رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ (فتح الباری صفحہ ۳۵۵)

### بیری کے پتوں کا خضاب

حضرت عبدالرحمن ثمانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ داڑھی مبارک میں بیری کے پتوں سے خضاب فرماتے اور بالوں کی تغیر کا حکم فرماتے کہ عجمیوں کی مخالفت کرو۔ (کہ عجمی لوگ خضاب نہیں کرتے)

(شرح مناوی صفحہ ۹۸، ابن سعد، سیرة جلد ۷ صفحہ ۵۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے قریب سے ایک شخص مہندی کا خضاب لگائے گزرا تو آپ نے فرمایا کیا ہی اچھا ہے یہ، پھر ایک دوسرا شخص گزرا جو مہندی اور کٹم کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ اس سے اچھا ہے پھر ایک شخص گزرا جس نے زرد خضاب لگایا تھا آپ نے فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۵۷۸)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اولاً زرد خضاب پھر مہندی اور کٹم سے مخلوط خضاب پھر مہندی خالص کا خضاب بہتر ہے۔

### زرد یا زعفرانی خضاب

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو زرد خضاب کرتے دیکھا ہے۔ (نسائی، سیرة جلد ۷ صفحہ ۵۴۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ زعفران اور ورس۔ اڑھی مبارک

زرد فرماتے تھے۔ اور خود حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بھی ایسا ہی کرتے۔

(ابوداؤد صفحہ ۵۷۸، سیرة جلد ۷ صفحہ ۵۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب خضاب کا ارادہ فرماتے تو تیل اور زعفران دست مبارک پر لیتے پھر اسے داڑھی میں ملتے۔ (طبرانی، سیرة جلد ۷ صفحہ ۵۳۲)

بسا اوقات آپ ورس زعفران سے داڑھی اور سر مبارک دھوتے اس کے زرد پانی کا ہلکا اثر باقی رہ جاتا اسی کی تعبیر خضاب سے کی گئی ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى اور امام نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی رائے یہ ہے کہ بعض موقعہ پر خضاب کا استعمال کیا ہے۔ راوی نے اسی کا ذکر کیا ہے۔

### سیاہ خضاب کی ممانعت

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوقحافہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا کہ (بالوں کو) متغیر کرو۔ (یعنی خضاب کرو) اور سیاہ خضاب سے بچو۔ (مسلم، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۵)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کالے خضاب سے بچو۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ بالوں کی سفیدی کو بدلو، اور کالے خضاب کے قریب نہ جاؤ۔ (حاکم، کنز جلد ۶ صفحہ ۲۸۰)

### سیاہ خضاب لگانے والے نگاہ کرم سے محروم

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک جماعت ہوگی جو سیاہ خضاب کرے گی اس کی طرف خدا کی نگاہ نہ ہوگی۔ (ابوداؤد، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

### سیاہ خضاب لگانے والے جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ ایک جماعت آخر زمانہ میں ہوگی کبوتر کے سینے کی مانند سیاہ خضاب کرے گی یہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۲، ابوداؤد صفحہ ۵۷۸)

کبوتر کا سینہ اکثر سیاہ ہوتا ہے اسی وجہ سے اکثر علماء سیاہ خضاب کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔

(مرقات جلد ۴ صفحہ ۳۶۷)

### سیاہ خضاب کرنے والے کا چہرہ قیامت کے دن سیاہ

حضرت ابورداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے سیاہ خضاب کیا قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔ (بزار، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۶)

### سیاہ خضاب کافر کا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خضاب زرد ہے مسلمان کا خضاب سرخ ہے اور کافر کا خضاب کالا ہے۔ (جمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۶۶)

امام غزالی رحمہم اللہ تعالیٰ نے احیاء میں بیان کیا ہے سیاہ خضاب لگانے والا مبعوض ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سیاہ خضاب لگانے والے بوڑھے کو اللہ مبعوض رکھتا ہے۔

(کنز جلد ۶ صفحہ ۳۸۶)

### سیاہ خضاب فرعون کی ایجاد ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جس نے مہندی اور کٹم کا خضاب کا اولاً استعمال کیا وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور جس نے سیاہ خضاب اولاً استعمال کیا وہ فرعون تھا۔ (دیلمی، کنز جلد ۶ صفحہ ۳۷۹)

عرب میں خضاب اولاً عبدالمطلب سے رائج ہوا۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۵)

### سیاہ خضاب کے متعلق

بالوں میں کالا خضاب ناجائز ہے البتہ مجاہدین کو اس کی اجازت ہے کہ وہ اعداء اسلام کو مرعوب کرنے کے لئے کالا خضاب استعمال کریں۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۲)

شاہ عبدالحق رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کالا خضاب حرام ہے۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۶۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیاہ خضاب لگاتے تھے، چونکہ جہاد میں تشریف لے جاتے تھے۔ بعض حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے سیاہ خضاب منقول ہے۔ مثلاً حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جہاد وغیرہ کی نیت سے تھا کہ یہ حضرات مجاہدین اور غازی تھے۔ (شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۳۲۲)

شاہ عبدالحق صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مراد سیاہ سے سرخ مائل سیاہی ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۷)

عورتوں کے لئے سیاہ خضاب تا کہ ان کو اچھا معلوم ہو مکروہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۷)

### عورتوں کا خضاب مہندی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے آپ کی جانب پردے کے پیچھے سے خط دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے ہاتھ روکتے ہوئے فرمایا نہیں معلوم یہ آیا کسی عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا۔ کیا عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ نے فرمایا اگر عورت ہے تو ناخن کو مہندی سے کیوں نہیں رنگا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ناخن کا رنگنا درست ہے۔ مگر ایسا سخت جس سے وضو غسل میں پانی

سرایت نہ کرے درست نہیں چنانچہ آج کل نیل پالشوں کا حکم یہی ہے اس کے لگے رہنے کی صورت میں وضو و غسل درست نہیں۔

### عورتوں کا مہندی لگانا سنت ہے

حضرت مکحول رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ ازواج مطہرات خضاب (مہندی) لگایا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت میں ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد مہندی لگایا کرتی تھیں۔

(شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۷)

مگر حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں نہ لگاتی تھی چونکہ آپ کو مہندی پسند نہ تھی۔ (نسائی صفحہ ۲۷۹)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے آپ ﷺ سے بیعت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا میں اس وقت تک بیعت نہ کروں گا جب تک کہ تم اپنی ہتھیلیوں میں مہندی نہ لگا لو گی ہاتھ کیا کسی درندے کی ہتھیلی ہے۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۴)

فائدہ: آپ نے ہاتھ میں مہندی نہ ہونے پر تنبیہ فرمایا اس سے عورتوں کو ہاتھ میں مہندی لگانے کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔

### عورتوں کو مہندی کی تاکید

ایک صحابیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا جس نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے۔

رسول پاک ﷺ کی خدمت میں آئی آپ نے فرمایا مہندی لگاؤ تم میں سے کوئی مہندی نہ چھوڑے کہ اس کا ہاتھ مرد کے ہاتھ کی طرح ہو جائے۔ چنانچہ اس عورت نے کبھی مہندی کو آپ کے فرمان مبارک کی وجہ سے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اسی سال کی عمر ہو گئی اور مہندی لگاتی رہی۔ (مسند احمد جمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۴)

فائدہ: اس حدیث پاک سے عورتوں کو مہندی کی تاکید معلوم ہوتی ہے بوڑھی جوان ہر عمر کی عورتوں کو مہندی کا حکم ہے۔

### بلا مہندی کے آپ ﷺ نے بیعت نہیں کی

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں بیعت ہونے آئی اور اس کا ہاتھ مہندی سے رنگا نہیں تھا آپ نے بیعت نہیں فرمائی یہاں تک کہ اس نے مہندی نہ لگالی۔

(مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۷۵)

حضرت سودہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بیعت ہونے آئی آپ نے فرمایا جاؤ مہندی لگا کر آؤ تا کہ بیعت کروں۔

مسلم بن عبد الرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے موقعہ پر رسول پاک ﷺ کو دیکھا کہ مقام صفا پر عورتوں سے بیعت فرما رہے ہیں ایک عورت آئی جس کا ہاتھ مرد کی طرح تھا (مہندی کا نشان نہیں تھا) آپ نے بیعت سے انکار فرما دیا یہاں تک کہ وہ عورت گئی اور مہندی سے ہاتھ زرد کر کے آئی۔ ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی آپ نے فرمایا اللہ پاک اس ہاتھ کو پاک نہ فرمائے جس میں لوہے کی انگوٹھی ہو۔

(طبرانی جلد ۵ صفحہ ۱۷۵)

**فَائِدَة:** ان احادیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو عورتوں کے ہاتھ میں مہندی کا نہ ہونا کس قدر ناپسندیدہ تھا۔

شرح احیاء میں ہے کہ مہندی عورتوں کے لئے سنت ہے۔ شاہ صاحب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے عورتوں کو مہندی لگانا مستحب اور چھوڑ دینا مکروہ ہے ترک آں مکروہ گفتہ است۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۵۸۱)

### عورتوں کا ہاتھ بلا مہندی کے پسندیدہ نہیں

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو ناپسند تھا کہ عورتوں کے ہاتھ کو آپ بلا مہندی یا خضاب کے دیکھیں۔ (آداب بیہتی صفحہ ۳۷۹)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ہمیشہ مہندی سے رنگے ہاتھ رہنا مسنون ہے۔ بعض جگہ ماحول ہے کہ صرف عید، بقر عید اور شادیوں کے موقعوں پر مہندی لگاتی ہیں اس کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہمیشہ مہندی کا لگانا سنت ہے۔ خصوصاً شادی شدہ عورتوں کو اس کا اہتمام چاہئے چونکہ ان کا جمال محمود و مطلوب ہے۔

### مردوں کو مہندی حرام ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے پاس ایک منخت آیا جس نے ہاتھ و پیر میں مہندی لگا رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا ایسا کیوں؟ جواب دیا عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے آپ نے ان کو نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ اسے بقیع تک پہنچا دیا گیا۔ (مشکوٰۃ، مرقات صفحہ ۲۸۰)

**فَائِدَة:** اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کو مہندی مطلقاً حرام ہے۔ بعض لوگ صرف ایک ہاتھ میں لگاتے ہیں۔ بعض جگہوں میں شادی کے موقعہ پر لگاتے ہیں یہ سب ناجائز حرام ہے اسی طرح لڑکوں کو بھی درست نہیں۔ حدیث پاک میں مردوں کو عورتوں کی مشابہت پر لعنت آئی ہے۔

### خضاب کا حکم

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے سر اور داڑھی

کے بال بالکل سفید تھے آپ نے فرمایا کیا تم مسلمان نہیں ہو انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر خضاب لگاؤ۔

(مطالب عالیہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو (خضاب کرو)۔ (بیہقی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۱، ابن ماجہ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصاریوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جن کی داڑھیاں سفید تھیں آپ نے فرمایا اے انصار سرخ یا زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

(بیہقی فی شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ ابو قحافہ (والد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تشریف لائے ان کے سر و داڑھی کے بال سفید تھے آپ نے فرمایا اسے بدلو اور سیاہ خضاب سے بچو۔ (جلد ۵ صفحہ ۲۱۵)

حافظ رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جو لوگ شدید بوڑھے ہوں ان کو خضاب کا حکم ہے کہ اس میں دھوکا نہیں ان کی جسامت سے ہی بوڑھا ہونا ظاہر ہو جائے گا ایسوں کے لئے خضاب کا استعمال اولیٰ ہے کہ آپ کے حکم کا امتثال ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۵، جمع الوسائل صفحہ ۱۰۲)

علامہ عینی رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اگر داڑھی میں سفید بال ہوں تو خضاب مستحب، سیاہ ناجائز ہے۔

(جمع الوسائل صفحہ ۱۰۲)

شرح احواء میں ہے کہ سیاہ خضاب کے علاوہ خواہ سرخ ہو یا زرد خضاب سنت ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۲۱)

ان میں مہندی کا خضاب زیادہ بہتر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہندی کے لگے خضاب والے کو دیکھ کر فرمایا کیا ہی خوب ہے اسی طرح زرد کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی احسن قرار دیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۲)

شاح مسلم نووی رحمہم اللہ تعالیٰ نے سفید بالوں پر خضاب کو مستحب قرار دیا ہے۔

### آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کی تفصیل

احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بالوں میں خضاب کرنے اور نہ کرنے دونوں کا ذکر ہے۔

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے خضاب کا علم اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خضاب نہ کرنے کا علم ہوتا ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہم اللہ تعالیٰ اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کی یہی رائے ہے۔ یہ حضرات خضاب کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ورس اور زعفران سے جو بالوں کو دھوتے اس کا کچھ اثر باقی رہ جاتا اسی کو خضاب سمجھا گیا۔ یا جن لوگوں نے آپ کے بال مبارک کو



کچھ مدت کے بعد دیکھا اور سرخ دیکھا خضاب زدہ سمجھا حالانکہ ٹوٹے بال کچھ مدت کے بعد سرخ ہو جاتے ہیں۔  
(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۴، عمدۃ القاری، جمع الوسائل صفحہ ۱۰۱)

یا عطر و تیل کی وجہ سے بال رنگین نظر آتے تو وہ خضاب زدہ سمجھتے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۱)  
چنانچہ یہی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے دلائل میں لکھا ہے کہ ربیعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے  
آپ کے بال کو سرخ دیکھا تو پوچھا بتایا گیا خوشبو سے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۲۹)

یا اس وجہ سے کہ آپ کے بالوں کو رنگ دیا ہوتا کہ زیادہ دن تک محفوظ رہ سکے۔ (مناوی جمع صفحہ ۱۰۱)  
کثرت طیب کی وجہ سے آپ کے بال سرخ تھے یا دوسری وجہ سے آپ نے سر میں مہندی لگا رکھی تھی اس  
کے اثر سے بال سرخ ہو گئے تھے۔ جسے خضاب سمجھا گیا۔ (جمع الوسائل صفحہ ۱۰۰)

علامہ نووی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے قول مختار یہ ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے خضاب لگایا ہے۔ جن لوگوں نے  
نفی کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشتر اوقات آپ نے نہیں لگایا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کبھی کبھی لگایا  
ہے۔ حافظ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے ہمیشہ نہیں لگایا ہے۔ چنانچہ روایتیں اس درجہ ہیں کہ  
انکار مشکل ہے۔ ملا علی قاری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ کبار صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا عمل بھی اسی پر رہا ہے۔  
(جمع الوسائل صفحہ ۱۰۱)

علامہ نووی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے کہا کہ جس نے جیسا دیکھا ویسی روایت کر دی۔  
سیرت شامی میں ہے کہ خضاب کا ذکر صحیحین میں ہے۔ ابن عمر اس کے راوی ہیں نہ اسے ترک کیا جاسکتا  
ہے نہ اس کی تاویل کی جاسکتی ہے۔ حضرت انس کو خضاب کی حالت میں دیکھنے کا موقع نہ ملا ہوگا اس وجہ سے  
انہوں نے نفی کر دی۔

امام احمد نے بھی حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بیان کا انکار کر دیا ہے۔ (جلد ۷ صفحہ ۵۴۴)  
بہر حال احادیث خضاب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خضاب کبھی ضرور استعمال کیا ہے۔  
شرح احوال میں بھی ہے کہ آپ نے بعض موقعوں پر خضاب کیا ہے اور یہی مختار ہے۔

(اتحاف السادہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

### آپ ﷺ کے سفید بالوں کا ذکر

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ وفات پا گئے اور آپ کے سر اور داڑھی  
مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ (بخاری، دلائل النبوة صفحہ ۲۲۹)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے خضاب کا استعمال نہیں فرمایا کہ آپ کی

ٹھوڑی مبارک میں چند سفید بال تھے اور کچھ کپٹی کی طرف اسی طرح چند بال سر میں (ظاہر ہے کہ اس صورت میں کیا خضاب فرماتے)۔ (دلائل جلد ۱ صفحہ ۲۳۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے نہ سر مبارک میں نہ داڑھی مبارک میں سفید بال تھے۔ ہاں مگر چند سفید بال بیچ پیشانی پر تھے وہ بھی تیل لگاتے تو تیل اس کی سفیدی کو چھپا دیتا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سر اور داڑھی کے اگلے حصہ میں بال تھے وہ بھی جب تیل اور کنگھی فرماتے تو وہ نمایاں نہ ہوتے۔ (مسند احمد، مسلم صفحہ ۲۵۹، دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے سفید بال صرف ۲۰ کے قریب ہوں گے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک مرتبہ مدینہ تشریف لائے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مدینہ کے حاکم تھے۔ انہوں نے حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس ایک قاصد بھیج کر معلوم کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا ہے کہ میں نے آپ کے بال مبارک کو رنگین دیکھا ہے۔ تو حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ اگر میں داڑھی کے سفید بالوں کو گونوں تو ۲۱ سے زائد نہ ہوں۔ اور وہ جو رنگین تھے، اس عطر و خوشبو کی وجہ سے تھا جو آپ لگاتے تھے اسی نے آپ کے بالوں کے رنگ کو بدل دیا تھا۔ (دلائل جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

فَإِنَّكَ لَا: مطلب یہ ہے کہ مستقل خضاب لگانے کی وجہ سے نہیں بلکہ کثرت عطر کی وجہ سے اس نے سرخ رنگ کو پکڑ لیا تھا۔

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کسی نے آپ ﷺ کے سفید بالوں کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب آپ ﷺ تیل کا استعمال فرماتے تو وہ محسوس نہیں ہوتے تھے اور جب تیل نہ لگاتے تو کچھ سفیدی محسوس ہوتی۔ (شمائیل صفحہ ۴)

فَإِنَّكَ لَا: تیل کے استعمال کے وقت چونکہ سب بال چمکنے لگتے تھے اس لئے بالوں کی سفیدی تیل کی چمک میں مخلوط ہو جاتی۔ یا تیل کی وجہ سے بال جم جاتے تھے تو سفید بال اپنی قلت کی وجہ سے مستور ہو جاتے تھے۔

(خصائل صفحہ ۳۹)

۶۰ یا ۶۵ سال کی عمر کے درمیان بالوں کا برائے نام سفید ہونا یہ آپ کی قوت طاقت پر دال ہے۔ ملا علی فاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ آپ کے بال سفید نہ ہوتے تھے تاکہ ازواج مطہرات بال کی سفیدی کو ناپسندیدہ نہ سمجھیں۔ اور جو چند بال سفید ہوئے تھے اس سے آپ کا حسن و جمال اور دو بالا ہو گیا تھا۔ اور ٹھوڑی کی سفیدی نے داڑھی مبارک میں مزید حسن پیدا کر دیا تھا۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۳۶۹)

## عطر کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

خوشبو اور عطر کا استعمال حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی پسندیدہ عادت ہے حضرت ابویوب انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی عادتوں میں سے ہیں۔ ① ختنہ کرنا ② مسواک کرنا ③ عطر لگانا ④ نکاح کرنا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

**فَإِنَّكَ لَا:** انبیاء کرام علیہم السلام کے اطوار و عادات اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پسندیدہ ہوتے ہیں دین اور دنیا کے اعتبار سے نفع بخش ہوتے ہیں۔ ان کی سنتوں کو اختیار کرنا دین و دنیا کی خوبی اور سعادت کی بات ہے۔

لیح بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے والد انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے نبی پاک ﷺ سے یہ روایت کی ہے کہ پانچ چیزیں پیغمبروں کی عادتوں میں سے ہیں۔ ① حیا ② بردباری (انتقام نہ لینا اور صبر و برداشت کرنا) ③ چھپنے لگانا۔ ④ عطر لگانا۔ ⑤ مسواک کرنا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

**فَإِنَّكَ لَا:** اس سے معلوم ہوا کہ عطر اور خوشبو کا استعمال اللہ کے برگزیدہ بندوں کی عادت ہے۔

**آپ ﷺ عطر اور خوشبو کے ہدیہ کو واپس نہ فرماتے**

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عطر کے ہدیہ کو واپس نہ فرماتے۔

(بخاری صفحہ ۸۷۸، نسائی صفحہ ۲۹۳، ترمذی، مسند احمد)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کو عطر پیش کیا گیا ہو اور آپ نے

اسے واپس کر دیا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۳، بزار، ابویعلیٰ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں واپس نہیں کی

جاتیں۔ ① تکیہ ② تیل ③ عطر۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

**فَإِنَّكَ لَا:** چونکہ دینے اور لینے والے پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور ازراہ محبت و اخوت دیا جاتا ہے اسی لئے انکار کی

ممانعت ہے کہ تکلیف کی بات ہے۔

عطر یا خوشبو سامنے رکھ دیا جائے تو انکار نہ کرے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جب تمہارے سامنے عطر و خوشبو رکھ دیا جائے تو اسے واپس

نہ کرو، اسی طرح مٹھائی رکھ دی جائے تو واپس نہ کرو۔ (بزار جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

### شیرینی اور عطر کا ہدیہ واپس کرنا ممنوع ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی شیرینی مٹھائی لائے تو اسے کھا لو واپس نہ کرو۔ جب تمہیں کوئی عطر خوشبو دے تو اسے سونگھ لو (واپس نہ کرو)۔

(سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۴)

ابو عثمان مدنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم کو کوئی ریحان (خوشبو) دے تو اسے واپس نہ کرو یہ جنت سے نکلا ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی خوشبو پیش کرے تو اسے واپس نہ کرو کہ خوشبو بھی ہے اور اس میں کوئی بوجھ نہیں۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، نسائی صفحہ ۲۹۳)

فَإِنَّكَ لَا: ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ عطر کے ہدیہ میں گرانی نہیں ہوتی اس لئے قبول کر لینا چاہئے کہ تکلیف نہ ہو۔ (جلد ۲ صفحہ ۴)

### عطر محبوب اور پسندیدہ ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا میں مجھے تین چیزیں محبوب و پسند ہیں۔ ① عورت ② عطر ③ نماز کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۹۳)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی یہ چیزیں مجھے محبوب و پسندیدہ ہیں۔ ① کھانا۔ ② عورت۔ ③ عطر (چنانچہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں) دو چیزیں تو آپ نے پالیں ایک نہیں پایا عورت اور خوشبو تو پایا مگر کھانا نہ پایا۔

فَإِنَّكَ لَا: مطلب یہ ہے کہ کھانے کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ آپ کبھی پیٹ بھر کر نہ کھا سکے ایک وقت میسر ہوتا تو دوسرے وقت میسر نہ ہوتا۔ بسا اوقات کئی ماہ تک کھانا پکنے کی نوبت نہیں آتی کھجور اور پانی پر گزارا ہوتا تھا۔

### آپ ﷺ بلا عطر لگائے سراپا عطر تھے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خوشبو (جو آپ سے آتی تھی) جیسی خوشبو میں نے مشک و عنبر میں نہیں پائی کہ آپ مشک و عنبر سے زائد خوشبو دار تھے۔ (بخاری، دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۵۵)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ میں نے کوئی مشک و عنبر کی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے زائد نہیں پایا۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

فَإِنَّكَ لَا: آپ کی ذات گرامی خود خوشبو دار تھی آپ سے ہمیشہ مشک و عنبر سے بہتر خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ آپ کو خوشبو

لگانے کی ضرورت نہیں تھی مگر پھر بھی آپ خوشبو لگاتے تھے۔ (مناوی شرح شمائل صفحہ ۲)

باوجودیکہ آپ ہمہ وقت خوشبو سے معطر رہتے۔ وحی کی آمد اور ملائکہ کی تشریف آوری کی وجہ سے آپ خوشبو لگانے کا اہتمام کرتے یہ آپ کی انتہائی درجہ نظافت کی بات تھی۔ (حاشیہ دلائل جلد ۶ صفحہ ۲۵۸)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ معراج کے واقعہ کے بعد آپ ﷺ کا جسم اطہر خوشبو سے مہکتا تھا، جیسے کہ دلہن کوشب عروسی میں خوشبو سے معطر کیا جاتا تھا بلکہ اس سے زائد۔ (حاشیہ دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

دارمی بیہقی اور ابو نعیم کے حوالہ سے ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کسی راستے سے گزرتے تو آپ کے بعد گزرنے والا آپ کے گزرنے کو جان لیتا۔ آپ گزرتے تو تمام درخت زمین پر سجدہ ریز ہو جاتے۔ مسند بزار اور مسند ابو یعلیٰ کے حوالہ سے ہے کہ آپ جس راستے سے گزر جاتے وہ راستہ معطر خوشبودار ہو جاتا لوگ کہتے کہ آپ ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے۔

امام بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے تاریخ کبیر میں حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا بیان نقل کیا ہے کہ آپ جب چلتے تو خوشبو مہکنے کی وجہ سے جان لیا جاتا۔ (نسیم الرياض صفحہ ۳۵۱)

امام مزنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان کیا کہ حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے بٹھالیا میں نے مہربوت پہ اپنا منہ لگا لیا (اور بوسہ دیا) تو اس سے مشک کی خوشبو نکلتی تھی۔

(نسیم الرياض جلد ۱ صفحہ ۳۵۳)

علامہ سیوطی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی تشریف آوری خوشبو کی آمد سے معلوم ہو جاتی۔

(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۷)

علامہ نووی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ آپ سر اپا معطر تھے یہ آپ ﷺ پر خدائے پاک کا خصوصی انعام تھا۔ باوجود اس بات کے کہ آپ سر اپا معطر تھے آپ سے خوشبو آتی تھی پھر بھی بکثرت آپ عطر کا استعمال فرماتے۔ اس وجہ سے کہ آپ کے پاس حضرات ملائکہ کی آمد وحی کے نزول کا سلسلہ قائم تھا۔ نیز مجالس کی رعایت کہ محفل خوشبو سے معطر رہے۔ بکثرت عطر کا استعمال فرماتے۔ اس سے عطر کی اہمیت اور بکثرت دوام عطر کے استعمال کی سنیت ثابت ہوئی صرف عید و بقر عید اس کا محل نہیں جیسا کہ رواج ہے۔

پسینہ مبارک مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار

حضرت ام سلیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف لائے اور دوپہر کو آرام فرمایا آپ سے پسینہ نکلنے لگا۔ میں نے ایک شیشی لی اور اس میں آپ کے پسینہ مبارک کو جمع کرنے لگی آپ بیدار ہو گئے پوچھا کہ یہ کیا کر رہی ہو میں نے کہا کہ آپ کے پسینہ کو خوشبودار ہونے کی وجہ سے جمع کر رہی ہوں کہ یہ تمام

خوشبوؤں سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۷، دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)  
 محدث بیہقی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ کا پسینہ مبارک مثل موتی کے چمکتا تھا جو مشک سے زیادہ  
 خوشبودار تھا۔ (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

نسیم الریاض شرح شفا میں ہے کہ آپ کا پسینہ بہت نکلتا تھا۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۳۲)  
 چنانچہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ کے چہرے مبارک بر پسینہ مثل موتیوں کے چمکتا  
 تھا۔ (مسلم صفحہ ۲۵۷، البدایہ جلد ۶ صفحہ ۲۳)

علامہ سیوطی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ چہرہ مبارک پر پسینہ مثل موتیوں کے چمکتا جو خالص مشک سے  
 بھی زیادہ خوشبودار ہوتا۔ (خصائص کبری جلد ۱ صفحہ ۶۷)

ابویعلیٰ نے بیان کیا کہ آپ صَلَّيْنا عَلَیْہِا نے اپنے پسینہ مبارک کو انگلی سے پونچھ کر شیشی میں ڈال لیتے لوگ اس  
 معطر پسینہ کو اپنی لڑکیوں کی شادی میں استعمال کرتے تو وہ گھر اتنا خوشبو سے معطر ہو جاتا کہ لوگ اس گھر کو  
 دارالعطری (خوشبو کا گھر) پکارنے لگتے۔ (جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲)

### پسینہ مبارک کے متعلق حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی وصیت

حضرت ام سلیم والدہ انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے جو شیشی میں پسینہ مبارک جمع کیا تھا اس کے متعلق حضرت  
 انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد لگائی جانے والی عطر میں اس پسینہ مبارک کو شامل کر  
 لیا جائے۔ (نسیم الریاض صفحہ ۳۲۹)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّيْنا عَلَیْہِا ہمارے یہاں تشریف لائے اور دو پہر کا قیلولہ فرمایا  
 ہماری والدہ ایک شیشی لے کر آئیں اور پسینہ مبارک کو پونچھ کر اس میں جمع کرنے لگیں۔ آپ بیدار ہو گئے اور  
 پوچھا اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو والدہ نے کہا پسینہ جمع کر رہی ہوں جو بہترین خوشبو ہے۔ (مسند احمد، البدایہ صفحہ ۲۵)  
 اسحق راہویہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ خوشبو لگانے کی وجہ سے یہ پسینہ معطر نہیں تھا بلکہ آپ کے جسم  
 اطہر کی وجہ سے تھا کہ آپ کا جسم مبارک ہی بہت خوشبودار تھا۔ (حاشیہ دلائل جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں لڑکی کی شادی کر رہا ہوں آپ سے  
 اعانت کا خواہش مند ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کچھ نہیں البتہ کل تم بڑی منہ والی ایک شیشی اور درخت  
 کی ایک ٹہنی لے کر آنا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان پہچان کی بات یہ ہوگی تم دروازہ کھٹکھٹانا اس سے میں پہچان  
 لوں گا۔ چنانچہ وہ ایک ٹہنی اور بڑی منہ والی شیشی لے کر حاضر ہوا آپ اسے لے کر بازوؤں سے پسینہ جمع کرنے  
 لگے یہاں تک کہ وہ شیشی بھر گئی۔ آپ نے فرمایا لے جاؤ اسے اور بیٹی سے کہو کہ اس ٹہنی کو اس میں ڈال دے اور

اس سے عطر لگائے۔

چنانچہ جب وہ خوشبو لگاتی تو مدینہ والے اس کی خوشبو محسوس کرتے چنانچہ اس کا نام ہی پڑ گیا عطر گھر۔

(البدایہ جلد ۶ صفحہ ۲۵)

اس کی تعبیر روض النظیف میں ہے ۷

یفوح من عرق مثل الجمان له

شذاً تظل الغوالی منه تعطر

آپ کے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا۔ خوشبوئے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اس کو

بجائے عطر لگاتی تھیں۔ (نشر الطیب صفحہ ۱۹۶)

### پاخانہ تک میں بدبو نہیں

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ بیت الخلاء جاتے ہیں تو

کچھ معلوم نہیں ہوتا (نہ فضلہ نظر آتا ہے نہ بدبو کا احساس) تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تجھے معلوم نہیں کہ

حضرات انبیاء کے فضلات کو زمین نکل لیتی ہے اور نظر نہیں آتا۔

دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے پوچھا کہ آپ بیت الخلاء تشریف لے

جاتے ہیں پھر کوئی آپ کے بعد جاتا ہے تو آپ کا فضلہ نہیں نظر آتا آپ نے فرمایا اے عائشہ تجھے معلوم نہیں اللہ

پاک نے حکم دیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے فضلہ کو زمین نکل جائے۔ (شرح شفاء جلد ۱ صفحہ ۳۵۳)

اسی وجہ سے محققین شوافع نے آپ ﷺ کے فضلہ کو پاک مانا ہے کہ اس میں بدبو نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشبو

کا ہی احساس ہوتا تھا۔ (نیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۵۳)

آپ ﷺ کے جسم اطہر سے نکلی ہوئی تمام چیزیں پاخانہ پیشاب خون سب پاک تھے۔ علامہ نووی

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے لکھا ہے کہ آپ کے پیشاب پئے جانے کا ذکر صحیح روایت میں ہے اور آپ نے اس پر نکیر نہیں

فرمائی (بلکہ آپ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ تیرے پیٹ میں داخل نہ ہوگی)۔ یہ طہارت کی علامت ہے نہ منہ

دھونے کا حکم دیا نہ دوبارہ منع کیا۔ اسی پر دمیری کا شعر ہے ۷

غریبة فضلة سيد البشر

طاهرة على خلاف انتشر

وفات کے بعد بھی جسم اطہر سے خوشبو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت میں ہے کہ جس جگہ آپ کو غسل دیا گیا وہ گھر آپ کی مشک کی

بہترین خوشبو سے معطر ہو رہا تھا۔ اور ایسی خوشبو نکل رہی تھی کہ اس جیسی خوشبو کبھی دیکھی نہ گئی۔ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ پورے مدینہ میں اس کی خوشبو پھیل گئی اسی وجہ سے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا۔ ”طِبْتُ حَيًّا وَطِبْتُ مَيِّتًا“ زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی آپ خوشبو سے معطر تھے۔ (شرح شفاء نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۵۶)

### دست مبارک خوشبو سے معطر

حضرت جابر اپنے والد یزید بن الاسود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ منیٰ میں تشریف فرما تھے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اپنا دست مبارک بڑھائیے (کہ میں مصافحہ کر لوں یا بوسہ لے لوں) چنانچہ آپ ﷺ نے بڑھا دیا۔ میں نے آپ کا دست مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پایا۔ (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۵۷)

حضرت ابو حنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ دوپہر کو مقام بطحا کی جانب تشریف لائے۔ وضو فرما کر ظہر کی دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ فراغت کے بعد اوگ کھڑے ہوئے اور آپ کے دست مبارک کو چھونے (مصافحہ) کے بعد اپنے چہرے پر (تبرکا) ملنے لگے میں نے بھی مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھ کو منہ پر مل لیا تو آپ کا ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زائد خوشبودار پایا۔ (البدایہ جلد ۶ صفحہ ۲۳)

حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے دست مبارک کو نہایت خوشبودار اور ٹھنڈا پایا گویا کہ عطر فروش کے عطردان سے نکلا ہو۔ (مسلم صفحہ ۲۵۶، دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

فَائِدَةٌ: یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی ہاتھ کیا پورا جسم مبارک مشک و عنبر سے زائد خوشبودار تھا۔ اس سے بڑھ کر آپ کا پاخانہ مبارک بھی بدبو سے پاک ہوتا تھا اسی وجہ سے آپ کے بول و براز کو علماء محققین نے پاک مانا ہے۔

مفتی الہی بخش رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے رسالہ شیم الحبیب میں ہے کہ آپ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس سے خوشبو آتی رہتی کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔ (نشر الطیب صفحہ ۱۶۱)

### مصافحہ کرنے والے کے ہاتھ خوشبو سے معطر ہو جاتے

شفاء میں قاضی عیاض مالکی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ جس سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن مصافحہ کرنے والے کا ہاتھ خوشبو سے معطر رہتا۔ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں علامہ خفاجی نے ابو نعیم اور بیہقی کے حوالہ سے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی ایک حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلی عطار کی ہتھیلی تھی



خواہ خوشبو لگائیں یا نہیں۔ مصافحہ کرنے والا مصافحہ کرتا تو تمام دن آپ ﷺ کے دست مبارک کی خوشبو سے اس کا ہاتھ خوشبودار رہتا۔ اگر کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو دوسرے بچوں کے درمیان وہ خوشبو سے ممتاز ہو جاتا اور پہچان لیا جاتا کہ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا ہے۔ (چونکہ آپ کے دست مبارک کی خوشبو سے اس کا سر خوشبودار ہو جاتا۔ (نیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۴۹)

ابن وحیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن مصافحہ کرنے والا ہاتھ خوشبو سے تر پاتا۔ (اتحاف جلد ۷ صفحہ ۱۵۴)

### لعاب مبارک مشک سے زیادہ خوشبودار

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں پانی کا ڈول پیش کیا گیا آپ نے پانی پیا اور ڈول میں تھوک دیا پھر اس پانی کو کنویں میں ڈال دیا گیا۔ اس کنویں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔

(دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۵)

حضرت وائل بن حجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت میں بھی ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں پانی کا ڈول پیش کیا گیا آپ نے اس میں تھوک دیا پھر اسے کنویں میں ڈال دیا گیا تو کنویں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔

(البدایہ جلد ۶ صفحہ ۲۴)

طبرانی کے حوالہ سے ملا علی قاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک پر تھوک کر حضرت عقبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ اور کمر پر مل دیا جس سے وہ خوشبو سے معطر ہو گئے۔ ان کی چار بیویاں تھیں ہر ایک خوشبو سے چاہتی کہ برابری کر لوں مگر برابری نہ کر سکیں باوجودیکہ حضرت عقبہ خوشبو نہیں لگاتے تھے۔ (شرح شامل جلد ۲ صفحہ ۲)

یعنی بیویاں خوشبو لگانے پر بھی برابری نہ کر سکیں۔

### خوشبو اور عطر سے آپ ﷺ کو محبت

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ خوشبو اور عطر آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۷۳، حاکم)

فَائِدَةٌ: تقرب الہی اور حضور ملائکہ کی وجہ سے آپ ﷺ اس کا اہتمام فرماتے آپ نظیف الطبع ہونے کی وجہ سے از حد محبت فرماتے باوجودیکہ آپ سراپا معطر تھے مگر پھر بھی عطر خوشبو خوب کثرت سے استعمال فرماتے۔

علامہ نووی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے لکھا ہے کہ آپ سراپا معطر تھے۔ مگر وحی ملائکہ کی آمد اور مجالس کی رعایت میں

کثرت سے خوشبو کا استعمال فرماتے۔ (شرح مسلم صفحہ ۲۵۶)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ازواج مطہرات کے یہاں عطر تلاش فرمایا کرتے تھے۔ (کنز جلد ۷ صفحہ ۷۳)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ اہتمام مطلوب اور مستحسن ہے۔ اپنے پاس نہ ہو تو اپنی بیوی بھائی بہن اور جس سے بے تکلفی ہو لے کر عطر کا استعمال کرنا محمود ہے۔

### بکثرت آپ ﷺ عطر کا استعمال فرماتے

حضرت ابراہیم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْكَ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کی اطلاع خوشبو سے ہوتی۔ (مرسل ابن سعد، کنز جلد ۷ صفحہ ۷۳)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں بہترین خوشبو آپ کو لگاتی یہاں تک کہ خوشبو کا نشان داڑھی اور سر مبارک پر ہوتا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۱)

آپ ﷺ اس کثرت سے عطر اور خوشبو کا استعمال فرماتے کہ آپ کو خوشبو سے ہی پہچانا جاتا اور خوشبو کے نشانات جسم اطہر پر باقی رہتے۔

### بیوی کا شوہر کو عطر لگانا

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کو خوشبو لگاتی۔ (بخاری صفحہ ۸۷۸)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگاتی۔ (بخاری صفحہ ۸۷۷)

فَإِنَّكَ لَا: بیوی کا شوہر کی ہر امر میں خدمت کرنا اس کی راحت کا خیال کرنا حسن معاشرت میں داخل ہے۔ بیوی کے لئے سنت ہے کہ شوہر کے کپڑوں میں عطر لگائے۔

### تہجد کے وقت عطر کا استعمال

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ آ خرشب میں عطر کا استعمال فرماتے۔

(ابو نعیم، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے (اولاً) استنجا اور

وضو فرماتے۔ پھر ازواج مطہرات کے گھر کسی کو عطر حاصل کرنے بھیجتے۔ (مسند بزار، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۳)

فَإِنَّكَ لَا: تہجد کے وقت خوشبو لگاتے اس لئے کہ یہ وقت اللہ پاک جل شانہ سے مناجات اور حضرات مالائکہ کی

حضور کی کا ہے اس لئے آپ اہتمام سے عطر لگاتے اور ازواج مطہرات کے گھروں سے حاصل فرماتے۔

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی روایت میں ہے کہ آ خرشب میں آپ ﷺ خوشبو استعمال فرماتے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۳ صفحہ ۵۳۳)

### روایت حدیث کے وقت عطر کا استعمال

حضرت ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں جب حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ خوشبو منگاتے ہاتھوں میں اور باہوں میں ملتے۔

**فَائِدَةٌ:** حضرت ثابت حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس روایت حاصل کرنے کے لئے آتے تو حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ روایت حدیث فرماتے تو عطر مل لیتے اسی وجہ سے محدث پیشی نے ”الطَّيْبُ عِنْدَ التَّحْدِيثِ“ باب قائم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پاک کی روایت کے وقت نظافت کے پیش اہتمام عطر لگالے۔ محدثین حضرات نے اس کا اہتمام کیا ہے۔

### وضو کے بعد عطر

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (ایک مشہور جلیل القدر صحابی ہیں) وضو سے فارغ ہوتے تو مشک ہاتھ اور داڑھی میں ملتے۔ (مجمع جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)

صاحب مجمع الزوائد نے الطیب بعد الوضو کا باب قائم کر کے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وضو کے بعد بھی خوشبو لگائے۔ حضرت سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بظاہر یہ عمل حضور پاک ﷺ سے سیکھا ہوگا۔

### اجتماع اور مجالس کے موقع پر عطر کا استعمال

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اس بات کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ اصحاب کی مجلس میں بلا عطر و خوشبو لگائے تشریف لے جائیں۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۵۳۳)

**فَائِدَةٌ:** کسی دینی مجلس میں شرکت کے لئے عطر لگانا بہتر ہے۔

### مختلف مواقع پر عطر کا استعمال

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح شمائل ترمذی میں لکھا ہے کہ ان موقعوں پر عطر کا اہتمام مناسب ہے جمعہ و عیدین کے دن، ذکر اور تعلیم کے وقت، اجتماعات اور محافل کے موقعوں پر، احرام کے وقت، زوجین کے باہمی ملاقات کے وقت۔ (جمع الوسائل صفحہ ۵)

### جمعہ کے دن عطر کا اہتمام سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھی طرح طہارت حاصل کرے، تیل لگائے، اور گھر کی خوشبو عطر لگائے پھر نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان پھاندے نہیں۔ پھر جس مقدار چاہے نماز پڑھے اور جب امام خطبہ دے تو خاموش ہو جائے تو جمعہ کے درمیان کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

حضرت ابوسعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بالغ پر غسل جمعہ لازم ہے اور یہ کہ مسواک کرے اور حسب استطاعت عطر لگائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جمعہ کا دن مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے۔ جمعہ آئے تو غسل کرو، عطر ہو تو عطر لگاؤ اور مسواک کرو۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹۸، تریغ جلد ۱ صفحہ ۳۹۸)

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں پر حق ہے کہ جمعہ کے دن غسل کریں۔ اور یہ کہ گھر میں جو عطر ہو استعمال کرے پس اگر نہ پائے تو پانی ہی خوشبو ہے۔ یعنی عطر نہ پا سکے تو غسل کافی ہوگا۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۹)

**فَائِدَةٌ:** جمعہ کے دن خوشبو اور عطر لگانا سنت ہے۔ اسی طرح عید و بقر عید کے موقعہ پر بھی عطر لگانا سنت ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے شرح شامل جمع الوسائل میں ذکر کیا ہے۔ (صفحہ ۵)

اسی طرح فقہاء کرام نے عید میں عطر کو مستحب قرار دیا ہے۔ مراقی کی شرح طحاوی میں ہے۔ عید کے دن خوشبو لگائے۔ (صفحہ ۱۰۵)

ابن قیم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ جمعہ کے دن کی پانچویں خصوصیت عطر کا استعمال ہے ہفتہ کے دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اس دن عطر کا استعمال زیادہ باعث فضیلت ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۷۷)

خیال رہے کہ غسل کے بعد یا غسل کے موقعہ پر خوشبو کا استعمال مسنون ہے۔

امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس پر باب قائم کیا ہے۔ خوشبودار صابن سے بھی یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے۔

### غسل حیض میں خوشبو کا استعمال

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے ایک عورت نے غسل حیض کا طریقہ معلوم کیا آپ نے فرمایا تھوڑا مشک لے لو اور اس سے پاکی حاصل کرو۔

**فَائِدَةٌ:** یعنی خون حیض کی بدبو کو دور کرنے کے لئے وہاں پر خوشبو کا ملنا مسنون ہے۔

حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ حیض اور نفاس کے غسل میں عطر اور خوشبو کا استعمال ہونا چاہئے یعنی مسنون ہے۔ (صفحہ ۳۳۰)

غسل کے بعد اگر دھونی دی جائے تب بھی ٹھیک ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے موقعہ پر خوشبودار صابن کا استعمال کرنا بھی بہتر ہے۔

### عطر مجموعہ و مرکب سنت ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ذریعہ خوشبو اپنے ہاتھوں سے لگایا۔

(بخاری)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی میں ہے کہ ہر مجموعہ و مرکب ذریعہ ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۶۳)

فَإِنَّكَ لَا: حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ ذریعہ چند خوشبوؤں کا مجموعہ اور مرکب ہے، حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے نووی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہند سے آنے والی خوشبوؤں میں سے ہے۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۱)

اس اعتبار سے آپ نے ہندی خوشبو کو استعمال کیا ہے جو اہل ہند کے لئے شرف کی بات ہے۔ صاحب سیرۃ الشامی نے غالبہ عطر لگانے کا ذکر کیا ہے جو مرکب خوشبو ہے اس سے ”عطر مجموعہ“ کو سنت قرار دیا جاسکتا ہے۔

### ہندی خوشبو آپ ﷺ کا پسندیدہ

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو عود میں سب سے زیادہ پسندیدہ قماری تھا۔ قماری ہندوستان میں پیدا ہونے والی ایک قسم کی عود کا نام ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)

### عود اور کافور کی دھونی سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا جب دھونی دیتے تو عود خالص کی اور کافور مع عود کے دھونی دیتے اور فرماتے کہ اسی طرح رسول پاک ﷺ دھونی دیتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۱، نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۸۳)

فَإِنَّكَ لَا: ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لکھتے ہیں کہ کبھی خالص عود اور کبھی مخلوط کی دھونی دیتے اسی طرح آپ ﷺ بھی دیتے تھے۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۶۲، مرقات)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے لوہان کی دھونی اور اگر بتی کی خوشبو کا استحباب ثابت ہو سکتا ہے یعنی کسی چیز کو جلا کر خوشبو کا حاصل کرنا بھی سنت میں داخل ہے۔ آپ ﷺ جسم اطہر پر تو خوشبو لگاتے اور گھر میں خوشبو عود کی دھونی دیتے تاکہ گھر بھی خوشبودار رہے اور فضا نظیف اور صاف رہے۔

لہذا خوشبو کا لگانا اور گھر میں خوشبو کی دھونی دینی مسنون اعمال میں سے ہے اس سے جہاں سنت کا ثواب ہوگا وہیں صفائی اور نظافت بھی حاصل ہوگی۔

### مشک آپ ﷺ کا پسندیدہ عطر

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو خوشبوؤں میں سب سے زیادہ مشک اور عود پسند

تھا۔ (بل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)

فَإِنَّكَ لَا: اس لئے مشک اور عود کا استعمال مسنون اور زیادہ باعث ثواب ہوگا۔

عود آپ ﷺ کا محبوب و پسندیدہ

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ خوشبوؤں میں آپ کو عود بہت پسند تھا۔ عود ایک خوشبودار لکڑی ہوتی ہے جس کے جلانے سے بہترین خوشبو نکلتی ہے۔ (بل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)

مردوں کے لئے کون سی خوشبو بہتر ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا کہ وہ آپ سے بیعت ہوا۔ آپ نے ان کو دیکھا تو ان پر زرد رنگ تھا۔ آپ نے بیعت سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ مردوں کے لئے وہ خوشبو ہے جس میں خوشبو غالب ہو اور رنگ ہلکا ہو اور عورتوں کے لئے وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو خوشبو بہت معمولی ہو۔ (جمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو غالب ہو یعنی خوب مہکتی ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو۔ اور خوشبو مغلوب بہت کم ہو۔

فَإِنَّكَ لَا: مطلب یہ ہے کہ مرد کو رنگین خوشبو استعمال نہیں کرنی چاہئے کہ رنگ عورتوں کے لئے ہے۔

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے بیان کیا ہے کہ مرد کے لئے گلاب، مشک، عنبر اور کافور مناسب ہیں اور عورتوں کے لئے زعفران صندل مناسب ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۵)

عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نکلنا منع ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو عورت عطر لگائے اور لوگوں پر گزرے کہ لوگ اس کی خوشبو کو پائیں تو وہ زانیہ ہے اور ہر آنکھ زنا کار ہوگی۔ (نسائی، آداب بیہقی صفحہ ۴۱۰)

فَإِنَّكَ لَا: جو لوگوں کو خوشبو سے متوجہ کرنے کے لئے خوشبو لگاتی ہے تو وہ زانیہ ہے کہ لوگوں کو دیکھنے کی طرف رغبت دلاتی ہے اور دیکھنے والی آنکھ بھی زنا کرنے والی ہوگی۔

البتہ اگر گھر میں ہی عطر لگا کر شوہر کے پاس رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (شرح شمائل صفحہ ۵)

مردوں کو زعفران ممنوع

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۱، الاحسان جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۹)

فَإِنَّكَ لَا: ملا علی قاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے مردوں کو بدن اور کپڑے پر زعفران لگانا ممنوع ہے ہاں تھوڑا

معمولی سا لگائے یا لگ جائے تو گنجائش ہے کہ آپ ﷺ نے اس مقدار میں بعض صحابہ پر دیکھا تو منع نہیں فرمایا۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۲۶۱)

مردوں کے لئے وہ خوشبو جس میں رنگ غالب ہو منع ہے جیسے زعفران، مہندی، ورس، عصفر، وغیرہ بلکہ ایسی خوشبو لگانا مسنون ہے جس میں بوزیادہ ہو اور رنگ کا اثر معمولی ہو جیسے عام عطر ہوتا ہے۔

### عطر حنا کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو حنا ہے۔

(طبرانی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حنا کا پھول لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ خوشبوئے جنت کے مشابہ ہے۔ (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۵، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

### حنا خوشبوؤں کا سردار ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبوؤں کا سردار حنا ہے۔ (طبرانی، مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۰)

ایک روایت میں ہے کہ حنا دوسرے کے لئے مفید ہے۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو حنا کا رنگ تو پسند تھا مگر اس کی خوشبو نہیں۔ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۱۷)

### خوشبو اور عطر جنت سے ہے

حضرت ابو عثمان مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس شخص کو ریحان دیا جائے اس کو چاہئے کہ لوٹائے نہیں اس لئے کہ اس کی اصل جنت سے نکلی ہے۔ (شمائل صفحہ ۱۵)

فَائِدَةٌ: ریحان ہر خوشبو کو کہتے ہیں۔ (شرح مناوی صفحہ ۵)

ملا علی قاری رَحِمَهُ اللہُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ جنت سے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جنت سے یہ خوشبو نکلی ہے بلکہ اس کی ابتداء اور اصل جنت سے ہے اور یہ خوشبو دنیا کی پیداوار ہے۔ بلکہ اس کی نقل اور نمونہ ہے۔ ورنہ تو جنت کی خوشبو تو پانچ سو سال کی مسافت سے مہکتی ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ ۶)

### لوگوں کا اکرام عطر سے کرنا سنت ہے

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کا اکرام کرو اور افضل طریقہ اکرام کا عطر کے ساتھ ہے کہ اس میں کوئی تکلیف بوجھ نہیں۔ (مجمع جلد ۵ صفحہ ۱۶۱)

فَإِنَّكَ لَا: اکرام کا نہایت ہی سہل اور بلا تکلف طریقہ ہے کہ عطر کا ہدیہ پیش کر دے ہدیہ اور سنت دونوں کا ثواب پائے گا۔

### عطر دان سنت ہے

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک ڈبہ (عطر دان) تھا جس سے آپ عطر لگایا کرتے تھے۔ (آداب بیہقی صفحہ ۳۰۹)

فَإِنَّكَ لَا: سرمہ دانی کی طرح عطر دانی بھی مسنون ہے کہ حسب موقعہ اس سے نکال کر لگایا جاسکے۔

حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ نجاشی نے شیشی میں عطر ہدیہ پیش کیا تھا۔ (سیرۃ جلد ۵ صفحہ ۵۳۷) لہذا (کسی عطر دان یا شیشی میں عطر کا رکھنا اور حسب موقعہ لگانا اپنے پاس رکھے رہنا مسنون ہوگا)۔

### مشک و عنبر

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے معلوم کیا گیا کہ آپ ﷺ عطر لگاتے تھے (چونکہ آپ خود معطر تھے) کہا ہاں پوچھا گیا مردوں کا بہترین عطر کیا ہے فرمایا مشک و عنبر۔ (نسائی صفحہ ۲۸۱)

### مشک بہترین خوشبو ہے

حضرت ابوسعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مشک تمام خوشبوؤں میں سب سے بہتر ہے۔ (نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۹۳، عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۶۱)

ابوسعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے مشک کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ تمام عطروں میں سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

فَإِنَّكَ لَا: حافظ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ آپ سب سے بہترین قیمتی عطر لگاتے جو مشک ہے۔

(جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۰)

افسوس کہ آج امت اس محبوب سنت سے غافل ہے۔ اولاً تو عموماً عطر کا استعمال نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو صرف عید و بقر عید کے موقعہ پر حالانکہ عطر کا استعمال ہمیشہ مسنون ہے اور عید وغیرہ کے موقعہ پر جو استعمال کرتے ہیں تو وہ بھی ارزاں سے ارزاں ڈھونڈتے ہیں جو تیل کی مانند ہوتا ہے۔ عطر جو محبوب سنت ہے اس پر روپیہ لگانا گراں معلوم ہوتا ہے اور کپڑے تو قیمتی قیمتی خریدتے ہیں جوتوں اور واہی تباہی میں سینکڑوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں جس کا اہتمام آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔ آج یہ سنت عموماً متروک ہوتی جا رہی ہے جو بہترین عطر مشک و عنبر عود استعمال کرے گا سنت کا عظیم ثواب پائے گا اسی وجہ سے امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کی اہمیت کے پیش نظر عمدہ عطر کے استعمال کے استحباب پر باب قائم فرمایا ہے۔



سر اور داڑھی میں عطر لگانا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ خوشبو کے نشانات کو آپ ﷺ کے سر مبارک میں دیکھتی۔

(بخاری صفحہ ۲۰۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ داڑھی اور سر مبارک پر ورس (ایک خوشبودار پتی) اور زعفران لگاتے۔ (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۳۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے سر مبارک میں مشک دیکھا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۶)

حضرت سلمہ بن اکوع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مشک کو لیتے سر اور داڑھی پر لگاتے۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۷۲، مرقات جلد ۲ صفحہ ۳۶۲)

### مانگ میں خوشبو

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی مانگ میں خوشبو کے نشانات دیکھ رہی ہوں۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۸، طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۶۵)

آپ عطر لگاتے تو بسا اوقات سر اور داڑھی میں بھی لگاتے اصل میں آپ کو خوشبو سے بہت زیادہ مناسبت اور محبت تھی چنانچہ حج کے موقع پر جو سر میں عطر لگایا تھا مانگ میں اس کا اثر نمایاں ہو رہا تھا۔

### آپ ﷺ کا محبوب اور پسندیدہ عطر

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ مشک اور عود پسند تھا۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۳۷)



# عصا کے استعمال کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

## عصا کا استعمال سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عصا کا استعمال فرماتے تھے۔

(سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۹)

حضرت عوف بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو

آپ کے دست مبارک میں عصا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

اس کے ساتھ سونے کی انگوٹھی اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں عصا تھا آپ نے اس عصا سے اس کی انگلی پر مارا۔

(سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

فَإِنَّكَ لَا: مردوں پر سونے کی انگوٹھی حرام ہے۔ اس لئے آپ نے تنبیہ کے طور پر ایسا کیا اس سے معلوم ہوا کہ

اگر کوئی شخص ناجائز و حرام امور کا مرتکب ہو تو اس سے خاموشی اختیار نہ کی جائے بلکہ اسے تنبیہ کی جائے اور اسے

باز رکھنے کی کوشش کی جائے۔

## عصا حضرات انبیاء کرام عَلَيهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی سنت ہے

حضرت موسیٰ عَلَيهِ السَّلَامُ سے عصا کا استعمال قرآن پاک سے ثابت ہے۔ حضرت شعیب عَلَيهِ السَّلَامُ نے جو

عصا حضرت موسیٰ کو دیا تھا یہ حضرت آدم عَلَيهِ السَّلَامُ جنت سے لائے تھے۔ جو جنت کی لکڑی آبنوس سے بنا تھا۔

حضرت آدم عَلَيهِ السَّلَامُ سے یہ عصا حضرت نوح عَلَيهِ السَّلَامُ و حضرت ابراہیم عَلَيهِ السَّلَامُ وغیرہ کے پاس سے

ہوتا ہوا حضرت شعیب عَلَيهِ السَّلَامُ تک پہنچا تھا۔ (الفتوحات الالہیہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۶)

بحر محیط میں ہے کہ جنت سے یہ عصا حضرت آدم عَلَيهِ السَّلَامُ کے ساتھ زمین پر اتر آئی۔ (جلد ۶ صفحہ ۲۳۵)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ عصا کا استعمال جلیل القدر حضرات انبیاء عَلَيهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ عصا کا سہارا لینا انبیاء کرام عَلَيهِمُ السَّلَام کے اخلاق و عادات میں سے ہے۔ حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ عصا کا استعمال فرماتے تھے اور اس کے استعمال کا حکم دیتے تھے۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۹)

علامہ سیوطی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ عصا کا استعمال مؤمن کی علامت اور حضرات انبیاء کرام عَلَيهِمُ السَّلَام کی سنت ہے۔ (الحاوی جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۸)

میمون بن مہران رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کہتے ہیں کہ عصا رکھنا حضرات انبیاء عَلَيهِمُ السَّلَام کی سنت اور مؤمن کی پہچان ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۸)

حضرت محمد ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ بسا اوقات آپ ﷺ عصا یا اس کے مثل چھڑی یا کھجور کی شاخ وغیرہ رکھ لیتے۔

چنانچہ مسند حمیدی میں حضرت ابوسعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کھجور کی شاخ کو پسند فرماتے اسے ہاتھ میں رکھتے۔ ہاتھ میں رکھے ہوئے مسجد میں داخل ہو جاتے۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

قبیلہ بنت مخرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۷)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ عصا چھڑی وغیرہ کا رکھنا سنت ہے یہ کوئی استخفاف و ذلت کی بات نہیں۔

### عصا حضرت ابراہیم عَلَيهِ السَّلَام کی سنت ہے

حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے فرمایا کہ عصا کا استعمال کرو حضرت ابراہیم عَلَيهِ السَّلَام نے عصا کا استعمال کیا ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۸۹)

### عصا موسیٰ عَلَيهِ السَّلَام کی لمبائی

حضرت موسیٰ عَلَيهِ السَّلَام کا عصا ان کی قامت کے برابر تھا جو بارہ ہاتھ تھا ایک قول میں اس کی لمبائی دس ذراع تھی جو آپ کی قامت سے کم تھا۔ (بحر محیط جلد ۶ صفحہ ۲۳۵)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ عصا کی لمبائی عصا رکھنے والے کی قامت کے برابر ہو سکتی ہے۔ اس سے چھوٹی بھی ہو سکتی ہے آپ ﷺ کے عصا کی لمبائی کا علم نہ ہو سکا۔

### عصا کا استعمال مستحب ہے

علامہ آلوسی بغدادی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے سورہ طہ کی آیت ”آتَوْكَأ عَلَيْهَا“ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت

کریمہ سے عصا کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ (جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۷)

فَإِنَّكَ لَا: آج عصا کا استعمال امت میں متروک ہو چکا ہے سنت کی حیثیت سے اس کے استعمال اور رائج کرنے کا بڑا ثواب ہے مبارک ہیں وہ بندے جو سنتوں کے متلاشی اور اس پر خلوص کے ساتھ عمل کرنے والے ہیں۔

### چلنے کے وقت عصا کا رکھنا اور سہارا لینا مسنون ہے

حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ عصا کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۷۲)

حضرت عبداللہ بن انیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے رسول پاک ﷺ کے پاس عصا تھا جس سے آپ سہارا لئے ہوئے تھے آپ نے ان کو دے دیا۔ (طبرانی صفحہ ۵۸۹)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ (مختصر ابن ماجہ صفحہ ۱۳۱)

حارث نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (جو آپ ﷺ کے خادم خاص تھے) جب آپ کہیں باہر تشریف لے جاتے تو جوتا پہناتے پھر آپ عصا لیتے اور چلتے پھر جب آپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے جوتا کھولتے ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ میں دے دیتے اور عصا ان کے حوالے فرما دیتے۔

(سبل الہدی جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آپ ﷺ کے خادم خاص تھے۔ سفر و حضر میں آپ کی خدمت کیا کرتے تھے خاص کر کے آپ کے جوتے عصا اور مسواک کے ذمہ دار تھے اس کا انتظام ان کے حوالے تھا۔

### سفر میں بھی عصا کا استعمال مسنون ہے

حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنے عصا کو سفر میں رکھ لیتے اور نماز پڑھ لیتے یعنی سترہ کے طور پر استعمال فرماتے۔ (سبل الہدی جلد ۷ صفحہ ۵۸۸)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں آپ عصا رکھتے تھے سفر میں عصا رکھنا حضرات انبیاء کرام عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کی سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سفر اور حضر میں آپ کا عصا رکھتے تھے۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ صاحب عصا النبی ﷺ کے لقب سے نوازے گئے۔ (الجامع لاحکام القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۹)

## عصا کے استعمال کا حکم اور تاکید

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ عصا کے استعمال کا حکم دیتے تھے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۹۹)

حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا عصا کا استعمال کرو حضرت ابراہیم عَلِيهِ السَّلَام نے عصا کا استعمال کیا ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۸۹)

عبداللہ بن انیس اسلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو آپ ﷺ نے عصادیتے ہوئے فرمایا کہ لو اور اسے استعمال کرو۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

## آپ ﷺ کے ترکہ میں عصا تھا

ابوالحسن ضحاک نے محمد بن مہاجر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے واسطے سے حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس نبی پاک ﷺ کی چار پائی، عصا، پیالہ، لگن، تکیہ جس کا بھراؤ چھال سے تھا اور کپڑے کا ایک ٹکڑا اور رحل تھا جسے وہ اہل قریش کو دکھاتے اور کہتے کہ لو دیکھو یہ ان کی میراث ہے جو اللہ پاک کے نزدیک مکرم و معزز تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۶۳)

فَإِنَّكَ لَا: اس سے معلوم ہوا کہ عصا کا استعمال آپ ﷺ نے اخیر تک کیا ہے اور آخر تک رہا تب ہی تو آپ کے ترکہ میں شامل ہوا۔

## عصا کے سہارے خطبہ دینا مسنون ہے

حکم بن حزن کلفی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے قیام (مدینہ) کے موقعہ پر جمعہ کے دن آپ ﷺ کو عصا یا کمان کے سہارے خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ (مختصر ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

حضرت عبدالرحمن بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب جنگ کے موقعہ پر خطبہ دیتے تو کمان کے سہارے دیتے اور جب جمعہ کے موقعہ پر (مدینہ منورہ میں) خطبہ دیتے تو عصا کے سہارے دیتے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۷۷)

ابن شہاب زہری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (جو جلیل القدر تابعین میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ آپ ﷺ (جمعہ کے دن) خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو عصا لیتے اور اس کے سہارے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔ اسی طرح عصا کے سہارے صدیق اکبر، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ خطبہ دیتے۔ (مراہیل ابوداؤد صفحہ ۷)

فَإِنَّكَ لَا: یعنی حضور پاک ﷺ اور اس کے بعد خلفاء کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے عصا

کے سہارے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے یہ آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کی سنت ہے چنانچہ آج بھی مدینہ منورہ میں ممبر نبوی پر امام خطبہ عصا کے سہارے دیتا ہے۔

حضرت عطاء رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے پوچھا گیا کہ جب آپ ﷺ خطبہ دیتے تو کیا عصا کے سہارے خطبہ دیتے؟ جواب دیا کہ ہاں آپ عصا کے سہارے خطبہ دیتے۔

حضرت ابن مسیب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ عصا کے سہارے خطبہ دیتے تھے۔ پہلے آپ کھجور کے تنہ پر خطبہ دیا کرتے (جسے ممبر بننے کے بعد دفن کر دیا گیا) جب ممبر بن گیا تب بھی آپ عصا کے سہارے خطبہ دیتے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کسی سہارے پر عصا وغیرہ کے خطبہ دیتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

سعد قرظ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جو نبی پاک ﷺ کے مؤذن تھے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب جمعہ کا خطبہ دیتے تو عصا کے سہارے ممبر پر خطبہ دیتے۔ اسی طرح آپ کے بعد حضرات خلفاء راشدین بھی عصا کے سہارے خطبہ دیتے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

### عیدین کا خطبہ عصا کے سہارے دینا مسنون ہے

براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو عید کے دن کمان دیا گیا آپ نے اسی پر خطبہ دیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۶۲، بل الہدی جلد ۸ صفحہ ۳۱۹)

سعد بن عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جو آپ کے مؤذن تھے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جب عیدین میں خطبہ دیتے تو کمان کے سہارے خطبہ دیتے۔ (بل الہدی جلد ۸ صفحہ ۳۱۹)

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کا عمل اور سنت ہے کہ جمعہ کا یا عیدین کا خطبہ عصا کے سہارے دیتے۔

یعنی ممبر پر چڑھ کر عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے افسوس کہ خطبہ کا یہ مسنون طریقہ بالکل چھوٹ گیا ہے۔ ہندو پاک میں تو ایسا متروک ہو گیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے خطیبوں کو اور ذمہ داران مسجد کو چاہئے کہ اس مسنون طریقہ کو اختیار کریں عصا کے سہارے خطبہ دیں ہر مسجد میں ایک عصا کا انتظام رکھیں مسنون اعمال و طریق کو زندہ کرنے کا ثواب سوشہیدوں کے برابر ہے۔

### فقہاء کرام نے بھی عصا کے استحباب کو ذکر کیا ہے

علامہ شامی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے قہستانی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ جس طرح خطبہ میں قیام

سنت ہے اسی طرح عصا کا سہارا بھی سنت ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۰۹)

جن بعض فقہاء سے اس کی کراہت وارد ہے وہ مرجوح ہے صحیح نہیں اسی وجہ سے علامہ شامی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے درمختار کی نقل کراہت پر قہستانی کے حوالہ سے گویا رد کرتے ہوئے عصا کے استعمال کو خطبہ میں سنت قرار دیا ہے۔ جس کا واضح مفہوم ہے کہ کراہت کا قول قابل اعتبار نہیں بلکہ اس کے خلاف سنت ہے۔ اور یہی صحیح اور ثابت بالحدیث ہے۔ (شامی جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

### عصا کے فوائد اور منافع

حسن بصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عصا کے متعلق فرماتے ہیں اس میں چھ خصوصیتیں ہیں: ① انبیاء کی سنت ② صلحاء کی زینت ③ دشمنوں پر ہتھیار ④ کمزوروں ضعیفوں کا معاون ⑤ منافقین کے لئے باعث غم ⑥ زیادتی طاعات۔

علامہ قرطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے اس کے فوائد کو ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مؤمن کے پاس جب عصا ہوتا ہے تو اس سے شیطان بھاگتا ہے فاجر اور منافق اس سے خوف کھاتے ہیں نماز پڑھے تو قبلہ ہو جاتا ہے تھک جائے تو قوت کا باعث ہوتا ہے۔

تفسیر الجامع میں علامہ قرطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے ذکر کیا کہ حجاج نے ایک اعرابی سے جس کے ہاتھ میں عصا تھا پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا عصا ہے جسے میں نماز کے وقت سترہ بنا لیتا ہوں اپنے جانوروں کو ہانکتا ہوں سفر میں اس سے قوت حاصل کرتا ہوں (اس کے سہارے چلتا ہوں) چلنے میں اس کا سہارا لے کر قدم بڑھاتا ہوں اس کے سہارے نہر میں چھلانگ لگاتا ہوں گرنے پھسلنے سے محفوظ رہتا ہوں دھوپ کے وقت کپڑے ڈال کر سایہ کر کے دھوپ سے بچتا ہوں اس سے دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں کاٹنے والے کتے سے حفاظت حاصل کرتا ہوں۔

### عصا کے استعمال کرنے والے کم ہوں گے

حضرت عبداللہ بن انیس اسلمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو آپ ﷺ نے عصا (ہدیہ) دیتے ہوئے فرمایا لو اور اسے استعمال کرو قیامت میں (لوگوں کو معلوم ہوگا) عصا کے استعمال کرنے والے بہت کم لوگ ہوں گے۔ جب عبداللہ بن انیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کا عطا فرمودہ عصا ان کے ساتھ (تبرکاً) دفن کر دیا گیا۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

فَاِنَّكَ لَا: عصا کا استعمال عرف اور عام رواج میں شان کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔

اس کے استعمال میں ایک قسم کا تواضع اور اظہار ضعف و مسکنت ہے اس وجہ سے بہت کم لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں۔

آج آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے۔

آپ کا عطا فرمودہ عصا آپ کی یادگار اور تبرک تھا اس وجہ سے تبرکاً دفن کر دیا گیا جو محبت اور عقیدت کی علامت ہے۔

